

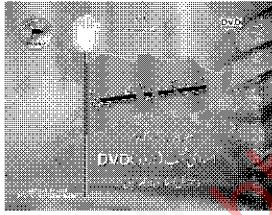
حیاتِ طیبہ

شہزادیِ مسلم کلشوم بنت علی

علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ملک مقیم ہیں
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔



منجانب۔

سیل سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان



۷۸۶

۹۲-۱۱۰

یا صاحب الزماں اور کئی



لبیک یا حسینؑ

نذر عباس
خصوصی تعاون: رضوان رضوی

اسلامی کتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری -

SABIL-E-SAKINA

Unit#8,

Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.

www.sabeelesakina.page.tl

sabeelesakina@gmail.com

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

دوسری ثانی زہرا ہیں بہ اوصافِ تمام
اُمّ کلثومؓ پہ واجب ہے دُرود اور سلام
(تجمّ آندی)

حیاتِ طیبہ

شہزادی اُمّ کلثوم بنتِ علیؑ

.....تالیف.....

علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی



جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : حیاتِ طیبہ شہزادی اُمّ کلثوم بنت علی سلام اللہ علیہا

تالیف : علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی

اشاعت : اول (۱۴۳۱ھ بمطابق ۲۰۱۰ء)

کمپوزنگ : ریحان احمد

تعداد : ایک ہزار

قیمت : ۶۰۰ روپے

ناشر : مرکزِ علومِ اسلامیہ

I-4 نعمان ٹیرس، فیز-III، گلشن اقبال، بلاک-11

کراچی۔ فون: 02134612868

0300-2778856

..... ﴿ کتاب ملنے کا پتہ ﴾

مرکزِ علومِ اسلامیہ

I-4 نعمان ٹیرس، فیز-III، گلشن اقبال، بلاک-11

کراچی۔ فون 02134612868

website: www.allamazameerakhtar.com



حضرت اُمّ کلثومؓ پر امام حسینؑ کا سلام

فَقَامَ عَلَى بَابِ الْفُسْطَاطِ
وَنَادَى يَا أُخْتِي زَيْنَبُ وَيَا
أُخْتِي أُمَّ كَلْثُومٍ وَيَا سَكِينَةَ
وَيَا رَبَّابُ عَلَيَّكَ مِنِّي السَّلَامُ
خَلِيفَتِي عَلَيْكُمْ اللَّهُ

ترجمہ: پس دروازہ خیمہ پر کھڑے ہو کے حسینؑ
نے آواز دی اے بہن میری زینبؓ و اُمّ کلثومؓ اور
اے سکینہؓ اور اے ربابؓ تم سب کو سلامِ آخری
میرا پہنچے کہ اب میں رخصت ہوتا ہوں اور تم کو
خدا کے سپرد کرتا ہوں۔



موسیٰ کلیم اللہ کی بہن کلثومؑ

وَقَالَتْ لِأُخْتِهِ قُصِّيه
فَبَصَّرَتْ بِهِ عَنْ جُنُبٍ
وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝

.....﴿ترجمہ﴾.....

فرعون اور فرعون والوں کو یہ معلوم ہی نہ تھا
اور نہ شعور تھا کہ موسیٰ کے ساتھ موسیٰ کی
بہن بھی آرہی ہے۔ (سورہ قصص - ۲۸..... آیت ۱۱)



حسینؑ کی بہنیں فاتحِ شام زینبؑ و اُمّ کلثومؑ

یزید اور یزید والوں کو یہ خبر ہی نہ تھی
اور نہ شعور تھا کہ حسینؑ کی بہنیں
زینبؑ و اُمّ کلثومؑ حسینؑ کے ساتھ
آ رہی ہیں۔



زیارت حضرت ام کلثوم سلام اللہ علیہا

”فَقَامَ عَلَى بَابِ الْفُسْطَاطِ وَنَادَى يَا أُخْتِي زَيْنَبُ وَيَا أُخْتِي
أُمِّ كَلْثُومٍ وَيَا سَكِينَةَ وَيَا رَبَابَ عَلِيٍّ كُنْ مِنِّي السَّلَامُ
خَلِّفْنِي عَلَيْكُمْ اللَّهُ“

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بِنْتُ نَبِيِّ
اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بِنْتُ مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفَى السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا
بِنْتُ وَلِيِّ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بِنْتَ عَلِيٍّ الْمُرْتَضَى سَيِّدِ
لَاؤِصِيَاءِ وَالصِّدِّيقِينَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بِنْتَ قَاطِمَةَ الزُّهْرَاءِ
سَيِّدَةِ نِسَاءِ الْعُلَمَاءِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أُخْتَ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ
سَيِّدَتِي شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَجْمَعِينَ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيَّتُهَا السَّيِّدَةُ
الرَّزْكَيَّةُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيَّتُهَا الدَّاعِيَةُ الْخَفِيَّةُ السَّلَامُ عَلَيْكَ
أَيَّتُهَا النَّعِيَّةُ النَّعِيَّةُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيَّتُهَا الرَّاضِيَةُ الْمَرْضِيَّةُ السَّلَامُ
عَلَيْكَ أَيَّتُهَا الْعَالِمَةُ الْغَيْرُ الْمُعَلَّمَةِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيَّتُهَا الْفَاهِمَةُ
الْغَيْرُ الْمُفْهَمَةِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيَّتُهَا الْمَظْلُومَةُ السَّلَامُ عَلَيْكَ
أَيَّتُهَا الْمَهْمُومَةُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيَّتُهَا الْمَغْمُومَةُ السَّلَامُ عَلَيْكَ
أَيَّتُهَا الصِّدِّيقَةُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيَّتُهَا الْمَكْرُوبَةُ السَّلَامُ عَلَيْكَ
أَيَّتُهَا الْمَأْسُورَةُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيَّتُهَا الصَّاحِبَةُ الْمَصِيبَةِ الْعُظْمَى
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أُمِّ كَلْثُومٍ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

﴿توجہ﴾ زیارت حضرت اُمّ کلثومؑ سلام اللہ علیہا

”پس دروازہ خیمہ پر کھڑے ہو کے حسینؑ نے آواز دی اے۔ بہن میری نہ سب و اُمّ کلثومؑ اور اے سیکندہؑ اور اے ربابؑ تم سب کو سلام آخری میرا بچے کباب میں رخصت ہوتا ہوں اور تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔“

سلام ہو آپ پر اے دختر رسولؐ خدا، سلام ہو آپ پر اے اللہ کے نبیؐ کی بیٹی، سلام ہو آپ پر اے محمد مصطفیٰؐ کی بیٹی، سلام ہو آپ پر اے اللہ کے ولیؐ کی بیٹی، سلام ہو آپ پر اے دختر علی مرتضیٰؑ کی کہ جو وصیوں کے اور صدیقوں کے پیشوا ہیں، سلام ہو آپ پر اے فاطمہؑ زہراؑ کی بیٹی کہ جو سردار ہیں تمام جہانوں کی عورتوں کی، سلام ہو آپ پر اے ہمشیرہ حسنؑ و حسینؑ کی سردار ہیں تمام جوانانِ اہل جنت کے، سلام ہو آپ پر اے سیدہ پاک و پاکیزہ، سلام ہو آپ پر اے در پردہ حق کی دعوت دینے والی، سلام ہو آپ پر اے اللہ سے ڈرنے والی پاک و پاکیزہ، سلام ہو آپ پر اے وہ بی بی جو اللہ سے راضی ہے اور اللہ ان سے راضی ہے، سلام ہو آپ پر اے وہ بی بی جو عالم ہے بغیر کسی کے تعلیم دیئے ہوئے، سلام ہو آپ پر اے وہ بی بی جو فہیمہ (سمجھنے والی) ہیں بغیر کسی کے سمجھائے، سلام ہو آپ پر اے وہ بی بی کہ جس پر ظلم کیا گیا، سلام ہو آپ پر اے رنجیدہ بی بی، سلام ہو آپ پر اے غمگین بی بی، سلام ہو آپ پر اے سچ بولنے والی، سلام ہو آپ پر اے وہ بی بی جس نے مشقت برداشت کی، سلام ہو آپ پر اے وہ بی بی جو قیدی بنی رہی، سلام ہو آپ پر اے وہ بی بی جس نے عظیم مصائب برداشت کئے، سلام ہو آپ پر اے اُمّ کلثومؑ اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔

شہزادی اُم کلثومؓ کا فرمان

علیؑ کے نام لینے والوں سے میری یہ خواہش ہے کہ جہاں تک ہو سکے ایسے سوال نہ کریں جس کے بعد اعتقاد بگڑنے کی نوبت آجائے۔ ہمارے کنبہ بھر کی یہی خواہش ہے کہ ہمارے چاہنے والے بہترین عقیدہ رکھیں اور خدا کے آگے سرخرو ہو جائیں۔ اللہ تم سب کی مدد کرے اور ایمان کامل کرے شاہِ کربلا کے صدقے سے۔ میرے مظلوم بھائی کے رونے والو! اگر تم جان جاؤ کہ تم اپنے رب کو کتنے عزیز ہو تو تمہارا فخرِ غرور کی حد تک پہنچ جائے۔ حسینؑ پر ایک آنسو نکالنا کیا ثواب رکھتا ہے۔ صرف ایک آنسو اور تم تو ہزاروں آنسو بہا دیتے ہو، جس طرح حسینؑ کی بہنیں بہاتی ہیں، جس طرح حسینؑ کی ماں بہاتی ہے۔ جب تک ہم کو اپنا کام پورا کرنا تھا ہم نے اپنے آنسو روکے رکھنے کی کوشش کی اور کامیاب ہوئے لیکن جس وقت سے ہمارا کام پورا ہو گیا ہم نے ان کو روکنے کی کوشش نہیں کی اور وہ بھی اتنا بہتے ہیں کہ اگر کبجا کئے جائیں تو سمندر بن جائیں۔

خواہراں حسینؑ کے آنسو اب روکنا جانتے ہی نہیں۔ اس فرزندِ حسینؑ کے آنسو جو زندگی بھر رویا بابا کے لئے۔ بھلا اب کوئی کیا روک سکتا ہے۔ میرا غریب بچہ کہتا ہے اگر اس کو کوئی روکے رونے سے اماں یہ آنسو میرے قلب کی آگ بجھاتے ہیں۔ اگر میں ایک پل روکنا چاہوں تو میرے سینے میں وہ آگ روشن ہو جاتی ہے جس سے تمام جسم سجاڑ جلنے لگتا ہے۔ آہ آہ۔

(بحوالہ کتاب ”حرفِ غیب“)

معصوم کی بیٹی معصومہ

اُمّ کلثومؑ

اے صلی علیٰ رتبہ اُمّ کلثومؑ
اسرارِ خدا بشر کو ہوں کیا معلوم

معصوموں کی فہرست میں شامل بھی نہیں
اور اس پہ یہ عالم ہے کہ بالکل معصوم
نجمِ آفندی



علیٰ محسن مومن:

قصیدہ درمدح جناب اُمّ کلثومؑ

نور عصمت کی ہی تصویر ہیں اُمّ کلثومؑ
اپنی نانی کی ہیں تصویر تو زینب لیکن
ناصر سید والا ہیں جناب زینبؑ
خود تلاوت جسے کرتی ہے لسان عصمت
بائی ماتم شبیرؑ ہیں خواہر ان کی
ان کی چادر کا بھی ہے دین خدا پر احساں
اب بھی دیتی ہے ہر اک آیہ کوثر یہ صدا
کیسے لکھا ہے مورخ نے انہیں بے اولاد
جیسے گویا تھیں کبھی بنتِ اسد کعبے میں
شعر تو کہتی ہیں یہ بھی ابوطالب کی طرح
ان کا بھائی ہے ابو الفضل تو یہ کیوں نہ کہوں

گوہر معدنِ تطہیر ہیں اُمّ کلثومؑ
اپنی دادی کی تو تصویر ہیں اُمّ کلثومؑ
ناصر زینبؑ و لکیر ہیں اُمّ کلثومؑ
دستِ خالق کی وہ تحریر ہیں اُمّ کلثومؑ
ناشر ماتم شبیرؑ ہیں اُمّ کلثومؑ
اس لئے دین کی توقیر ہیں اُمّ کلثومؑ
شہ کی طرح مری تفسیر ہیں اُمّ کلثومؑ
خواہر مالکِ تقدیر ہیں اُمّ کلثومؑ
اب اسی لہجے کی تقریر ہیں اُمّ کلثومؑ
نوعے میں نعت کی تاثیر ہیں اُمّ کلثومؑ
خود فضائل کی بھی توقیر ہیں اُمّ کلثومؑ

ہر دعا کہتی ہے اے مومن جناب حق میں

اے خدا ضامنِ تاثیر ہیں اُمّ کلثومؑ



فہرست

پیش لفظ..... (علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی)	۲۳
۱۔ ملکوئی انسان جو اصلاح قوم کرتے ہیں	۳۷
۲۔ رہبر صلح حسن بختی	۴۶
۳۔ غم انگیز داستان	۴۸
۴۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ	۴۹
۵۔ حضرت عمار یا ستر	۴۹
۶۔ انجام رسالت	۵۰
۷۔ ایمان کا برباد ہو جانا، حجر بن عدی کی شہادت	۵۲
۸۔ علیؑ وارث آسمانی خزانوں کا	۵۳
۹۔ عظمت ابوطالب	۵۶
۱۰۔ حضرت اُمّ کلثومؓ کے دادا حضرت ابوطالب	۵۸
۱۱۔ حضرت اُمّ کلثومؓ کی دادی فاطمہ بنت اسد	۶۰
۱۲۔ حضرت اُمّ کلثومؓ کی والدہ گرامی حضرت فاطمہؓ	۶۲
۱۳۔ حضرت اُمّ کلثومؓ کے نانا حضرت رسول خدا	۶۳



- ۱۴۔ حضرت اُمّ کلثومؓ رسول خدا کے جنازے پر گریہ کتنا تھیں ... ۶۴
- ۱۵۔ حضرت اُمّ کلثومؓ کی ثانی حضرت خدیجہ الکبریٰؓ ۶۵
- ۱۶۔ حضرت اُمّ کلثومؓ عالم نور سے عالم ظہور میں ۶۶
- ۱۷۔ حضرت اُمّ کلثومؓ کا سال ولادت ۷۸
- ۱۸۔ حضرت اُمّ کلثومؓ کا گہوارہ تربیت ۷۹
- ۱۹۔ حضرت اُمّ کلثومؓ کا بچپن ۸۴
- ۲۰۔ حضرت اُمّ کلثومؓ کا شجرہ مبارک ۹۶
- ۲۱۔ خاندانی عظمت اور حضرت اُمّ کلثومؓ کے اٹھارہ بھائی ۹۶
- ۲۲۔ حضرت اُمّ کلثومؓ کی ہمیشہ ۹۷
- ۲۳۔ حضرت اُمّ کلثومؓ کے عادات و خصائل ۹۷
- ۲۴۔ حضرت اُمّ کلثومؓ کی عمر ۹۷
- ۲۵۔ پابندیِ صوم و صلوٰۃ ۹۸
- ۲۶۔ ضابطہ قرآن ۹۹
- ۲۷۔ حضرت علیؓ کی صاحبزادیوں کے نام ۱۰۱

حضرت زینب کبریٰ بنت علیؓ	حضرت اُمّ کلثومؓ بنت علیؓ
حضرت فاطمہ بنت علیؓ	حضرت زینب صغریٰ بنت علیؓ
حضرت رقیہ (اُمّ کلثوم صغریٰ)	حضرت خدیجہ کبریٰ بنت علیؓ
حضرت اُمّ ہانی بنت علیؓ	حضرت اُمّ سلمیٰ بنت علیؓ
حضرت میمونہ بنت علیؓ	حضرت نفیسہ بنت علیؓ (اُمّ کلثوم اوسط)
حضرت اُمّ الحسن بنت علیؓ	حضرت رملہ کبریٰ بنت علیؓ



حضرت اُمّ الکرام (رحمۃ بنت علی) حضرت اُمّ جعفر جمانہ بنت علی
 حضرت سیکنہ بنت علی حضرت رقیہ صغریٰ بنت علی
 حضرت ثقیہ بنت علی حضرت رملہ صغریٰ بنت علی
 حضرت خدیجہ صغریٰ بنت علی حضرت اُدیٰ بنت علی

- ۲۸۔ حضرت اُمّ کلثوم کی شادی ۱۱۰
- ۲۹۔ حضرت عون بن جعفر (حضرت اُمّ کلثوم کے شوہر) ۱۱۲
- ۳۰۔ عون اور محمد ایک ہی شخصیت کے دو نام ۱۱۳
- ۳۱۔ حضرت زینب و حضرت اُمّ کلثوم اور قبر رسول کی زیارت ۱۱۳
- ۳۲۔ اولاد جناب جعفر طیار ۱۱۵
- ۳۳۔ جناب عبداللہ بن جناب جعفر طیار ۱۱۶
- ۳۴۔ اہم وضاحت (اسماء بنت عمیس شععی نام کی چار عورتیں ہیں) ۱۱۷
- ۳۵۔ حضرت اُمّ کلثوم کے شوہر عون محمد بن جعفر بن ابی طالب ۱۲۵
- ۳۶۔ حضرت اُمّ کلثوم کی اولاد جناب قاسم بن محمد بن جعفر طیار ۱۲۷
- ۳۷۔ حضرت اُمّ کلثوم کے بیٹے قاسم بن عون محمد کی شہادت ۱۳۶
- ۳۸۔ حضرت اُمّ کلثوم کی پوتی ۱۳۹
- ۳۹۔ حضرت اُمّ کلثوم سورہ کوثر کی مصداق ہیں
- ۴۰۔ حضرت اُمّ کلثوم کی نسل باقی ہے ۱۴۰
- ۴۰۔ حضرت علی کی تین بیٹیوں کے نام اُمّ کلثوم تھے ۱۴۰
- ۴۱۔ حضرت اُمّ کلثوم کا پہلا سفر (مدینے سے کوفے) ۱۴۱
- ۴۲۔ حضرت علی کے عہد خلافت میں حضرت زینب و حضرت اُمّ کلثوم



- کوفے میں تشریف لائی تھیں ۱۳۲
- ۴۳۔ حضرت اُمّ کلثوم باپ کی سوگوار ۱۵۲
- ۴۴۔ حالی شہادت امیر المومنین اور حضرت اُمّ کلثوم ۱۵۵
- ۴۵۔ حضرت اُمّ کلثوم بھائی حسن کی سوگوار ۱۵۹
- ۴۶۔ حضرت اُمّ کلثوم کادیئے سے سفر ۱۶۱
- ۴۷۔ ۲۸ رجب کو حضرت زینب اور حضرت اُمّ کلثوم کی سواری کی شان ۱۶۲
- ۴۸۔ حضرت اُمّ کلثوم کائے میں ورود ۱۶۳
- ۴۹۔ منزل سوق پر شہزادیوں کا اضطراب ۱۶۳
- ۵۰۔ حضرت اُمّ کلثوم اور واقعہ کربلا ۱۶۷
- ۵۱۔ شب عاشور حضرت اُمّ کلثوم کا اضطراب ۱۷۰
- ۵۲۔ حضرت زینب اور حضرت اُمّ کلثوم شب عاشور ۱۷۱
- ۵۳۔ عاشور کا دن اور حضرت اُمّ کلثوم ۱۷۳
- ۵۴۔ جناب زینب و اُمّ کلثوم اور روز عاشور ۱۷۵
- ۵۵۔ حضرات عون و محمد کی شہادت اور حضرت اُمّ کلثوم ۱۷۷
- ۵۶۔ حضرت عباس اور حضرت اُمّ کلثوم ۱۸۲
- ۵۷۔ حضرت اُمّ کلثوم اور شہادت علی اصغر ۱۸۳
- ۵۸۔ مرثیہ خوانی اُمّ کلثوم ۱۸۷
- ۵۹۔ امام حسین نے میت بہن اُمّ کلثوم کی طرف بڑھادی ۱۸۷
- ۶۰۔ شہادت بے شیر پر بے تابی میں سیدانیوں کا گھر سے باہر نکل پڑنا ۱۸۸
- ۶۱۔ حضرت اُمّ کلثوم خیمے میں لاش اصغر لائیں ۱۸۹



- ۶۲۔ حضرت زینب اور حضرت اُمّ کلثومؓ پر حسینؑ کا آخری سلام
- اور آخری الوداع ۱۹۰
- ۶۳۔ اس وقت حسینؑ کو عباسؑ یاد آ گئے ۱۹۲
- ۶۴۔ حضرت سید سجادؑ کا عزم جہاد اور حضرت اُمّ کلثومؓ ۱۹۳
- ۶۵۔ امام حسینؑ نے وصیت نامہ بہن اُمّ کلثومؓ کے سپرد کیا ۱۹۵
- ۶۶۔ حضرت زینب اور حضرت اُمّ کلثومؓ نے امام مظلومؑ کو گھوڑے پر سوار کیا ۱۹۵
- ۶۷۔ امام کا میدان جنگ میں تشریف لانا ۱۹۹
- ۶۸۔ فاطمہ صغریٰ کے قاصد کی آمد اور حضرت اُمّ کلثومؓ کا اضطراب ۱۹۹
- ۶۹۔ امام مظلومؑ کی شہادت کے وقت حضرت زینب اور حضرت اُمّ کلثومؓ کی مقتل میں آمد ۲۰۲
- ۷۰۔ خیام حرم میں ذوالجناح کی آمد اور حضرت اُمّ کلثومؓ کی آواز ۲۰۶
- ۷۱۔ امام حسینؑ کا مرثیہ دلوہ کہنا اہل بیت کی سنت ہے اُمّ کلثومؓ کا نوحہ ۲۱۰
- ۷۲۔ تارا جی خیام اور حضرت اُمّ کلثومؓ ۲۱۲
- ۷۳۔ اور خیام جل اٹھے ۲۱۶
- ۷۴۔ تارا جی خیام کے وقت چند کم سن بچوں کی دردناک شہادت ۲۱۹
- ۷۵۔ حضرت زینب اور حضرت اُمّ کلثومؓ نے بھی لاشے اٹھائے ۲۲۳
- ۷۶۔ حضرت زینب اور حضرت اُمّ کلثومؓ اہل حرم کی پاسبان ۲۲۳
- ۷۷۔ حضرت زینب اور حضرت اُمّ کلثومؓ کی اسیری ۲۲۸
- ۷۸۔ بہنیں بھائی کی لاش پر ۲۳۱



- ۷۹۔ شامِ غربیاں اور حضرت اُمّ کلثومؓ ۲۳۶
- ۸۰۔ حضرت اُمّ کلثومؓ کے گوشوارے چھین لئے گئے ۲۳۸
- ۸۱۔ گیارہ محرم اور حضرت اُمّ کلثومؓ ۲۳۸
- ۸۲۔ حضرت اُمّ کلثومؓ کو فے کے بازار میں ۲۴۰
- ۸۳۔ سیدہ اُمّ کلثومؓ کا خطبہ اور مرثیہ ۲۴۱
- ۸۴۔ جناب اُمّ کلثومؓ دختر علیؑ کا کوفہ میں خطبہ ۲۵۳
- ۸۵۔ شہادتِ امام حسینؑ کے بعد اسیرانِ حرم کا سفر کوفہ و شام ۲۶۰
- ۸۶۔ روایتِ سہل ابن حبیب اور حضرت اُمّ کلثومؓ کا پُر درد بیان ۲۷۳
- ۸۷۔ حضرت اُمّ کلثومؓ کا شام کی طرف سفر ۲۷۶
- ۸۸۔ اہل بیتؑ کا قادیسیہ میں ورود ۲۷۶
- ۸۹۔ اہل بیتؑ کا نکریت میں ورود ۲۷۷
- ۹۰۔ اہل بیتؑ کا وادیِ نخلہ میں ورود ۲۷۸
- ۹۱۔ اہل بیتؑ کا موصل میں ورود ۲۷۸
- ۹۲۔ نصیبین میں اہل بیتؑ کا ورود ۲۸۰
- ۹۳۔ اہل بیتؑ کا عین الورد اور دعوات میں ورود ۲۸۱
- ۹۴۔ اہل بیتؑ کا قنسرین میں ورود ۲۸۲
- ۹۵۔ اہل بیتؑ کا معرة النعمان میں ورود ۲۸۲
- ۹۶۔ اہل بیتؑ کا شیراز اور کفرطاب میں ورود ۲۸۳
- ۹۷۔ اہل بیتؑ کا سیبور میں ورود ۲۸۳
- ۹۸۔ اہل بیتؑ کا حماة میں ورود ۲۸۴



- ۹۹۔ اہل بیت کا حص اور کنسیہ قمیص میں درود ۲۸۵
- ۱۰۰۔ اہل بیت کا بعلبک میں درود ۲۸۵
- ۱۰۱۔ حضرت اُمّ کلثومؓ کی قوم جنات سے گفتگو ۲۸۶
- ۱۰۲۔ نصرانی کی شہادت پر حضرت اُمّ کلثومؓ کے تاثرات ۲۹۱
- ۱۰۳۔ بازارِ شام میں داخلہ ۳۰۵
- ۱۰۴۔ زندانِ شام میں ہند کی آمد ۳۰۹
- ۱۰۵۔ حضرت اُمّ کلثومؓ دربارِ یزید میں ۳۱۳
- ۱۰۶۔ دربارِ شام میں حضرت اُمّ کلثومؓ کا معجزہ ۳۱۶
- ۱۰۷۔ دربارِ شام میں حضرت اُمّ کلثومؓ کا دوسرا معجزہ ۳۱۹
- ۱۰۸۔ یزید ملعون کے محل میں اسیرانِ اہلبیتؓ کے زنانِ بنی امیہ سے مکالمے ۳۲۰
- ۱۰۹۔ یزید کی بہن کا مکالمہ اُمّ کلثومؓ خواہرِ حسینؑ سے ۳۲۱
- ۱۱۰۔ رسمِ عزاداری کی بنیاد ۳۲۲
- ۱۱۱۔ حضرت اُمّ کلثومؓ کا چہلم کے روز و رو کر بلا ۳۲۷
- ۱۱۲۔ جنابِ زینبؓ اور اُمّ کلثومؓ دوبارہ کر بلا میں ۳۲۸
- ۱۱۳۔ حضرت اُمّ کلثومؓ کی مدینے واپسی ۳۳۲
- ۱۱۴۔ مدینہ کے درود پوار کو دیکھ کر اُمّ کلثومؓ کا نوحہ غم ۳۳۲
- ۱۱۵۔ واپس مدینے آنے کے بعد نبیؐ زاد یوں کے حالات ۳۳۶
- ۱۱۶۔ حضرت اُمّ کلثومؓ نانا رسولؐ خدا کے روضے پر ۳۳۱
- ۱۱۷۔ حضرت اُمّ کلثومؓ نے نانا کو پرسہ دیا ۳۳۳
- ۱۱۸۔ اُمّ کلثومؓ ماں فاطمہ زہراؑ کے مزار پر ۳۳۶



- ۱۱۹۔ اس کے بعد شہزادیاں امام حسنؑ کے مزار پر آئیں ۳۴۶
- ۱۲۰۔ رسی کے نشان ۳۴۷
- ۱۲۱۔ مدینے کے اُجڑے مکان ۳۵۰
- ۱۲۲۔ مدینے کی خواتین شہزادیوں کی قدمبوسی کو آئیں ہیں ۳۵۰
- ۱۲۳۔ قاسم بن حسینؑ کے انجام کے بعد حضرت زینبؑ اور
حضرت اُمّ کلثومؑ کی وفات ہوئی تھی ۳۵۰
- ۱۲۴۔ حضرت اُمّ کلثومؑ تاحیات عزائے حسینؑ میں سوگوار ہیں ۳۶۱
- ۱۲۵۔ حضرت زینبؑ کی وفات کا صدمہ حضرت اُمّ کلثومؑ نے
بہن کا جنازہ دیکھا ۳۶۲
- ۱۲۶۔ حضرت اُمّ کلثومؑ کی وفات ۳۶۶
- ۱۲۷۔ مرثیہ درحال وفات حضرت اُمّ کلثومؑ ۳۶۷
- ۱۲۸۔ حضرت اُمّ کلثومؑ کی وفات واقعہ کربلا کے بعد ہوئی ۳۷۰
- ۱۲۹۔ حضرت اُمّ کلثومؑ و شعر و ادب ۳۷۵
- ۱۳۰۔ کلمات السادات، سادات الکلمات ۳۷۵
- ۱۳۱۔ حضرت عبداللہ ابن جعفرؑ (حضرت زینبؑ کے شوہر) اور
حضرت عونؑ محمد ابن جعفرؑ (حضرت اُمّ کلثومؑ کے شوہر) سید ہیں۔ ۳۸۳
- ۱۳۲۔ کلمہ سید کا لغوی و اصطلاحی مفہوم ۳۸۳
- ۱۳۳۔ سیادت کی اقسام ۳۸۴
- ۱۳۴۔ کلمہ ”سید“ صرف اولاد زہرا سلام اللہ علیہا کے لئے مختص ہے ۳۸۶
- ۱۳۵۔ سادات کے شرعی معنی ۳۹۰



- ۱۳۶۔ سادات کی امتیازی حیثیت ۳۹۲
- ۱۳۷۔ بنی فاطمہ اور بنی ہاشم میں فرق ۳۹۳
- ۱۳۸۔ سادات شرفی اور سادات نسبہ ۳۹۴
- ۱۳۹۔ اصطفیٰ اور قرآن ۳۹۷
- ۱۴۰۔ عصمت جناب زینب سلام اللہ علیہا ۴۰۰
- ۱۴۱۔ عصمت جناب سیدہ زینب و جناب اُمّ کلثوم ۴۰۱
- ۱۴۲۔ ذریعہ رسول کی فضیلت اور قرآن ۴۰۲
- ۱۴۳۔ سادات کو جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کا سلام ۴۰۳
- ۱۴۴۔ اولاد رسول کو اذیت دینے پر جنت حرام ہو جاتی ہے ۴۰۵
- ۱۴۵۔ ہماری بیٹیاں صرف ہمارے بیٹوں کے لئے ہیں ۴۰۵
- ۱۴۶۔ خصوصیات سادات ۴۰۶
- ۱۴۷۔ اولاد رسول پر مال خرچ کرنا جنت میں جو اہل بیتؑ میں مقام ۴۰۷
- ۱۴۸۔ مسئلہ عقد سید زادی اعتقاد کا مسئلہ ہے اس میں اجتہاد کی کوئی گنجائش نہیں ۴۰۹
- ۱۴۹۔ آلِ یسین سادات ہیں ۴۱۰
- ۱۵۰۔ علی و فاطمہؑ کی اولاد سے محبت کا اجر ۴۱۴
- ۱۵۱۔ نحوی طریقہ سے اس فقرہ کا مفہوم ۴۱۴
- ۱۵۲۔ حضرت اُمّ کلثومؑ سے مروی روایات ۴۲۱
- ۱۵۳۔ کلام میر انیسؒ میں ذکر حضرت اُمّ کلثومؑ ۴۳۰
- ۱۵۴۔ حضرت اُمّ کلثومؑ شاعروں کی نظر میں ۴۴۰



.....﴿۳۶۲ تا ۳۴۰﴾.....

انجم لکھنوی، لائق حیدر آبادی، میر مونس، مرزا دبیر، مرزا اوج،
میر جلیس (میر انیس کے پوتے)، دلگیر، مرزا فصیح، میر حمیر،
مرزا کلب حسین خاں نادر، شاعِل حیدر آبادی، طیبہ نور، بلّغ، غافل،
کاظم حسین محشر، متین دہلوی، ساغر جعفری، ناز بديونی، حیدر لکھنوی،
وزیر، واعظ لکھنوی، قیصر لکھنوی، تمنا لکھنوی، ادیم نقوی، حامد لکھنوی،
احمد اکبر آبادی، سجاد زید پوری، قاسم نصیر آبادی، متین کڑوی،
میر قیس، قاسم لکھنوی، میر عشق، میرزا عشق، علامہ نجم آفندی،
لالہ فتح چند شائق لکھنوی، فقیر محمد خاں گویا لیج آبادی (جوش کے دادا)
پروفیسر سید ظل صادق زیدی، اعجاز حسین جھنڈوی

۱۵۵۔ مرثیہ در حال حضرت اُمّ کلثوم (مسعود رضا خاکی) ۳۶۳

۱۵۶۔ مرثیہ فریاد حضرت اُمّ کلثوم (ثمر ہلوری) ۳۷۵

۱۵۷۔ عقد اُمّ کلثوم بنت ابی بکر

(مولانا محمد عباس پرنسپل مدرسہ باقر العلوم ضلع گجرات) ۳۷۸

کیفیت واقعہ یعنی حقیقت نکاح ۳۷۸

حضرت عمر کی سب بیویوں کا نام ”اُمّ کلثوم“ ۳۷۹

مندرجہ بالا حقائق کے دلائل ۳۸۰

اُمّ کلثوم بنت حضرت ابوبکر کا وجود ۳۸۰

حضرت عمر کا اُمّ کلثوم بنت حضرت ابوبکر سے ارادہ عقد ۳۸۱

حضرت عمر کی سابقہ زوجہ کا نام ”اُمّ کلثوم“ اور زید بن عمر،



- ۲۸۲ اُمّ کلثوم خراعیہ کے بطن سے ہے۔
- ۲۸۵ اُمّ کلثوم خراعیہ اور زید کا بیک وقت عہد معاویہ میں انتقال ..
- ۲۸۷ مشترک نام۔
- ۲۸۸ حضرت اُمّ کلثوم بنت علی سلام اللہ علیہا کی خاندانی شہرت ...
- ۲۸۸ اُمّ کلثوم دختر حضرت ابوبکر کا انکار۔
- ۲۸۹ خاندان رسالت علیہم السلام اور حضرت عمر کی کشیدگی۔
- ۲۹۱ علماء شیعہ کا اس افسانوی عقد سے انکار۔
- ۱۵۸۔ اُمّ کلثوم بنت ابی بکر سے حضرت عمر کی شادی
- ۳۹۷ (مولا نا غلام حسین نجفی... مجتہد فاضل نجف)
- ۵۰۳ آخری باب۔
- ۱۶۰۔ کتب حوالہ جات۔



زیارتِ ناحیہ

حضرت امام زمانہ علیہ السلام

نیزہ پر سر اقدس کو اٹھایا گیا اور اہل حرم کو غلاموں کی طرح قید کر لیا گیا اور آہنی زنجیروں میں جکڑ کر اونٹوں پر بٹھالیا گیا۔ دن کے دوپہر کی گرمیاں ان کے چہروں کو ٹھلسا رہی تھی اور وہ غریب بیابانوں اور جنگلوں میں پھرائے جا رہے تھے۔ ہاتھ ان کے گردنوں سے بندھے ہوئے تھے اور بازاروں میں ان کو پھرایا جا رہا تھا۔

وائے ہو ان نافرمانوں اور فاسقوں پر جنہوں نے آپ کو قتل کر کے اسلام کو تباہ کر دیا۔ نمازوں کو روزوں کو معطل کر دیا۔ شریعت کے چلن کو اور احکام کو توڑ دیا، ایمان کی عمارت کو ڈھادیا اور قرآن کی آیتوں کو جلا دیا اور بغاوت و سرکشی میں دھنستے چلے گئے۔ آپ کے قتل سے رسول اللہ مظلوم قرار پا گئے۔ مظلوم بھی ایسے کہ اپنے بچے کے خون کا بدلہ نہ لے سکے۔ آپ کے قتل سے کتابِ خدا پر لاوارثی چھا گئی۔ آپ کے ستائے جانے سے اصل میں حق ستایا گیا۔ آپ کے نہ ہونے سے اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ ان آوازوں میں کوئی روح نہ رہی، حرام و حلال کا امتیاز قرآن اور قرآن کے معانی کا تعین سب ضائع ہو گیا۔ آپ کے بعد شریعت میں کھلی ہوئی تبدیلیاں فاسد عقیدے سے حدود شریعت کا تعطل نفسانی خواہشوں کا زور گمراہیاں، فتنے اور غلط چیزوں کا ظہور ہوا۔



علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی:

کڑوا، کڑوا، سچ

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا، حضرت امام حسن علیہ السلام، حضرت امام حسین علیہ السلام پر میری کتابیں مومنین و مومنات کے زیر مطالعہ آئیں، پھر حضرت زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا پر میری دو کتابیں شائع ہوئیں جو نہایت پسند کی گئیں اور ہاتھوں ہاتھ بڑھ رہی ہو گئیں۔

اب بیچتے ہوئے پاک کے گھرانے میں حضرت اُمّ کلثوم سلام اللہ علیہا پر میری کتاب آپ کے ہاتھ میں ہے۔ حضرت اُمّ البنین کی سوانح حیات میں اس کتاب کا اعلان اب سے کئی برس پہلے ہو چکا ہے۔

کتاب کی تیاری میں تقریباً دو مہینے مزید تحقیق کرنے کے بعد اب منزل اشاعت کی نوبت آئی۔

جب کتاب لکھنے کا آغاز ہوا تھا ایک سو پچاس صفحات سے بات آگے نہیں بڑھ رہی تھی۔ ریسرچ شروع کرتے ہی کتاب کی ضخامت بڑھنے لگی اور مجھے اطمینان نصیب ہوا کہ کسی حد تک حق ادا ہوا ہے۔

محقق اور مصنف کے لئے بڑے بڑے مسائل درپیش ہوتے ہیں۔ اس کا ذکر میں نے حضرت عباسؓ پر عشرہ پڑھتے ہوئے کیا ہے۔ حضرت اُمّ کلثومؓ کی حیات طیبہ کی تالیف و تصنیف میں چند مشکل مرحلے آئے جن میں چند کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں۔



پہلی بات یہ کہ عربی، فارسی اور اردو میں حضرت اُمّ کلثومؓ کی زندگی کے حالات پر کوئی کتاب نہیں لکھی گئی اس لئے کوئی نمونہ موجود نہیں تھا۔ ایک مختصر کتاب ڈاکٹر عطیہ بتول کی حضرت اُمّ کلثومؓ کے مختصر حالات لاہور سے ۱۹۸۷ء میں شائع ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ حضرت اُمّ کلثومؓ سے متعلق ”افسانہ عقد“ پر بے شمار کتابیں، عربی، فارسی، اردو میں لکھی گئی ہیں۔ لیکن یہ مناظرے کی کتابیں ہیں جو میرے کام نہیں آسکتی تھیں۔ ان کتابوں میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ بحث مباحثہ ہے۔ مجھے سوانح حیات لکھنا تھی جو کہ کسی نے نہیں لکھی۔

میں نے ”افسانہ عقد“ کی بحث کو کسی حد تک نظر انداز کر دیا ہے اس لئے کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں جب یہ طے ہے کہ وہ ایک دوسری اُمّ کلثومؓ تھی جس کی ولدیت ابی بکر ہے یعنی اُمّ کلثوم بنت ابی بکر کا عقد غیر سید شخصیت سے ہوا۔ اس لئے یہ وضاحت میں نے کر دی ہے۔ اگر یہ بحث میں اپنی کتاب میں لاتا تو حیاتِ طیبہ کے گوشے نقشہ رہ جاتے۔

شہزادی اُمّ کلثومؓ سیدانی بی بی تھیں اور ان کی شادی سید گھرانے میں حضرت عون بن جعفر طیار سے ہوئی۔

کتاب پڑھنے کے بعد آپ کو خود احساس ہوگا کہ شیعہ و سنی مورخین نے بی بی کے لئے یہ کیوں لکھا کہ وہ بیوہ تھیں۔ یہ مورخین نے اس عظیم ہستی پر ظلم کیا۔ دوسرا ظلم یہ کیا کہ انھیں لا ولد لکھا (معاذ اللہ) جس کی مدح میں کوثر کی آیات موجود ہوں اُسے لا ولد لکھنا کتنی بڑی بے ادبی ہے۔ شہزادی اُمّ کلثومؓ کی اولاد اور نسل مصر میں اب تک موجود ہے تفصیلات میں نے لکھ دی ہیں۔ کتابی حوالوں کی فہرست کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیے۔



جو مورخین موضوع کو سنجال نہیں پائے انھوں نے تو یہاں تک لکھ دیا کہ حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ کی ایک ہی بیٹی تھیں، انھیں کا نام زینبؑ بھی ہے اور کنیت اُم کلثومؑ ہے۔ آپؐ خود سوچئے جہاں ذات گرامی کے وجود سے ہی انکار کر دیا گیا ہو، پھر پانچ سو صفحوں کی کتاب مستند حوالوں کے ساتھ تحریر کر دی جائے کیا یہ اہل بیتؑ کا معجزہ نہیں ہے۔ میں معجزے کا قائل ہوں۔ میں اچھے عقیدے کا حامی بھی ہوں اور داعی بھی ہوں۔ میں نے تحریر و تقریر میں مستند روایات کو ہمیشہ زندہ رکھا۔ میری تقریر کے خاص مقاصد مندرجہ ذیل ہیں۔

- ۱۔ میری ہر تقریر تو حید سے متعلق ہوتی ہے، شرط یہ ہے کہ تقریر کو غور سے سنا جائے۔
- ۲۔ میری ہر تقریر میں علم کی برتری کی بات ہوتی ہے۔
- ۳۔ میری ہر تقریر میں آلِ محمدؐ کے وقار کو بلند رکھا جاتا ہے۔
- ۴۔ میری ہر تقریر پاک و پاکیزہ، طاہر و اطہر بیان پر مبنی ہوتی ہے۔
- ۵۔ میری ہر تقریر میں علمی، ادبی، تہذیبی عناصر ہوتے ہیں۔
- ۶۔ میری ہر تقریر میں ایک ایسی احتیاط ہوتی ہے جہاں اخلاق سے گری ہوئی کوئی بات کبھی منبر پر نہیں آتی۔

- ۷۔ میری ہر تقریر تائیدِ پنجتنؑ پاک، تائیدِ چارہ معصومینؑ، تائیدِ شہدائے کربلاؑ ہوتی ہے اس لئے کوئی غلط بات کبھی منبر پر میں نے بیان نہیں کی اور اس پر مجھے ناز ہے۔
- ۸۔ خدا کا شکر ہے کہ پوری دنیا میں جہاں جہاں آلِ محمدؐ کے چاہنے والے موجود ہیں میری آڈیو، ویڈیو، سی ڈیز پہنچ چکی ہیں۔

- ۹۔ میری تقریر کے ترجمے دنیا کی ہر زبان میں ہو چکے ہیں، اس لئے مجھے اردو داں طبقے کی طرح عربی، فارسی اور انگریزی و دوسری زبانوں کے لوگ بھی سنتے ہیں،

۱۰۔ ہاں افسوس اس بات کا ہے کہ میرے ہم عصر کچھ لوگ میرا ساتھ نہ دے سکے اور حسد میں جل مرے۔

۱۱۔ ذرا سوچیے پاک و ہند کے خطیبوں نے اپنے مجمعے کو یہ تک نہ بتایا کہ ”زیاد اور ابن زیاد“ کون لوگ تھے۔ زیارت امام حسینؑ میں آلِ زیاد و آلِ ابنِ زیاد پر لعنت کی گئی ہے، زیارت چچی ہوئی موجود ہے۔

ہمارے خطیبوں نے اپنے مجمع کو یہ بھی نہیں بتایا کہ سُنْمِہ کون تھی اور مر جانہ کون تھی۔
 (ہائے افسوس)، میرا مجمع جو مجھے پچاس برس سے سُن رہا ہے وہ ان رموز سے واقف ہے۔
 یہ دن بھی دیکھنا پڑا اور یہ بھی سننا پڑا کہ زیادہ تو رسول اللہ کا صحابی تھا۔ (اے معاذ اللہ)
 خدا لعنت کرے زیادہ پر ہر معصوم نے ہر امام نے اس پر لعنت کی ہے۔ کراچی کے
 بعض شیعہ اس کا احترام کرتا چاہتے ہیں۔ ابن زیاد جو واقعہ مکر بلا کا یزید کے بعد سب
 سے بڑا مجرم ہے اس کے لئے کچھ شیعہ ایک لفظ نہیں سُنانا چاہتے۔

حضرت امام حسینؑ کا صبح عاشور کا خطبہ عربی متن اور ترجمہ ملاحظہ ہو:-

”کیا تم نے یزید اور بنی امیہ کی معاونت میں آل پیغمبرؑ کی اعانت سے ہاتھ کھینچ لیا ہے؟ ہاں، خدا کی قسم! یہ مکاری و عیاری تمہارا ماضی ہے۔ تمہارا تار و پود مکرو فریب ہے۔ تم اس شجر کے پلید ترین پھل ہو جس کی نشو و نما آپ مکر سے ہوئی ہے۔ تم باغیان کے لئے لقمہ رگو گیر تھے۔ اب غاصب دشمن کے لئے خوشگوار لقمہ بن گئے ہو اور اس کے حلق میں فرحت بخش بن کر اتر رہے ہو“۔ امام حسینؑ پھر فرماتے ہیں:-



الأوان الدعى بن الدعى قد كرنى بين اثنتين بين السلة
والذلة وهيهات منا الذلة يا بى الله ذلك لنا ورسول والمؤمنون
وحجور طابت وظهرت وانوف حممة ونفوس آبية من ان نونر طاعة
اللتام على مصارع الكرام۔

بنی اُمیہ کے منہ بولے بیٹے ابن زیاد نے جس کا باپ زیاد بھی بنی اُمیہ کا ساختہ بیٹا
اور ایک ناپاک و پلید انسان تھا۔ مجھے اس دورا ہے پر کھڑا کر دیا ہے جہاں سے عزت کی
موت یا ذلت کی زندگی کی طرف راستے جاتے ہیں۔

افسوس صد افسوس کہ میں ذلت و خواری کو اپنے لئے منتخب کروں۔ خدا تعالیٰ میری
ذلت پر راضی ہے نہ اس کا رسول، مومنین جری اور میری تربیت کرنے والی با عصمت
ہستیاں، دلیر و غیور، بلند نظر، عالی طبع اور روشن ضمیر انسان اس پر راضی نہیں ہو سکتے کہ
عزت و غیرت پر قربان ہونے کی بجائے پست و ذلیل لوگوں کی اطاعت قبول کی جائے۔

(بحوالہ صحیفہ کربلا)

دربارِ پسر مر جانہ ابن زیاد:

علامہ محمد حسن صلاح الدین (ایران) لکھتے ہیں:-

خاندان رسالت کو قیدی بنا کر کوفہ لایا گیا۔ ابن زیاد نے ان کی حاضری کا حکم دیا۔
اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے خاندان رسالت کو قیدی کی حیثیت سے پسر مر جانہ کے
دربار میں کھڑا کر دیا گیا۔

لیکن جناب زینبؓ نے اس کے سامنے ایک مصیبت زدہ عورت کی مانند انکساری و
عاجزی کے عالم میں حاضر ہونے کو اپنی شان اور وقت کے تقاضے کے منافی سمجھا۔ ابن
زیاد بحیثیت حاکم متکبر پہلے ہی تھا۔ مگر واقعہ کربلا کے بعد اس کے تکبر، خود بینی و غرور میں



مزید اضافہ ہو گیا تھا۔ لہذا جناب زینب سلام اللہ علیہا ”التکبر مع التکبر“ یعنی متکبر کے سامنے تکبر کرنا ہی بڑی عبادت ہے“ کے مصداق بڑی شان و شوکت اور غرور و بزرگی کے ساتھ دربار میں حاضر ہوئیں۔ کینروں (باقی قیدی عورتوں) نے آپ کے گرد حلقہ بنا رکھا تھا۔ حاکم کی اجازت کے بغیر نہایت عظمت و جلال کے ساتھ آپ دربار میں تشریف فرما ہوئیں۔ (بطلہ کر بلا)

ابن زیاد کو یہ حالت گوارا نہ ہوئی۔ اس نے جناب زینب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا:

وہ عورت کون ہے؟ مگر آپ نے جواب نہیں دیا۔ اسی طرح اس نے تین مرتبہ پوچھا مگر اسے جواب نہیں ملا۔ یعنی ابن زیاد کو حقیر اور ذلیل اور جواب و گفتگو کے ناقابل سمجھتے ہوئے اسے جواب نہیں دیا۔ آخر ایک کینر نے کہہ دیا کہ زینب بنت فاطمہ ہیں۔

یہ سن کر ابن زیاد جو ایک طرف سے وہی فتح و ظفر کے نشہ میں چور تھا اور دوسری طرف اسے اپنی تحقیر و تذلیل کا احساس شدت سے محسوس تھا، نے آپ سے مخاطب ہو کر کفر آمیز اور بغض و کینہ سے لبریز چند جملے اپنی ناپاک زبان سے ادا کئے۔ جناب زینب یہ جملے، جو براہ راست اسلامی اصولوں کی نفی پر مشتمل تھے سن کر خاموش نہیں رہ سکتی تھیں، چونکہ اسلام کے بنیادی اصولوں کا دفاع انقلاب حسین کا روح رواں تھا۔ اس کے علاوہ اس متکبر اور باغی حاکم کو نہ بھولنے والے درس کی تلقین بہت ضروری تھی۔ لہذا خاموشی کے بعد اب بولنے کا موقع تھا۔ لیکن جب آپ نے بولنا شروع کیا تو گویا آپ آگ کے شعلے برسا رہی تھیں۔ علی کی بیٹی علی کی فصاحت و بلاغت کی یاد دلاتے ہوئے اس انداز سے اس پر ٹوٹ پڑی جس طرح حضرت علیؑ بذات خود ذوالفقار چلاتے



ہوئے دشمنانِ خدا پر ٹوٹ پڑتے تھے۔ آپ نے فرمایا:

”حمد ہے اس خدا کے لئے جس نے ہمیں عزت دی محمد مصطفیٰ کے ساتھ اور ہمیں پاک و پاکیزہ قرار دیا اس طرح جو حق ہے پاکیزہ قرار دینے کا۔ رسوا وہ ہوتا ہے جو فاسق و فاجر ہو اور وہ ہمارا غیر ہے (یعنی تو خود ہے)“

ابن زیاد نے جنابِ نہنّب سے کہا:-

”دیکھا تم نے! اللہ نے تمہارے بھائی اور دیگر عزیزوں کے ساتھ کیا کیا؟“

جنابِ نہنّب نے نہایت سکون اور اطمینانِ قلب کے ساتھ فرمایا:-

میں نے تو اچھا ہی اچھا دیکھا ہے۔ وہ خاصانِ خدا تھے جن کے لئے درجہ شہادت تقدیر میں دیا گیا تھا اور وہ اپنے پیروں پر چل کر قربان گاہ میں گئے وہ دن بھی ذور نہیں جب اللہ کے حضور تیرا اور ان کا سامنا ہوگا اور تو دیکھے گا کہ وہاں کامیابی کس کی ہوگی۔ اے پسر مر جانہ! تیری ماں کو تیری مصیبت پر رونا پڑے۔“

(المقرم، حیاۃ الامام الحسین... ج ۳، اعلام الوری)

ابن زیاد نے میدانی جنگ ختم ہونے کے بعد اب اہل بیت کے ساتھ نفسیاتی جنگ کا آغاز کیا اور اپنے خیالِ خام کے مطابق اہل حرم کی تذلیل و توہین کے سارے حربے استعمال کے مگر وہ کارگر ثابت نہیں ہوئے۔

جنابِ نہنّب نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ابن زیاد پر جو کہ جاہلیت کے نمائندے کی حیثیت سے آپ کے سامنے تھا جوانی حملہ کیا اور اس کی مٹی پلید کر دی۔ ثانی



زہرا کے گزشتہ چند جملے اتنے وزنی اور کارگر اور اس کے نفسیاتی ماحول میں اس حد تک دھماکہ خیز ثابت ہوئے کہ ہزاروں کلو دھماکہ خیز مادے سے زیادہ ان کے اثرات مرتب ہوئے۔ بنت حیدر کی ضرب اتنی تباہ کن ثابت ہوئی کہ ہزاروں تلواریں بھی ایسی کاری ضرب لگانے سے قاصر رہیں۔

یہ فقرہ ”اے مرجانہ کے بیٹے!“ اس کے ماضی کے تمام حالات اور اس کی نسبی پستی و خواری کے تمام واقعات پر مشتمل تھا۔ اگر اس میں غیرت و مردانگی کی ذرہ بھر رقی ہوتی تو اس کے زندہ رہنے سے اس کا مرنا بہت مناسب تھا۔ مگر وہ اپنے اسلاف، فرعون و نمرود، شداد، مشرکین قریش اور اپنے باپ زیاد وغیرہ کی سیرت پر عمل پیرا ہوا۔ یعنی انسانی تاریخ میں ظالموں، جاہلوں اور سرکشوں کا ایک مشترکہ عمل چلا آ رہا ہے اور جب وہ اپنے حریف کے دلائل و معجزات سے شکست کھاتے ہیں تو ان کو قتل و جلا وطنی کی سزا دیتے ہیں۔ چنانچہ سابق الذکر افراد کی تاریخ اس مدعی پر گواہ ہے۔

مرجانہ کے بیٹے نے حضرت زینب کی منطق، جوابی حملوں اور واضح چیلنج کے سامنے جب اپنی ذلت آمیز شکست محسوس کی تو عربی قبائل کی تمام عادات و رسوم کو بالائے طاق رکھ کر ایک چوب کے ذریعہ بنت زہرا کی بے ادبی کرنے کا ارادہ کیا مگر عمر بن حریث کی فوری مداخلت سے اس فعل سے باز آیا۔

(شہید اسلام تالیف محمد حسن صلاح الدین۔ جامعہ اہل بیت، اسلام آباد، ۱۹۹۰ء)

ابن زیاد ایک ایسی نجس ہستی تھا جس پر یزید جیسے نجس نے بھی لعنت کی ہے، شیعہ خطیب اپنے مجموعوں کو یہ کیوں نہیں بتاتے، مولانا ابو علی شاہ لکھتے ہیں:-

تاریخ کامل جلد ۴..... ص ۸۷ پر علامہ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ جب شہید کر بلا امام حسین کا سر مبارک یزید (ملعون) کے پاس پہنچا تو یزید کے دل میں ابن زیاد کی قدرد



منزلت بڑھ گئی یزید اس پر بڑا خوش ہوا لیکن تھوڑی دیر بعد جب یہ اطلاعیں ملنے لگیں کہ لوگ اس (قتل حسینؑ) کی وجہ سے یزید کے خلاف بغض رکھنے لگے ہیں اور یزید پر لعنتیں بھیجنے لگے ہیں اور سب دشتم کر رہے ہیں تو اسے امام حسینؑ کے قتل پر ندامت ہوئی۔“

بالآخر یزید ملعون نے ابن زیاد اکیلے کے سر قتل حسینؑ کا الزام لگا کر ابن زیاد پر لعنت کی۔ تاریخ ابن کثیر (البدایہ والنہایہ) اردو... ص ۱۱۶۳ پر لکھا ہے۔ ”شروع شروع میں وہ آپ (حسینؑ) کے قتل سے خوش ہوا.... الخ، پھر وہ (یزید ملعون) کہنے لگا ابن مرجانہ پر اللہ کی لعنت ہو.... الخ، اس (ابن زیاد) نے آپ (حسینؑ) کے قتل سے مجھے مسلمانوں کا مغضوب بنادیا ہے۔“

رسول اللہ کی بیٹیوں کو دربار ابن زیاد اور دربار یزید میں بے پردہ لایا گیا، یہ دنیا کا سب سے بڑا جرم تھا اس کے علاوہ

ربیع الاول ۶۳ھ میں یزید کے سالار حصین بن نمیر ملعون نے حکم یزید سے کعبہ مقدسہ کے بالمقابل مخنثین نصب کیں اور بیت اللہ شریف پر پتھر برسانے شروع کر دیے اور آگ والامادہ پھینکا یہاں تک کہ کعبہ شریف جل گیا اور منہدم ہو گیا۔

قال لما احترق البيت زمن يزيد بن معاوية حين غزاة اهل الشام (صحیح مسلم جلد اول.... حدیث ۵۲۳۷ اندوی)

عطائے بیان کیا یزید بن معاویہ کے زمانے میں جب شامیوں نے ابن زبیر سے جنگ کی تو کعبہ جل گیا (اور برباد ہو گیا)

یزید زیادہ دن زندہ نہ رہ سکا اللہ نے اُسے سزا دی:

یزید ملعون کی حکومت تین سال ساڑھے سات ماہ رہی اور پھر وہ جہنم رسید ہو گیا۔



یزید نے اس قلیل عرصے میں اسلام کی تباہی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی، اس کے کالے کرتوت مندرجہ ذیل ہیں:-

- ۱۔ امام حسینؑ شہاب الملجحت اور ان کے جاں نثار اصحاب و اعزاء کو بھوکا پیاسا رکھ کر یزید ملعون نے قتل کرا دیا اور بیواؤں، یتیموں کو اسیر کیا، خاندانِ رسولؐ کو برباد کرنے کے علاوہ رسولؐ زاد یوں کو بے پردہ نگے سراسر و تشہیر کیا اور قید کیا۔
- ۲۔ واقعہ حرہ پر دس ہزار اصحابِ رسولؐ اور ان کے فرزندوں کو قتل کیا مدینہ کو برباد کیا، مدینہ میں اپنی فوج سے زنا کا بازار گرم کرایا اور احکامِ قرآن و شریعت کو برباد کیا، مسجدِ نبویؐ کی گھوڑے بندھوا کر تحقیر کی اور کئی روز اس میں نماز نہ ہو سکی۔
- ۳۔ کعبہ پر سنگباری و آتش باری کی اور کعبہ کو جلا دیا و منہدم کیا۔

پھر یزید کا انجام یہ ہوا کہ:

فعاقبه الله بنقيض قصده و حال بينه و بين ما يشتهي و قصمه الله قاصم الجبابرة و اخذه اخذ عزيز المقدّر
(البدایہ والنہایہ... جلد ۸... ص ۲۲۲)

لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے ارادے کے برعکس اس کو سخت سزا دی اور جو یزید نے حکومت کو مستحکم کرنے کے لئے چاہا تھا اس کو پورا نہ ہونے دیا اور جابروں و فرعونوں کی کمر توڑنے والے خدا نے یزید ملعون کی کمر کو توڑ دیا اور اسے پکڑا جس طرح عزت و قدرت والا پکڑتا ہے۔

اسیروں کو جب درباروں میں لایا گیا تو پتہ چلا کہ امام حسینؑ عورتوں اور بچوں کو ساتھ کیوں لائے تھے، امام حسینؑ کی حکمت میں راز الہی تھا۔

ابنِ زیاد ملعون کے دربارِ کوفہ میں آلِ محمدؐ کے اسیر پیش ہوئے ابنِ زیاد ملعون نے



آلِ رسولؐ کے لئے ہوئے اسیروں کو دیکھ کر خوشی کا اظہار کیا تو امام زین العابدینؑ نے فرمایا۔

”اولمعاون تو ہمیں دیکھ کر خوش ہو رہا ہے کل قیامت میں رسول اللہ کے سامنے ہم بھی موجود ہوں گے اور تو بھی اور تجھے اپنے کرتوتوں کی جوابدہی کرنا ہوگی اور تجھ سے کوئی جواب نہ بن پائے گا۔“

ابن زیاد ملعون نے سنی اُن سنی کر دی۔ (جیسے اس نے کچھ نہیں سنا) اور مقتل ابی مخنف میں لکھا ہے کہ اس نے پوچھا، تم میں سے اُمّ کلثوم کون سی ہیں؟ اُمّ کلثوم نے کچھ جواب نہ دیا تو ابن زیاد ملعون نے کہا تمہیں اپنے نانا کا واسطہ ہے (قسم ہے) مجھ سے کلام کرو۔ اُمّ کلثوم سلام اللہ علیہا نے کہا تیرا کیا مقصد ہے بات کرنے کا ابن زیاد بولا تم سب جھوٹے ہو تمہارا نانا (رسول اللہ) بھی جھوٹا تھا تم رسوا ہوئے اور اللہ نے تمہیں میرے قبضے میں دے دیا۔

فَقَالَتْ يَا عَدُوَّ اللَّهِ يَا ابْنَ الدَّعْيِ أَنْتَ يَا فَتَضَعُ الْفَاسِقَ وَيَكْذِبُ الْفَاجِرَ وَأَنْتَ وَاللَّهُ أَحَقُّ بِالْكَذِبِ وَالْفَجْوَرِ فَأَبْشِرْ بِالنَّارِ فَصْنَحَكَ ابْنُ زِيَادٍ وَقَالَ إِنَّ صَرْفَ إِلَى النَّارِ فَقَدْ شَفِيتَ صَدْرِي مِنْكُمْ

فَقَالَتْ يَا بَنَ الدَّعْيِ لَقَدْ رَوَّيْتَ الْأَرْضَ مِنْ دَمِ أَهْلِ الْبَيْتِ فَقَالَ يَا بَذَّةَ الشَّجَاعِ لَوْلَا أَنْتَ امْرَأَةُ لَضَرَبْتُ عُنُقَكَ (مقتل ابی مخنف صفحہ ۱۰۴)

اُمّ کلثوم سلام اللہ علیہا نے کہا اے خدا کے دشمن اے حرام زادے کے بیٹے تو رسوا فاسق ہے جو جھوٹا و فاجر ہے۔ پس تجھے جھوٹ و فجور کی وجہ سے جہنم کی بشارت ہے ابن زیاد ملعون ہنسا اور بولا اگر میں جہنم میں جاؤں گا تو کیا ہوا میں نے اپنا دل تمہیں سنا کے ٹھنڈا کر لیا۔



اُمّ کلثوم سلام اللہ علیہا نے فرمایا اے حرام زادے کے بیٹے تو نے اہل بیت کے خون سے زمین کو سیراب کیا ہے ابن زیاد بولا اے علی کی بیٹی اگر تو عورت نہ ہوتی تو میں تیری گردن مار دیتا۔

اُمّ کلثوم بنت علی کی جرأت اور امام حسینؑ کی حکمتِ عظمیٰ:

دشمن کے بھرے ہوئے دربار میں اتنی جرأت سے ابن زیاد کو حرام زادے کی اولاد کہہ کر تاریخ کا ایک ورق کھول کر ابن زیاد کو فاسق و فاجر و جہنمی بتا کر اور جھوٹا ثابت کرنا کوئی کھیل نہیں ایک مظلوم اور قیدی معصومہ بی بی میں اتنی جرأت ایسے کٹھن وقت میں دشمن کے دربار میں ہرگز نہیں ہو سکتی۔ کیا کائنات میں اس کی مثال پیش کی جاسکتی ہے، کیا یہ امام حسینؑ کی حکمتِ عظمیٰ نہیں کہ انھوں نے اپنی ایسی عظیم بہنوں کو اپنے ساتھ رکھا اور مدینے میں نہ چھوڑا جو ان کے بعد باطل حاکم کے دربار میں حق کو حق اور باطل کو باطل ثابت کر دیں اور ذکرِ حسینؑ کو درباروں، بازاروں میں ایسا زندہ جاوید کریں کہ قیامت تک منائے نہ مٹ سکے۔ پھر حضرت اُمّ کلثومؑ سلام اللہ علیہا نے یہ اشعار پڑھے:-

قتلتہم اخی صبرا فویل لامکم تم نے میرے بھائی حسینؑ کو قتل کر دیا جو
ستجزون ناراً حرّاً یتوقد بڑے صابر تھے تمہاری ماں پر (جھنے والی پر)
لعنت (اور جہنم کی وادی ویل) ہے پس
عنقریب (قیامت میں) تم ہمیشہ کی بھڑکتی
آگ میں ڈالے جاؤ گے۔

قتلتہم اخی ثم استجتم حریمہ تم نے میرے بھائی حسینؑ کو قتل کیا اس کے
وانہبتم الاموال واللہ یشہد حرم کی بے حرمتی کی اور اس کا مال اسباب
لوٹ لیا جس پر اللہ گواہ ہے



سفکتہ دمائِ حرّم اللہ سفکھا تم نے اس (حسینؑ) کا خون بہایا ہے جس
و حرّمہا القرآن ثمّ محمدؐ کا خون بہانا اللہ نے حرام کیا ہے اور قرآن و
محمدؐ نے بھی حرام کیا ہے۔ تم نے عورتوں کو
وابرزتمہ النسوان بالذلّ حسراً بے پردہ کر کے ذلیل کر کے باہر نکالا ہے اور
و بالقتل للاطفال والدّبح تقدّد تم نے بچوں کو قتل کرنے و ذبح کرنے کا جرم
کیا (جو شریعت میں جائز نہیں)۔

عزیز علی جدی عزیز علی ابی یہ بہت گراں ہے میرے نانا (رسولؐ پر) اور
عتیز علی اُمّی و من لے یسعد میرے باپ (علیؑ) تقسیم النار و الجہنّم پر اور ہم
پر جس کا کوئی سہارا (مادی) نہیں ہے۔

فیالہف نفسی للشہید بغریۃ پس صد افسوس ہے مسافرت میں شہید
ویا حسرتا لالاسیر بقید ہونے والے (حسینؑ) کی شہادت پر اور
بڑی حسرت ناک مصیبت ہے اس قیدی
(امام زین العابدینؑ) پر جو بیڑیاں پہنے
ہوئے ہے۔

ویسا ویح والویل بوالسدی اور مجھ پر اور میرے والدین پر یہ کیسی
کما راسہ فوق السّنان یشید آفت آئی ہے جب کہ اس (حسینؑ) کا
سرنوک نیزہ پر بلند کیا گیا ہے۔

اسیروں کا حال ہمارے ذاکرین مجلس میں نہیں پڑھتے۔ خصوصاً اردو داں طبقہ
بالکل ذکر نہیں کرتا۔ اگر پڑھ رہے ہوتے تو ”جامعہ سبطین کراچی“ کا واقعہ ابن زیاد کو
بہانہ بنا کر رونمانہ ہوتا۔

ہاں میں خراج پیش کرتا ہوں سرانیکی اور پنجابی ذاکروں کو جو واقعی دربار ابن زیاد



اور دربار یزید کے حالات پڑھتے ہیں۔ اس لئے صوبہ پنجاب کے شیعوں میں شعور موجود ہے اور وہ مجالس اور ذاکرین کا ادب کرنا جانتے ہیں۔

کاش! کراچی کے شیعہ میری کتابیں پڑھیں تو اُن میں شعور آجائے اور جہالت ختم ہو۔
آپ نے دیکھا ہوگا زیادہ جہلا ایک فلمی ہیرو کی بات کرتے ہیں۔ کبھی آپ نے اُن سے علمی گفتگو سنی ہو تو مجھے ضرور بتائیے گا؟ (افسوس)



www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina



﴿۱﴾.....ملکوتی انسان جو اصلاح قوم کرتے ہیں:

عرشیاں خاک نشین آسمانی انسان، ملکوتی آدمی سب کے سب الہی کرموں کا پتہ دیتے ہیں اور معصومین کی زندگی کے بارے میں بھی بتاتے ہیں اور جہاں انسانی زندگی کا اختتام ہو جاتا ہے وہاں کا مطالعہ کرتے ہیں اگر اجتماعی شکل میں حقیقی انسان طلب دنیا کرتا ہے تو اُس کی مدد ہوتی ہے جتنی بھی توانائی صرف کرتا ہے علم میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اور بات کی آخری تہہ تک پہنچ جاتا ہے یہ اُس کی سعادت اور نیک بختی ہے اور اگر راستہ گم ہو جائے تو حقیقی انسانیت سے انکار کرنے لگے تو اُسے جانور مانا جائے گا جیسے جانوروں کے ساتھ رہنے لگا ہے اور اپنی زندگی کو خیرات اور مجبوری کی زندگی کے سپرد کر دیا، گویا شکنجے میں کس دیا گیا ہے، تکلیف کی وجہ سے غمگین ہے اور جہاں تک شرائط کی اجازت ہے وہاں تک منحرف اور راہِ گم کردہ لوگوں کی رہنمائی ہوتی ہے اور وہ اجتماع کی راہنمائی کرتے ہیں اور جب کبھی راہ خطرناک ہو جاتی ہے اور انسانی فنا کا وقت قریب آ جاتا ہے تب راہنمائی ہوتی ہے۔ پھر جب انسان ہمت کر کے مشکل کام کرنے کے لئے قدم آگے بڑھاتا ہے تو اپنی حد سے گزر جاتا ہے۔ نجات مل جاتی ہے حد یہ ہے کہ ایسی منزل میں ایک ایسا بھی وقت آتا ہے جب انسان بھلائی میں اپنا خون بہا دیتا ہے۔

آسمانی انسان جو خلعتِ الہی کو خطرناک موقعوں پر اور فتنہ انگیزیوں میں پڑ کر انسانیت کو بچا لیتا ہے اور زندگی میں سکھ اور آرام بھر دیتا ہے۔ پیغمبران جو اللہ تعالیٰ کے سفیر ہوتے ہیں انہوں نے ہمیشہ انسانیت کی راہنمائی کی ہے اور جہاں انسانیت کا چراغ بجھ رہا تھا اُسے روشن کیا ہے اور انسانی زندگیوں کو خطرناک طوفانوں سے بچایا ہے حالانکہ اُس زمانے کے ظالم بادشاہ انسانیت کو طرح طرح سے اذیت



دیتے تھے۔ اُن کے ظلم سے انسانوں کو نجات بخشی ہے۔

آپ حضرت ابراہیمؑ پیغمبر کا زمانہ ہی لے لیں۔ جب کہ انسانیت کے راستے سے بادشاہت راہ انسانیت سے ہٹ گئی تھی اور ظلم کا رواج عام ہو چکا تھا اور ایک خدائے واحد کے بجائے سینکڑوں بت بنا ڈالے تھے کوئی چاندی کا تھا کوئی سونے کا اور کوئی اور کسی دھات کا۔ بتوں کی پرستش عام ہو گئی تھی پتھروں کے مجسمے، لکڑی کے مجسمے، بنا کر پوجا کی جاتی تھی ایسی بدترین حکومتوں میں نبی بھیجے گئے اور انہوں نے انسان کی گرتی ہوئی ساکھ کو بچایا گویا کافر جس روشن شمع کو نموش کرنا چاہتے تھے اُسے روشن کیا اور اشرف المخلوقات انسان کو فضیلت بخشی۔ جیسی عزت انسان کو خدا نے بخشی تھی ویسی ہی عزت بخشی اور جیسے آسمان پر چاند ستارے چمکتے ہیں اسی طرح سے اپنے بندوں کو چمکایا کیونکہ اُس زمانے کا انسان بے شمار مصیبتوں میں گھرا ہوا تھا ظلم ناقابل برداشت ہو چکا تھا۔ اُن نیک اللہ کے بندوں نے رور و کراہی کی۔ تب قدرت کو ان مظلوموں پر رحم آیا اور اللہ تعالیٰ نے ظالموں کے ہاتھ سے ان کو نجات دی اور دنیا میں ظلمت اور کفر کی سرپرستی میں ایسا تاریک زمانہ بھی آیا ہے جب کہ انسان ظالم تھا خود غرض، عیاش مطلب پرست، جھوٹا، فریبی تھا اُسے اچھائی کے کاموں سے کوئی غرض نہیں تھی صرف اور صرف اپنا مفاد حاصل کرنا تھا اور بتوں کی پرستش عروج پر تھی۔ بہن بیٹی کی عزت محفوظ نہ تھی شرم و حیا کا نام و نشان نہ تھا صرف درندگی تھی اور خطرناک گناہانِ کبیرہ کے داغ اپنی پیشانی پر لگاتے تھے اور انسانیت کو جلا کر راکھ بنا ڈالا تھا۔ بیٹیوں، عورتوں کی کوئی زندگی نہ تھی بلکہ بیٹی کو تو پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔ انسانیت کا نام لینے والوں کو قتل کر دیا جاتا تھا۔ گویا انسان اچھی باتوں سے ناواقف تھا۔ اُس وقت خطرناک میں اللہ کے نیک بندوں اور نبیوں نے اپنی جانوں کا



نذرانہ پیش کیا انسان کو شیطان بننا پسند تھا اور ہر کام بے ہودگی کے انجام دیتا تھا اور غرور کرتا تھا۔ گویا انسان نما حیوان تھا کبھی کبھی تو انسان خود خدا کے مقابل آجاتا تھا اور اپنی عبادت کروانے لگتا تھا اور خوش ہوتا تھا ہوتے ہوتے حضرت ابراہیمؑ کا زمانہ آگیا جبکہ بتوں کی پرستش کی جاتی تھی تو حضرت ابراہیمؑ نے اپنے زمانے کے لوگوں سے کہا کہ جو بات اللہ نے تمہارے لئے نہیں کہی ہے اُسے بلا وجہ اپنے اوپر مسلط کیوں کئے ہوئے ہو؟ اور ان بتوں کو اللہ کا شریک کیوں بناتے ہو۔

وَكَيْفَ أَخَافُ مَا أَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُونَ أَنَّكُمْ أَشْرَكْتُم بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزَّلْ بِهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا (الانعام: ۸۱)

پھر ایک ایسا نیک وقت بھی آیا کہ انسانیت کے چراغ کو اس طوفان سے بچایا اور جتنا بھی ممکن ہو سکا ظلم کے پنچے سے انسانیت کو چھڑایا اور جتنی بھی انسانیت کی راہنمائی ہو سکتی تھی ہو گئی اور اس کوشش میں اپنی پوری جان لگا دی۔ بلکہ اپنی جان کو داؤ پر لگا دیا۔ انسانی ماحول کو بدل کر رکھ دیا اور گمراہ انسانوں کی زندگی جگمگا دی۔ کیونکہ انسانیت اپنے صراطِ مستقیم سے دُور ہو چکی تھی۔ اُسکو واپس سیدھے راستے پر لگا دیا۔

اور دریائے نیل میں بہہ جانے والا بچہ (موسیٰؑ کلیم اللہ) فرعون کے زمانے میں اپنی ماں کا دودھ پیتا رہا اور حالات پر نظر رکھے رہا کہ مستقبل میں ان باتوں کا بدلہ لیا جائے گا۔ یہ بھی ایسا خطرناک وقت تھا جبکہ انسانیت ختم ہو چکی تھی ظلم و بربریت کا دور دورہ تھا انسانی خون خشک ہو چکا تھا مظلوم بہت تکلیف میں تھا گویا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے انسانیت، ظلم و بربریت کے ہاتھوں ریغمال ہو چکی تھی۔ اس بارے میں تاریخ بھی خاموش تھی۔

اب لوگ یہ سوچ رہے تھے کہ مظلوموں کو ظالم کے ہاتھ سے نجات دلانے والا کوئی



بھی نہیں ہے اور یہ کوتاہ نظر سوچ رہے تھے کہ انسان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے فرعون کے چنگل میں پھنس چکا ہے اُسے بچانے والا اب کوئی بھی نہیں ہے۔ ہوتے ہوتے حضرت موسیٰ کی رسالت کا زمانہ آ گیا اور انہوں نے اُس خطرناک دور میں لوگوں کے نظریات کے خلاف جو اپنی زندگی قعر مذلت میں عیش و عشرت میں گزار رہا تھا اُسے تبدیل کر دیا اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے انسانیت کی خدمت کے لئے تمہارے پاس بھیجا ہے اور فرعون کو برسر عام سمجھایا اور جب نہیں مانا تو تذلیل کر دیا گیا اور فرعون نے تمام ذلیل کام جو کر رکھے تھے۔ لوگوں سے اپنے لئے سجدہ کراتا تھا، عزت لوٹتا تھا شراب پینا عام تھا اقرباء پروری عام تھی۔ خداوند عالم نے چاہا کہ اُس کا نبی موسیٰ فرعون کے گھر میں ہی پرورش پائے اور فرعون کے خلاف علم تو حید بلند کرے اور پوری انسانیت کو فرعون کے ظالم بنوں سے چھڑائے اس قسم کے تکلیف دہ واقعات دیکھ کر انسانیت کو تکلیف ہوتی تھی عوام الناس بہت زیادہ تکلیف میں تھے۔

اور یہ دور ایسا اندھیرا دور تھا کہ اگر انسانیت کے آرام کے طور طریقے استعمال کئے جاتے تھے تو قبول نہیں کیا جاتا تھا بلکہ اچھی سوجھ بوجھ رکھنے والے کو سخت سزا دی جاتی تھی اور عوام الناس اس قدر تکلیف میں تھے کہ آسمان کی طرف منہ کر کے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے تھے۔ کہتے تھے کہ معبود یہ تیری جملہ مخلوق گروہ در گروہ قبیلہ در قبیلہ ہو کر جہنم میں جا رہی ہے؟ اے خالق یہ کیسا زمانہ ہے کہ ظالم اور ستم گر انسان جو لوگوں کا خون پی رہا ہے اُسے بادشاہ بنا دیا گیا ہے، یہ نالائق انسان تو انسانیت کو ٹھوکریں مار رہا ہے۔ اے جہان آفرید (خدا) یہ تیری مخلوق بے گناہ ہے یہ دوشیزہ عورتیں معصوم بچے کو سنا گناہ کر چکے ہیں جس کی وجہ سے یہ ظالم حکمران کے پنجے میں گرفتار ہیں کس قدر بے عزتی کی جا رہی ہے اور انسانیت سوز مظالم کئے جا رہے



ہیں۔ اب عوام الناس کی تکلیفیں اتنی زیادہ ہو گئی ہیں کہ کبھی کبھی ان بے گناہ لوگوں کے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ کونسا دن ہوگا جب ہم ان مظالم سے نجات حاصل کر سکیں گے، کبھی کبھی ان تکلیفوں کی وجہ سے دنیا سے دل اٹھ گیا ہے بے دلی پیدا ہو گئی ہے۔ اب ہوتے ہوتے حضرت محمد مصطفیٰ کا زمانہ آ جاتا ہے جب کہ انسانی زندگی بہت تکلیف میں تھی۔ انسان انسان نہیں رہا تھا جنگلوں میں رہنا قافلوں کو لوٹنا لوگوں کو قتل کرنا رات دن کا پیشہ تھا اور جب ایک لمحے کو وقت ملتا تھا تو اپنا سر آسمان کی طرف بلند کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ سے سوال پوچھا کرتا تھا؟

”اے معبود یہ گمراہ بشریت کس راستے پر جا رہی ہے اور اے معبود کونسا دن آئے گا جب انسان اس درندگی سے نکلے گا، آہ اے میرے خدا! کب وہ دن آئے گا۔ جب یہ لوگ مورتی پوجا چھوڑیں گے اور اللہ تعالیٰ کے توحید کے راستے کو اختیار کریں گے۔“

انسانیت پریشان تھی جس کو محمد مصطفیٰ نے ظالموں کے ہاتھوں سے نجات دلائی اور اب یہ فکر بھی پیدا ہوئی کہ ان محمدی قوانین کا حاکم کون بنے گا تاکہ ان کی حفاظت کی جا سکے۔ اس عہدہ نبوت کی خلافت کے لئے کسی پاک و پاکیزہ ہستی کی ضرورت ہے جو بہت اچھے طریقے پر نبی کے منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکے اور اس عہدہ خلافت کے لئے نجس، کافر، مشرک انسان کی ضرورت نہیں جو ضابطہ اخلاق کو فراموش کرتا ہو۔ غرض پاک و پاکیزہ ہستی کی ضرورت ہے تاکہ انسانیت کو بلند مقام پر پہنچا سکے۔ تاکہ روز جزا خدا سے سرخرو ہونے کا موقع ملے اور حقیقی اسلام سے انسانیت فیضیاب ہو سکے۔ اب ایسا کون آدمی ہے اس کی تلاش ہے اور پھر اس کے بعد اس کا جانشین بھی بہتر ہونا چاہئے جو اسلام کو سر بلندی دے سکے۔ آخر ایسی ہستی کون سی ہے۔ آیا!



ایسا نیک و پاک و پاکیزہ انسان، پاک ارحام اور پاک صلب میں رہا ہوگا جو حقیقی اسلام کا ذمے دار ہوگا۔ اس سے انسانوں کو ہدایت حاصل ہوگی۔

ایسے نبی کامل کا جانشین کون سا انسان کامل ہے۔ اب ایسے عہدے کے لئے امام و معصوم کی ہی ضرورت ہے۔ امام اور معصوم کے علاوہ ایسا اور کوئی آدمی اس عہدے کے لئے مقرر نہیں ہو سکتا ہے۔ مگر جو ملکوئی انسان ہوگا معصوم ہوگا جسے خدا نے مقرر کیا ہوگا وہی اس نیک کام یعنی خلافت رسول کو انجام دے سکتا ہے اور خدا اور رسول کا حکم بھی ایسا ہی ہے اور یہی وجہ تھی کہ حضرت علی کو اس کام کے لئے چنا گیا تھا۔

اگر ہم انسانی زندگی کے ورق الٹ کر دیکھیں تو پتہ چلے گا کہ امت کی کس بہترین طریقے سے رہنمائی کی ہے اور اس بات کے گواہ جنگل اور پہاڑ ہیں کہ کس قدر ظلم کرنے والے گزرے ہیں جیسے مدینہ، اٹلاکیہ، یروشلم، مصر وغیرہ کی کہانیاں ایک داستان بنی ہوئی ہیں۔

حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب نے رسول خدا کے انتقال کے بعد ان کو دفن کیا۔ تمام خدمات انجام دیں لیکن دنیا پرست لوگ حکومت سازی میں ہی لگے رہے یہاں تک کہ حقوق علی و فاطمہ کو غصب کر لیا گیا۔ حق کی باتوں سے جان بوجھ کر غفلت برتی اور عوام الناس باطل کے ساتھ ہو گئی حق کو دبا دیا گیا لیکن بحکم رسول حضرت علی نے مصلحتاً خاموشی اختیار کر لی۔ حق چھین لیا گیا لیکن تلوار نہیں اٹھائی، حالانکہ حق کو باطل سے دبا دیا گیا کہ حضرت علی کو دلی تکلیف ہوتی تھی اور کبھی کہتے تھے کہ اے معبود یہ باطل پرست انسان جو معمولی معمولی باتیں بھی دین کی نہیں جانتے ہیں رسول کے خلیفہ زبردستی بن بیٹھے ہیں۔ یہ کیا ہو گیا اور ان خلافت نما لوگوں کے دین دار لوگوں سے لڑائی جھگڑا کر کے حق والوں کو خون میں نہلا دیا ہے اور پھر بھی مسند خلافت پر خلیفہ



بنے بیٹھے ہیں ان لوگوں نے اہل بیت اور عوام الناس سب کا حق مار لیا ہے اور اسلام اسلام کا ہی نعرہ بلند کر رہے ہیں ان لوگوں کی کوئی وقعت نہیں ہے۔

۲۵ سال تک مسلمانوں کے حقوق کو انہوں نے پامال کیا ہے حضرت علیؑ کے احتجاج پر بھی دھرنہ نہیں دے رہے ہیں حضرت علیؑ نے لوگوں کو ایک ایک بات سمجھائی مگر لوگوں نے حضرت علیؑ کا ساتھ نہیں دیا۔ یہاں تک کہ ایک رات کوشقی ترین و ظالم کے ہاتھوں شہادت پائی۔

وہ دن بھلایا نہیں جاسکتا ہے جس دن رسولؐ خدا نے فرمایا تھا کہ:

”میں تم لوگوں میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں

ایک قرآن شریف اور دوسرے میری عترت، اہل بیت اور مجھے

خداوند قدوس نے اطلاع دی ہے کہ یہ دونوں چیزیں ساتھ ساتھ

رہیں گی ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوں گی جب تک کہ حوض کوثر

پر نہ پہنچ جاؤں۔“

اب حضورؐ کا فرمان کہاں اور اُمت کی لرزیدہ ظلم کی داستان کہاں۔ ابھی رسولؐ کی رحلت کو تھوڑا عرصہ ہی گزرا تھا کہ مدینے کی فضا خراب ہونے لگی اور اُمت کا اتحاد پارہ پارہ ہو گیا اور خدائے پاک کے علاوہ کسی کو بھی معلوم نہیں تھا کہ یہ انقلاب کس طرح ختم ہوگا۔

ایمان فروش دنیاوی بھیڑیے دنیا داری اور جو خلافت کے حصول میں لگ گئے انہوں نے رسولؐ کا لحاظ ختم کر دیا۔ وحی کو نقلی بات کہا جانے لگا، اور آل رسولؐ کو جو خلافت کے صحیح حقدار تھے اُن پر بے انتہا ظلم ڈھائے گئے۔ بی بی فاطمہؑ پر مصیبتوں کا پہاڑ ڈال دیا گیا تو بی بی مسجد رسولؐ میں آگئیں اور آل ہاشم کے ساتھ پردے سے



مسلمانوں کے سامنے خطاب فرمانے لگیں اور ایک زوردار خطبہ مدینے کے لوگوں کو سمجھانے کے لئے دیا گیا لیکن دل دہلانے والے مظالم آل رسولؐ پر عام کر دیئے گئے۔ اُس خطبے میں سیدہؓ نے فرمایا کہ:

”اے گروہِ جوانان! اے قوم کے بازو اور اسلام کے مددگارو!
اے انصارِ جواب دو کہ خلافت ہمارا حق ہے تم لوگ ہماری طرف
سے کیوں غفلت برت رہے ہو کہ ہمارا حق بھی چھین لیا گیا ہے اور
ہم پر ظلم و ستم بھی عام کر دیا گیا ہے یہ تم کیسی سستی اور لا پرواہی سے
کام لے رہے ہو کہ باطل کا ساتھ دے رہے ہو اب تمہارا یہ فرض
بنتا ہے کہ ہمارا حق ہم کو دلاؤ دل و جان سے کوشش تو کرو، اصل کام
سے غفلت برت رہے ہو، حق کو چھپا رہے ہو، کیوں تم ہمارے حق کو
واپس دلانے کی کوشش نہیں کر رہے ہو، آیا تم ہمارے دشمنوں سے
ہمارے حق کے لئے جنگ نہیں کرو گے خلافت تو ہمارا (علیؑ کا) حق
تھا جو اُمت نے چھین لیا ہے کیا تم کافر ہو گئے ہو اور اللہ تعالیٰ تو تم
سے سب سے بے نیاز ہے میں نے جو جو باتیں تم سے کہی ہیں اگر
تم حق پسند ہوتے تو ہمارے دشمنوں سے دست و گریبان ہو جاتے
لوگوں نے عہد و پیمان توڑ دیا ہے ہمارے دلوں میں زبردست غم و
غصہ ہے ہاں ہاں خدا کی بیدار آنکھیں ہر ایک بات دیکھ رہی ہیں
جو جو کام تم انجام دے رہے ہو۔“

یہ بلند مرتبہ خاتون جو جھوٹے خلیفہ کے بن جانے سے تکلیف میں مبتلا ہو گئیں غم کی
وجہ سے نڈھال ہو کر بسترِ بیماری پر چلی گئیں۔ ایک روز بی بی کی مزاج پرسی کے لئے



چند مستورات آئیں۔ بات چیت ہوئی آپ کا مقصد تھا کہ رسالت کا خلیفہ حقدار ہونا چاہئے لیکن کسی نے بی بی کی بات پر زور نہیں دیا بلکہ گھر کے جلانے کے لئے دروازے پر لکڑیاں چن دی گئیں اور وہ قیامت خیز منظر دیکھا گیا جس کو سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور پھر کہا گیا کہ حیرت ہے کہ رسولؐ کی خلافت کہاں سے کہاں پہنچ گئی حد ہے کہ جس گھر میں وحی آتی تھی فرشتوں کا آنا جانا تھا اُس مکان کی عظمتوں اور عزتوں کو ختم کر دیا گیا۔ جو لوگ دین کے وارث تھے اُن کو چھوڑ دیا گیا۔ خلافت چھین لی گئی اور تم لوگ کیا اپنے منہ سے میاں مٹھو بن رہے ہو تم سزاوار خلافت نہیں ہو اور یہ کام جو تم کر بیٹھے ہو تو خوش ہونے والی بات نہیں ہے بس سمجھ لو کہ دین میں رخنہ پڑ چکا ہے گویا فتنہ پیدا کر دیا گیا ہے جس سے تلوار چلے گی اور کافی خون خرابہ ہوگا اور یاد رکھو کہ تمہاری یہ حرکت ناقابلِ برداشت ہے جس کا انجام بہت خراب ہوگا اور صرف حسرت و یاس کے اور کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ پھر آخر میں پچھتاؤ گے تو کچھ فائدہ نہیں پاؤ گے اللہ تعالیٰ کی کینرِ خاص (رازِ قدرت) نے یہ جوش و ولولے کا خطبہ ارشاد فرمایا اور دل میں جتنا بھی غبار تھا باہر کر دیا اس جعلی خلیفہ کی پوری پوری قلعی کھول دی اور باطل کو ظاہر کر دیا جس سے حقوقِ انسانی کی حفاظت کی ہے اور حق و باطل کا فیصلہ فرما دیا ہے اور دینی، جانی، مالی نقصان سے آگاہ کر دیا ہے جس سے انسانیت کو تقویت ملے گی۔

کیا کہنے شہزادی کی تقریر کے کس قدر بلند پایہ خطبہ ہے اس کے بارے میں اُستاد عقادِ مصری بیان کرتے ہیں کہ شہزادی نے کس قدر فصیح و بلیغ گفتگو کی ہے۔ اس سے تمام امور پر روشنی پڑتی ہے خواہ سیاسی امور ہوں یا مالی، اقتصادی یا جمہوری اجتماعی امور ہوں۔



یہ بلند پایہ خاتون جو ملوکوتی صفات کی مالکہ اور معصومہ ہیں خلافت چھن جانے پر کبیدہ خاطر ہو گئیں کیونکہ علی بن ابی طالب کا حق خلافت چھین لیا گیا تھا پھر اسی پر اکتفاء نہیں کی گئی بلکہ مکان پر یلغار کی گئی، رسالت کو صحیح معنوں میں آپ نے پائے تکمیل تک پہنچایا آج کے روز اُن کے خطاب کا ترجمہ مختلف لوگوں نے اپنے اپنے طور طریقے سے کر لیا جس سے بیس سے بیس زائد علوم الہی اجتماعی حقوق فلسفہ احکام و شرائع کا اشارہ ملتا ہے۔

اور اتنے مصائب ڈھائے گئے تھے کہ شہزادی نے فرمایا تھا:

صَبَّتْ عَلَيَّ مَصَائِبٌ لَوْ أَنَّهَا

صَبَّتْ عَلَيَّ الْآلِهَامُ صِرْنَ لَيًّا لَيًّا

اے بابا آپ کی موت کے بعد مجھ پر اتنے زبردست مصائب درخ پڑے کہ اگر یہ رنج و غم روشن دنوں پر پڑتے تو کالی سیاہ رات بن جاتے اور جو لوگ جادہ حق سے ہٹ گئے تھے اُن کو سمجھانے اور ڈرانے کے لئے اونچ نیچ کی باتیں سمجھا دی تھیں۔

﴿۲﴾..... رہبرِ صلح حسن مجتبیٰ:

حضرت امام حسن نے اپنے والد علی بن ابی طالب کی وفات کے بعد دین کو خود سنبھالا حکومت سنبھالی، اُس وقت کا سب سے بڑا اہل بیت کا دشمن معاویہ جو برسوں ملکِ شام میں حکومت کر رہا تھا اور اُس نے طاقت کے زور پر چاہا کہ امام حسن سے جنگ لڑے۔ کیونکہ علی کو سازش کے تحت (معاویہ) قتل کر چکا تھا اور اُن کی زندگی میں اتنی لڑائیاں لڑی تھیں کہ حضرت علی کو پریشان کر ڈالا تھا۔ اُن کی زندگی تکلیفوں اور پریشانیوں سے بھر دی تھی۔ گویا معاویہ جان بوجھ کر ان کی عظمتوں کو ختم کرتا تھا۔

حکومت معاویہ ملکِ شام میں قائم تھی جو حضرت علی اور امام حسن کے لئے



زبردست مصیبت تھی اگر معاویہ مخالفتِ اسلام نہ کرتا تو امام حسن کی امامت دنیا بھر میں تسلیم ہو جاتی یہی بڑی وجہ تھی کہ امام حسنؑ نے معاویہ کو دعوت دی کہ بیعت کرے امام حسنؑ کا خط معاویہ کو ملا کہ تم امامت کی بیعت کر لو۔ اگر تم بیعت کر لیتے ہو تو کفر و گمراہی و ضلالت سے بچ سکتے ہو۔ میں خلیفہ اسلام بن چکا ہوں نبیؐ کے بعد علیؑ کا اور پھر میرا حق ہے اگر تم میری بیعت نہیں کرو گے تو میں مسلمانوں کو لے کر تم پر حملہ کر دوں گا۔ یہاں تک جنگ ہوگی کہ فیصلہ خداوند عالم فرمائے اور وہی رب بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

جیسے ہی امام حسنؑ کا خط معاویہ کے ہاتھ پہنچا تو معاویہ نے اُسے خوب غور سے پڑھا اور اُس کا جواب سوچا کہ بے شرعی سے اس کا جواب دیا جائے اور پھر پوشیدہ طور پر کچھ لوگوں کو کوفہ بھیج کر امام حسنؑ کے خلاف پروپیگنڈہ کرایا گیا اور معاویہ نے اہل بیتؑ کی اس قدر توہین کی اور ملکِ شام میں غلط پروپیگنڈہ کرایا کہ (معاذ اللہ معاذ اللہ) علیؑ نماز ہی نہیں پڑھتے ہیں اور علیؑ دشمنِ اسلام ہیں اور میں اسلام کا جھنڈا بلند کر رہا ہوں وغیرہ وغیرہ اور پھر معاویہ نے کھل کر علیؑ کے خلاف بڑی شجاعت اور بے شرعی کے ساتھ غلط پروپیگنڈہ پھیلا دیا۔ یہاں تک کہ نماز میں منبروں پر سے علیؑ کو شب و شتم کا آغاز کر دیا گیا۔ ہر نماز کے بعد علیؑ کو برا کہا جانے لگا۔

مسعودی مورخِ اہل بیتؑ لکھتا ہے کہ علیؑ کے خلاف اتنا زبردست پروپیگنڈہ کیا گیا کہ بچہ بچہ علیؑ کو برا کہنے لگا ہر بچہ و بزرگ علیؑ کی مخالفت کرنے لگا۔

(ناخ التواریخ حالات امام مجتبیٰ صفحہ ۸۲، مروج الذهب ج ۲ صفحہ ۷۲)

امام مجتبیٰؑ کے خلاف بھی پروپیگنڈہ اہم جاری رہی۔ اس زمانے کے لوگ اتنے عقلمند تھے کہ (اللہ کے معصوم امام) حسن مجتبیٰؑ سے دشمنی کرنے لگے اور نوبت یہاں تک پہنچی



کہ امام حسنؑ اور معاویہ کے درمیان صلح ہو جائے اور یہ صلح تحریری طور پر ہونا چاہئے تاریخ میں بھی یہ بات لکھی جائے گی ملک شام اور گردنواح میں لمبے علاقے پر کافی زیادہ عرصے سے معاویہ کا قبضہ تھا اُس نے حضرت علیؑ اور اولادِ علیؑ کے خلاف غلط پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ ایسے حالات میں امام حسنؑ کے لئے مشکلات آگئیں اور اُن کو گوشہ نشین پر مجبور کر دیا۔ اگرچہ صلح ہو چکی تھی حکومت امام حسنؑ نے معاویہ کو دے دی تھی اور خود گوشہ نشین ہو گئے تھے پھر بھی اسی بات پر اکتفاء نہیں کی گئی اور صلح تھوڑے دنوں کے لئے تھی پھر معاویہ نے اس صلح کو طاقت کے بل بوتے پر توڑ دیا ایسے ناگفتہ بہ حالات میں امام حسنؑ کو کہنا پڑا کہ:

”اے پالنے والے یہ کیسی دنیا ہے کہ عوام الناس نے ظالم و جابر حکمران معاویہ کو حکومت کے لئے پسند کر لیا ہے اور لوگوں کو حق اور دین داری کا کوئی لحاظ نہیں ہے اور بلا وجہ معاویہ نے اپنے آپ کو امیر المومنین بنا لیا ہے اور کتنا ظلم ہے کہ عوام الناس نے ظالم و جاہل انسان کو رسول خدا کا جانشین و خلیفہ بنا لیا ہے اور تمام دنیا سے بہتر ذات حضرت علیؑ ابن ابی طالب کو برا کہنا ذلیل کرنا شروع کر دیا ہے۔ پروردگار نجات دے مومنین کو کہ وہ ظالم و جابر شخص کے ہاتھوں سے چھوٹ جائیں۔ ان کی آنکھیں کھل جائیں اور عادل حکومت بن جائے اور صلح و امن کے ساتھ لوگ رہ جائیں اور معاویہ کے برے اعمال کا پردہ اُٹھ جائے۔“

﴿۳﴾..... غم انگیز داستان:

یہ حالات بد امنی، بددیانتی، ظلم و سفاکی کے اتنے زیادہ ہو گئے تھے کہ بلاد ہائے



اسلامی میں قتل و غارت گری کا بازار گرم ہو گیا تھا۔ اور پاک و پاکیزہ زندگی گزارنے والے صحابہ رسولؐ اور نیک لوگوں کو قتل کیا جا رہا تھا اُن کی توہین کی جا رہی تھی اور تاریخ میں بدترین کارنامے درج ہیں متقی و پاکیزہ انسانوں کا خون جائز کر دیا گیا تھا لوگوں کی زندگیاں اجیرن بنادی گئی تھیں جس سے بشریت متزلزل تھی۔ ایسی ظالم حکومت کو انسانوں کا قتل عام کر کے اپنی فتح کا ڈنکا بجوانا تھا جتنے بھی صحابی رسولؐ تھے علیؑ کے پیروکار تھے کوئی بھی اُن میں سے محفوظ نہیں تھا یہاں تک کہ جب خانہ کعبہ کو آگ لگائی گئی اس میں گھوڑوں کو باندھا گیا چن چن کر صحابہ رسولؐ کو قتل بھی کیا گیا اور ذلیل بھی کیا گیا۔

﴿۴﴾..... حضرت ابوذرؓ صحابی:

حکومتِ وقت نے غلط کاموں کو رائج کر دیا تو دنیا کو صاف طور پر جاننے والے لوگوں سے یہ باتیں برداشت نہیں ہو سکیں کیونکہ معاویہ کی شاہی چالوں سے انسانیت منحرف ہو رہی تھی بربادی کی طرف دنیا جا رہی تھی صحابیت رسولؐ خدا خطرہ میں تھی حضرت ابوذرؓ جیسے بلند مرتبہ صحابی دین اسلام کو مٹتے ہوئے نہیں دیکھ سکتے تھے انہوں نے حکومتِ وقت کی مخالفت شروع کر دی۔ حکومت کا مقابلہ کرتے رہے۔ حکومت نے بھی سخت مخالفت شروع کر دی اور اُن کے خلاف کاروائی ہوئی ابوذرؓ نے دین سنت اور حقوقِ اسلام کے بارے میں عوام الناس کو آگاہی دی۔ حکومت نے ابوذرؓ کو اپنے شہری علاقے سے نکال دیا اور عالم بے کسی میں حضرت ابوذرؓ غفاری کی موت واقع ہو گئی۔

﴿۵﴾..... حضرت عمارؓ یا سَر:

جس وقت خلیفہ ثانی کے بعد خلیفہ ثالث بنایا گیا تو اُس کی روش بھی اسلام کے



خلاف تھی۔ اُس نے بے شمار مال اکٹھا کرنا شروع کر دیا جس کی کثرت سے غنی کہلایا گیا، خلیفہ ثانی کی خلافت ثانیہ میں بھی بے شمار خرابیاں تھیں لیکن جب خلافت ثالثہ کا زمانہ آیا تو دین میں خرابیاں بڑھتی ہی گئیں جس سے مسلمانوں کو ذلت ملنے لگی یہ خلافتِ راشدہ جو خود ساختہ خلافت تھی ان کو دنیاوی لذت اور عیش پرستیوں سے کام تھا خواہ بیلک پر کتنے ہی مظالم کرنے پڑیں۔ حقوق اللہ و حقوق العباد ختم ہو چکے تھے۔ اسلامی قانون توڑے جا رہے تھے اور دین کے اور خلافتِ رسولؐ کے نام پر برائیاں کی جا رہی تھیں روزانہ نئے نئے قانون بنائے جاتے تھے ہر طرح سے لوگوں کا حق اور مال غصب کیا جاتا تھا، اس لئے صحابہؓ رسولؐ حضرت عمارؓ یا سرؓ اور حضرت ابو ذرؓ سے یہ باتیں برداشت نہیں ہو سکیں اور حکومتِ وقت کو برملا برا کہنے لگے کہ خلیفہ رسولؐ بھی جھوٹ موٹ کے بن گئے ہو اور احکامِ اسلام کی بنیاد جڑ سے کھود رہے ہو، ایسی غلط باتیں دیکھ کر مدینے کے لوگوں نے حاکم کے نام ایک شکایتی خط لکھا جس کو عمار یا سرنے پہنچایا حاکم جو کہ خلیفہ بنتے ہی غرور میں اونچا ہو گیا تھا اپنے حاشیہ برداری (ساتھیوں کو) اکٹھا کر کے ایک حکم بنایا کہ حکومت کی مخالفت کرنے والوں کو مارا پیٹا جائے بلکہ قتل کر دیا جائے۔ لہذا عمار یا سر کے بیٹے کو پکڑ کر مارا پیٹا گیا اور خود خلیفہ وقت نے حضرت عمار یا سر کو گرفتار کر کے اتنا مارا کہ پیٹ پر لاتیں مار کر بے ہوش کر دیا گیا اور وہ بیمار ہو گئے۔

﴿۶﴾.....انجام رسالت:

یہ وقت اسلام کے لئے اور اسلام کے حامیوں کے لئے اتنا خونین وقت تھا کہ صحابیانِ رسولؐ و پیروانِ علیؑ کو چن چن کر قتل کیا جا رہا تھا۔ معاویہ نے بے شمار لوگوں کو قتل کرایا۔ اسی دورانِ میثم تمار جو حضرت علیؑ کے بہترین صحابیوں میں سے تھے دین



کے لئے سپر بنے ہوئے تھے یہ عہد رسولؐ میں بھی کسی عہدے کے لینے کے خواہشمند نہیں تھے نہ ان کو کوئی لالچ تھا بلکہ اپنا خون راہِ حق میں بہایا۔ انہوں نے در رسالت کی چوکیداری اور غلامی کو ہی اپنے لئے کافی جانا۔ ان کے چہرے کو دیکھ کر ہی اندازہ ہو جاتا تھا کہ یہ عابد و زاہد شب زندہ دار، متقی ہیں ان کی زندگی میں بے انتہا پریشانیاں آئیں حکومتِ وقت سے مقابلہ رہا جسمانی اذیتیں دی گئیں مگر ان کے پائے ثبات کو کوئی لغزش نہیں ہوئی۔ حکومت پر تنقید کرنا ان کا فرض تھا پہلے بہت اچھے طریقے سے سمجھایا کرتے تھے اور جب حکومت اچھا اثر نہیں لیتی تھی تو پھر تنقید کیا کرتے تھے حکومت ان سے بے زار تھی اس لئے اس صحابی رسولؐ علیؑ کے ہاتھ پیر کاٹے گئے خون میں نہلایا گیا درخت کی شاخ پر لٹکا لٹکایا گیا مگر ہر حالت میں حضرت علیؑ کی تعریف اور دین اسلام کی تلقین کرتے رہے۔ آخر کار دار پر لٹکا دیا گیا آخرِ وقت تک اسلام کی حفاظت کی اور انسانی حقوق کا خیال رکھا اور حضرت میثم تمار کا یہ حال تھا کہ جب آپ کو حضرت علیؑ نے اطلاع دی تھی کہ تم محبت علیؑ میں اس درخت پر سولی دیئے جاؤ گے تو شوقِ شہادت میں اُس درخت میں پانی ڈال کر خوش ہوا کرتے تھے کہتے تھے کہ میں اس درخت پر لٹکایا جاؤں گا۔ علیؑ کی تعریف کرنے کی وجہ سے میری زبان ہاتھ اور پیر بھی کاٹے جائیں گے پھر خوش ہوتے تھے کہتے تھے کہ میں اس درخت کے لئے خلق کیا گیا ہوں اور یہ درخت پل بڑھ کر جوان ہوا ہے یہ میرے لئے ہی بڑا ہوا ہے۔ اُسی درخت پر حضرت میثم تمار کو لٹکایا گیا جب آپ کو درخت پر لٹکایا گیا تو بلند آواز سے فرما رہے تھے کہ اے لوگو میرے قتل ہونے سے پہلے پہلے میرے پاس آؤ اور علیؑ کی تعریف سن لو۔ یہی آخرت کا سہارا ہے یہ سنتے ہی مخلوق خدا آپ کے چاروں طرف جمع ہو گئی تب آپ نے فرمانا شروع کیا اور پوری خلقت غور سے سننے لگی۔ آپ



نے حضرت علیؑ کی تعریف کی اور بنی امیہ کی خرابیاں بیان کی۔ اسی مجمع میں ایک جاسوس بنی امیہ کا تھا جو فوراً دربار گیا اور میثم کے بارے میں پوری بات بتائی تب حکومت وقت نے حکم دیا کہ میثم کی زبان کاٹ لی جائے چنانچہ حکومت کا قاتل آیا اور کہنے لگا کہ میثم تم بولو کیا کہہ رہے ہو میں تمہاری زبان کاٹنے آیا ہوں، میثم نے جواب دیا کہ اے حرام کی اولاد، زن بدکارہ کے بیٹے میں نے مولا علیؑ کی تعریف کی ہے تو غلط بیانی تو نہیں کی ہے حق کی بات کہی ہے تو مجھے میرے مولا سے دور نہیں کر سکتا یہ میری زبان سچ بولتی ہے۔

اُس زمانے میں پھانسی دینے کی سزا اس طرح کی نہیں تھی جیسا کہ آج کل کا رواج ہے کہ گلے میں پھندا ڈالی کر مار دیا جاتا ہے۔ بلکہ پرانے زمانے میں انسان کے ہاتھ رسی سے باندھ کر درخت پر الٹ لٹکا دیا جاتا تھا اور اُسے بھوکا پیاسا بھی رکھا جاتا تھا اسی طرح اُس کی موت واقع ہو جاتی تھی۔

اُس سنگدل ملعون قاتل نے جس کی آنکھوں سے خون ٹپک رہا تھا میثم کی زبان قطع کر ڈالی یہ مرد نیک و بزرگ کہ تقویٰ اور فضیلت میں بلند پایہ تھا اُس کو سولی دے کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اسلام کا چراغ بجھا دیا گیا۔

﴿۷﴾... ایمان کا برباد ہو جانا، حجر بن عدی کی شہادت:

یہ بھی حضرت علیؑ کے عاشق و صحابی تھے حکومت وقت نے نیک متقی پارسا بزرگوں کو قتل کیا۔ ان کو محبت علیؑ کی سزا دی گئی اور جیسا کہ ابوذرؓ کو (ربذہ) ویران جگہ بھیجا گیا تھا ان کو بھی دمشق کے ایک علاقے میں (بمقام مرج عذرا) کی طرف بھیج دیا گیا۔ انہوں نے بھی اپنا خون بہائے جانے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھی اور ان کا خون اُس زمین پر بہا کر زمین کو سرخ کر دیا گیا۔

مختصر یہ ہے کہ محبت علیؑ کرنے والوں کے خون سے اُس صحرا کو سرخ (لالہ فام) بنا



دیا گیا۔ آفتاب اُس خون آلود زمین پر چمکتا رہا اور بے گور و کفن لاشے پر مٹی اڑ کر آتی تھی جس سے لاشہ تہہ خاک ہو گیا۔ اُس خطرناک اور خوفناک زمانے میں مجاہدِ علیؑ کو جن جن کرقل کیا گیا۔ اور وہ اصحابِ علیؑ خاک پر آرام کرنے لگے۔ علیؑ کی بے شمار مخالفت کی گئی یہاں تک کہ حقوقِ مسلم، حقوقِ علیؑ، تمام کے تمام پائمال کر دیئے گئے عدل و انصاف ایمان کا کہیں بھی نام و نشان نہیں تھا چاروں طرف لوٹ کا بازار تھا لوگوں کو اطمینانِ زندگی حاصل نہیں تھا، لوگوں کو بے دھڑک قتل کیا جا رہا تھا۔

﴿۸﴾... علیؑ وارث ہیں آسمانی خزانوں کے:

علیؑ کی ذات ایک ایسی لا جواب ذات ہے کہ جتنی بھی آپ کی تعریف کی جائے کم ہے کیونکہ یہ ایسی ہستی ہے کہ تمام کائنات آپ کے سامنے بنائی گئی ہے جو فضیلت حضرت علیؑ کو ملی ہے وہ کسی کو بھی نہیں مل سکی۔ خانہ کعبہ میں پیدا ہونا اور پھر حضرت محمدؐ کے ہاتھوں پرورش پانا کسی بھی انسان کی طاقت نہیں ہے جو آپ کے صفات و حسنات بیان کر سکے۔ روح اور زندگی پر کسی انسان کا قبضہ نہیں ہے یہ ذات، پاک حضرت علیؑ کی ہے جو موت و حیات پر قابض ہیں ایمان، منطق، علم، شمشیر زنی، دانشمندی، تقویٰ جان بازی، صبر، حقیقت و سیاست، خشونت و مہر یہ، تمام صفات ایک ذات میں جمع نہیں ہو سکتی ہیں لیکن اس ذاتِ پاک میں ہمہ صفت موجود ہیں۔ اگر ہم چاہیں کہ صفاتِ محمدیؐ کو دیکھیں تو ذاتِ علیؑ کو دیکھ لیں کیونکہ علیؑ خانہ کعبہ میں پیدا ہو کر خانہ محمدؐ میں آئے پرورش پائی تب علیؑ بنے۔ گویا ذاتِ علیؑ ایک ایسا زبردست قلعہ ہے خوبیوں کا کہ انسانی عقل اُن بلند یوں کو پا نہیں سکتی ہے چنانچہ حضرت خود فرماتے ہیں کہ فضیلتوں کی نہر ہے آغوشِ محمدؐ جس سے زندگیاں نشو و نما پاتی ہیں گویا مریخِ زندگی پلتے ہیں مگر کسی کی مجال نہیں ہے جو اس قلعے کے اوپر پرواز کر سکے۔ کلمہ علیؑ کا نام لینا



تمام صفاتِ حسنہ کا بیان کرنا ہے اس ذاتِ علیؑ میں تمام صفاتِ حسنہ یکجا جمع ہیں جیسے پرہیز گاری، عدالت، جوانمردی، احساس، مسوئیت، انسان دوستی، حق شناسی، زہد، پارسائی، شجاعت، بندگی گہرے فلسفے غرض ہر ہر صفت ذاتِ علیؑ میں موجود ہیں جن کو کسی انسان کی طاقت نہیں ہے جو بیان کر سکے۔ آپ تمام مصیبتوں، بیماریوں کے میسج ہیں۔ ایسی ذاتِ بابرکت صرف اور صرف علیؑ کی ہی ہے اور کوئی دوسری ذات ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ یہ ذات ہے جو کعبے میں ولادت کا شرف رکھتی ہے۔

اور جب حضرت محمد مصطفیٰؐ مبعوث برسالت ہوئے تو اُس وقت صرف ایک ذاتِ علیؑ ہی تھی جس نے لبیک کہی، دعوتِ روحانی اور ندائے آسمانی محمدؐ کو حضرت علیؑ نے ہی لبیک کہا تھا اور اسلام کی مدد کا وعدہ کیا تھا اور جب خطرناک وقت زندگی کا آیا (شبِ ہجرت) جس میں جان کا خطرہ تھا، وحشی درندے اور بے رحم لوگ رسول اللہؐ کو قتل کرنا چاہتے تھے تو حضرت علیؑ نے ہی ایسے آڑے وقت میں رسولؐ کا ساتھ دیا تا کہ رسولؐ کی جان محفوظ رہے اور کتنی پیاری بات حضرت علیؑ نے حضرت محمد مصطفیٰؐ سے کی تھی کہ یا رسول اللہؐ میں آپ کا غلام ہوں اور آپ کے ہر منصوبے کو کامیاب بنانے میں اپنی جان کی بازی لگا دوں گا۔ خواہ میری جان چلی جائے میں آپ پر قربان ہو جاؤں گا بستر آپ کے خون سے رنگین نہیں ہوگا بلکہ میرے خون سے بستر رنگین ہوگا۔ یہ اتنی پیاری بات تھی کہ قدرت کو پیار آ گیا۔ اللہ نے فرشتوں کے سامنے فخر کیا اور کہا کہ دیکھو کیسی محبت ہے حضرت علیؑ کو محمدؐ کی ذات سے کہ اپنی جان کی علیؑ کو کوئی پروا نہیں ہے اپنی جان راہِ خدا میں قربان کرنے کا ارادہ ہے اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت کرے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات تو اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے مشرکین و کافرین کے لشکر کو زیر کرنا کافروں کا، پرچم گرانا یہ تو علیؑ کا ہی کام ہے۔



حضرت علیؑ کے ہاتھ سے کوئی ظلم نہیں ہوا کیونکہ یہ ہاتھ تو ید اللہ تھے۔ البتہ کافروں کو چن چن کر قتل کیا گیا۔ آپؑ کی بہادری کا کیا ٹھکانا جنگ اُحد میں جب کافروں کو قتل کر رہے تھے تو آسمان سے صدا آئی۔

لا فتیٰ اِلَّا علی لا سیف اِلَّا ذوالفقار

یہ کتنی بڑی عظمت و فضیلت ہے کہ جب رسول اللہؐ کے ساتھی بھاگ گئے تھے اور آنحضرتؐ بہت زیادہ زخمی ہو گئے تھے تو حضرت علیؑ پروانہ وار آپؐ کے گرد حفاظت فرما رہے تھے اسی طرح جنگ خندق کے روز جناب رسول خداؐ نے فرمایا تھا کہ جنگ خندق کے روز کی علیؑ کی ایک ضربت کائنات کی عبادت سے افضل ہے۔

ضربت علی یوم الخندق افضل من عبادت الثقلین

قلب محمدؐ میں علیؑ کی محبت بے شمار تھی علیؑ کی تربیت بھی رسولؐ نے ہی کی تھی علیؑ کو اپنا بھائی کہا تھا، یہ بھی کتنی بڑی فضیلت ہے علیؑ میرے لئے ہارون کی مثل ہے جیسے موسیٰؑ کے لئے ہارون تھے۔ حق علیؑ کے ساتھ ہے اور علیؑ حق کے ساتھ ہے۔

الحق مع علی و علی مع الحق

حضرت علیؑ کی ذات گرامی وہ بابرکت ذات ہے کہ رسول خداؐ نے اپنے آپ کو شہرِ علم کہا ہے اور علیؑ کو دروازہ کہا ہے کہ تم میرے بعد میرے وصی اور خلیفہ ہو، رسول خداؐ نے بارہا کہا ہے کہ قرآن علیؑ کے ساتھ ہے اور علیؑ قرآن کے ساتھ ہے یہ دونوں ایک ساتھ رہیں گے کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر وارد ہوں گے رسول خداؐ نے منافق کی پہچان بتائی تھی کہ علیؑ کو دشمن رکھے گا اور مومن علیؑ کا دوست ہوگا رسول خداؐ نے اپنے آپ کو علیؑ کا ایک ہی نور کا جز کہا ہے۔

انا و علیؑ من نور واحد



اور تاریخ میں بے شمار فضیلتیں علی کی بیان کی ہیں اور یہاں تک کہا ہے کہ علی کے فضائل بے شمار ہیں جن کو بیان نہیں کیا جاسکتا ہے۔

﴿۹﴾ ... عظمت ابوطالبؑ

تاریخ نے اور عوام نے ابوطالبؑ کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ اُن کو معاذ اللہ کافر لکھ دیا جنہوں نے دین اسلام لانے والے محمدؐ اور علیؑ کی پرورش کی۔ کتنا بڑا ظلم ہے کہ تاریخ بھی اندھی ہے اور عوام الناس بھی جاہل ہیں جو دین کے ستون کو کافر کہہ رہے ہیں حضرت ابوطالبؑ دین دار متقی اللہ کے پسندیدہ تھے جن کی ذات والا صفات پر حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ کو ناز ہے حضرت ابوطالبؑ نے ہی رسولؐ خدا کو پالا ہے اور جان کی حفاظت میں اپنے بچوں کی جگہ محمدؐ کو حفاظت سے سلاتے تھے کہ بلا سے میرا بچہ علیؑ یا اُس کا بھائی قتل ہو جائے مگر محمدؐ زندہ رہے۔ بڑے ہو کر آپؐ نے جاہلوں کو انسان بنایا۔ اخلاق حسنہ سکھائے کیونکہ اس سے پہلے تو لوگ کفر کی زندگی گزار رہے تھے۔ طاقتور ظالم لوگوں سے کوئی محفوظ نہ تھا، دین سے کوئی واقف نہ تھا چوری، شراب، جوا، عیش پرستی، حرام کاموں کا رواج تھا جسے انسان اچھا سمجھتا تھا۔ رسولؐ نے امانتیں رکھیں پھر واپس کیں تو امین کہلائے صادق کہلائے۔ انسانی بلندیاں حاصل کیں۔ جن کی جان کی اور دین کی حفاظت حضرت ابوطالبؑ اور ان کی اولاد نے لے لی اور اپنا خون ان پر نثار کر دیا اور دین اسلام کی خدمت کے لئے ہر ایک کام حضرت ابوطالبؑ نے اور اُن کی اولاد نے کیا، کیا کوئی دین اسلام کا حامی ایسا نہیں ہے جو ایسی شخصیت کو کفر کے نام سے الگ کر سکے کتنے افسوس کی بات ہے کہ عوام الناس نے اپنی جہالت کے سبب اتنی عظیم ہستی کو کفر اور شرک کی نسبت لگا رکھی ہے یہ کتنا بڑا گناہ ہے اور بے شرمی و بے دینی کی بات ہے یہ تو دنیا میں ذلیل ترین لوگ ہیں پھر حضرت



ابوطالب کو برا کہہ کر اپنی اور بھی ذلت کراتے ہیں۔ ابوطالب کو دنیا والے کتنا ہی برا آدمی کا فرو مشرک کہیں اُن کی ذات والا صفات پر کوئی اثر پڑنے والا نہیں ہے اُن کو تو اللہ تعالیٰ نے چنا ہے پھر اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کون کر سکتا ہے۔

دنیاوی لوگ جو مثل افسانہ نگار کے ہیں ان کے خلاف قیاس آرائیاں کر کے جھوٹی کہانیاں گڑھتے ہیں پہلے غور کریں کہ ایسا کر کے وہ غضبِ خدا کو جوش میں لا رہے ہیں اور آئندہ آنے والی نسلوں کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں کیونکہ نام نہاد مسلمانوں کی اکثریت جو ظالم اور جاہل ہیں جن کو خدا کا خوف نہیں ہے وہ یہ بحث کرتے رہتے ہیں یہ سب بے ہودہ بحث ہے کس قدر اسلام سے غافل اور بے حس ہیں یہ لوگ کہ اپنے آپ کو دانشمند اور مفکر روشن فکر کہتے ہیں اور قطعاً انصاف اور عقل سے کام نہیں لیتے ہیں۔ گویا یہ ایسی مہندی ہے جس کا کوئی رنگ نہیں ہے اور ایسے لوگ بے وقوفوں کی دنیا میں رہتے ہیں اور ان لوگوں نے یہودیوں کا پہننا واپہن رکھا ہے ان کا لباس یہودیوں جیسا ہے اور جنگ بدرواُحد و خندق کی وجہ سے یہودی لوگ مسلمانوں کے بلکہ خالص شیعیاں علی کے دشمن ہو گئے ہیں اور یہ لوگ کبھی کبھی اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کے خلاف سازشیں کرتے رہتے ہیں، چنانچہ ایسی ہی گھناؤنی سازشوں کے نتیجے میں واقعہ سقیفہ بنی ساعدہ پیش آیا۔ یہ تمام لوگ خائن ظالم بد معاش اور بدنام زمانہ تھے خائن تھے۔ تاریخ میں ان لوگوں کی بدنامی باقی رہ گئی البتہ یہ سب سے بڑا سانحہ ہے کہ کسی بھی شخص نے ان کی سازشوں کو ختم کرنے اور ان کے مار ڈالنے کی کوششیں نہیں کیں البتہ صرف لعنت ہی لعنت ان کے نام پر باقی رہ گئی ہے۔ بے وقوف جاہل کم عقل بد صفات، شکم پرست لوگوں نے اس درجہ حضرت علی سے دشمنی کی کہ اُن کے باپ ابوطالب کو کافر کہنے لگے جبکہ حضرت ابوطالب نے ہی رسول خدا کا



نکاح پڑھایا تھا اور رسول خدا نے حضرت ابوطالب کے جنازے کی نماز پڑھائی تھی اور جنازے کو غسل بھی دیا تھا اور مسلمانوں کے قبرستان میں ہی دفن کیا ہے اور حضور نے جنازے پر گریہ کیا ہے اور اس غم کے سال کو ابوطالب کی وفات کی وجہ سے ”عام الحزن“ غم کا سال قرار دیا ہے۔

اس تاریخ نے یہ بیضا (معجزہ) دکھایا ہے کہ حضرت محمدؐ بت پرستی کے ماحول میں ہدایت کرنے آئے کچھ مؤرخین اسلام کی یہ کوشش ہے کہ حضرت ابوطالبؓ و حضرت عبدالمطلبؓ کو شرک و کفر سے بچائیں، کیونکہ یہ بھی انسانی خاصیت ہے کہ اعلیٰ خاندان کا اثر لوگوں پر ضرور پڑتا ہے کیونکہ حضرت عبدالمطلبؓ بہت بڑی عظمت والی شخصیت ہیں کعبے کے محافظ و کلید بردار ہیں اور حضرت محمدؐ رسول اللہ نے ان کے ہی گھر میں پرورش پائی ہے جنہوں نے بتوں کی پرستش ختم کرائی ہے۔

﴿۱۰﴾... حضرت اُم کلثومؓ کے دادا حضرت ابوطالبؓ

چہرہ چمک دار، آب و تاب والے حضرت ابوطالبؓ کہ یہ قبیلہ قریش سے ہیں کہ جو دنیا سے باایمان گئے ہیں یہ مسلمان تھے اسلام والے تھے اور ان کا دامن شرک و کفر سے پاک تھا اور اس بارے میں بہترین دلیل یہ ہے کہ آیہ مبارکہ وَتَقَلَّبَكَ فِی السَّجَدِیْنِ شیخ سلیمان الجنی حنفی نے متن میں اس آیہ شریفہ کے لکھا ہے کہ اس بارے میں اہل سنت کے علماء کہتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا ہے اھبطی اللہ الی الارض فی صلبِ آدم و جعلنی فی صلبِ نوح فی السفینہ و قذف فی صلبِ ابراھیم ثم لم یزل اللہ۔

(۲) پیغمبرؐ کو صلبِ آدمؑ سے پاک ارحام کے ذریعے نبیوں کے بعد نبیوں کو منتقل کیا گیا ہے۔ پھر باہر نکالا (ینایع المودۃ) (۳) یعنی خداوند نے مجھ سے کہا کہ صلبِ آدمؑ



سے باہر آ جاؤ پھر حضرت نوحؑ کے صلب میں قرار دیا کشتی میں پھر صلب ابراہیمؑ میں لے جایا گیا اور لگا تار منتقل ہوتا رہا، اصلاب کریمہ سے ارحام مطہرہ میں پھر مجھے ماں باپ کے ذریعے سے باہر نکالا گیا تو میں دنیاوی آلائش سے پاک پیدا ہوا ہوں۔

(ینایع المودة، باب ۲)

پھر سلیمانؑ یعنی حنفی کبیر کتاب سے ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا ہے مولودنی فی سفاح الجہلیہ شی وما ولدنی الا نکاح ککاح الاسلام۔ یعنی میں پیدا ہوا ہوں عقد و نکاح سے نہ کہ زمانہ جاہلیت کے طور پر۔

(ینایع المودة، باب ۲)

اور خود حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ فرماتے ہیں کہ پروردگار نے بڑے بڑے اولوالعزم نبیوں کو صلب طاہرہ میں رکھا اور کہا ہے کہ میں بھی اسی طرح منتقل ہوتا رہا ہوں اور جب بھی یہ نبیؑ حق کی دعوت دیتے تھے تو ان کے بعد یکے دیگرے کو مقرر کر دیا جاتا تھا صدیاں ایسے ہی گزر گئیں یہاں تک کہ حضرت محمد مصطفیٰؐ کا زمانہ آن پہنچا تو ان کو انہی ارحام مطہرہ سے باہر نکالا۔ رسولؐ اللہ کا خاندان بہترین خاندان ہے ان کا بہترین شجرہ ہے۔ ان کے عزیز قریب بھی بہترین انسان ہیں جو عظمت ہم نے جناب محمد مصطفیٰؐ کو بخشی ایسی کسی کو بھی نہیں بخشی۔ اگر ہم ان کے شجرے کی خوبیاں بیان کریں تو ایک طویل کتاب بن جائے گی۔

(نچ البلاغہ میراث درخشاں امام علی بن ابی طالبؑ ص ۳۸۶... خطبہ ۹۳)

علامہ مجاہد المینی لکھتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ مسلمان عورت کافر کے گھر میں نہیں ہونی چاہئے حالانکہ حضرت فاطمہ بنت اسدؑ مادر حضرت امیر المومنین علیؑ بن ابی طالبؑ وہ عورت ہیں کہ عورتوں میں آپؐ نے پہلے ہی اسلام قبول کر لیا تھا اور جب تک زندہ رہیں تو ابوطالبؑ کے ساتھ رہیں معلوم ہوا



کہ ابوطالبؑ مومن تھے۔ اس طرح تو بی بی فاطمہؑ بنتِ اسد کو چاہئے تھا کہ حضرت ابوطالبؑ سے طلاق لے کر جدا ہو جائیں۔

مگر یہ بات بھی تو قابلِ غور ہے کہ جیسے ہی جنابِ رسولؐ خدا نے سنا کہ حضرت ابوطالبؑ کا انتقال ہو گیا ہے تو آپؐ رونے لگے۔ اس بارے میں اہل سنت کے راوی لکھتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ابوطالبؑ پر رحم کرے اور پھر آپؐ نے غسل و کفن دیا۔ اور جب ایک ہی سال میں حضرت خدیجہؑ اور حضرت ابوطالبؑ کا انتقال ہو گیا پچاس روز کے اندر اندر تو یہ سال عام الحزن قرار دیا۔ اگر ابوطالبؑ کافرو مشرک تھے تو آپؐ کبھی بھی یہ جملہ نہ فرماتے۔

ابن ابی الحدیدؒ لکھتا ہے کہ جناب ابوطالبؑ کی وفات ہوئی تو جناب جبریلؑ رسولؐ خدا کے پاس آئے اور پیغام دیا کہ اب تمہارا مددگار ابوطالبؑ وفات کر گیا ہے اور یہاں کے لوگ تمہاری جان کے دشمن ہیں اب یہ علاقہ تمہارے رہنے کے لئے سازگار نہیں ہے لہذا ہوشیار ہو جاؤ اب تم کو اس علاقے سے ہجرت کرنی ہوگی۔

یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ اگر ابوطالبؑ کافر ہوتے تو بادشاہ حبشہؑ کو مسلمانوں کی سفارش کا خط نہیں لکھتے اور اگر ابوطالبؑ کافر تھے تو حضرت رسولؐ خدا عقیل سے فرماتے تھے کہ میں تم کو دو وجہ سے دوست رکھتا ہوں ایک اپنے لئے اور دوسرے ابوطالبؑ تم کو دوست رکھتے تھے۔

﴿۱۱﴾... حضرت اُم کلثومؑ کی دادی فاطمہؑ بنتِ اسد:

حضرت فاطمہؑ جو (اسد) کی بیٹی تھیں اور حضرت علیؑ کی والدہ گرامی تھیں کہ جن پر ہماری تسلیں ہماری بے شمار جانیں قربان ہوں۔ وہ بی بی حضرت اُم کلثومؑ کی دادی صاحبہ تھیں۔ (اسد) عبدالمطلبؑ کے بھائیوں میں سے تھے جو جدِ اعلیٰ تھے حضرت محمدؐ



رسول اللہ کے فاطمہ بنت اسد جو حضرت ابوطالب کی زوجہ تھیں یہ بنی ہاشم کے قبیلے کی پہلی خاتون ہیں جن کا عقد حضرت ابوطالب سے ہوا جو ہاشمی تھے۔

حضرت ابوطالب نے اپنی زندگی بی بی فاطمہ بنت اسد جیسی پاک باز و بلند مرتبہ ہستی کے ساتھ بسر کی اور ان با عظمت بی بی کا تذکرہ تاریخ میں ثبت ہے اور اس چمن کے پھولوں میں طالب، عقیل، جعفر اور علیؑ، بنی ہاشم کے پھولوں کی بہار تھے۔ ہر ایک بھائی دوسرے بھائی سے دس سال بعد پیدا ہوا ہے۔

فاطمہ بنت اسد نے رسول خدا کی پرورش اپنی پاکیزہ گود میں کی ہے کیونکہ جب محمدؐ یتیم ہو گئے ماں باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا تو ساری ذمے داری بی بی فاطمہ بنت اسد نے اٹھالی اور بے شمار شفقت و محبت کے ساتھ پرورش کی۔ اگر لباس میلا ہو جاتا تھا تو اُسے بدلوانا نہلانا کھانا کھلانا، پیار کرنا، غرض سب کام بی بی فاطمہ بنت اسد نے انجام دیئے۔ اپنے بچوں سے بھی زیادہ پیار سے کھانا کھلاتی تھیں نہلانا دھلانا، ناز اٹھانا، گود میں پالنا، غرض سب کام آپ نے کئے اور جب بی بی صاحبہ کا انتقال ہوا تو رسول خدا محمد مصطفیٰ خود قبر کے اندر جا کر تھوڑی دیر لیٹے پھر قبر کو اپنا تعویذ بنایا اور ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کہہ رہے تھے کہ خدایا تو ان کو بلند مرتبہ دینا اور اپنا لباس عبا اُتار کر بی بی کا کفن بنایا خود نے تلقین پڑھائی اور قبر پر مٹی ڈالی۔

حاضرین لوگوں میں سے کسی نے حضورؐ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ بی بی فاطمہ بنت اسد کے بارے میں آپ نے وہ وہ کام انجام دیئے ہیں جو اور لوگوں کے لئے انجام نہیں دیئے ہیں۔ آپؐ نے جواب دیا کہ میں نے اپنا لباس اُن کا کفن اس لئے قرار دیا تا کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت کا لباس پہنائے۔ قبر میں اندر جا کر اس لئے لیٹا تا کہ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو بڑا کر دے اور اُن پر رحمت فرما دے اور میں یہ بھی اعلان کرتا ہوں



کہ میرے لئے حضرت ابوطالب سرپرست اور مددگار تھے اُن کے بعد یہ بی بی میری ماں کی طرح مجھ سے محبت کرتی تھیں۔

﴿۱۲﴾... حضرت اُمّ کلثومؓ کی والدہ گرامی حضرت فاطمہؓ:

حضرت اُمّ کلثومؓ کی ماں بی بی فاطمہؓ بنت محمد رسول خدا ہیں، ان کی بیٹیاں حضرت زینبؓ اور حضرت اُمّ کلثومؓ ہیں اُس روز ظہور نور ہوا جس روز طلوع و غروب شمس کا وقت تقریباً ایک ہی تھا۔ اُس وقت کافی جہالت پھیلی ہوئی تھی جب جناب سیدہ کی آمد ہوئی تو جناب رسول خداؐ نے ہاتھوں پر اٹھایا اور دونوں بازوؤں کے بوسے لئے پھر رسول خداؐ کا انتقال ہو گیا اور بی بی فاطمہؓ بھی بیمار ہو کر کچھ روز کے بعد انتقال فرما گئیں۔ اب بی بی زینبؓ اور حضرت اُمّ کلثومؓ پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ اس گھر میں موت کا سلسلہ آن پڑا۔ بی بی خدیجہ الکبریٰؓ بی بی فاطمہؓ الزہراءؓ جناب رسول خداؐ پھر امام حسنؑ کی وفات، یہ اتنے صدمے ایک دم آن پڑے۔ باپ علیؑ کی محبت ماں کی محبت، بھائی کی محبت غرض یہ سب ختم ہو گئیں۔ (استیعاب جلد ۲ صفحہ ۳۶۷)

بی بی فاطمہؓ الزہراءؓ کی شادی کتنے شاندار طریقے سے حضرت علیؑ سے ہوئی کہ نہ صرف مدینے میں رونق بڑھی بلکہ آسمانوں میں بھی عقدِ فاطمہؓ کی دھوم مچی تھی۔ پھر مصیبت کا وقت بھی بی بی فاطمہؓ کے لئے آگیا حالانکہ رسول خداؐ نے فرما دیا تھا کہ فاطمہؓ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اسے اذیت دی تو سمجھو کہ اُس شخص نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اُس نے خدا کو اذیت دی اور خدا کو اذیت دینے والا کافر ہے۔ رسول خداؐ کی محبت فاطمہؓ کے ساتھ بہت بلندی پر پہنچی ہوئی تھی کہ حضورؐ کی تمام بیویاں مع حضرت عائشہؓ کے بی بی کی تعظیم کرتی تھیں اور عائشہؓ کے باپ ابوبکر رسول خداؐ کو بے اولاد کہہ کر تکلیف دیا کرتے تھے تو سورہ کوثر اسی بارے میں آئی



ہے اور یہ بات تاریخ بشریت میں محفوظ ہو کر رہ گئی ہے۔

بی بی فاطمہ زہراؑ نے اپنی زندگی میں ہمیشہ تکلیف پائی غم پایا کیونکہ جب رسول خدا کے ساتھ جنگیں ہوتی تھیں تو بی بی فاطمہؑ ہی اپنے والد گرامی رسول خدا کا خون آلود لباس و جسم دھوتی تھیں اور مرہم پٹی کرتی تھیں، حضرت علیؑ کے خون بھرے لباس کو بھی دھوتی تھیں گویا جنگ میں شریک ہوں۔ پھر روتی جاتی تھیں یہ بھی بڑی مصیبت تھی کہ دنیا زمانہ بتوں کی پرستش کی وجہ سے بت شکنی کے سبب دشمن ہو گیا تھا، باپ کے انتقال کے بعد فاطمہؑ غم زدہ ہو گئی تھیں اور اتنے صدے پڑے تھے کہ جن کو برداشت نہ کر کے انتقال فرما گئیں۔ چاروں طرف دشمنوں کی یلغار تھی اسی وجہ سے سقیفہ بنی ساعدہ کا منصوبہ تکمیل پایا۔ (صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۸۹، صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۲۸)

سقیفہ کی کاروائی نے اسلام کو شدید نقصان پہنچایا جس کے سبب واقعہ کربلا ظہور پذیر ہوا۔ پھر اہل بیتؑ کی ملکیت باغ فدک کو غصب کر لیا گیا اور یہ بدترین کارنامے جن کی وجہ سے اہل بیت کو ان کے حق سے محروم کیا گیا بڑھتے ہی چلے گئے۔ آخر کار جناب زینبؑ اور حضرت ام کلثومؑ نے دنیا بھر میں یزید پلید کو ذلیل کر کے رکھ دیا۔

﴿۱۳﴾... حضرت ام کلثومؑ کے نانا حضرت رسول خدا:

ایک وقت دنیا میں ایسا بھی آیا تھا جبکہ غارت گری کا بازار گرم تھا امن و چین کا نام کہیں بھی نہیں تھا۔ انسان درندہ بن چکا تھا اُس وقت دنیا کے مظلوم حسرت و یاس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے کے دیکھنے کے لئے ترستے تھے کہ کاش کوئی ایسی بہترین ذات آکر ہم کو ان دنیاوی مصیبتوں سے نجات دلائے اور یہ زمانہ اتنا خطرناک بن چکا تھا کہ انسان فخریہ طور پر اپنی پوشیدہ لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے اور مائیں ان بیٹیوں کی موت پر آنسو بہا بہا کر اپنی جان ہلاک کرتی تھیں اُس زمانے



کے لوگوں کا عام پیشہ تھا لوگوں کو لوٹنا، قافلے لوٹنا، کمزور لوگوں کو لوٹنا اور اُن سے مال اسباب اور عورتیں چھین لینا ایک عام بات تھی اور بتوں کو لکڑی یا پتھر سے انسان خود ہی تراشتا تھا اور اُس کے سامنے جھک جاتا تھا۔

اُس زمانے میں چور لوگوں کی عزت کی جاتی تھی، برے بدنام لوگ اپنا نام مشہور ہونے کی غرض سے برے کام کرتے تھے، ظالم لوگ اپنا لبادہ بدل کر عادی بن جاتے تھے۔

اُس جاہلیت کے بدترین دور میں انسانیت کو ختم کر دیا گیا تھا اور غارِ حرامیں آنحضورؐ نے پناہ لے رکھی تھی اور اپنے ماننے اور چاہنے والوں کو اپنے ساتھ لے رکھا تھا کتنی تکلیف میں یہ زندگی گزاری گئی بی بی زینبؓ اور بی بی اُمّ کلثومؓ نے ہمیشہ اپنی زندگی باپ کی سپر بن کر گزاری ہے یہ صفت دونوں بہنوں کو خاندان سے ملی تھی اور ظالموں کے منہ سے نقاب اُتاری ہے جن لوگوں نے اسلام کو عارت کرنے کی کوشش کی اُن کو بی بی زینبؓ اور اُمّ کلثومؓ نے پوری دنیا میں بدنام کر ڈالا ہے۔ حق کو ظاہر کیا، باطل کو ختم کیا اور قوم و عوام الناس جن فرائض کو بھول چکے تھے اُن کو بیدار کیا۔

﴿۱۴﴾... حضرت اُمّ کلثومؓ رسولِ خدا کے جنازے پر

گریہ کناں تھیں:

جناب سرور کائنات کا جنازہ جو تین دن تک گھر میں پڑا رہا اور فاطمہ زہراؑ اپنی ننھی ننھی بچیوں جناب اُمّ زینبؓ اور جناب اُمّ کلثومؓ کے ساتھ مل کر بال کھول کر بین کرتی رہیں حق تو یہ تھا کہ مسلمان زہراؑ کو پدر گرامی کا پرسہ دینے آگئے مگر وہ لکڑیاں لے کر دروازے پر آئے اور ایسا پرسہ دیا کہ زینبؓ کی دکھیلی ماں قبر تک پہلو پر ہاتھ رکھ کر روتی رہیں اور اپنے پدر گرامی سے جا ملیں۔



﴿۱۵﴾... حضرت اُم کلثومؓ کی نانی حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ

جب بھی تاریخ کو دیکھو پڑھو تو اُس سے انسانیت سوز مظالم کا پتہ چلتا ہے اور اچھے واقعات کی سے نظر آتے ہیں کبھی کبھی تو تاریخ کو پڑھ کر خطرناک واقعات کی وجہ سے ہاتھ پیر کاٹنے لگتے ہیں ایسے وقت میں جناب خدیجہؓ نے اسلام قبول کیا اور خدمت دین اسلام میں اپنا تن من دھن سب کچھ داؤ پر لگا دیا، انہوں نے ہی اسلام کو مالدار بنی بخشی۔ دین اسلام کو جلا بخشی۔ ان کی تربیت بہت بلند پایہ تھی جب بی بی فاطمہؓ زہرا جیسی با عظمت ہستی کو پالا اور اُن کی شیر دل بیٹیاں، جناب زینبؓ اور جناب اُم کلثومؓ بھی اسی درجے پر فائز تھیں بی بی خدیجہؓ الکبریٰؓ اپنے زمانے کی بہت بڑی شخصیت تھیں اقتصادی سیاسی اجتماعی زندگی کے زمانے میں بی بی کا تجارت کا کاروبار کافی بلند تھا پورے جزیرۃ العرب میں سب سے بڑی تجارت بی بی خدیجہؓ کی ہی تھی۔ خدیجہؓ کا کاروبار تجارت اتنا بڑا تھا کہ لوگ اُن سے حسد کرتے تھے اور جب محمد مصطفیٰؐ نے بی بی خدیجہؓ کے مال و اسباب کی تجارت شروع کی۔ مال میں برکتیں بڑھ گئیں یتیم عبد اللہؓ نے جو حضرت ابوطالبؓ کا بھتیجا تھا تجارت خدیجہؓ کو فروغ دیا کاروبار میں بی بی کا نام بلند تھا تو حسن اخلاق میں محمد مصطفیٰؐ امین اور صادق کہلائے جاتے تھے۔





﴿۱۶﴾... حضرت اُمّ کلثومؓ عالم نور سے عالم ظہور میں:

شہزادی اُمّ کلثومؓ کا اسم مبارک میری نظروں کے سامنے ہے۔ عربی لغت میں ”کلثوم“ کے معنی ہیں ستارے جیسا درخشاں چہرہ، دوسرے معنی لکھے ہیں ”ریشمی پرچم“ دیکھنے میں یہ صرف سات حروف کا مجموعہ ہے۔ مگر سات حروف کا مجموعہ مجھے احساس دلا رہا ہے۔ کہ قدرت نے انہیں ساتوں جنت کی حکومت میں بھائیوں کے ساتھ درجہ دار کیا تھا۔ اس لئے کہ دونوں بھائیوں کے متعلق بحکم خدا رسالت مآبؐ نے فرمایا تھا۔
الحسن والحسين سيدنا شباب اهل الجنة۔

قدرت نے دکھایا کہ اگر تم میری راہ میں قربانی دو گے تو تاریخ اسلام میں تمہارا نام مثل درخشندہ ستارے کے ہوگا۔

آئیے تاریخ کے اوراق کی ورق گردانی کریں اور ڈھونڈیں کہ یہ نوری ہستی کب عالم وجود میں آئی۔ جونہی میں نے یہ سوچا قدرت نے میری راہنمائی کی اور میری نظر اس گھر پر اٹھی جس گھر کی عزت بن کر یہ شہزادی آئی تھیں۔

محلہ بنی ہاشم میں یہ پر شکوہ گھر ہے جس کا بلند وبالادروازہ ”اننا مدينۃ العلم وعلیٰ بابہا“ کا مصداق ہے۔ اس کی چھت لوائے حمد کی یاد تازہ کر رہی ہے۔ محل شہنی احصینا فی امامہ مبین (سورہ یٰسین آیت ۱۲) کی دیواریں جو چاہنے والوں کے لئے مضبوط سہارا ہیں۔ جس کے سہارے اُن کو اپنی عاقبت کو سنوارنا ہے۔ گھر کے اندر دیدہ یعقوب کی چاندی بچھی ہے۔ اس گھر کا فرش صراطِ مستقیم کی یاد کو تازہ کرتا ہے۔

اللہ نور السماوات والارض (سورہ نور آیت ۳۵) کا فانوس روشن ہے۔ ید بیضا کی قدیلیں ہیں دعائے آدمؑ کی شمعیں جل رہی ہیں۔ چاہت کے چراغوں سے گھر میں



چراغاں ہے گھروم عیسیٰ کے گلاب کی خوشبو سے مہک رہا ہے یہ گھرا تما یرید اللہ
لیذہب عنکم الرجس اهل البیت ویطہرکم تطہیرا کی فضا سے معطر ہے۔
یہ گھر وہ ہے جہاں عفت و عصمت کی حکمرانی ہے اس گھر میں جتنے بھی افراد موجود ہیں
کہ ان کے سروں پر جوتا ج وحدت کے تگینے چمک رہے ہیں اُن کی چمک سے اسلام کی
راہیں روشن اور منور نظر آرہی ہیں یہ گھر وہ گھر ہے۔ جہاں سردار ملائکہ جبرائیل جھولا
جھلاتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ یہ گھر وہ گھر ہے جہاں رضوانِ جنت درزی بن کو آتا ہے۔

یہ گھر وہ گھر ہے جہاں آسمان سے ستارہ بوسہ دینے کو اترتا ہے یہ گھر وہ گھر ہے
جہاں قرآن اُترا۔ جہاں بارہا وحی کی آواز سنائی دی۔ جہاں رحمتِ الہی کی بارش ہوتی
ہے۔ جہاں نعماتِ جنت کا نزول ہوتا ہے۔ یہ گھر وہ گھر ہے جہاں سلمان فارسی اپنی
داڑھی سے جھاڑو دیتا ہوا نظر آتا ہے یہ گھر وہ گھر ہے جہاں اللہ کے حبیب محمد مصطفیٰ
دروازہ پر کھڑے السلام علیکم یا اہل البیت کہتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

اقتباس.... مرثیہ :- عنوان ”بیتِ معمر“..... از علامہ سید ضمیر اختر نقوی :-

کاشفِ سرِ رسالت ہیں جنابِ زہراؑ مطلعِ مہرِ امامت ہیں جنابِ زہراؑ
محورِ نورِ طہارت ہیں جنابِ زہراؑ نقطۂ حیدِ عبادت ہیں جنابِ زہراؑ
مجدے ایسے کہ ملائکہ کو بھی رشک آتا ہے
سر جہاں جھکتا ہے کعبہ وہیں جھک جاتا ہے

باعثِ خلقتِ آفاق ہے زہراؑ کا پدر مالکِ مرضی اللہ ہے ان کا شوہر
اور سردارِ جوانانِ جنات ان کے پسر بیٹیاں زینبؑ و کلثومؑ جو فخرِ مادر
دارثِ چادرِ تطہیر ہیں بعدِ زہراؑ
صاف زہراؑ کی جو تصویر ہیں بعدِ زہراؑ



تا ابد مطلعِ انوار ہے گھر زہرا کا دشتِ تکوین میں گلزار ہے گھر زہرا کا
ظلمتِ شب میں بھی ضو بار ہے گھر زہرا کا دہرِ خوابیدہ ہے بیدار ہے گھر زہرا کا
ہے پیہر کا سلام اس پہ سندِ عظمت کی
اس سے آگے بھی ہے ممکن کوئی حدِ عظمت کی

ایک بوسیدہ سا گھر پھر بھی دیارِ رحمت جس کی رفعت سے سرفرازِ وقارِ رحمت
چار دیواری ہے اس کی کہ حصارِ رحمت اتنی مضبوط ہے چھت جس پہ ہے بارِ رحمت
خلق کو شانِ الہی نظر آئی اس میں
اتنی وسعت ہے کہ تطہیر سائی اس میں
کیا بھلا وصف کوئی ایسے مکاں کا لکھے خاک پر بھی ہوں بیکسِ عرشِ مکانی جس کے
ایسی کرسی کہ جہاں وقت کی گردش بھی رکے جس کی بنیاد سے اسلام کی تعمیر اُٹھے
قصرِ اسلام کا ہر رکن ستوں ہے اس کا
فخرِ سکاںِ مساوات سکوں ہے اس کا

آج کا آج ہے رحمت کی ہے رحمت یہ مکاں شان کی شان ہے شوکت کی ہے شوکت یہ مکاں
راز کا راز ہے آیت کی ہے آیت یہ مکاں نور کا نور ہے عصمت کی ہے عصمت یہ مکاں
بیتِ معمور ہے قرآن میں مکاںِ زہرا
فی بیوت سے خود آئینہ ہے شانِ زہرا

میں رہتے ہیں محمدؐ کے گھرانے والے ہیں جو کعبے کو جینوں سے بسانے والے
صفحہ دہر سے باطل کو مٹانے والے پورے قرآن کو سینوں میں سجانے والے
دین کا چاند نبیؐ چاند کا ہالا یہ ہیں
بزمِ توحید کی شمعوں کا اُجالا یہ ہیں



چمنِ دہر میں کلیوں کا تیشم ہے یہ گھر سازِ توحید کے نغموں کا تلاطم ہے یہ گھر
 کہتے غنچہ ہے بلبل کا ترنم ہے یہ گھر وحیِ الہام کے ہونٹوں کا تکلم ہے یہ گھر
 راہِ فردوس کا یہ نقطہ آغاز بھی ہے

پر جبریلؑ کی جولاں گہرہ پرواز بھی ہے
 بیتِ زہراؑ سے بڑھی دینِ خدا کی رونق دستِ زہراؑ سے بڑھی جوڑ و سخا کی رونق
 نطقِ زہراؑ سے بڑھی صدق و صفا کی رونق نورِ زہراؑ سے بڑھی ارض و سما کی رونق
 نورِ زہراؑ جو زمانے سے نہاں ہو جائے

عرصہ تیرہ شی سارا جہاں ہو جائے
 جس سے دنیا کو ملی دولتِ ایمان وہ گھر جس سے سب کام ہوئے دین کے آسان وہ گھر
 جس سے پایا ہے مسلمانوں نے قرآن وہ گھر جس سے حاصل ہوئی ہر نعمتِ رحمان وہ گھر
 یوں ہے ضو بار یہ گھر دہر کے کاشانے میں
 جیسے اک پھول ہو تنہا کسی ویرانے میں

ایک اک نقشِ کفِ پا سے بنی راہِ فلک ان کی نعلین کو کہتے ہیں ملکِ شاہِ فلک
 رُخِ روشن ہی سے روشن ہے رُخِ ماہِ فلک اور پیوندِ ردا ہیں حشم و جاوِ فلک
 ان کی توصیف میں ہر فکر ہے فکرِ ادنیٰ
 ذکرِ قوسین بھی ہو گر تو ہے ذکرِ ادنیٰ

بیتِ زہراؑی کا ہے بیتِ حرمِ دوسرا نام سجدہ کرتے ہیں اسی در پہ جن و انس تمام
 آتے رہتے ہیں ملکِ روزِ سحر سے تا شام وہ بلندی ہے کہ کرتا ہے جسے عرشِ سلام
 پے بہ پے خالقِ اکبر کے پیام آتے ہیں
 روزِ جبریلؑ یہاں بہرِ سلام آتے ہیں



تابش برقی سر طور سے ہے نورِ مکاں شعلہ جلوہ مستور سے ہے نورِ مکاں
سرمہ چشمِ طلبِ دُور سے ہے نورِ مکاں اَدلیں صاعقہ نور سے ہے نورِ مکاں

بہرِ سَنگاہِ سادات کہاں تھا کعبہ

نورِ زہرا ہی سرِ عرش تھا پہلا کعبہ

خانہ فاطمہ ہے ذکرِ الہی کے لئے قصرِ محفوظ ہے یہ زُہد پناہی کے لئے

کوئی گوشہ نہیں یاں دولتِ شہابی کے لئے یہ تو اک آئینہ ہے فقر نگاہی کے لئے

آبِ رحمت سے تر و تازہ ہے بارِغِ زہرا

گھر میں اللہ کے روشن ہیں چراغِ زہرا

لیفِ خرما کے جو پیوند سرِ چادر ہیں آیتیں لکھی ہوئی صفحہ قرآن پر ہیں

چشمِ زہرا پہ ضیا بار جو یہ گوہر ہیں گردنِ پیکرِ تطہیر کا وہ زیور ہیں

چشمِ زہرا سے عبادت میں جو ٹپکے موتی

عرشِ معبود کا زیور ہیں وہ سچے موتی

ہوئی تطہیر کے ارکان سے تزئینِ مکاں سرسبز جوہرِ ایمان سے تزئینِ مکاں

اک طرف سورۃ انسان سے تزئینِ مکاں اک طرف لؤلؤ و مرجان سے تزئینِ مکاں

خیرہ ہوتی ہے نظر جلوہ گری سے اس کی

ایسی تصویرِ بڑی بارہ دری سے اس کی

گھر میں زہرا کے رہی سیبِ جنات کی خوشبو جزوِ معراجِ رسولِ دو جہاں کی خوشبو

سمٹ آئی ہے یہاں کون و مکاں کی خوشبو گلشنِ خلد نے پائی ہے یہاں کی خوشبو

سیبِ جنت سے تھی تخلیقِ جنابِ زہرا

جب ہی ریحانہ احمد ہے خطابِ زہرا



ناز کعبے کو ہے جس پر یہ وہ کاشانہ ہے ایسا کاشانہ جہاں نقر بھی شاہانہ ہے
 جو ہے یاں شیخ صداقت کا وہ پروانہ ہے علم کے نور سے لبریز یہ اک پیانہ ہے
 درس قرآن میں پہلا سبق جن کا ہے
 ”یہ وہ بندے ہیں کہ اللہ پہ حق جن کا ہے“

(علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی کی کتاب کلام ضمیر سے اقتباس... صفحہ ۱۶ تا ۳۲۲)

یہ گھرا میر المومنین، امام المومنین، سید المومنین، شفیع المذنبین، یعسوب الدین، قاتل
 المشرکین، سید الصادقین علی ابن ابی طالب کا گھر ہے۔

یہ گھر سیدۃ النساء العالمین، شہزادی کوئین، دختر وارث کائنات فاطمہ الزہرا کا گھر ہے۔
 اس گھر کا نام بیت علی و فاطمہ ہے۔ رحمۃ اللعالمین کی رحمتوں کے سائے میں علی و
 فاطمہ کا گھر جنت کا نمونہ بنا ہوا ہے۔ رسول پاک نے اللہ کے حکم سے مرج البحرین کی
 لڑی میں یہ دونوں موتی وحدت کے دھاگے میں پرو کر کچھ اس طرح سے وابستہ کئے کہ
 ان کی وابستگی سے ایک گلشن آباد ہوا اس گھر میں چمن علی و فاطمہ کھلا ہوا ہے۔ ہر طرف
 بہار ہی بہار چھائی ہے جس نے گلشن علی و فاطمہ کو رنگارنگ کے پھولوں سے زینت دی
 ہے۔ اس چمن میں بہار کا عالم ہے۔ جو انان جنت کے پھول اپنی بہار دکھا رہے ہیں۔
 زینب و کلثوم دونوں شہزادیاں گلاب کے پھولوں کی طرح اپنی خوشبودی رہی ہیں۔ علی
 و فاطمہ کی چاہتوں کے آب سے یہ پھول مہک رہے ہیں۔ پس ان چاروں پھولوں
 نے اس باغ کے حسن کو دو بالا کر دیا ہے۔

ان پھولوں کی وجہ سے اس باغ میں ایسا بہار کا عالم ہے کہ دنیا میں اس کی مثال
 ڈھونڈنے سے نہیں ملتی۔ آج گلشن علی و فاطمہ کے اس چوتھے پھول کا ذکر کرنا ہے۔ اس
 پھول کے کھلنے کا تو خود محمد مصطفیٰ کو بھی انتظار تھا۔ اور رسول اکرم اس خوشخبری کو سننے کے



لئے بے قرار تھے۔ یہ ۶۷ کی بات ہے سنا ہے انتظار کی گھڑیاں مشکل سے گذرتی ہیں آخر انتظار ختم ہوا۔ فاطمہ الزہراءؑ کا حجرہ بفقہ نور بنا ہوا تھا۔ آج سیاہ دل بھی نور ایمان سے منور ہو رہے تھے۔ اس گھر سے نور کی کرنیں نکل رہی تھیں جو آسمان کی بلندیوں کو تو کیا عرشِ علا کے نور کو چھو رہی تھیں فرشتوں نے حیرت کا اظہار کیا اور جبرائیلؑ سے کہا تم تو اس گھر کے خادم ہو۔ ہمیں بتاؤ آج اس گھر میں کون سی خوشی آرہی ہے؟ حوریں سلامی کے لئے آرہی تھیں۔ فرشتے باادب با ملاحظہ کہنے کے لئے کھڑے نظر آرہے تھے۔ سورج اس معصومہ کی مبارک بادی کے لئے اپنے سر پر سنہری کرنوں کا تاج لے کر طلوع ہوا۔ اس دن سورج میں وہ تپش نہیں تھی جو جھلسا کر رکھ دے بلکہ وہ چاشنی تھی جو دلوں کو قرار دے رہی تھی۔ اس دن اس کی سنہری کرنیں محبوبوں کے لئے راحتِ جاں بنی ہوئی تھیں۔

آفتاب کی رو پہلی کرنیں اس شہزادی کے سامنے شرمائی ہوئی تھیں اور چاند تو پہلے ہی سے حیا کی چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ کیونکہ عصمت کے افق پر تمام جھللاتے ہوئے ستاروں کا سردار ستارہ وَالنَّجْمِ اِذَا هُوَ کی تفسیر کرتا ہوا روشن ہوا یا یوں کہوں کہ قدرت نے قمرِ امامت کو ایسا ضوفشاں ستارہ عطا کیا۔ جس نے سب کی آنکھوں کو چکا چوند کر دیا۔ اور یہ شہزادی فاطمہ زہراءؑ کی تنویر بن کر، زینبؑ کی ہمیشہ بن کر علیؑ کی توقیر بن کر رسول اللہؐ کی تطہیر بن کر دین کی جاگیر بن کر اسلام کے تاج کی نگین بن کر حسن و حسینؑ کی عظمت کی جبین بن کر تشریف لائیں۔

خانہ سیدہ ملاءِ اعلیٰ کی قدیلوں سے جگمگا اٹھا۔ آپ کے آتے ہی محرابِ عبادت چمک اٹھی۔ زہد و تقویٰ کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔ افقِ امامت کا چاند نظر ہوا۔ اس ہستی کے تشریف لاتے ہی حجرہ خوشبو میں اس طرح سے بس گیا جیسے پھول خوشبو میں بسا ہو۔



مبارک سلامت کی آوازیں بلند ہوئیں اور سیدہ عالم نے عجب منظر دیکھا کہ عرش سے فرش تک ہر چیز فاطمہ زہرا کو مبارک دے رہی تھی۔

شفق کی سرخی نے کائنات میں چھا کر مبارک باد دی۔ قوس و قزح کے رنگ نے نکھر کر مبارکباد دی۔ طوبی نے مہک کر مبارکباد دی، کوثر نے چھلک کر مبارکباد دی، آفتاب کی کرنوں نے افق سے چھن چھن کر مبارکباد دی، چاند نے ابر کی ردا ہٹا کر مبارکباد دی، آسمان نے جھک کر سلامی دی، حور و غلمان نے سلامتی کے نعروں سے مبارکباد دی، محبوبوں نے درود و سلام پڑھ پڑھ کر مبارکباد دی، بزرگ سے بزرگ تربھی اس بی بی کے آگے جھکتے نظر آتے ہیں۔

شہزادی جنت کے لباس سے آراستہ و پیراستہ تھیں۔ آپ کوثر سے غسل شدہ تھیں۔ بہشتی خوشبوؤں سے معطر تھیں۔ چہرہ نورایماں کی چمک سے دمک رہا تھا۔ صورت ایسی کہ چہرہ پر نگاہ نہیں ٹھہرتی تھی۔

اس نور سے نہ صرف خانہ سیدہ ہی منور تھا بلکہ مدینے کے درود یوار بھی روشن ہو گئے تھے۔ سیدہ کا لقب زہرا اس لئے تھا کہ دن میں تین مرتبہ یہ نور اتنا ظاہر ہوتا کہ مدینے کے درود یوار روشن ہو جاتے مگر شہزادی ام کلثوم کے یوم ولادت پر جو نور ظاہر ہوا تھا وہ اگرچہ نفرتی تھا مگر اس کی چمک نرالی تھی۔ مدینے والوں نے سمجھ لیا کہ آج کوئی خوشی اس خاندان کو ملی ہے۔ یہ اصول زندگی کہ جب کسی کو کوئی خوشی ہو تو کچھ نہ کچھ لے کر جاتے ہیں سیدہ عالم کے گھر میں جب یہ بچی عالم نور سے عالم ظہور میں آئی تو دلہن کی طرح بھی سبائی حوروں نے بہشتی خوشبوؤں سے نذرانہ عقیدت پیش کیا۔ حوروں کی عقیدت کی خوشبو اس قدر تیز تھی کہ مومنوں کی روحوں کی غذا بن گئی۔ حضور ختمی مرتبت کو خبر ملی کہ خداوند عالم نے نواسی عطا کی ہے۔ تو اہل بیت محمد پر سلام بھیجتے ہوئے خوشی خوشی خانہ



سیدہ میں داخل ہوئے۔ اب ذرا علی مرتضیٰ کی حالت دیکھئے شرم و حیا سے چہرہ گلاب کی طرح سرخ ہے۔ حضور کے پیچھے پیچھے آیت والشمس وضطحا والقمرا اذا تلهوا کی تفسیر کرتے ہوئے۔ آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے ہوئے فاطمہ زہرا کے حجرے میں داخل ہوئے رسول اللہ کا چہرہ مبارک گلاب کی طرح سرخ ہو رہا تھا۔ آہستہ سے پیار سے پکارا لختِ جگر فاطمہ مبارک ہو خدا نے تمہیں دوسری مجاہدہ اسلام عطا کی ہے۔ فاطمہ زہرا بھی مسکرائیں ایسی مسکراہٹ تھی کہ کائنات مسکرائی تھی۔ لیوں نے بوسے دیئے کہا محمد مصطفیٰ یہ آپ ہی کی دعاؤں کا اثر ہے رسول اللہ بھی فاطمہ زہرا کی ادا پر مسکرائے۔ کہ آج بابا جان کا لفظ چھوڑ کر محمد مصطفیٰ کہہ کر پکارا ہے۔ فرمایا فاطمہ بچی کو ہماری آغوش میں دو۔ یہ محمد مصطفیٰ کی زینت ہے یہ میری آن ہے۔ یہ میری شان ہے یہ ایمان کی معراج ہے۔ یہ اسلام کی لاج ہے یہ نہیب کی دلدار ہے۔ یہ حسین کی غمخوار ہے۔ حسن کے علم کی خزانہ دار ہے۔ سیکندہ کا قرار ہے۔ عباس کی لاج ہے حضور نے چاندی بیٹی کو لیا۔

جیسے قرآن کی آیات اتر آئی تھیں

یہ بھی آغوشِ پیبر میں نظر آئی تھیں

فرمایا اے حسن علی و فاطمہ کی کلی تیری خوشبو سے میرا دماغ معطر ہو گیا ہے۔ پیشانی کو منور دیکھ کر فرمایا اے میرے حق کے نور خدا تیری پیشانی کے نور کو سلامت رکھے تو نہیب کا دستِ راست بن کر۔ زین العابدین کی عظمتوں کا مینار بن کر۔ حسن و حسین کی دلدار بن کر۔ بچوں کی غمخوار بن کر۔ بزمِ قدس سے اس جہان کو زینت بخشے آئی ہو۔ اور جب ہاتھوں اور سر پر نظر پڑی تو آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ کہ بلا کا واقعہ آنکھوں میں گھوم گیا۔ حضور ختمی مرتبت کو آبدیدہ دیکھ کر علی و فاطمہ کی آنکھوں میں بھی آنسوؤں کی نمی آ گئی۔ خوشی و غم کے ملے جلے جذبات کے جھرنے پھوٹ رہے تھے۔ اگر لیوں پر



مسکراہٹ تھی تو آنکھیں پُر نہ تھیں۔ پھر آنسو ضبط کر کے فرماتے ہیں ساقی کوثر اپنے ہاتھ بڑھاؤ کہ ایک عظیم القدر گوہر نایاب اللہ کے حکم سے تیری آغوش میں ڈال رہا ہوں۔ علی نے آگے بڑھ کر اس بچی کو لیا اور جبک کر اس مجاہدہ اسلام کی پیشانی کو بوسہ دیا اور مسکرا کے فرمایا لوح و کرسی کے مالک کی نواسی ساقی کوثر کی بیٹی۔ گناہگاروں کی شفاعت کرنے والی اور مجاہدہ اسلام آج میری آغوش میں ہے۔ پھر حضورؐ سے عرض کی یا رسول اللہ آپ اس کا کوئی نام تجویز فرمائیں۔ حضورؐ نے بچی کی طرف نظر کی اور فرمایا: صبح حکمت کی کرن، روشنی مہر علوم، پیکرِ صدق و صفا، مظہرِ نورِ معصوم جس کے نقشِ کعبہ پائیں ہے تب تاب نجوم دیتا ہوں آج اسے نام میں اُم کلثوم

یہ ہے اخلاص کی تصویر، ہے یہ مثلِ زینب

یہ ہے ہمشیرہ شہید ہے یہ مثلِ زینب

اہلِ مدینہ برابر مبارکبادی کو آ رہے تھے اور حضورؐ کی خوشی کی انتہا نہ تھی۔ میرا اسلام ہو حضورؐ کے اس دامن پر جو اس خوشی کے موقع پر مبارک باد وصول کرنے کے لئے پھیلا ہوا تھا۔

میرا اسلام ہو بی بی کے یومِ ولادت پر کہ یہ دن اپنی قسمت پر جتنا بھی ناز کرے کم ہے کہ اس دن میں وہ چراغِ ہدایت روشن ہوا جس میں محمد مصطفیٰ علیؐ مرتضیٰؑ اور فاطمہ زہراؑ کے نور کی ضیا تھی۔

یہ دن نورِ ایمان کی جلو میں شمعِ ہدایت کو روشن کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ میرا اسلام ہو ان کے روزِ ولادت پر کہ اس دن کو سورج نے اپنی کرنیں نچھاور کر کے دیکھا۔

میرا اسلام ہو اس صدف پر جس سے ایسا گوہر آبدار برآمد ہوا۔ جس کی چمک نے ان ہستیوں کی عظمت میں چار چاند لگا دیئے۔



میرا اسلام ہوا ان کی شبِ ولادت پر جس شب کو چاند نے شرما کر دکھا۔
 ۷ ہجری کا سال اپنی قسمت پر جتنا بھی فخر کرے اتنا ہی کم ہے کیونکہ یہی وہ سال ہے
 جس نے اپنی آغوش میں ایسے درخشندہ ستارے کو اجاگر کیا جس نے نہ صرف اسلام کی
 راہوں کو روشن کیا بلکہ بھٹکے ہوئے کو بھی سیدھی راہ دکھائی۔ ۷ کا عدد وہ عدد ہے جس میں
 غالب علی کل غالب کی دختر دنیا میں تشریف لائیں جس گھر میں پیدا ہوئیں وہ گھر معدنِ
 رسالت کہلاتا ہے۔

حضرت اُمّ کلثوم ۷ ہجری میں دنیا میں تشریف لائیں، آپ کے نام میں ۷ حروف
 ہیں اور آپ کے نام کے عدد بھی ۷ ہیں۔ اسے معجزہ ہی کہا جاسکتا ہے۔

۱۔ الف ۱

۲۔ م ۴۰

۳۔ ک ۲۰

۴۔ ل ۳۰

۵۔ ث ۵۰۰

۶۔ و ۶

۷۔ م ۴۰

۶۳۷

۶۳۷ کا مجموعی عدد ۱۶ ہے اور ۱۶ کا مجموعی عدد ۷ ہے۔

۷ ہجری وہ مبارک سال ہے جب ”جنگِ خیبر“ فتح ہوئی۔ اس فتح کو قرآن نے
 ”فتحِ مبین“ کہا ہے۔ اسی سال حضرت اُمّ کلثوم کی ولادت ہوئی۔ سورہ یٰسین میں لفظ
 ”مبین“ ۷ بار آیا ہے، سورہ یٰسین میں لفظ مبین پر سات مرتبہ آیات ختم ہوتی ہیں۔
 ۷ کا عدد وہ مبارک عدد ہے کہ:-



- ۱۔ سورہ الحمد میں ۷ آیات ہیں ۲۔ اللہ نے سات آسمان بنائے ۳۔ زمین کو ۷ طبقات میں قائم کیا ۴۔ سورج کے گرد ۷ بڑے سیارے گردش کر رہے ہیں
- ۵۔ دُب اکبر میں ۷ ستارے ہیں۔ قطب شمالی کے قریب ستاروں کے جھرمٹ کو دُب کہتے ہیں، اسی کو ”بنات العش“ بھی کہتے ہیں۔ اسی کو ”عقد ثریا“ اور ثریا بھی کہتے ہیں۔ یہ سات ہیں ۶۔ ہماری دنیا میں ۷ سمندر اور ۷ براعظم ہیں ۷۔ ایک لاکھ ۲۴ ہزار پیغمبر آئے۔ اس کا مجموعہ ۷ ہے۔ (۱۲۴=۷)، ۸۔ زیاراتِ معصومینؑ مکمل ۷ مقامات ہیں۔ خانہ کعبہ، مدینہ، نجف، کربلا، کاظمین، خراسان و سامرہ، ۹۔ اصحاب کہف ۷ ہیں، ۱۰۔ روشنی کے ۷ رنگ ہیں، ۱۱۔ ایک ایٹم کے سات مدار ہیں اور ہر حلقے کے سات مدار چمکتے ہیں، ۱۲۔ چار دہ معصومینؑ میں ۷ نام ہیں۔ (محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ، جعفرؑ، موسیٰؑ)، ۱۳۔ ہفتے میں سات دن ہیں، ۱۴۔ بطنِ مادر میں بچہ سات ماہ میں مکمل ہو جاتا ہے، ۱۵۔ بچہ سات سال میں باشعور ہو جاتا ہے، ۱۶۔ دنیا میں سات عجائبات ہیں۔ (۱) تاج محل، (۲) دیوار چین، (۳) اہرام مصر، (۴) ابوالہول، (۵) پیسا کا مینار، (۶) الوراجنا کے غار، (۷) بابل کے باغات
- ۱۷۔ جنگ بدر میں ۳۱۳ سپاہی تھے۔ ان کا مجموعہ ۷ ہے۔ امام زمانہ کے ساتھی بھی ۳۱۳ ہیں، اس کا مجموعہ بھی ۷ ہے، ۱۸۔ خانہ کعبہ کے سات طواف کئے جاتے ہیں۔ ۱۹۔ ”عباس“ کے عدد بھی ۷ ہیں، ۲۰۔ ثبوتِ شرافت کے لیے سات پشتوں کا تجزیہ ضروری ہے، اسی لیے حضورؐ نے کہا کہ میرے اجداد میں سات نام ہر مسلمان کو یاد ہونا چاہیئے ہیں، ۲۱۔ قدیم عربی ادب میں سات قصیدے مشہور ہیں جن کو سبعة معلقہ کہا جاتا ہے، پنج تنِ پاک کے اعداد کا حاصل بھی سات کا عدد ہے۔

محمدؐ کے ۹۲، علیؑ کے ۱۱۰، فاطمہؑ کے ۱۳۵، حسنؑ کے ۱۱۸، حسینؑ کے ۱۲۸ کل اعداد کے



۵۸۳ بنے ہیں اور اس کا حاصل ۱۶ ہے، چھ اور ایک سات ہوئے۔

﴿۱۷﴾... حضرت اُمّ کلثومؓ کا سال ولادت:

مولانا سید علی حیدر ”عقدِ حضرت اُمّ کلثومؓ“ میں لکھتے ہیں:-

علامہ ابن سعد، علامہ ابن عبد البر، علامہ ابن اثیر، علامہ ابن حجر، علامہ ابن قتیہ وغیرہ نے حضرت اُمّ کلثومؓ کے حالات تو لکھے مگر کسی نے سال ولادت نہیں تحریر کیا۔ لیکن یہ معلوم ہے کہ آپ حضرت زینبؓ سے چھوٹی تھیں اور جناب زینبؓ حضرت امام حسینؓ سے چھوٹی تھیں اور امام حسینؓ ۳ھ میں پیدا ہوئے تو جناب زینبؓ ۵ھ میں اور جناب اُمّ کلثومؓ ۶ھ میں غالباً پیدا ہوئی ہوگی۔ کیونکہ جب امام حسنؓ سے امام حسینؓ صرف دس ماہ آٹھ دن چھوٹے تھے تو کوئی وجہ نہیں کہ جناب زینبؓ امام حسینؓ سے ایک سال سے زیادہ اور جناب اُمّ کلثومؓ بھی امام حسینؓ سے دو سال سے زیادہ چھوٹی رہی ہوں اور ۱۱ھ میں جناب سیدہؓ نے وفات پائی۔ اس طرح ماں کے انتقال کے وقت جناب اُمّ کلثومؓ ۵ سال کی ثابت ہوتی ہیں۔ صاحب شرح مواقف اور صاحب سیرۃ حلبیہ نے جناب اُمّ کلثومؓ دختر حضرت امیر المومنینؓ کو فدک کے گواہوں میں شمار کیا ہے جس کا مقدمہ ۱۱ھ میں (جناب سیدہؓ کی زندگی ہی میں) خلافت کے دربار میں لایا گیا تھا اور شمس الدین محمد جزری نے حدیث من کنت مولاه کو جناب سیدہؓ کی زبانی انھیں جناب اُمّ کلثومؓ دختر جناب سیدہؓ کے سلسلے میں بیان کیا ہے اور چونکہ پانچ سال سے کم عمر کا بچہ یا بچی گواہی دینے اور حدیث روایت کرنے کے قابل نہیں سمجھی جاتی اس سبب سے ماننا پڑے گا کہ حضرت اُمّ کلثومؓ ۱۱ھ میں پانچ سال کی ضرور تھیں۔

(عقدِ حضرت اُمّ کلثومؓ.... مولانا سید علی حیدر)

علامہ سید محمد جعفر الزمان نقوی نے حضرت اُمّ کلثومؓ کا سن ولادت ۷ھ ہجری لکھا ہے



جو مستند ترین ہے۔ (جالس المنظرین)

۵ ہجری یکم شعبان کو حضرت زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا کی ولادت ہے اور ایک سال آٹھ مہینے کے بعد ۱۸ ربیع الاول ۷ ہجری میں حضرت اُمّ کلثوم سلام اللہ علیہا کی ولادت ہے۔ ۲۳ / صفر ۸۰ ہجری میں حضرت اُمّ کلثوم کی وفات ہے، مومنین مرد و خواتین کو چاہیے ۱۸ ربیع الاول کو حضرت اُمّ کلثوم کے لئے محافل منعقد کیا کریں اور ۲۳ / صفر کو شہزادی اُمّ کلثوم کی وفات کی مجالس منعقد کیا کریں۔

لکھنؤ میں اقبال منزل وزیر گنج سے چھوٹی رانی آف محمود آباد کا مشہور جلوس تعزیه ۲۳ / صفر کو اٹھا کر تاتھا، یہی تاریخ حضرت اُمّ کلثوم کے وفات کی ہے، صرف مومنات شہزادی اُمّ کلثوم کا تابوت بھی برآمد کر سکتی ہیں۔

﴿۱۸﴾... حضرت اُمّ کلثوم کا گہوارہ تربیت:

آپ کی سب سے پہلی آغوش آغوش رسالت تھی۔ سونے کے لئے سینہ امامت تھا، آرام کرنے کے لئے آغوش عصمت و طہارت تھی، کھیلنے کے لئے جوانانِ جنت کے سردار حسن و حسین جیسے بھائی تھے۔

راہنمائی کے لئے ثانی زہرا حضرت زینب جیسی بڑی بہن تھیں۔ تین اماموں کا ساتھ تھا۔ سر پر رسول اللہ کا سایہ عاطفت تھا۔

پھول کی طرح خیابانِ نبوت میں رہیں مثل خوشبو گلستانِ امامت میں رہیں
روشنی بن کے سراپردہ عصمت میں رہیں جیسے رہنا تھا اسی طرح حقیقت میں رہیں

زندگی بیت گئی حق کی نگہبانی میں

روح اسلام ہے اس پیکرِ قرآنی میں

حضرت اُمّ کلثوم سردارِ انبیاء محمد مصطفیٰ حبیبِ خدا کی نواسی، فاتحِ خیبر و مہدی رسول



اللہ کی نور نظر، سیدۃ النساء العالمین کی لختِ جگر، ملکۃ العرب خدیجہ الکبریٰ کی نواسی،
جگہبان رسالت فانوسِ شمعِ نبوت سردارِ قریش جناب ابوطالب کی پوتی جعفر طیار کی بہو،
حضرت عون بن جعفرؓ کی زوجہ، جوانانِ جنت کے سردار کی بہن، خواہرِ مٹائی زہرائیں۔

یہ وہ بی بی ہیں جنہوں نے امت کے ایمان کو بچایا، اللہ کے فرمان کو بچایا، اسلام
کے نشان کو بچایا، محمد مصطفیٰؐ کی شان کو بچایا۔

یہ وہ بی بی ہیں جنہوں نے اپنے خطبوں سے چہرہٴ اسلام پر بڑی ہوئی کفر کی نقاب کو
ہمیشہ کے لئے الٹ دیا۔

شہزادی نے اپنا پردہ دین پر قربان کر کے ڈھلتی ہوئی کشتیِ اسلام کو اپنی چادر کا
بادبان عطا کیا۔

شہزادی نے اپنی بہن زینبؓ کے ساتھ مل کر یزیدیت کو فنا کیا۔

آپ نے شام کے بازاروں میں کر بلا کے خاروں میں اور یزید کے درباروں میں
خطبے دے دے کر قربانی حسینؑ کو زندہ جاوید کر دیا۔ آپ کے خطبوں نے تہلکہ مچا دیا
تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حسینؑ کا نام زندہ ہے۔

آپ نے بتایا کہ عورت کمزور نہیں، عورت وہ عظیم طاقت ہے کہ اگر یزیدیت سے
بھی ٹکرا جائے تو اس کو بھی پاش پاش کر دیتی ہے۔ حضرت اُمّ کلثومؓ نہ نبی ہیں، نہ امام،
نہ پیغمبر، نہ رسول، لیکن نہ امامت سے دور نہ نبوت سے دور بلکہ اس طرح قریب جیسے
آنکھ کی سیاہی سفیدی کے قریب ہوتی ہے۔

کلثومؓ نبی کا نازِ امامت کی آبرو جس کے شرف کی دھوم ہے عالم میں چاروں
شرم و حیا کی جمیل شرافت کی آب و جو جبرائیل جس کا نام نہ لیتا ہو بے وضو
اسلام بچ گیا یہ اسی کا کمال تھا



ورنہ خدا کے دیں کا تعارف محال تھا

مہکا گئی جو اپنے چمن کی کلی کلی جس نے حسینیت کو سجایا گلی گلی
کانٹوں بھرے سفر میں جہاں تک چلی لیکن سکھا گئی ہے جہاں کو علی علی

جو لٹ کے بھی وجود خدا کی دلیل تھی

اپنی صدقتوں کی جو تنہا وکیل تھی

حضرت اُمّ کلثومؓ اگر آسمان رسالت کا درخشندہ ستارہ ہیں تو دریائے عصمت کا
انمول موتی ہیں۔

حضرت اُمّ کلثومؓ ایسا کلاوہ ہیں جس میں عصمت و طہارت کا ہر آبدار موتی صوفشاں تھا۔
حضرت اُمّ کلثومؓ ایسا گلدستہ ہیں جس میں صبر و رضا کے شرف کا ہر پھول مہک رہا ہے۔
حضرت اُمّ کلثومؓ ایسی شمع ہیں جس میں امامت و رسالت کے کلام کی روشنی لودے
رہی ہے۔

یہ وہ بی بی ہیں جنہیں خُلق اپنے نانا محمد مصطفیٰ سے ملا، وقار نانی خدیجہ الکبریٰ سے
ملا، فصاحت و بلاغت اپنے بابا علی مرتضیٰ سے پائی، عصمت و حیا ماں فاطمہ الزہرا سے
ملی، حلم و بردباری حسن مجتبیٰ سے ملی،

صبر اور شیاعت اپنے بھائی حسین علیہ السلام سے ملی۔ گویا یہ شہزادی پنجتن کی صفات
کا مرقع تھیں۔

اگر بچے پر ماحول کا اثر ہوتا ہے تو حضرت اُمّ کلثومؓ نے ایسے ماحول میں پرورش
پائی جو انما یرید اللہ..... کی فضا سے معطر تھا۔

اگر بچے پر صحبت کا اثر ہوتا ہے تو ایسی ہستیوں کے درمیان پلپیں ہیں جن میں کوئی
سردار انبیاء تھے تو کوئی ساتی کوثر تھے تو کوئی مالکۂ عصمت و طہارت تھیں تو کوئی جوانان



جنت کے سردار تھے، بختین پاک کے انوار کے جلو میں پروان چڑھنے والی بی بی کی شان کیا ہوگی جس گھر کے دربان ولی، قطب، قلندر اور ابدال بن جائیں۔ اس گھر کے اندر پرورش پا کر بڑی ہونے والی بچی کا کیا کمال ہوگا اور اس کے علم و فضل کی کیا شان ہوگی۔ شہزادی اُمّ کلثوم صلوٰۃ اللہ علیہا کا مدینے والا گھر یا عصمت کا گھر ہے۔ جس میں اس بی بی کا بچپن گذرا جوانی آئی۔ اصول زندگی ہے یا فطرت ہے جو بچی چھوٹا ہو سب سے پیارا لگتا ہے۔ جب یہ شہزادی جنہیں رحمۃ اللعالمین جیسی ہستی کی شفقتیں ملیں۔ امام اوّل علی ابن ابی طالب کی عظمتیں ملیں۔ فاطمہ زہرا کی طرف سے صداقت کی بلندیاں پائیں جو انان جنت کے سردار بھائیوں کے سایہ عاطفت میں محبتیں اور پیار جب اس ہستی کو ملا ہوگا تو قدرت نے بھی انعامات سے نوازا ہوگا۔ جہاں جبریل جیسا فرشتہ حسین کا جھولا جھلانے آتا تھا۔ چونکہ علی مرتضیٰ استاد تھے جبریل کے اس لئے جبریل اولاد علی کی خدمت کو اپنا فخر سمجھتا تھا۔ صرف حسن و حسین کا جھولا ہی نہیں جھلایا بلکہ جناب زینب اور حضرت اُمّ کلثوم کی گہوارہ جنبانی کے لئے بھی جبرائیل جیسا فرشتہ آتا تھا دونوں بھائیوں اور جناب زینب کو حضرت اُمّ کلثوم سے اس قدر پیار تھا کہ کبھی یہ گوہر، امامت کی گود میں ہے اور کبھی عفت و عصمت کی گود میں چمکتا نظر آتا ہے۔

اُمّ کلثوم ہیں گزارِ رسالت کی کلی ان کی سیرت میں بھی ہے پر تو حسن جلی ان کو بھی پہنچا ہے ہر درجہ زہرا و علی تذکرہ اُن کا بھی لازم ہے بعنوان جلی

ان کا کردار ہے آئینہ شان زینب

ناکمل ہے بغیر ان کے بیان زینب

بچپن زندگی کے دور کی وہ منزل ہے جو سب سے حسین تر ہوتی ہے اس ننھی شہزادی نے جس گھر میں ظہور فرمایا تھا وہاں ہر وقت اللہ کی تسبیح و تہلیل کی آوازیں بلند ہوا کرتی



تھیں جب کائنات میں بسنے والے رات کی تاریکیوں میں اپنے بستروں پر آرام کرتے نظر آتے ہیں ماہِ کامل کی طرح عبادت کے نور سے روشن نظر آتا۔ حوریں بھی افق کی ردا ہٹا کر اس گھر کی عظمت کو سلام کیا کرتی تھیں جبریل آواز بلند کر کے کہتے اے خواب غفلت میں سونے والو ذرا اس گھر کی عظمت کو دیکھو جہاں سے ذکر بلند ہوتا ہے۔ جناب سیدہ چونکہ کنیزِ خاص تھیں اس لئے قدرت کو خاص ناز برداری مطلوب تھی۔ ایک دفعہ کاموں کی تھکن کی وجہ سے فاطمہ الزہراء کو کچھ غنودگی سی آگئی۔ اس وقت ایک ہاتھ میں تسبیح خدا لئے ہوئے تھیں اور دوسرے ہاتھ سے گہوارہ کی ڈوری تھامے ہوئے تھیں۔ جس میں حضرت اُمّ کلثوم آرام فرما رہی تھیں جھولا جھلاتے ہوئے جب غنودگی آگئی تو خداوندِ عالم نے حضرت جبریل کو حکم دیا جبریل میری شہزادی فخر النساء آرام کر رہی ہے۔ ایسا نہ ہو یہ بچی تڑپ کر اٹھ جائے اور مجھے اس معصوم کا رونا بھی گوارا نہیں جلدی زمین پر پہنچو اور اُمّ کلثوم کے جھولے کی ڈوری ہلاؤ۔ حضرت جبریل آئے اور اس خدمت کو سرانجام دینا شروع کیا۔ ڈوری کو ہلاتے ہوئے زبان پر درود و سلام تھا۔ جناب سیدہ کی آنکھ کھلیں کیا دیکھا کہ جھولے کی ڈوری کوئی ہلا رہا ہے۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں تشریف لائے تھے۔ سیدہ عالم نے اس بات کا ذکر ان سے کیا۔ بابا جان! آج مجھے تسبیح کرتے ہوئے نیند آگئی جب آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کلثوم کے جھولے کی ڈوری تھامے کوئی گہوارہ جنبانی کر رہے تھے حضور مسکرائے اور فرمایا فاطمہ جبریل کو بھول گئی ہو۔ جو علی مرتضیٰ کا شاگرد ہے یہ جبریل تھے جو اس خدمت کو سرانجام دے رہے تھے۔

تاریخ شاہد ہے کہ حضرت جبریل نے علی مرتضیٰ کی اولاد میں سے صرف حسین علیہ السلام کا جھولا ہی نہیں جھلایا بلکہ ہر بچے کی دفعہ اس خدمت کو سرانجام دیتے رہے اور یہ



تاریخ میں گہرا سبق ملتا ہے کہ حق استاد کو کس طرح سے ادا کیا جاتا ہے آج بھی حضرت جبریل علی مرتضیٰ کے آخری بیٹے کے حضور حاضر ہو کر خدمت سرانجام دیتے ہیں۔ افسوس ہے ایسے شاگردوں پر جو حق استاد کو بھول جاتے ہیں علم کی شمع جلاتے ضرور ہیں مگر حسد کے پانی سے اُسے بجھا دیتے ہیں۔

(حضرت اُمّ کلثومؓ... از داکٹر عطیہ تول، لاہور)

﴿۱۹﴾... حضرت اُمّ کلثومؓ کا بچپن:

اب حضرت اُمّ کلثوم صلوٰۃ اللہ علیہا کے بچپن کے حالات اور چند معجزات پیش کئے جاتے ہیں۔

آپ نے غور کیا کن ہستیوں کے سائے میں اس ہستی کا بچپن گزر رہا تھا۔ ابھی آپ کی عمر دو برس کی ہوئی تھی مگر معرفت و عبادت کا یہ عالم جو عام بچوں میں نظر نہیں آتا لہذا جب سیدہ طاہرہ محراب عبادت میں جناب زینبؓ کے ہمراہ نماز شب کے لئے اٹھتیں یہ بچی باوجود کمسنی کے اپنی والدہ کے ساتھ نماز شب ادا کیا کرتی تھیں۔ سیدۃ النساء العالمین کو اس بچی پر بہت پیار آیا کرتا تھا۔ جب یہ ننھی سی بچی سر پر ننھا سامقہ لئے ہوئے تسبیح پروردگار کرتی تھیں۔

ایک دفعہ یہ ننھی سی شہزادی عبادت میں مصروف تھیں۔ سیدہ کو عبادت الہی کرتے ہوئے اس بچی پر اس قدر پیار آیا کہ بچی کو سینے سے لگا لیا۔ شدت جذبات سے جب گود میں لے کر بوسے دے رہی تھیں۔ اچانک سر سے تھوڑا سا مقعہ اتر گیا۔ اس بچی نے تڑپ کر کہا مادر گرامی۔ اماں جان میرا سر عریاں ہو گیا ہے۔ عریاں سر کا نام آتا تھا۔ سیدہ کو کربلا کا منظر یاد آ گیا۔ آنکھوں میں شہزادی کا کھلا سر پھر گیا۔

تڑپ کر سر پر بوسہ دیا۔ سر کو ڈھانپا کہنا سخت جگر ایک وقت ایسا آئے گا کہ تمہارا سر



بے چادر ہوگا۔ کلثوم تمہیں اسلام کو رد دینی ہے۔ جب رد دینے کا وقت آجائے تو رد کو عزیز نہ کرنا تصور میں دیکھئے ماں کا کلام سن کر بچی نے ماں کو حیرت سے دیکھا۔ عرض کی اماں جان! کیا فرما رہی ہیں۔ جس کے اس قدر پیارے بھائی ہوں اس کا سر کیسے غریاں ہو سکتا ہے۔ فاطمہ زہرا رو پڑیں لخت جگر یہ تو وقت ہی بتائے گا۔

ایک دن سیدہ کے گھر میں فاقہ تھا۔ سیدہ عالم نے مزدوری پر یہودی سے اُون منگولایا۔ کاتنا شروع کیا۔ جب یہ کام تیار ہو گیا تو یہ کام دے کر یہودی سے اُجرت حاصل کی۔ اُجرت حاصل کرنے کے بعد علی تھوڑے سے جولائے۔ سیدہ نے پینا شروع کیا آٹا تیار ہوا۔ روٹیاں پکائیں جب کھانے کو دسترخوان پر لائے ان پانچوں ہستیوں کے جلو میں یہ ننھی شہزادی حضرت اُم کلثوم بیٹھی روٹیاں اور پانی دیکھ کر خوش ہوئیں۔

تصور میں دیکھئے عالم بچپن ہے بڑے ناز سے کہتی ہیں اماں آج تو گھر میں ہرن کے گوشت کے پکنے کی خوشبو آ رہی ہے سیدہ عالم نے فرمایا بیٹی نہیں میں نے تو صرف روٹیاں ہی پکائی ہیں۔ یہ سن کر حضرت کلثوم خاموش ہو گئیں لیکن اتنے میں دق الباب ہوا دروازہ کھولا تو کیا دیکھا ایک بزرگ ہاتھوں میں خوان لئے حاضر تھے۔ جو سبز رنگ کے رومال سے ڈھکا ہوا تھا۔ ان بزرگ نے فضلہ سے کہا فضلہ میرا سلام محمد و آل محمد تک پہنچا دینا اور کہنا یہ خضر کے نذرانے کو قبول فرمالیں۔ فضلہ خوان لے کر اندر داخل ہوئیں جو ننھی خوان کو دسترخوان پر رکھا فاطمہ زہرا نے رومال اٹھایا تو کیا دیکھا اس کے اندر ہرن کا گوشت تھا۔ پوچھا فضلہ یہ کون لائے ہیں فضلہ نے عرض کی حضرت خضر اور وہ درود و سلام بھی دے گئے ہیں۔ قدرت کو اس گھر کے مکینوں کی خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے ناز برداری منظور تھی اس لئے یہ سب ناز اٹھائے جاتے تھے سب نے مل کر وہ ہرن کا



گوشت کھایا اور پھر سجدہ شکر ادا کیا۔ کسی کے باوجود اس بی بی نے سجدہ شکر ادا کیا۔ فاطمہ الزہراءؑ نے پیار سے اٹھایا بی بی اُمّ کلثومؑ اپنے سر کو اٹھاؤ۔ جو نبی سر مبارک اٹھایا تو آپ کی پیشانی مبارک پسینے سے تر تھی اور شکر خدا کرتے ہوئے جو آنسو جائے نماز پر پڑے تھے خدا نے انہیں گوہر آبدار بنا دیا تھا۔ جب فاطمہ الزہراءؑ کے رونے سے آنسو گوہر آبدار میں تبدیل ہو سکتے ہیں تو کیا یہ اولاد فاطمہ الزہراءؑ تھیں۔ قدرت نے ان میں تمام صفات عطا کی تھیں۔ اتنے چمکدار موتی تھے کہ فاطمہ الزہراءؑ نے علی مرتضیٰ سے ذکر کیا۔ علی علیہ السلام نے مسرت کا اظہار کیا اور رسول اللہ نے سینے سے لگایا ان موتیوں کو فروخت کر کے اس کی رقم راہِ خدا میں تقسیم کر دی۔

جب یہ شہزادی ننھے ننھے قدم اٹھا کر چلا کرتی تھیں۔ تو علی مرتضیٰ فرطِ محبت سے تڑپ کر بچی کو اٹھا کر ننھے ننھے قدموں پر بو سے دیا کرتے تھے۔ فرماتے بابا ان قدموں پر قربان ہو جائے۔ جو کہ شام کے تاریک قید خانہ کے پھروں سے زخمی ہوں گے۔

اس بچی کے نازک قدم بچپن کی منزل پر تھے ان دنوں چمن رسالت پر بہار کا عالم تھا۔ رسول خدا کا گھر انہر قسم کی خوشیوں کا گہوارہ تھا۔ لیکن افسوس ان خوشیوں کا سلسلہ زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکا۔ ۱۱ھ اٹھائیس صفر کے روز نحوستوں کا ایسا طوفان اٹھا۔ جس نے اہل بیت رسول کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ صرف پانچ برس کی عمر میں شہزادی اُمّ کلثوم صلوٰۃ اللہ علیہا نانا کے سایہ شفقت سے محروم ہو گئیں۔ اس سایہ سے محروم ہونے کے بعد بی بی کو پھر کبھی چین نہ ملا۔

یہ طوفان غم ابھی تھا نہیں تھا کہ ۱۱ھ ۳ جمادی الثانی کے منحوس دن نے خدو مہِ عالیہ حضرت اُمّ کلثوم کو ماں کی آغوشِ شفقت سے محروم کر دیا اور ساتھ ہی اُمتِ محمدی نے آنکھیں پھیر لیں۔



پھر وہ دور آیا کہ جس وقت پیسہ نہ رہے جو مسلمانوں کے پہلے تھے وہ تیر نہ رہے
دین کے جتنے تھے اسباق وہ اذیر نہ رہے کلمہ گوئی تو رہی حامی حیدر نہ رہے

جو پیسہ نے دیا تھا وہ قرینہ چھوڑا

جس میں محفوظ تھی اُمت وہ سفینہ چھوڑا

خانہ سیدہ میں آہ و بکا کا شور بلند ہوا۔ یوں تو سب بچوں کا گریہ سے بہت برا حال
تھا لیکن حضرت کلثوم چونکہ سب میں کم سن تھیں اور سب کی لاڈلی تھیں۔ لہذا سب سے
زیادہ غیر حال آپ کا تھا۔ آپ کی حالت دیکھی نہ جاتی تھی۔ اماں اماں کی پکار تھی۔
چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کو پھیلا کر ہاتھ اٹھا کر فریاد کرتی تھیں۔ اماں ہمیں گود میں لے
لیجئے۔ اماں جان ہم سے کیوں روٹھ گئیں۔ اماں جان ہم اتنی آوازیں دیتے ہیں آپ
جواب کیوں نہیں دیتیں۔ یہ باتیں سب کو بہت زلزلہ رہی تھیں۔ حضرت زینب صلوٰۃ اللہ
علیہا بہت سنبھالتیں مگر یہ معصوم شہزادی سنبھلتی نہ تھی۔ ایک دن بہت زیادہ بیقرار تھیں علی
مرقضی نے سر پر دستِ شفقت رکھا۔ مگر قرار نہ آیا۔ دونوں بھائیوں نے آسرا دیا مگر
ترپ کم نہ ہوئی۔ بس ایک ہی فریاد تھی۔ بابا جان مجھے اماں سے ملا دو۔ مجھے چین نہیں۔
اس بچی کے ترپنے سے حضرت زینب سلام اللہ علیہا اور حسنین علیہما السلام بھی رورہے
تھے۔ علی مرقضی بے قرار تھے۔ معصومیت کا یہ عالم تھا کہ ان کی ترپن کو دیکھ کر آپ کی
نظروں میں واقعہ مکر بلا پھر گیا اور سیکنہ کا ترپنا یاد آگیا۔ فرمایا: میری بچی! جان آرزو!
جان تمنا! میری بیٹی! فاطمہ کے دل کا چین اُم کلثوم! ادھر آؤ۔ آج ماں بہت یاد آرہی
ہے؟ کہا ہاں بابا ایک دفعہ اماں سے ملا دو۔ تصور میں دیکھئے معصوم سی بچی ہے سر پر اصابہ
بندھا ہوا ہے۔ بال بکھرے ہوئے ہیں۔ رو کر کہتی ہیں بابا اماں مل جائیں گی نا! فرمایا
ہاں کلثوم تمہاری اماں ہم سے جدا نہیں۔ لختِ جگر! علی کی دو انگلیوں میں دیکھو یہ فرما تے



ہی اک پردہ اٹھا۔ بچی نے نظریں اٹھائیں دیکھا جنت کا سماں ہے۔ حور و غلمان مخدومہ عالم کے سامنے سر جھکائے کھڑے ہیں۔ فاطمہ الزہراء لباسِ جنت سے آراستہ ہیں۔ آنکھوں میں آنسو ہیں، بچی تڑپ کر کہتی ہے۔ بابا! اماں مجھے نظر آگئیں۔ کہا جان پد زرا غور سے دیکھو کلثومؑ دیکھ تو سکتی ہو مگر ملنے کا حکم نہیں۔ حضرت کلثوم صلوٰۃ اللہ علیہا حسین علیہ السلام کی بہن تھیں وہ حسینؑ جنہوں نے راہب کو سات فرزند دیئے تھے۔ وہ حسینؑ جو تقدیروں کو رقم کر سکتے ہیں۔ عرض کرتی ہیں بابا میں بھی آپ کی بیٹی ہوں میں اماں سے ضرور ملوں گی۔ آپ نے فرمایا حکم خدا نہیں۔ عرض کی بابا جان! حکم خدا کا بجا لانا سر آنکھوں پر مگر میں اپنے اللہ پر ضرور ناز کروں گی۔ قدرت کو یہ ادا پسند آگئی۔ حضرت ام کلثومؑ نے آنکھوں کو نیم وا کیا، کیا دیکھا کہ آپ ماں کے پہلو میں ہیں اور سامنے جنت کے میوے ہیں۔ ماں کے سینے سے لگ گئیں۔ لیکن جب آنکھ کھلی تو اپنے آپ کو گھر میں دیکھا۔ اس کے بعد ظلم و ستم کا سلسلہ جاری رہا۔

ہے مسلسل یہ غم و رنج و الم کا قصہ فرق حیدر پہ کبھی ضرب و ستم کا قصہ
قلب شہر پہ کبھی نشتر و سم کا قصہ سب کا مجموعہ ہے شبیر کے غم کا قصہ

زخم پہ زخم دلی زار پہ لگتے ہی رہے

آنکھ سے خون کے قطرات نکلتے ہی رہے

حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے حضرت ام کلثومؑ کی پرورش علی مرتضیٰ کے ساتھ مل کر بہت پیار سے کی تھی۔ حضرت ام کلثومؑ پر نظر پڑتی تو سبحان اللہ کہتے اور فرماتے تو میری نخل تمنا کا ثمر ہے۔ بچپن جو کہ خوشیوں کا گہوارہ ہوتا ہے۔ بی بی ام کلثومؑ کے لئے یہ گہوارہ خوشیوں کا نہیں بلکہ غموں کا گہوارہ ثابت ہوا اور بچپن کا یہ وقت غموں کی آہ کی فضا میں گذرا۔



تر بیتِ حضرت کلثوم کا ذکر کرتے ہوئے حضرت زینبؓ کی قربانیوں کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت زینبؓ نے اپنی بہن کی پرورش نہایت ناز و نعم سے کی اور اتنا پیار دیا کہ حضرت اُم کلثومؓ فرماتی ہیں کہ بہن کے پیار نے مجھے ماں کا پیار بھلا دیا۔

مجھے یہاں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ کچھ علمائے دین یا مفسرین وغیرہ نے اس بات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے کہ کلثوم نامی کوئی بھی علیؓ کی بیٹی نہ تھی بلکہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا کو اُم کلثومؓ کہا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ درست نہیں۔ حضرت زینب صلوٰۃ اللہ علیہا جو کہ ماں کے دل کا چین تھیں۔ بچپن ہی میں اُن کے دل پر ماں کی شہادت کا چرچا لگا تھا۔ چونکہ آپ رہبرہ تھیں اور رہبر ہمیشہ زودِ حس ہوتے ہیں۔

ابھی آپ کے دل کی کلی کھلنے نہ پائی تھی کہ غم و اندوہ کی آندھیوں سے کھلا گئی۔ پر جب یہ ذمہ داری بچپن میں حضرت زینبؓ نے اٹھائی تو چونکہ ماں کا پیار نہ پاسکی تھیں اس لئے جی بھر کر شہزادی اُم کلثومؓ کو پیار دیا تاکہ چھوٹی بہن ماں کے لئے زیادہ بے تاب نہ ہو۔ ویسے بھی بڑی بہن ماں کی جگہ ہوتی ہے اور یہ دستور زمانہ ہی ہے۔

حضرت اُم کلثوم سلام اللہ علیہا نے تین آئمہ کے زیرِ سایہ پرورش پائی۔ اس لئے تین آئمہ کی خوبیوں کا مرقع تھیں حضرت زینبؓ کے زیرِ سایہ یہ صادقہ بی بی ملیں اس لئے حضرت زینبؓ کی طرح عالمہ غیر معلمہ تھیں۔

وقتِ ماہ و سال کی منزلیں طے کرتا ہوا گذرنے لگا، یہاں تک کہ اس بی بی نے بچپن سے جوانی میں قدم رکھا۔

میرا سلام ہو خاندانِ رسالت پر جن کی طہارت کا خود خدا نے قرآن میں اعلان فرمایا۔

انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطہرکم

تطہیرا



اس خاندان کی پروردہ مخدومہ عالیہ نے جوانی کی قدر اس طرح سے کی کہ تمام ایام کو یادِ خدا میں بسر کیا اور بچپن سے لے کر لحد تک اس بی بی نے اپنے خاندانی ورثے کو حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو وقفِ عبادت رکھا۔

صورت سے آشکار تھی سیرتِ رسولؐ کی میراث میں ملی تھی کرامتِ رسولؐ کی باتیں رسولؐ کی تفصاحتِ رسولؐ کی تطہیرِ فاطمہؑ کی طہارتِ رسولؐ کی گر ثانی زہراؑ انہیں کہہ دوں تو بجا ہے یہ شرف انہیں فاطمہؑ زہراؑ سے ملا ہے

ابھی آغازِ شباب تھا کہ آپؐ کی شادی حضرت جعفر طیارؑ کے بیٹے حضرت عونؑ سے ہو گئی حضرت زینبؑ کی شادی حضرت جعفر طیارؑ کے بڑے فرزند حضرت عبداللہؑ سے ہو گئی۔ یہ دونوں بہنیں ایک ہی گھر میں آئی تھیں۔

ایک عبداللہؑ کی تھی ایک عونؑ کی دلہن دونوں داماد یہ حیدر کے تھے پاکیزہ چلن خانہ جعفر طیارؑ تھا ان کا مسکن دید وادید کو جاتے تھے حسینؑ اور حسنؑ روز و شب ان کی عبادت میں بسر ہوتی تھی مثل خاتونِ جناں ان کی گذر ہوتی تھی

جنابِ اُمّ کلثومؑ جوانی میں بالکل اپنی ماں فاطمہؑ زہراؑ کی تصویر تھیں۔ جنابِ زینبؑ کے قدم بقدم چلتے ہوئے اسی طرح گھر کے امور کو انجام دینا۔ آٹا پیسنا اور پھر یادِ خدا میں اپنے اوقات کو صرف کرنا اس بی بی کا شیوہ تھا۔ چونکہ اس خاندان کی سخاوت بہت مشہور و معروف ہے لہذا ہم دیکھتے ہیں کہ یہ صفت بھی حضرت اُمّ کلثومؑ کو ورثے میں ملی تھی۔ ایک دن حضرت اُمّ کلثومؑ چکی پیسنے میں مشغول تھیں کہ اتنے میں ایک سائل نے صد ابلند کی اے اہل بیت محمدؐ، غربت نے مجھے بہت تنگ کیا ہوا ہے۔ مجھے کچھ عطا کیجئے



حضرت اُم کلثومؓ، نے گھر میں نظر کی۔ سوائے فاقہ کے کچھ نظر نہ آیا۔ پریشان ہو گئیں نہ جانے اس سائل کی آواز میں کیا اثر تھا کہ یہ مخدومہ عالیہ اس کی درد بھری آواز سے تڑپ اٹھیں۔ حضرت فضہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا فضہ! اس سائل کی آواز نے مجھے تڑپا دیا ہے اور واسطہ بھی اس نے اس دروازہ پر آ کر اہلیت کا دیا ہے۔ فضہؓ میں کیا کروں۔ گھر میں کچھ ہے؟ فضہؓ نے کہا بی بی اس وقت تو کچھ نظر نہیں آ رہا۔ آپ یہ سن کر اٹھیں، دو رکعت نماز ادا کی اور عرض کی خداوند عالم اس گھر کی وارثہ وہ ہیں جن پر میرے نانا رسول پاک سلام بھیجا کرتے تھے۔ تو اس گھر کی لاج رکھ لے۔ کیونکہ مجھے غیرت آتی ہے کہ جس گھر سے اماں کی زندگی سے آج تک کوئی سائل خالی نہیں گیا آج اس دروازہ سے اس سائل کو خالی کیسے پھیر دوں۔ خداوند عالم تو میری لاج رکھ لے۔ یہ کہتے کہتے آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے۔ فضہؓ نے تڑپ کر کہا بی بی ذرا جائے نماز کی طرف تو دیکھنے کیا دیکھا کہ وہ آنسو قیمتی موتی میں تبدیل ہو چکے تھے۔ آپ نے وہ دونوں قیمتی موتی اٹھائے اور سائل کو دے دیئے۔ ان موتیوں کو دیکھ کر سائل درطہ حیرت میں ڈوبا ہوا تھا اور شکر پروردگار کر رہا تھا۔ پھر ثنائے آلِ محمدؐ کرتا ہوا اس گھر سے رخصت ہوا یہ بی بی کی عطا تھی روایت میں ہے کہ سات پشتوں تک غربت اس کے گھر میں نہ آئی۔

جس جوہری نے ان موتیوں کو خریدا تھا اُس کا خزانہ بھی کبھی خالی نہ ہوا یہ تھا حضرت اُم کلثومؓ کی سخاوت کا حال۔ یہ وہ گھرانہ تھا کہ اس گھرانہ کی سخاوت پر دوست دشمن سب کو ناز تھا۔

حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے جب یہ واقعہ سنا بہن کو گلے سے لگالیا۔ آنکھیں خوشی کے آنسوؤں سے غم ہو گئیں سینے سے لگا کر فرمایا۔

کلثومؓ میری ماں جانی تو تطہیر کی آیت ہے۔ دین کی عزت ہے، ایمان کی دولت



ہے، فرقان کی صورت ہے، اور میری ماں فاطمہ زہرا کی فضیلتوں کا چہرہ ہے۔ میری چھوٹی بہن آخر تو بھی تو اسی ماں کی بیٹی ہے جس بی بی کو سیدۃ النساء العالمین کہتے ہیں۔ مجھے یہ ورثہ جو ملا سو ملا بہن یہ ورثہ تمہارے لئے دو طرف سے ہے۔ ایک میری طرف سے دوسرا اماں کی طرف سے علاوہ بھائیوں اور بابا جان اور نانا رسولؐ کے۔ حضرت اُمّ کلثومؓ نے کہا بہن ہماری ماں تو وہ تھیں جن کے دروازے سے آج تک کوئی سائل خالی نہیں گیا۔ میں نے ان کا واسطہ دے کر ان کے درس کو بلند کیا ہے۔ یہ سن کر حضرت زینبؓ نے بہن کی پیشانی چوم لی اور بو سے دیئے۔

بہن کا پیار علاوہ بھائیوں اور باپ کے پیار کے حضرت اُمّ کلثومؓ کے دل کا قرار تھا۔ اسی پیار کے سہارے حضرت اُمّ کلثومؓ پر وان چڑھیں۔ کیونکہ یہ دونوں بہنیں ماں کے لئے قرۃ العین تھیں جس طرح چہرے پر دوا نکھیں ہوں اگر ایک آنکھ نہ ہو تو چہرہ بے کار نظر آتا ہے۔ یہ چہرہ اسلام کی دوا نکھیں ہیں۔ فصاحت و بلاغت کی فضا میں حضرت اُمّ کلثومؓ پر وان چڑھیں۔ جہاں حضرت زینبؓ کا ذکر ہو وہاں حضرت اُمّ کلثومؓ کا ذکر نہ ہو تو وہ ذکر ادھورارہ جاتا ہے۔

حضرت زینبؓ و کلثومؓ فاطمہ زہراؓ کی دو بیٹیاں جیسے ایک شاخ کے دو پھول۔ یا ایک دریا سے نکلی ہوئی دو نہریں۔ یا ایک نور کی دو کرنیں یا یوں کہوں کہ تاج عصمت کے چمکتے ہوئے دو ہیرے، یا گلستانِ فاطمہ زہراؓ کی دو بلبلیں یا منبرِ رسالت کے دو ہیرے۔ ایک کا نام حضرت زینبؓ سلام اللہ علیہا اور دوسرے کا نام حضرت کلثومؓ سلام اللہ علیہا۔

حضرت زینبؓ و کلثومؓ فاطمہ زہراؓ کے دو بازوؤں کی طرح تھیں ایک بازو سے ایمان کا مکمل نہیں کر سکتا یہی وجہ ہے کہ فاطمہ زہراؓ کی یہ دو قوتیں مل گئیں تو یزیدیت کو شکستِ فاش ہو گئی۔



حضرت زینب اگر تصویر فاطمہ زہرا تھیں تو حضرت کلثوم تصویر زینب۔

حضرت زینب اگر ثانی زہرا تھیں تو حضرت کلثوم ثانی زینب۔

حضرت زینب اگر شریکۃ الحسن تھیں تو حضرت کلثوم شریکۃ الزینب۔

حضرت زینب نے اگر حسینؑ کے مقصد کو پایہ تکمیل تک پہنچایا تو حضرت اُم کلثومؑ نے حضرت زینبؑ کے مقصد کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

یایوں کہوں کہ حضرت زینبؑ گر پھول ہیں تو حضرت اُم کلثومؑ اس پھول کی خوشبو ہیں۔

حضرت زینبؑ اگر جسم تھیں تو حضرت کلثومؑ اس کی روح، حضرت زینبؑ اگر شمع تھیں

تو حضرت کلثومؑ اس کی روشنی، حضرت زینبؑ اگر چراغ تھیں تو حضرت کلثومؑ اس کی لو۔

ہم شرف ہیں بخدا زینبؑ و اُم کلثومؑ ماں بھی معصومہ ہے اور باپ بھی ان کا معصوم ان کو گھٹی میں پلائے گئے اجزائے علوم آنکھ کھلتے ہی نظر آئے فرشتے محکوم

پانچ معصوموں کی تصویر ہیں دونوں بہنیں

وارث آئیے تطہیر ہیں دونوں بہنیں

یایوں کہوں کہ حضرت زینبؑ کلثومؑ کی مثال ایسی تھی کہ:

چراغ ہدایت دو تھے تو ایک تھی، قالب دو تھے روح ایک تھی، ہادی دو تھے ہدایت

ایک تھی، مسافر دو تھے، منزل ایک تھی، پھول دو تھے خوشبو ایک تھی۔

دونوں بہنوں کے مراتب بخدا اعلیٰ ہیں دونوں شہزادیاں نور نگہ زہرا ہیں

دونوں ایثار کے میدان میں بھی یکتا ہیں دونوں زینبؑ ہیں وہ کبریٰ ہیں تو یہ صغریٰ ہیں

اپنے ہی رنگ میں ڈھالا تھا انہیں زہرا نے

چکیاں پیس کے پالا تھا انہیں زہرا نے

دونوں کی منزل ایک تھی دونوں کا مقصد ایک تھا۔ دونوں کا مشن ایک تھا۔ دونوں کی



راہ ایک تھی۔

ایک مظہرِ صفات تھیں اک جوہرِ صفات

اک مظہرِ حسن تھیں تو اک مظہرِ حسین

حضرت کلثومؑ نے سائے کی طرح اپنی بہن کا ساتھ دیا۔ نہیں سایہ بھی اندھیرے میں ساتھ چھوڑ دیتا ہے مگر حضرت کلثومؑ نے اس سے بڑھ کر حضرت زینبؑ کا ساتھ دیا۔ موت نے جدا کر دیا تو کر دیا ورنہ دونوں بہنوں نے ایک دوسرے کا ساتھ نہیں چھوڑا۔

شامِ غریباں کو جب حضرت زینبؑ بچے تلاش کرتی ہیں تو جناب کلثومؑ لٹی ہوئی بی بیوں کا پہرہ دیتی ہیں سفرِ کوفہ و شام میں جب حضرت زینبؑ خطبے دیتے دیتے تھک جاتی ہیں تو حضرت کلثومؑ خطبے دیتی ہیں۔ وہی لہجہِ علیؑ، وہی جرأت و شجاعت کی، وہی بلند حوصلہ، وہی فصاحت و بلاغت، وہی ہیبت و دبدبہ، وہی بلندیِ کلام، وہی تاثیر۔

پھر جب جناب زینبؑ کی پشت پر تازیانے پڑتے ہیں تو آپ اپنے آپ کو پیش کر دیتی ہیں۔ اے ظالم میری بہن کے حصے کے تازیانے میری پشت پر مار۔ حضرت سکیزہؑ فرماتی ہیں میں نے اپنی پھوپھی کلثومؑ کی پشت کو دیکھا جو تازیانوں سے سیاہ ہو چکی تھی۔

اونٹوں سے بچے گر کر شہید ہوتے ہیں تو ایک بہن اگر لاشہ اٹھا کر سنبھالتی ہے تو دوسری قبر کھود کر دفن کرتی ہے۔ عابد تو پابہ زنجیر ہے۔ لٹے ہوئے قافلے کو سنبھالنے والی یہ دونوں بہنیں تھیں۔ حضرت اُمّ کلثومؑ اس سارے سفر میں حضرت زینبؑ کا دست راست رہیں۔ اس قدر ظلم و ستم برداشت کئے کہ تاریخ کبھی اُن کو بھلا نہیں سکتی۔

ایک دو دن کی نہیں نصف صدی کی روداد ہر برس ایک نیا ظلم، زرا لی بے داد
صبر کی راہ میں وہ زینبِ صغریٰ کا جہاد ہر قدم عالمِ اسلام کی خشتِ بنیاد



ان کے جس نقشِ کفِ پا پہ نظر جاتی ہے
سجدہ کرنے وہیں تاریخ ٹھہر جاتی ہے
حضرت اُمّ کلثومؓ کی وہی عظمتیں ہیں جو حضرت زینبؓ کی۔

دونوں بہنیں ہیں تفصیلِ عمل میں یکساں دونوں بہنوں نے بڑھایا ہے وقارِ نسواں
دونوں بہنیں ہیں نمائندہٴ روحِ قرآن دونوں کی گود میں پروان چڑھا ہے ایمان
دونوں کا ایک ہی اندازِ نظر آتا ہے
صبر و ایثار کا اعجازِ نظر آتا ہے

میری نظروں میں ہے اسلام کی وہ صورتِ حال جب کہ صدمات سے ہیں زینب و کلثوم مڈھال
پیش آیا جو شریعت کے تحفظ کا سوال کارنامے وہ کئے جن کی نہیں کوئی مثال
جب بھی اسلام پہ دشمن نے کوئی وار کیا
قوم کو زینب و کلثوم نے بیدار کیا

علم و عرفاں بھی وہی رنگِ عبادت بھی وہی امتحانات کے عالم میں قیادت بھی وہی
صبر کی شان وہی شکر کی عادت بھی وہی تا ابد عالمِ نسواں کی سیادت بھی وہی
دونوں بہنوں کی ہر اک بات میں یک رنگی ہے
کیسی پاکیزہٴ پُر نور ہم آہنگی ہے

مگر افسوس کیاستم ظریفی زمانہ ہے کہ ان دو بہنوں میں امتِ محمدیؐ نے فرق ڈالا۔
حضرت زینبؓ کے نوے اور مرہے پڑھے جاتے ہیں جب کہ حضرت کلثومؓ کے نہیں
حضرت زینبؓ کا یومِ ولادت یومِ شہادت منایا جاتا ہے جب کہ حضرت کلثومؓ کا نہیں
حضرت زینبؓ کے معجزات بیان کئے جاتے ہیں جب کہ حضرت کلثومؓ کے نہیں۔ علماء
نے انہیں اپنی تحریروں میں بھلایا ذکرین نے اپنے ذکر میں بھلایا شاعروں نے اپنی



شاعری میں بھلایا۔ (اثر ترابی مرحوم اور مسعود رضا خاکی مرحوم کو اللہ تعالیٰ دین و دنیا میں جزا عطا کرے جنہوں نے حضرت کلثومؓ کی شان میں ایسے نایاب موتی وحدت کے دھاگے میں پرو کر نبوت کی نذر کئے ہیں)۔ آخر کیوں انہیں اتنا فراموش کیا گیا ہے۔

مجھ کو حیرت ہے کہ اس دور کے اربابِ قلم تذکرہ حضرت زینب کبریٰ کا تو کرتے ہیں رقم بھول جاتے ہیں کہ اک او بھو بھی ہے پیکرِ غم جس کا زینب کی طرح دین ہے ممنونِ کرم جس کو معصومہ صغریٰ بھی کہا جاتا ہے

ثانی زینب کبریٰ بھی کہا جاتا ہے

(بحوالہ "حضرت اُمّ کلثومؓ" از ذاکٹر عطیہ بتول، لاہور)

﴿۲۰﴾... حضرت اُمّ کلثومؓ کا شجرہ مبارک:

حضرت اُمّ کلثومؓ بنت علیؓ ابن ابوطالبؓ، بن عبدالمطلبؓ بن ہاشمؓ، بن عبد منافؓ، بن قصیؓ، بن کلابؓ، بن مرہؓ بن کعبؓ، بن لویؓ، بن غالبؓ، بن فہرؓ، بن مالک بن نضرؓ، بن کنانہؓ، بن خزیمہؓ، بن مدرکہؓ، بن الیاسؓ، بن مضرؓ، بن نزارؓ، بن معدؓ، بن عدنانؓ، بن اسماعیل علیہ السلامؓ، بن ابراہیم علیہ السلامؓ۔

﴿۲۱﴾... خاندانی عظمت اور حضرت اُمّ کلثومؓ کے اٹھارہ بھائی:

نانا۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، نانی، حضرت اُمّ المومنین خدیجہ الکبریٰ۔ پدرا گرامی، حضرت علی علیہ السلام، والدہ گرامی، حضرت فاطمہ زہراؓ، برادران محترم۔ حضرت زینب اور حضرت اُمّ کلثومؓ کے اٹھارہ بھائی تھے۔ سگے بھائی صرف تین امام حسن اور حضرت امام حسینؓ اور حضرت محسنؓ تھے ورنہ دیگر ماؤں سے۔ حضرت محمد حنیفہ بن علی، حضرت عباس بن علی، حضرت حمزہ بن علی، حضرت ابراہیم بن علی، حضرت جعفر



بن علی، حضرت عبداللہ بن علی، حضرت عمران بن علی، حضرت عیسٰی اطرف بن علی، محمد اوسط بن علی، عون بن علی، یحییٰ بن علی، عبید اللہ بن علی، محمد اصغر بن علی، احمد بن علی، زید بن علی، عباس اصغر بن علی، صرف دو بھائی امام حسن اور امام حسین حضرت زینب اور حضرت اُمّ کلثوم سے عمر میں بڑے تھے ورنہ دونوں بہنیں ۱۶ بھائیوں کی بزرگ بہن تھیں۔

﴿۲۲﴾... حضرت اُمّ کلثومؓ کی بہنیں:

حضرت اُمّ کلثومؓ کی کل اٹھارہ ۱۸ بہنیں تھیں۔ حضرت زینبؓ گبری، رقیہؓ، اُمّ ہانیؓ، زینب صغراؓ، اُمّ کرامؓ، جمانہؓ، اُمّامہؓ، اُمّ الحسنؓ، اُمّ کلثوم صغریٰؓ، فاطمہؓ، اُمّ سلمیٰؓ (ایینہ)، میمونہؓ، خدیجہؓ، نفیسہؓ، رملہؓ، لقیہؓ، مکیہؓ، اُمّ جعفرؓ۔

﴿۲۳﴾... حضرت اُمّ کلثومؓ کے عادات و خصائل:

حضرت اُمّ کلثوم سلام اللہ علیہا سیرت و کردار میں بالکل جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا نمونہ تھیں۔ گھر کا ماحول اور تربیت دیکھ کر باسانی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مخدومہ علم، حلم، زہد، تقویٰ، عبادت، طہارت، ذکر الہی، اخلاق اور صفات حسنہ میں اپنے گھر کے افراد میں کسی سے کم نہ تھیں۔

﴿۲۴﴾... حضرت اُمّ کلثومؓ کی عمر

حضرت اُمّ کلثومؓ کی ولادت متفقہ طور پر ۶ھ میں ہوئی ۱۷ھ میں شادی کے وقت حضرت اُمّ کلثومؓ کی عمر تقریباً ۱۲ سال تھی (ملاحظہ ہو: ذخائر العقبیٰ... صفحہ ۱۶۸، ۱۶۹) وفات شہزادی فاطمہ زہراؓ کے وقت حضرت اُمّ کلثومؓ پانچ برس کی تھیں۔ حضرت علیؓ کی شہادت کے وقت آپ کا سن چونتیس (۲۴) برس تھا۔ امام حسنؓ کی شہادت کے



وقت آپ کا سن چوالیس (۴۴) برس تھا اور کر بلا میں امام حسین کا سن ستاون برس حضرت زینب کا سن پچپن (۵۵) برس اور حضرت اُمّ کلثوم کا سن چون (۵۴) برس تھا۔

﴿۲۵﴾ ... پابندیِ صوم و صلوٰۃ:

حضرت اُمّ کلثوم سلام اللہ علیہا اس گھرانہ سے تعلق رکھتی ہیں جہاں سے شریعت اسلامیہ جاری ہوئی، نانا بانی شریعت، ماں، باپ، بہن بھائی سب کے سب سختی کے ساتھ شریعت کے پابند تھے۔ تو واضح ہے کہ اس معصوم گھرانے کے ہر فرد سے کبھی کوئی مستحب بھی ترک نہ ہوا ہوگا۔ اور سہواً بھی کبھی کوئی مکروہ سرزد نہ ہوا ہوگا بلکہ نہیں ہوا۔

حضرت اُمّ کلثوم کے والد بزرگوار وہ ہیں جنہوں نے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں آنکھ کھولی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کی گود میں آنکھ بند کی..... یعنی حضرت علی علیہ السلام کا زمانہ شیر خوارگی طفلی، بچپن اور شباب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیر سایہ گذرا اور علی واولاد علی علیہم السلام کی طہارت مطلقہ پر آیت تطہیر شاہد ہے۔

حضرت اُمّ کلثوم اُس باپ کی نخت جگر ہیں جنہوں نے سب سے پہلے آواز رسول پر لبیک کہی اور دعوتِ ذوالعشرہ میں باوجود کم سنی کے نصرتِ دین خدا اور حمایتِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عہد کر کے اَنْتَ وَصِيّی وَ وِزِيْرِي (الامامة والسياسة) کا تمغہ حضور اکرم سے حاصل کیا

حضرت اُمّ کلثوم اس والد بزرگوار کی صاحبزادی ہیں جو فرمایا کرتے تھے۔

لَوْ كَشَفَ الْغُطَاءُ لَمَا اَزْدَدْتُ يَقِيْنًا

اگر تمام تجابات سماوی ہٹا دیے جائیں تو بھی میرے یقین کامل میں ذرہ برابر اضافہ نہ ہوگا اس لئے کہ حضرت علی علیہ السلام یقین کی آخری منزل پر فائز ہیں۔



﴿۲۶﴾ ... ضابطہ قرآن:

فیصلہ قرآن مجید ہے کہ ”اَلرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ (النساء ۳۴)

مرد عورتوں پر حاکم ہیں اور

”لِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ“ (البقرہ ۲۲۸)

مردوں کو عورتوں پر فضیلت حاصل ہے یعنی ہر صفت حمیدہ علم، حلم، زہد، تقویٰ، گفتار، کردار، صورت، سیرت، خاندان، عادات اور خصائل وغیرہ میں ضابطہ قرآن کے پیش نظر ہر مرد کو عورت سے اولیٰ و اعلیٰ ہونا چاہئے۔ اگر کہیں عورت ان صفات میں اعلیٰ ہوئی تو وہ عقد خلاف ضابطہ قرآن اور خلاف عقل ہے اس لئے کہ قرآنی رو سے مرد حاکم ہے اور عورت محکومہ ہے اور اگر افضل محکوم ہو جائے، مفضل حاکم ہو جائے تو حکماء و متکلمین کے نزدیک یہ خلاف عدل اور مسلمہ طور پر باطل ہے۔

اسی لئے صواعق محرقہ صفحہ ۱۶۰ پر ہے کہ: ”بنی ہاشم کا کفو غیر بنی ہاشم نہیں ہو سکتا۔“

کیونکہ بنی ہاشم کا ہر فرد چاہے مرد ہو یا عورت غیر بنی ہاشم سے بہر حال افضل ہے اور افضل کا محکوم ہونا خلاف قرآن و عقل ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی وجہ سے جناب فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کا عقد حضرت علی علیہ السلام سے ہی کیا تھا۔

ازواج رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسلمانوں پر چونکہ زوجہ رسول ہونے کی وجہ سے فضیلت حاصل ہو چکی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اسی اصول کے پیش نظر کہ جو مستورات آج نسبت رسول کی وجہ سے افضل ہیں کل کسی مفضل کی محکوم نہ بنیں ان کو ”امہات المؤمنین“ قرار دے کر ہمیشہ کے لئے تمام مسلمانوں پر حرام کر دیا حالانکہ وہ مؤمنین کی حقیقی مائیں تو نہیں ہیں اس لئے کہ حقیقی ماں سے پردہ نہیں ہے اور ازواج رسول پر تمام مؤمنین سے پردہ واجب ہے۔



قارئین کرام لمحہ فکریہ ہے کہ: ازواج رسول صرف ”نسبت“ کی وجہ سے تمام مسلمانوں پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئیں تو عترت رسول سے تعلق رکھنے والی خندرات عصمت جو خون رسول اور جگر رسول ہیں غیر بنی ہاشم اور غیر کفو کے لئے کیسے حلال ہو سکتی ہیں؟

کتاب زینب الکبریٰ صفحہ ۷۶، بحار الانوار... ج ۳۲ صفحہ ۹۲ (از شمشیر مسموم) ابن حزمی سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ فرمادیا تھا:

”بَنَاتُنَا لِبَنَاتِنَا وَبَنُوْنَا لِبَنَاتِنَا“

ہماری بیٹیاں ہمارے بیٹوں کے لئے ہیں اور ہمارے بیٹے ہماری بیٹیوں کے لئے ہیں۔ تاکہ افضل خاندان کی مستورات کسی مفضول خاندان میں جا کر محکوم نہ بنیں۔

فروع کافی... ج ۵... صفحہ ۳۲۵ طبع تہران پر مروی ہے کہ: ایک شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس آیا اور رشتہ کی خواستگاری کی تو آپ نے فرمایا:

”إِنَّكَ لَلْفَوِّ فِي دَمِكَ وَحَسْبُكَ فِي قَوْمِكَ وَلَكِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ صَانِعًا عَنِ الصَّدَقَةِ وَهِيَ أَرْسَاخُ أَيْدِ النَّاسِ فَنَكُوهُ إِنْ نُشِرَتْ فِيمَا فَضَّلَنَا اللَّهُ بِهِ مَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ مِثْلَ مَا جَعَلَ اللَّهُ لَنَا“

یعنی تو اپنی قوم میں رشتہ کر ہم پر صدقہ حرام ہے۔ ہم اس فضیلت میں کسی کو شریک نہیں کرتے تو گویا امام علیہ السلام نے غیر کفو اور مفضول کو رشتہ دینے سے قطعی انکار کر دیا۔ اس لئے کہ خاندانِ تطہیر کا کوئی عمل ضابطہ قرآن کے خلاف ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ قرآن ان کے ساتھ ہے اور یہ قرآن کے ساتھ ہیں۔

اندلسی مؤرخ ابن عبد ربہ نے ”العقد الفرید“ ج ۳ صفحہ ۱۸۲ پر اس واقعہ کو نقل کیا ہے کہ جب اشعث بن قیس نے زینب بنت علی علیہ السلام کا رشتہ طلب کیا تو آپ نے



غصہ میں فرمایا:

”اَغْرَبَ بِفَيْكِ الْكُثْكُثُ وَلَكَّ الْفَلْبُ“

دُور ہو جا تیرے منہ میں خاک اور تیرے اوپر پتھر پڑیں۔ اگر پھر تو نے ایسا کیا تو میں تجھ سے بری طرح پیش آؤں گا۔

اور حق بھی یہی ہے کہ بنی ہاشم جیسے اشراف سے جب کوئی غیر کفور شتہ طلب کرے تو اس کے منہ پر اسی طرح پڑنی چاہیئے

(از رسالہ شمشیر مسموم)، (قول جلی در حل عقد بنت علی... مولانا محمد عباس)
حضرت علی کی تمام بیٹیوں کے عقد خاندان میں ہوئے۔

﴿۲۷﴾... حضرت علی علیہ السلام کی صاحبزادیوں کے نام:

علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی کی کتاب ”ام البنین“ سے اقتباس:-

﴿۱﴾ حضرت زینب کبریٰ بنت علیؑ

حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ کے بعد اولاد علیؑ میں حضرت زینبؑ سب سے بلند رتبہ ہیں۔ آپ معصوم ہیں آپ کی شادی حضرت عبداللہ بن جعفر طیار سے ہوئی جو کہ فرمان رسولؐ کے مطابق ”سید“ ہیں اور خمس کے حقدار ہیں اور اُن پر صدقہ حرام تھا۔ حضرت زینبؑ کے پانچ فرزند ہیں۔ علی زینبی، عون، محمد، عبداللہ اور عباس اور ایک صاحبزادی کلثومؑ ہیں جن کی شادی حضرت اُمّ کلثومؑ بنت علیؑ کے بیٹے قاسم بن عون محمد سے ہوئی۔

حضرت زینبؑ کی یکم شعبان ۵ ہجری میں ولادت اور ۲۷ جمادی الاول ۸۰ سنہ میں وفات ہوئی آپ کا روضہ دمشق (شام) میں ہے جہاں ہزاروں زائرین ہر وقت موجود



ہوتے ہیں۔

۲۔ حضرت اُمّ کلثوم بنت علی:

آپ کو زینبِ مصریٰ بھی کہتے ہیں۔ آپ کے نام صفیہ، فاطمہ اور رقیہ بھی ہیں۔ کنیت اُم القاسم بھی ہے۔

آپ حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ کی چوتھی اولاد ہیں۔ آپ کی شادی حضرت عون بن جعفر طیار سے ہوئی۔ ان کو ”عون محمد“ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، ان کی کنیت ”ابو القاسم“ ہے۔

رسول اللہؐ نے فرمایا:-

”عون بن جعفر خلق اور خلق میں مجھ سے شباہت رکھتا ہے“

حضرت عون بن جعفر کربلا میں شہید ہوئے (طبقات ابن سعد)

حضرت اُمّ کلثوم کے چار فرزند۔ عبداللہ زابد، قاسم، سہاور اور مسور (مسور) تھے

قاسم کی شادی حضرت زینبؑ کی بیٹی سے ہوئی اور وہ کربلا میں شہید ہوئے۔

مورخین نے حضرت اُمّ کلثومؑ کو بیوہ اور لاولد لکھ کر ظلم کیا ہے۔

جن کی شان میں سورہ کوثر ہو وہ لاولد نہیں ہو سکتیں۔ حضرت اُمّ کلثومؑ کی نسل عبداللہ

بن مسور بن عون بن جعفر طیار سے چلی۔ قاسم کی اولاد میں ایک صاحبزادی فاطمہ اُمّ

عبداللہ سے بھی نسل باقی ہے۔ اُمّ عبداللہ کی بیٹی ربابہ تھیں

(حوالہ بلاغت النساء... تالیف احمد بن ابی طاہر طبع مصر)

۳۔ حضرت فاطمہ بنت علی:

آپ کی کنیت ”اُمّ ایھا“ ہے:-

آپ کی شادی حضرت محمد بن ابوسعید بن عقیل سے ہوئی تھی۔ آپ کی والدہ حمیة



بنت امراؤ القیس تھیں۔ فاطمہ بنت علیؑ کا ایک بیٹا سعید بن محمد بن ابوسعید بن عقیل تھا جو امام حسینؑ کی شہادت کے بعد گھبرا کر خیمے سے نکلا اور لقیط بن ایاس نے اس کو ماں کے سامنے شہید کر دیا۔

فاطمہ بنت علیؑ حضرت امام جعفر صادقؑ کے دور تک حیات رہیں آپ نے حدیثوں کی روایت کی ہے۔ فاطمہ بنت علیؑ کی ایک صاحبزادی کا نام حمیدہ تھا۔

۴-۳۔ حضرت زینبؑ صغریٰ بنت علیؑ:

آپ زوجہ ہیں حضرت محمد بن عقیل بن ابی طالب کی آپ کے فرزند عبداللہؑ کر بلا میں شہید ہوئے۔ دوسرے فرزند عبدالرحمان تھے جو شبیہ رسولؐ تھے۔ اور صالحین میں شمار ہوتا تھا۔

۵-۴۔ حضرت رقیہؑ (اُمّ کلثوم صغریٰ)

آپ کی والدہ کا نام اُم حبیب صہبان بنت ربیعہ تغلبیہ ہے۔ حضرت رقیہؑ بنت علیؑ زوجہ ہیں حضرت مسلم بن عقیل کی۔ یہ غیر اطرف بن علیؑ کی سگی ہمیشہ ہیں۔ ان کے دو بچے عبداللہ بن مسلم اور محمد بن مسلم کر بلا میں شہید ہوئے اور ایک سات سال کی بچی عاتکہ تاراجی خیام کے وقت فوجوں کے اژدھام میں پامال ہو کر شہید ہو گئیں۔ دو بیٹے ابراہیم اور محمد اصغر بمقام مسیب شہید کئے گئے۔ ایک فرزند علی بن مسلم بھی تھے۔

۶-۴۔ حضرت خدیجہ کبریٰ بنت علیؑ:

ان کی والدہ حمیاء بنت امراؤ القیس تھیں۔ خدیجہ بنت علیؑ عبدالرحمان بن عقیل کی زوجہ تھیں۔ شوہر اور دو بچے سعید اور عقیل کر بلا میں شہید ہوئے۔ سعید و عقیل یہ دونوں بچے تاراجی خیام کے وقت دہشت سے گھبرا کر خیموں سے باہر آئے اور اشقیاء کے



گھوڑوں سے پامال ہو کر شہید ہو گئے۔ شامِ غریباں میں دونوں کی لاشیں حضرت زینبؓ اور حضرت اُمّ کلثومؓ نے اٹھائیں۔

خدیجہ بنت علیؓ کے ایک صاحبزادے قاسم بن عبد الرحمان نے مختار سے کوفے میں ملاقات کی تھی اور اپنے باپ کے قاتل عثمان بن خالدِ جُحَنی اور بشیر بن حوطِ قلعیؓ کو خود قتل کیا۔ مختار نے قاسم بن عبد الرحمان اور اُن کے بھائی اور والدہ خدیجہ بنت علیؓ کو پانچ ہزار درہم اور قیمتی جوڑے دیئے۔ پھر یہ قافلہ مدینے واپس چلا گیا۔

۷۔ حضرت اُمّ ہانی بنت علیؓ:

آپ کی والدہ حیاۃ بنتِ امراء القیس تھیں۔ آپ کی شادی عبداللہ اکبر بن عقیل سے ہوئی تھی یہ بھی کربلا میں شہید ہو گئے۔

آپ کا نام ”فاختہ“ ہے اُمّ ہانی بنت علیؓ کو فقیہہ کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ حضرت اُمّ ہانی بنت علیؓ کے ایک فرزند محمد کربلا میں شہید ہوئے دیگر اولاد میں عبد الرحمان، مسلم فرزند اور ایک دختر اُمّ کلثوم تھیں۔

شاہزادی اُمّ ہانی دشمنوں کے خوف سے مملکت ”رے“ کی ایک مسجد میں پوشیدہ ہوئیں اور یوسف دوانقی نے ان کو ایک چشمے کے پاس شہید (قتل) کر دیا۔

(تہذیب الانساب، ہواغ مسلم بن عقیل)

۸۔ حضرت اُمّ سلمیٰ بنت علیؓ:

آپ کو ”آمنہ“، ”امینہ“ اور ”امامہ“ بھی کہتے ہیں۔ آپ کی والدہ حیاۃ بنتِ امراء القیس تھیں۔ حضرت اُمّ سلمیٰ بنت علیؓ کی شادی صلت ابن عبد اللہ بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب سے ہوئی تھی۔ صلت راوی احادیث پیغمبرؐ ہیں۔ آپ کی بیٹی کا نام تھیہ تھا۔



۹.۹. حضرت میمونہ بنت علی:

آپ کی والدہ حیاۃ بنت امرؤ القیس تھیں۔ میمونہ بنت علی کی شادی عبداللہ اصغر ابن عقیل سے ہوئی تھی یہ بھی کر بلا میں شہید ہوئے۔ میمونہ بنت علی کے فرزند عقیل بن عبداللہ اصغر بن عقیل بن ابی طالب تھے۔

۱۰.۱۰. حضرت نفیسہ بنت علی (اُمّ کلثوم اوسط)

آپ کی والدہ اُمّ سعید ہیں۔

آپ کی شادی حضرت کثیر بن عباس بن عبدالمطلب سے ہوئی تھی۔

۱۱.۱۱. حضرت اُمّ الحسن بنت علی:

آپ کا نام ”تمیمہ“ ہے، آپ کی والدہ اُمّ سعید بنت عروہ بن مسعود بن معتب ثقفی ہیں۔

اُمّ الحسن بنت علی کی شادی حضرت علیؑ کے بھانجے حضرت اُمّ ہانی کے فرزند جعدہ بن ھبیرہ بن ابی وہب بن عمیر بن عائد بن عمران بن مخزوم قرشی سے ہوئی تھی۔ اُمّ الحسن بنت علیؑ کے شوہر جعدہ بن ھبیرہ حضرت علیؑ کے عہد خلافت میں خراسان کے گورنر تھے اُمّ الحسن کے ایک صاحبزادے علی بن جعدہ تھے۔ جو حضرت علیؑ کے نواسوں میں مشہور ہیں۔

۱۲.۱۲. حضرت رملہ کبریٰ بنت علی:

آپ کی والدہ اُمّ سعید بنت عروہ بن مسعود بن معتب ثقفی تھیں۔

رملہ کبریٰ بنت علیؑ کی شادی حضرت ابو الہیاج عبداللہ بن مغیرہ (ابی سفیان) بن حارث بن عبدالمطلب سے ہوئی تھی۔ حضرت رملہ بنت علیؑ کے ایک صاحبزادے محمدؑ کر بلا میں شہید ہو گئے۔ تاریخ میں دو ابوسفیان ہیں ایک رسول اللہ کے سگے چچا زاد بھائی ہیں جو حارث بن عبدالمطلب کے بیٹے ہیں۔ دوسرا ابوسفیان معاویہ کا باپ ہے۔



عبداللہ (ابوالہتاج) کنیت ان کے جنگجو ہونے پر اور بہادری پر گواہ ہے، عربی میں ابوالہتاج بہادر اور جنگجو کو کہتے ہیں۔ کربلا میں شہید ہوئے۔

اصابہ میں ابن حجر نے اور واقدی نے شہدائے کربلا میں شمار کیا ہے۔

”اعیان الشیعہ“ نے بھی انصارِ امام حسین میں شمار کیا ہے۔

حضرت رسول خدا اور حضرت علی کے بھتیجے، حضرت علی کے سگے بھانجے بھی ہیں اور داماد بھی۔ ابوطالب کی بیٹی جُمانہ کے فرزند ہیں گویا ابوطالب کے نواسے ہیں۔ امام حسین کے سگے چھوٹے زاد بھائی بھی ہیں اور بہنوئی بھی ہیں۔

۱۳۔ حضرت اُم الکرام (رحمۃ بنت علی):

آپ کا ایک نام ”قیسہ“ بھی ہے، آپ کی والدہ اُم سعید بنت عروہ تھیں۔

۱۴۔ حضرت اُم جعفر جُمانہ بنت علی:

۱۵۔ حضرت سکیئہ بنت علی:

آپ کی کنیت ”اُمۃ اللہ“ ہے۔

۱۶۔ حضرت رقیہ صغریٰ بنت علی:

۱۷۔ حضرت ثقیفہ بنت علی:

آپ کی وفات بچپن میں ہی ہو گئی تھی۔

۱۸۔ حضرت رملہ صغریٰ بنت علی:

آپ کی والدہ لیلیٰ بنت مسعود دارمیہ نہیلیہ تھیں۔

۱۹۔ حضرت خدیجہ صغریٰ بنت علی:

آپ کی والدہ حضرت اُم البنین ہیں۔ حضرت اُم البنین کی زیارت میں خدیجہ کا



ذکر ہے۔ ۳ برس کی عمر میں بچپن میں انتقال ہو گیا۔ مسجد کوفہ کے سامنے آپ کا روضہ ہے۔

۲۰۔ حضرت اُدمی بنت علی:

آپ کا نام عاتکہ بھی ہے۔ والدہ کا نام ساعدیہ ہے۔

کتاب انوار الشہادت میں بروایت ابی جعفر لکھا ہے :-

جناب اُدمی بنت علی آنکھوں سے نابینا تھیں کر بلا میں موجود تھیں جب حرم اہل بیت تارا جی خیام کے بعد قتل کی طرف بڑھے تو یہ بھی ہمراہ تھیں۔

بروایت اُدمی بنت علی اُسی ہنگامہ گیر و دار میں جب اعدائے چاہا انھیں بھی لوٹیں وہ بی بی نہایت مضطرب و پریشان ہو کے فریاد کرنے لگیں۔

وَاِخَاهُ وَحُسَيْنَا يَا رَبِّعَ الْاَزْمَلِ وَالْاَيْتَامِ

ہائے بھائی حسین ہائے بیوہ عورتوں کی خبر لینے والے اور یتیم بچوں کے پوچھنے والے
يَا خَلِيفَةَ الْمَاضِيْنَ وَيَا ثِمَالَ الْبَاقِيْنَ

اے یادگارِ اولین و افتخارِ آخرین اس وقت کہاں ہو کہ میری خبر نہیں لیتے پھر آواز دی

يَا قَوْمُ هَلْ فِيْكُمْ مَنْ فِىْ جَسَدِهِ شَعْرَةٌ مِّنَ الْاِسْلَامِ

اے قوم جفا کار تم اتنے آدمیوں میں کوئی مسلمان بھی ہے کسی نے جواب نہیں دیا۔

فَصَاحَتْ ثَاكِيَةً يَا قَوْمُ هَلْ فِيْكُمْ رَجُلٌ قَرَشِيٌّ

دوبارہ آواز بلند سے پکاریں تم میں کوئی مرد قرشی بھی ہے یہ سن کر زجر بن قیس نے

جواب دیا

مَا تُرِيدِيْنَ هَا اَنَا قَرَشِيٌّ وَمَا حَاجَتُكَ

میں قرشی ہوں کیا چاہتی ہو تمہارا کیا مطلب ہے :-

قَالَتْ اُرِيْدُ مِنَ اللّٰهِ اَنْ تُوَصِّلَنِيْ اِلَى جَسَدِ اَخِي الْحُسَيْنِ لِاَنِيْ عُمِيًّا لَا



اَهْتَدِیْ اِلَی الطَّرِیقِ

اُس مظلومہ نے فرمایا میں ناپیدا ہوں کچھ دکھائی نہیں دیتا چاہتی ہوں کہ خدا کے واسطے کوئی مجھے میرے بھائی حسین کی لاش پر پہنچا دے زجر نے کہا میں تو تمہیں وہاں پہنچا دوں گا مگر تم جا کے کیا کرو گی فرمایا میرے بھائی مجھے نہایت عزیز رکھتے تھے اور بہت شفقت و محبت فرماتے تھے۔

وَكَانَ كُلُّ يَوْمٍ يَشْمَعُنِي وَيُقْبِلُ مَا بَيْنَ عَيْنَيَّ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

اور یہ معمول تھا کہ ہر روز تین مرتبہ میری پیشانی پر بوسہ دیتے تھے

وَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَرْوِدَهُ وَأَقْبِلَ مَنَحَرَهُ وَأُودِعَهُ قَبْلَ قَبْلِ الرَّحِيلِ وَقَبْلَ الْمَوْتِ

اس وقت میں کہ قریب ہے اعدائے قید کر کے کوفہ و شام کی طرف لے جائیں یا قتل کریں چاہتی ہوں قبل اس کے کہ کوچ ہو یا موت آئے اپنے بھائی کی زیارت کر لوں اور گلوے نازنین پر بوسہ دے کے رخصت کر لوں زجر بن قیس نے ہاتھ اُس مخدومہ کا پکڑ لیا اور قتل گاہ میں ایک نشیب کی طرف لے جا کے کہا یہی تمہارے بھائی کی لاش ہے راوی کہتا ہے وہ بی بی خاک پر بیٹھ گئی اور لاش کی طرف ہاتھ بڑھا کے دیکھا تو کیا دیکھا کہ بدن پر سر بھی باقی نہیں ہے وہ گلا جس کے بوسہ کی ہوس تھی خنجر ظلم سے کٹا ہوا ہے بے اختیار دھاڑیں مار کر رونے لگیں اور چلا کے فریاد کرتی تھیں۔

وَإِخَاهُ أَمَّا تَنْظُرُ إِلَى وَالِي أَخَوَاتِكَ وَبَنَاتِكَ قَدْ سَلَبُوهُنَّ الْأَعْدَاءُ

اے بھائی کیا ہو گیا کہ اس وقت میری اور بہنوں کی خبر نہیں لیتے اپنے یتیم بچوں کو بھی نہیں پوچھتے دشمنوں نے اس طرح لوٹ لیا ہے کہ کسی کے پاس ایک چادر یا رومال تک باقی نہیں ہے۔



يَا أَخَاهُ وَمَنْ لَأُخْتِكَ الْعَمِيَا يَدُلُّ لَهَا إِلَى الطَّرِيقِ وَكَيْفَ بِيْ بِرُكُوبِ
الْجَمَلِ وَأَنَاْ عُمِيَا

ہائے بھائی اب اس نابینا بہن کا کون ہے کہ ہاتھ پکڑ کر لے جائے گا سفر کی منزلوں
میں بار بار کس طرح اونٹ پر چڑھوں گی اور اتروں گی۔

يَا أَخَاهُ مِنْ قَصِّ رَأْسِكَ الشَّرِيفِ فَالْيَنْ رَأْسَكَ حَتَّى اُسْمُهُ
اے بھائی کس ظالم نے سر آپ کا بدن سے جدا کر لیا اور وہ فرق بریدہ کہاں ہے کہ
زلفوں کی بوسہ گھتی اور سوکھے ہونٹوں کے بوسہ لیتی

يَا أَخَاهُ مَا عَمِلْتُ أَنَّ الزَّمَانَ يُمِيتُكَ قَبْلِيْ لَيْتَ الْمَوْتَ أَعْدَمَنِي الْحَيَاةُ
ہائے میں کیا جانتی تھی اس مسافرت میں قسمت آپ سے جدا کرے گی اور یہ بہن
سخت جان رونے کو جیتی رہے گی کاش پہلے مجھے موت آتی کہ اس مصیبت میں مبتلا نہ ہوتی

فَصَاحَتْ بِأَعْلَى صَوْتِهَا وَأَلْقَتْ نَفْسَهَا عَلَى جَسَدِ أَخِيهَا الْحُسَيْنِ
غرض اسی طرح چیخ مار مار کر بین کر رہی تھیں یہاں تک کہ بیقرار ہو کے اپنے تئیں
لاش بے سر پر گر دیا اور دیر تک لپٹی ہوئی رویا کیں روتے ہی روتے غش آگیا راوی کہتا
ہے جب خون امام حسینؑ کے جسدِ بے سر کا اُن کی چشمِ نابینا میں لگا اور وہ ہوش میں
آئیں تو اپنے کو دیکھا کہ آنکھیں روشن ہیں اور بھائی کو اس حال سے دیکھا کہ خدا کسی
بہن کو نہ دکھائے سراپا زخموں سے چُور جا، بجا تیر پیوست ہیں نیزوں سے تلواروں سے
تمام بدن ریزہ ریزہ ہے گردن پر سر بھی باقی نہیں ہے دیکھتے ہی بے اختیار دونوں ہاتھوں
سے سر پینے لگیں کبھی مدینہ کی طرف کبھی نجف کی جانب منھ کر کے فریاد کرنے لگیں

وَأُمُّ مُحَمَّدَاةَ وَأَعْلِيَاةُ

یہ کہتی تھیں اور سر و سینہ پیٹ کے خاک اُڑاتی تھیں روتے روتے پھر غش کھا کے گر



پڑیں اور وہ صدمہ گذرا کہ اُسی عالم غشی میں طائرِ روح اُن کا پرواز کر گیا اور بھائی بہن کا
لاشہ اُسی طرح ریگِ گرم پر پڑا رہا۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

(بحرِ بالغہ جلد ۳... صفحہ ۴۲۳ تا ۴۲۵)

یہ سب کی سب علیؑ کی بیٹیاں کربلا کے میدان میں اپنے بھائی حسینؑ کے ہمراہ
تشریف لائیں تھیں۔ ان سیدانوں کی چادریں بھی لوٹی گئیں اور ان کی نگاہوں کے
سامنے ان کی اولاد قتل کیا گیا، حضرت علیؑ کی دو بیٹیوں کو بھی شہید کیا گیا۔

حضرت علیؑ کی بیٹیوں کی شادی حضرت علیؑ کے سگے بھائی حضرت عقیل اور جعفر طیار
کے فرزندانوں سے ہوئی۔ اور پھر حضرت علیؑ کے چچا زاد بھائی عبداللہ ابن عباس،
عبید اللہ بن حارث بن عبدالمطلب، نوفل بن حارث بن عبدالمطلب کے بیٹوں سے
ہوئی، ایک بیٹی کی شادی حضرت علیؑ کے بھانجے جعدہ ابن ھبیرہ سے ہوئی یہ حضرت علیؑ
کی بہن اُمّ ہانی کے فرزندان ہیں۔

بحار الانوار میں تحریر ہے کہ رسول اللہ نے اولاد علیؑ اور جعفر طیار کے فرزندانوں کی
طرف دیکھ کر فرمایا۔ ہماری بیٹیاں ہمارے بیٹوں کے لیے اور ہمارے بیٹے ہماری
بیٹیوں کے لیے ہیں، انھیں حدیث کی روشنی میں اولادِ فاطمہؑ علیؑ کا غیر سے نکاح ناجائز
تصور ہوگا۔

حضرت اُمّ کلثومؑ کی شادی خطاب کے بیٹے سے ایک من گھڑت قصہ ہے۔ خطاب کا
شجرہ بہت خراب تھا جو تاریخوں میں درج ہے (سوانحِ حیات حضرت اُمّ البنینؑ... صفحہ ۵۶، ۵۷)

﴿۲۸﴾... حضرت اُمّ کلثومؑ کی شادی:

حضرت فاطمہ الزہراءؑ کی وفات کے بعد حضرت اُمّ کلثومؑ کی تربیت کی ذمہ داری
حضرت علیؑ پر تھی، یہی وجہ تھی فضیلت و جلالت، علم و عمل و زہد و بلاغت جیسی صفات نے



شہزادی ام کلثوم کی زندگی کو چار چاند لگا دیئے۔ جب آپ ہر قسم کی صفات سے آراستہ ہو چکیں تو حضرت علیؑ نے آپ کی شادی حضرت عون بن جعفر طیار سے کر دی۔ حضرت عون آپ کے شریک زندگی تھے ان کی والدہ اسماء بنت عمیس اور والد بزرگوار جعفر طیار تھے آپ کے والدین مکے سے ہجرت کر کے حبش چلے گئے تھے۔ وہاں آپ کی ولادت ہوئی۔ ۷ھ میں جس روز قلعہ خیبر فتح ہوا آپ حبشہ سے واپس آئے اور اکتالیس سال کی عمر میں جب حضرت جعفر جنگ موتہ میں شہید ہوئے تو اس سانحے کو رسول اللہ نے بڑا محسوس کیا۔ حضرت عون اور ان کے بھائیوں کے متعلق فرمایا انا ولیہم فی الدنیا والاخرۃ میں دنیا اور آخرت میں ان کا ولی ہوں۔

(کر بلا کی شیر دل خاتون صفحہ ۴۱ ڈاکٹر عائشہ بنت الشاطی مصری)

حضرت جعفرؑ کی شہادت کے بعد حضرت علیؑ نے ان بچوں کی تربیت اپنے ذمہ لے لی۔ رسول اللہؐ برابر ان بچوں کی خبر رکھتے اور ان سے محبت سے پیش آتے۔ جعفرؑ کے چمن کے پھول امامت کے سایہ عاطفت میں پروان چڑھنے لگے۔

(کر بلا کی شیر دل خاتون صفحہ ۴۳)

ثانی زہراؑ اور عبد اللہ بن جعفر، ام کلثوم اور عون بن جعفر کا عقد رسول اللہؐ کی مخصوص وصیت کی بناء پر ہوا۔ علامہ ابن شہر آشوب م ۵۸۸ھ نے مناقب جلد ۱۲۳ میں کتاب احکام الشرعیہ کے حوالے سے خزارقی سے نقل کیا تھا کہ سردار انبیاءؑ نے اولاد علیؑ و جعفرؑ کو دیکھا تو فرمایا ہمارے لڑکے ہماری لڑکیوں کے لئے اور ہماری لڑکیاں ہمارے لڑکوں کے لئے، اس سے عموماً خاندان کی لڑکیاں آپس میں منسوب ہوئیں۔

(کر بلا کی شیر دل خاتون صفحہ ۴۸)

شہزادی ام کلثوم اور ثانی زہراؑ کی ازدواجی زندگی میں امیر المومنین کے پیش نظر یہ



خیال تھا کہ بیٹیوں کی دینی ترقی کا تسلسل باقی رہے اس لئے حضرت علیؑ نے گھر میں یہ رشتے کئے حضرت زینبؓ اور ان کے شوہر کے ساتھ حضرت عونؓ اور شہزادی اُمّ کلثومؓ اپنے سرال میں رہے۔ (کربلا کی شیردل خاتون صفحہ ۴۸-۴۹)

﴿۲۹﴾... حضرت عون بن جعفر (حضرت اُمّ کلثومؓ کے شوہر):

علامہ طالب جوہری اپنی کتاب ”حدیث کربلا“ میں لکھتے ہیں:-

ان کی والدہ کا نام اسماء بنت عمیس ہے۔ عمدة الطالب کے مطابق عون متولد حبشہ اور محمد اصغر اسماء بنت عمیس کے بطن سے تھے۔ جنگ خیبر کے موقع پر جب حضرت جعفر طیار حبشہ سے پلٹے ہیں تو یہ بچے تھے اور جعفر کے ساتھ تھے۔ نصر بن مزاحم کے مطابق یہ امیر المومنین کی ساری جنگوں میں ان کے ساتھ تھے۔ (فرسان البیضان... ج ۲ ص ۱۷)

پھر یہ لکھا ہے کہ عون کی کنیت ابوالقاسم تھی اور یہ ابھی خور دسال تھے کہ ان کے والد حضرت جعفر طیار غزوہ موتہ میں شہید ہو گئے۔

عبداللہ بن جعفر کی روایت ہے کہ جب غزوہ موتہ میں ہمارے والد کی شہادت کی خبر آئی تو رسول اکرمؐ ہمارے گھر تشریف لائے اور میری والدہ سے پوچھا کہ جعفر کے بیٹے کہاں ہیں؟ جب ہم آپ کی خدمت میں آئے تو آپ نے ہمیں اپنے پاس بٹھلایا اور فرمایا کہ محمد اپنے دادا ابوطالب سے اور عون اپنے باپ سے مشابہہ ہے۔ پھر حجام کو بلا کر ہمارے سر منڈوا دیئے۔ (ذخیرۃ الدارین... ج ۱۶۷ بحوالہ اصحابہ ابن حجر عسقلانی)

رسول اکرمؐ کی وفات کے بعد اپنے چچا علیؑ کے ساتھ رہے اور جنگوں میں شریک ہوئے۔ عون کی شادی امیر المومنینؑ نے اپنی بیٹی اُمّ کلثومؓ سے کی تھی۔ یہ اُمّ کلثومؓ جناب فاطمہ زہراؑ سلام اللہ علیہا کی دوسری صاحبزادی تھیں۔

عون بن جعفر امام حسینؑ کے ساتھ مکہ اور پھر مکہ سے کربلا آئے تھے۔ عاشور کے دن



عبداللہ بن مسلم کی شہادت کے بعد میدان میں گئے اور وہ رجز پڑھا جو عون بن عبداللہ سے منسوب ہے۔ تیس سواروں اور اٹھارہ پیادوں کو قتل کیا۔ زید بن ورقاء چھنی اور عروہ بن عبداللہ نعمی نے انہیں شہید کیا۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر ۵۶۔ ۵۷ برس تھی۔
(ذخیرۃ الدارین... ص ۱۶۹) (حدیث کربلا... ص ۴۰۴)

﴿۳۰﴾... عونؓ اور محمدؓ ایک ہی شخصیت کے دو نام:-

حضرت جعفر طیارؓ کے فرزند عبداللہ فرزند اکبر ہیں اور دوسرے فرزند کا نام عونؓ محمد ہے۔ مورخین نے ان کو بھی عونؓ اور کبھی محمدؓ لکھا ہے اور بعض مورخین نے دو الگ الگ شخصیات تصور کیا ہے جو نہایت غلط ہے یہ دونوں نام ایک ہی ہستی کے ہیں۔

حضرت عونؓ محمد جعفر طیارؓ کے چھوٹے بیٹے ہیں جن کی شادی حضرت علیؓ کی چھوٹی بیٹی حضرت ام کلثومؓ سے ہوئی اور یہ کربلا میں موجود ہیں۔ اس لئے حضرت ام کلثومؓ کو بیوہ لکھنے والوں نے غلطیوں پر غلطیاں کی ہیں۔

حضرت عونؓ محمد کی کنیت ”ابوالقاسم“ ہے اور حضرت ام کلثومؓ کا نام ”کلثوم“ ہے۔ کنیت ”ام القاسم“ ہے۔ حضرت عونؓ محمد اور حضرت ام کلثومؓ کے فرزند کا نام ”قاسم“ ہے۔ قاسمؓ کی شادی حضرت زینبؓ کی بیٹی ”کلثوم“ سے ہوئی تھی۔ ان کی نسل باقی رہی اور اولاد کا تذکرہ ملتا ہے۔

﴿۳۱﴾... حضرت زینبؓ و حضرت ام کلثومؓ اور

قبر رسولؐ کی زیارت:

ایک دن سورج ڈھل رہا تھا کہ ایسے میں زینبؓ نے کہا، کہ بابا بہت دن ہو گئے کہ ہم نے نانا کی قبر کی زیارت نہیں کی، دل چاہ رہا تھا کہ آج نانا کی قبر پر جائیں، علیؓ نے



بیٹیوں کے چروں کو دیکھا، اور کہا کہ بیٹا زینب و ام کلثوم بابا وعدہ کرتا ہے کہ تمہیں قبر نبی پر لے کر چلے گا، لیکن ذرا دن ڈھلنے دو شام تو ہو جانے دو، سورج غروب ہو جائے، بچے ذرا غور سے سنیں، یہی شہزادی کے فضائل ہیں، یہی شہزادی کے مصائب ہیں، وقت بہت کم ملتا ہے، اس لئے مصائب پڑھ رہا ہوں، شام ہو گئی آفتاب کو غروب ہو جانے دو، مغربین کی نماز ختم کر کے شہزادیاں آئیں، اور کہا بابا شام ہو گئی، کہا تیار ہو جاؤ، کہا تیار رہیں، مولانا علی حن خانہ میں آ کر کھڑے ہوئے، ایک بار فضا کو آواز دی اور کہا فضیلت میری بیٹیوں کی چادریں لاؤ، مقبضے لاؤ، چادریں لائی گئیں، علی نے اپنے ہاتھ سے بیٹیوں کو چادریں اٹھا لیں، مقبضے پہنائے اور جب پہنا چکے، تو بیٹیوں کے گرد پھرے، بیٹیوں نے پوچھا کہ اب آپ کیا دیکھ رہے ہیں، کہا دیکھ رہا ہوں جسم کا کوئی حصہ کھلا ہوا تو نہیں ہے، جب علی کو یقین ہو گیا کہ میں چادریں پہنا چکا، تو ایک بار محلہ بنی ہاشم کے گلی کے صدر دروازے پر آ کر آواز دی اے بنی ہاشم کے جوانو تیار ہو جاؤ شہزادیاں تمہاری باہر آ رہی ہیں تاریخ لکھتی ہے، علی کے اٹھارہ جوان بیٹے حیات تھے، بیٹوں کو آواز دی کہ اے حسن و حسین، محمد حنفیہ، عباس، جعفر، عبد اللہ، عمران سب تیار ہو جاؤ بہنیں باہر آ رہی ہیں، تاریخ لکھتی ہے کہ اٹھارہ تلواریں میان سے نکلیں، اٹھارہ بھائیوں نے بہنوں کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔ زینب کا دل کتنا بڑھا ہوگا، ام کلثوم کا دل کتنا بڑا ہو گیا ہوگا۔ اٹھارہ جوان بھائی ساتھ ساتھ چل رہے ہیں اور آگے آگے دوسرا گھیرا بنی ہاشم کے جوانوں کا مسلم بھی آگے عبد اللہ ابن جعفر بھی ہیں، عون دلاور بھی ہیں اور سب سے آگے فاتح خیبر ذوالفقار کو کا ندھے پہ رکھے ہوئے آگے آگے چل رہے ہیں اور منادی یہ اعلان کر رہا ہے کہ اے مدینے والو زہرا کی بیٹیاں اپنے نانا کی قبر پر جا رہی ہیں کہ مورخ کہتا ہے کہ ابھی شام ہوئی تھی کہ دوکانداروں نے اپنی دوکانوں کے



چراغ روشن کئے تھے جیسے ہی کانوں میں یہ آواز پڑی کہ سواری آرہی ہے نہ نب و ام کلثوم کی تو لوگوں نے جلدی جلدی اپنی دوکانوں کو بند کرنا شروع کیا اور جو جلدی جلدی بند نہ کر سکے انہوں نے اپنے چراغوں کو بجھا دیا۔ تاکہ اندھیرا ہو جائے اور ہماری نظر سوار یوں پر نہ پڑے اور جب علی قبر نبی کے قریب پہنچے تو روضے کی قدیل کی روشنی دھیمی کر دی اور حسن مجتبیٰ سے کہا بیٹا زائروں سے کہہ دو شہزادیاں آئی ہیں زائروں کو جیسے ہی اطلاع ملی اپنا سر جھکا کر دوسرے دروازے سے نکل گئے، مزار نبی خالی ہو گیا، آگے بڑھیں شہزادیاں، قبر نبی پر پہنچیں، اور جا کر نانا کی قبر سے لپٹیں، بس علی بتانا یہ چاہتے تھے کہ مدینے والوز ہرما کی بیٹیوں کے پردے کی شان یہ ہے۔

(علامہ ذاکر سید ضمیر اختر نقوی... عشرہ مجالس قاسم حسین کا انجام)

﴿۳۲﴾... اولاد جناب جعفر طیارؑ

خدم محمد جعفر الزمان نقوی مجالس المنتظرین علی روضۃ المظلومین جلد دوم میں لکھتے ہیں:-
میدان کربلا میں مبتلائے مصائب، شریک آلام اور شہید ہونے والی آل نبیؐ دراصل آل عمران ہی ہے کیونکہ کربلا کے سارے ہاشمی شہید دراصل جناب ابوطالب کے تین فرزندان اقدس کی اولاد سے ہیں۔

☆ حضرت علی علیہ السلام کی اولاد

☆ جناب عقیل کی اولاد

☆ جناب جعفر طیارؑ کی اولاد

یہاں ہم جناب جعفر طیارؑ کی اولاد کے بارے میں اجمالی طور پر ذکر کرنا چاہیں گے تاکہ ہمارا قاری کسی ابہام کا شکار نہ ہو اور جو غلط سلط روایاتی مواد ہماری کتب میں جمع کے دوران شامل ہوا ہے اس کی اسے پہچان بھی ہوتی جائے جناب جعفر طیارؑ کی شخصیت



محتاج تعارف نہیں ہے کیونکہ ان کے بارے میں سرور کونینؑ نے فرمایا تھا کہ جعفرؑ ہماری طینت طیبہ سے پیدا ہوئے ہیں ان کی اور ہماری طینت ایک ہے۔ ان کے تین فرزند تھے۔

(۱) جناب عبداللہ بن جناب جعفر طیارؑ

(۲) جناب عون بن جناب جعفر طیارؑ

ان کو صاحب عمدۃ المصاب نے شہدائے کربلا میں لکھا ہے۔

(۳) جناب محمد بن جناب جعفر طیارؑ۔

صاحب عمدۃ المطالب نے انہیں بھی شہدائے کربلا میں لکھا ہے اور جناب محمد کے ایک فرزند جناب قاسمؑ بھی شہدائے کربلا میں شامل ہیں۔

﴿۳۳﴾... جناب عبداللہ بن جناب جعفر طیارؑ:

حضرت جعفر طیار کے سب سے بڑے فرزند جناب عبداللہ بن جعفر طیارؑ تھے، یہ حبشہ میں پیدا ہوئے تھے اور انہیں حبشہ جانے والوں میں سے سب سے پہلے ظہور فرمانے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ (درجات الرفعہ/ ۱۶۸)

جناب عبداللہ کے تین فرزندان علیہم الصلوٰۃ والسلام کربلا میں شہید مانے جاتے ہیں۔

☆ جناب عونؑ، جناب محمدؑ، جناب عبید اللہؑ۔

جناب عبید اللہؑ کا ذکر ابو الفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین میں کیا ہے اور یہ موزن خانہ اہل بیت علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بدترین دشمنوں میں شامل شخص ہے اس کی کسی بھی روایت کو انتہائی احتیاط سے لینا چاہیے کیونکہ یہ بنی امیہ کا بڑا وکیل اور تاریخ گری، تاریخ سازی اور نو فرجی کا اہم مہرہ تھا۔

ابن شہر آشوبؑ نے تو جناب عبید اللہؑ کے بارے میں صرف یہی کچھ لکھا ہے کہ یہ میدان کربلا میں موجود تھے اور انہیں بشر بن خوط ملعونؑ نے شہید کیا تھا۔



ابوالفرج اصفہانی نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کی والدہ خواصہ بنت حفص قبیلہ بنی بکر ابن وائل سے تعلق رکھتی تھیں۔

یہ روایت قطعاً درست نہیں ہے کیونکہ کسی معصومہ کبریٰ کے زوجیت میں شامل رہتے ہوئے دوسرا عقد کرنا بحکم شارع کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حرام ہے۔

جیسا کہ حضرت علیؑ کے بارے میں ہے کہ انہیں جب دوسرے عقد کا مشورہ دیا گیا تھا تو انہوں نے فرمایا تھا کہ ہمارے لئے اس وقت دوسرا عقد حرام ہے، اس پر بہت لے دے ہوئی تھی اور پھر سرور کونینؐ نے فرمایا تھا کہ فاطمہ زہراؑ کی موجودگی میں ان پر دوسرا عقد حرام ہے۔

اس بات کو مخالفین نے خوب حاشیہ آرائی کے ساتھ لکھا ہے اور کہا ہے کہ حضرت علیؑ دوسرا عقد کرنے ہی والے تھے اور حضور اکرمؐ کو علم ہوا تو وہ حضرت علیؑ سے ناراض ہوئے اور فرمایا کہ آپؐ نے ہمیں اور ہماری دختر کو نعوذ باللہ اذیت دی ہے اور اس کے بعد مخالفین نے یہ حدیث کوٹ کی ہے۔

☆ من آذاها فقد آذانی ومن آذانی فقد آذ الله

ہمارے مسلمات میں سے ہے کہ کسی معصومہ کبریٰ صلوٰۃ اللہ علیہا کی موجودگی میں دوسرا عقد شرعاً حرام ہے اور جناب عبداللہ کے بارے میں اس طرح کہنا قطعاً افتراء و کذب ہے۔

اس لئے عبید اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نام کے کسی شہزادے کے وجود کو تسلیم کرنا درست نہیں ہے اور نہ ہی وہ جناب عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرزند ہو سکتے ہیں۔

﴿۳۲﴾...! ہم وضاحت (اسماء بنت عمیس نام کی چار عورتیں ہیں)

ہمارے مقتدین علمائے کرام اور روضہ نگاروں نے تجميع روایات کے دوران کچھ



روایات مخالفین سے بھی لی تھیں اور انہیں لینا بھی چاہیے تھا کیونکہ اسی کا نام مجمع ہوتا ہے اور اس میں یہ روایت بھی ملی کہ جناب عبداللہ کی والدہ ماجدہ پہلے جناب جعفر طیار کے حرم میں تھیں اور ان کی رحلت کے بعد نعوذ باللہ خلیفہ اول کے عقد میں آئیں اور محمد بن ابوبکر پیدا ہوئے اور پھر خلیفہ اول کی موت کے بعد وہ حضرت علیؓ کے عقد میں آئیں۔

جب ہم اپنے کتب مآخذ کو چھانٹتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اس دور میں ”اسماء“ نام کی بہت سی عورتیں تھیں لیکن بنی نضیم میں اسماء بنت عمیس نام کی چار خواتین تھیں۔

(۱) اسماء بنت عمیس بن نعمان بن کعب بن مالک بن قافہ نخعی....
(سیرت ابن ہشام/۱/۱۶۷)

(۲) اسماء بنت عمیس بن عمرو بن نخعم.... بنی نخعم کا سردار تھا....
(تاریخ یعقوبی/۲/۷۹)

(۳) اسماء بنت عمیس بن معد بن حارث بن تیم بن کعب نخعی
(تنبیہ والاشراف/۱/۲۲۸)

(۴) اسماء بنت عمیس بن عامر بن ربیعہ بن نسر بن مالک نخعی
(سیرت ابن عمیر/۳/۲۳۵)

اب ہمارے سامنے چار مختلف خواتین ہیں ان میں سے اول الذکر خاتون جناب جعفر طیارؓ کے حرم کی زینت تھیں اور یہ جناب عبداللہؓ جناب محمدؐ اور جناب عونؓ کی والدہ ماجدہ تھیں، جب جناب جعفر طیارؓ جنگ موتہ میں شہید ہوئے تو ان کے بعد ان کی کفالت حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے یہ ان کے گھراطمہ میں رہائش پذیر ہیں اور انہوں نے پوری زندگی دوسرا عقد نہیں فرمایا اور جو اسماء بنت عمیس خلیفہ اول کی بیوی تھیں اور جناب محمد بن ابوبکرؓ کی والدہ تھیں وہ ان کے علاوہ خاتون تھیں اور جن لوگوں نے ان دو مستورات کو ایک فرض کیا ہوا ہے انہیں اشتباہ ہوا ہے، حقیقت میں یہ دو مختلف خواتین



ہیں ان کے کئی ثبوت پیش ہیں مثلاً:-

(۱) قبل از ہجرت جناب جعفر طیارؑ نے مکہ سے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی تھی تو اسماء بنت عمیس ان کے ساتھ حبشہ تشریف لے گئی تھیں اور ان کی واپسی ۷/۸ ہجری میں فتح خیبر کے دن ہوئی جبکہ خلیفہ اول کی زوجہ مدینہ میں تھیں اور وہ اس وقت حضرت علیؑ کے گھر میں کام کیا کرتی تھیں، اس وقت ان کا عقد خلیفہ اول سے نہیں ہوا تھا اور یہ عقد ۸ ہجری کے اواخر میں ہوا اور دس ہجری میں محمد بن ابی بکر کی ولادت ہوئی۔

جس دور میں جناب جعفر طیار حبشہ میں تھے اور اس دور میں محمد بن ابی بکر کی والدہ کی مدینہ میں موجودگی کے بہت سے ثبوت موجود ہیں جیسا کہ حضرت فاطمہ زہراؑ کی شادی خانہ آبادی کے وقت بھی ان کی موجودگی ثابت ہے، یہاں ایک روایت پیش کرتا ہوں جس کے بیان فرمانے والے سرکار صادق آل محمد ہیں۔

قال لما كان في الليلة التي بنى فيها عليٌ بسيدة سمع رسول الله ضرب الدف فقال ما هذا؟ فقالت أم سلمى يا رسول الله هذه أسماء بنت عميس تضرب الدف ارادت ان تفرح سيدة لئن لا تری انه لما ماتت امها تم تجد من يقوم لها فرفع رسول الله يده الى السماء ثم قال اللهم ادخل علي أسماء بنت عميس السرور كما فرحت ابنتي ثم دعا بها فقال يا أسماء ما تقولون اذا نقرتن الدف؟ فقالت يا رسول الله ما ندري ما نقول في ذلك و انما اردت فرحها قال فلا تقولوا هجراً و هذراً

(مستدرک الوسائل..... ج ۱۳، باب ۱۱۸..... ص ۳۰۵)

امام کائنات مالک الموجوداتؑ فرماتے ہیں کہ جس رات ملکہ عالین کے پیاء کی تقریب تھی شہنشاہ انبیاءؑ نے دف (ڈھولک) بجنے کی آواز سنی تو ام المومنین بی بی ام



سہلی سے استفسار فرمایا کہ یہ کس چیز کی آواز حجرے سے آرہی ہے؟

انہوں نے عرض کی آقا یہ اسماء بنت عمیس ہیں جو ملکہ عالمین کو خوش کرنے کے لئے دف (ڈھولک) بجا رہی ہیں کیونکہ وہ سمجھتی ہیں کہ ملکہ عالمین کی والدہ ماجدہ ملیکہ العرب ہوتیں تو وہ ان کی شادی خانہ آبادی کے موقع پر انہیں خوش کرتیں (گویا یہ ان کی کئی کو پورا کرنے کی کوشش کر رہی ہے)۔

اس وقت شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمان کی طرف دست مبارک اٹھادیئے اور فرمایا اے میرے مبعوث فرمانے والے جس طرح اسماء بنت عمیس نے ہماری بیٹی کو مسرور کیا ہے اسی طرح تو بھی انہیں مسرور فرما دے، اس کے بعد شہنشاہ انبیاء نے اسماء بنت عمیس کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا تم عورتیں جب دف (ڈھولک) بجاتی ہو تو کیا گاتی ہو؟ انہوں نے عرض کی آقا ہمیں جو معلوم ہوتا ہے وہی گاتی ہیں کیونکہ مقصد تو خوش کرنا ہی ہوتا ہے، اس پر شہنشاہ نے فرمایا تم الفراق الفراق اور بے مقصد باتیں نہ گاؤ۔ اس دور میں بھی شادی کے گیتوں میں بیٹی کی جدائی کے مضمون ہوتے ہوں گے جیسا کہ آج بھی ہیں اور وہ وہی گارہی تھیں اس لئے فرمایا ایسے بے مقصد گیت نہ گایا کرو۔

اس سے ثابت ہوا کہ جس دوران جناب عبداللہ کی والدہ اسماء بنت عمیس حبشہ میں تھیں اس دوران اس نام کی ایک خاتون مدینہ میں بھی تھیں اور یہ جو مدینہ میں تھیں یہ محمد بن ابوبکر کی والدہ ماجدہ ہیں اور جو حبشہ میں تھیں وہ جناب عبداللہ کی والدہ تھیں۔

(۲) جس دور میں جناب عبداللہ کی والدہ حبشہ میں تھیں اس وقت مدینہ میں امام حسن اور امام حسین کی دنیا میں آمد ہوئی اور ان کے ظہور مسعود کے واقعات جو ہماری کتب میں لکھے ہیں ان کے عینی گواہوں میں اسماء بنت عمیس کا نام آتا ہے، جیسا کہ



ساری کتب نے یہی لکھا ہے کہ جب حضرات حسنین کی ولادت ہوئی تو شہنشاہ انبیاء نے اسماء بنت عمیس سے فرمایا کہ انہیں ہمارے پاس لائیں تو انہوں نے انہیں زرد رنگ کے کپڑے میں لپیٹ کر ان کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے فرمایا مولود کو زرد کپڑے میں نہیں لپیٹنا چاہیے اور انہوں نے وہ زرد رنگ کا کپڑا اتار کر پھینک دیا اور سفید چادر انہیں اُوڑھا دی اور اس طرح کے سارے واقعات کی راویہ یہ اسماء بنت عمیس ہیں۔ یعنی ایک بی بی حبشہ میں تھیں عین اسی وقت ان کی ہم نام ایک خاتون مدینہ میں بھی تھیں جن کا نام ولدیت قبیلہ سب ایک ہی تھا۔

میں نے ہزاروں حوالے دیکھے اور مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ یہ ساری روایات لکھنے کے بعد سارے صاحبان سیرت و تاریخ نے نیچے نوٹ دے رکھا ہے کہ یہ روایات تو درست ہیں مگر اس وقت والدہ جناب عبداللہؐ تو حبشہ میں تھیں، شاید ان کی دوسری ہمشیر جو جناب حمزہ کی زوجہ تھیں یہ روایات ان سے متعلق ہوں گی اور لکھنے والوں کو نام میں اشتباہ ہوا ہے یعنی انہوں نے جناب حمزہ کی زوجہ معظمہ جناب بی بی سلمیٰ کے بیان کردہ واقعات کو زوجہ جناب جعفر طیار سے منسوب کر دیا ہے۔

(بحوالہ: سید مرتضیٰ العسکری معالم المدرسین 27/3CD..... وسائل الشیعہ ج ۲ ص ۲۴ ص

۵۳۴، مستدرک الوسائل ج ۱۵، باب ۳۲ ص ۱۴۴)

اسی طرح جتنے علمائے کرام نے امام حسن مجتبیٰؑ یا امام حسینؑ کے ظہور پر نور کے واقعات لکھے ہیں ان سب نے ان روایات کو اپنی کتاب میں ضرور لکھا ہے اور متن روایت میں اسماء بنت عمیس لکھ کر نیچے اپنی طرف سے یہ نوٹ بھی دے رکھا ہے کہ وہ تو حبشہ میں تھیں۔

بعض مہربانوں نے تو اسماء بنت عمیس کو خود جناب حمزہ کی زوجہ معظمہ لکھ دیا ہے جیسا



کہ صاحب الاستیعاب حافظ ابن عبد البر ہے یا شرح نفع البلاغۃ ابن ابی الحدید معتزلی ج... ۱۶... ب... ص ۱۳۲ وغیرہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ وہ جناب حمزہ کی زوجہ تھیں جبکہ کتب انساب کا ہر محقق جانتا ہے کہ جناب حمزہ کی زوجہ ان کی ہمیشہ تھیں۔ بعض نے یہ لکھا ہے کہ بنات عمیس بن نعمان دو ہمیشہ رگان تھیں اور دونوں خاندان اہل بیت کا حصہ تھیں، ان میں سے پہلی بیٹی جناب جعفر طیار کی زوجہ معظمہ تھیں، دوسری بیٹی جناب حمزہ کی زوجہ معظمہ تھیں جن کا اسم مبارک (سلمیٰ) بنت عمیس تھا۔

سارے کتب سیرت و تاریخ نے روایت کے متن میں نام بھی اسماء بنت عمیس لکھا ہے اور سب نے ان کی وہاں موجودگی کی نفی بھی کی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بی بی وہاں موجود نہیں تھیں، اب جبکہ ان کی وہاں موجودگی ثابت نہیں ہے تو پھر بھی احتمال کو ایک طرف قائم کیا گیا ہے۔ یہ تو سوچا گیا ہے کہ ان کی ہمیشہ ہوں گی مگر یہ نہیں سوچا گیا کہ اس وقت حضرت علیؑ کے گھر میں ایک اور اسماء بنت عمیس بھی تو موجود ہو سکتی ہے جیسا کہ وہ موجود تھی مگر چار خواتین کے ساتھ اسماء بنت عمیس خشمیہ لکھا اور بولا جاتا تھا تو دیکھنا تو یہ چاہیے تھا کہ اب اس نام کی کسی دوسری خاتون کی بھی یہ باتیں بیان ہو سکتی ہیں مگر ان کے ذہن میں صرف ایک معروف نام تھا اس لئے ان کا خیال انہی کی طرف گیا، پھر روایت نے نفی کر دی کہ وہ تو موجود ہی نہیں تھیں تو خود ہی نفی کی اور خود ہی متبادل نام بھی پیش کر دیا اور یہ طریقہ اس وقت جائز تھا جب دوسرا اس نام کا کوئی فرد موجود ہی نہ ہوتا۔

(۳) ہمارے لئے مادر محمد بن ابی بکر یعنی اسماء بنت عمیس بھی بہت زیادہ قابل احترام ہیں مگر وہ ایک علیحدہ شخصیت ہیں اور ان کا ایک علیحدہ شخصیت ہونا اس بات سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ فدک کا مقدمہ جب سماعت ہو رہا تھا تو اس وقت جناب عبد اللہ



بن جعفر طیار کی زوجہ معظمہؑ نے گواہی دی تھی تو خلیفہ ثانی نے ان کی گواہی صرف یہ کہہ کر رد کر دی تھی کہ یہ تو جناب جعفر طیار کی زوجہ معظمہ ہیں اور ان کو نعوذ باللہ بنی ہاشم ہی کی حمایت کی بات کرنا ہے۔ (مکاتیب الرسول ۱/۵۸۶)

اب جبکہ خلیفہ اول موجود ہو اور اس کی موجودگی میں ان کی گواہی کو رد کرنا اور وہ بھی اس حوالے سے یہ ثابت کرتا ہے کہ جو گواہی دے رہی تھیں وہ خلیفہ اول کی زوجہ محترمہ نہ تھیں ورنہ خود خلیفہ اول بھی اس بات پر اعتراض کر سکتا تھا کہ وہ ان کا ماضی کا رشتہ تھا اب تو ان کا میرے ساتھ رشتہ ہے تم کیا کہہ رہے ہو؟۔ خلیفہ اول کا اعتراض نہ کرنا بتا رہا ہے کہ گواہ ان کی بیوی نہ تھی۔

جب ہم تاریخ و سیرت کی کتب کو دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ خلیفہ اول کی بیوی کو اہل بیت کے گھر سے تعلق رکھنے سے روکا بھی گیا تھا اور ان پر شاید پابندی تھی کہ وہ خاندان اہل بیت کے گھر نہ جائیں حالانکہ وہ حضرت علیؑ سے خصوصی عقیدت رکھتی تھیں اور خلیفہ اول کی موت کے بعد انہیں آزادی ملی تو اپنی بیٹی ام کلثوم بنت ابوبکر اور بیٹی محمد بن ابوبکر کو ساتھ لے کر حضرت علیؑ ہی کی زیر سرپرستی رہیں مگر خلیفہ اول کے دور میں ان پر شاید پابندی تھی جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے کہ:-

جب خالد بن ولید کو حضرت علیؑ کو قتل کرنے پر اکسایا گیا تھا تو اس کی اطلاع محمد بن ابوبکر کی والدہ ماجدہ نے ایک کنیز کو بھیج کر دی تھی کہ یہاں یہ پروگرام بن چکا ہے وہ خود نہ آسکی تھیں، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان پر تو گھر اطہر میں جانے تک کی پابندی تھی پھر وہ گواہی دینے کے لئے شوہر کی اجازت کے بغیر کیسے آسکتی تھیں؟

(۴) ہمارے شیعہ مسلمات میں سے ہے کہ معصوم کو غسل صرف معصوم ہی دے سکتا ہے اور اسی لئے ہمارے علمائے اعلام نے امام حسنؑ کے غسل میں جناب ابوالفضل



العباس کی شرکت سے ان کی عصمت پر استدلال کیا ہے۔ دوسری طرف ہمیں بہت سی روایات ملتی ہیں جن سے ثابت ہے کہ ملکہ عالمین حضرت فاطمہ زہراؑ کے غسل میں جناب عبداللہؑ کی والدہ طاہرہ حضرت اسماء بنت عمیسؓ، حضرت علیؑ کے ساتھ شریک و معاون تھیں جیسا کہ متدرک الوسائل میں ہے۔

(متدرک الوسائل ج ۲، باب ۲۴، ص ۵۳۴)

عن اسماء بنت عمیسؓ قالت اوصتني سيدة ان لا يغسلها اذا ماتت الا انا وعلى فغسلها انا وعلى

جناب عبداللہؑ کی والدہ ماجدہ حضرت اسماء بنت عمیسؓ سے روایت ہے کہ جب ملکہ عالمین حضرت فاطمہ زہراؑ کے وصال الی اللہ کا وقت قریب آیا تو آپؑ نے مجھ سے فرمایا کہ یا ابوالحسنؑ آپ کے سوا ہمیں کوئی غسل نہ دے پس ہم نے ان کی وصیت کی تعمیل کی۔ ایسی بہت سی روایات ہیں جیسا کہ تاریخ مدینہ 109/1CD میں علامہ عمر بن شبہ نمیری نے بھی لکھی ہیں۔ بلکہ ہر اس مؤرخ نے یہ روایات لکھی ہیں جس نے ملکہ عالمین حضرت فاطمہ زہراؑ کی شہادت کے واقعات جمع کئے ہیں۔ کہ اسماء بنت عمیسؓ ان کے غسل میں شریک تھیں اور اس سے ان کی عصمت ثابت ہوتی ہے اور کوئی معصومہ غیر معصوم کے عقد میں ماننا ہمارے مسلمہ معتقدات کے خلاف ہے اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ اسماء بنت عمیسؓ زوجہ خلیفہ اول دوسری خاتون تھیں۔

(۵) چوتھی بات یہ ہے کہ خاندان بنی ہاشمؑ کی کچھ منفرد روایات تھیں اور اس خاندان سے منسلک ہونے والی مستورات نے کبھی دوسرا عقد نہیں کیا ہے خصوصاً اس خاندان اہل بیتؑ سے باہر اور دوسرا عقد کرنا ویسے بھی ان کی روایات کے خلاف تھا تو یہاں یہ روایت کیسے ٹوٹ سکتی ہے؟



اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ علمائے کرام کو اس بارے میں اشتباہ کیسے ہوا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ محمد بن ابی بکر کی والدہ محترمہ حضرت علیؑ کے خانہ اطہر میں کام کیا کرتی تھیں (کنز تھیں)، ابن ابی الحدید لکھتا ہے کہ یہ اسماء بنت عمیس حرم رسول جناب میمونہ بنت عمیس خنعمیہ بروایت دیگر زہب بنت عمیس کی بہن تھیں جو رسول اکرمؐ کے گھر کام بھی کیا کرتی تھیں اور ان کی شادی وعقد کے ولی خود حضرت علیؑ ہی بنے تھے جیسا کہ بحار الانوار و دیگر کتب سیرت و تاریخ میں منقول ہے خود حضور اکرمؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا تھا کہ آپ ان کا عقد فرمائیں اور ان کے ولی بنیں۔

اس طرح بات صاف ہو جاتی ہے کہ محمد بن ابوبکر کی والدہ ماجدہ اگرچہ اسماء بنت عمیس خنعمیہ ہی تھیں مگر وہ عمیس بن نعمان کی بیٹی نہ تھیں بلکہ وہ اسماء بنت عمیس بن معد بن حارث بن تیم بن کعب خنعمیہ تھیں۔

بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ جناب جعفر طیارؑ کی زوجہ معظمہ اسماء بنت عمیس بن مسعود الہذلی تھیں جو جناب عبداللہ بن مسعود الہذلی صحابی رسولؐ کی بھتیجی تھیں۔ یہ روایت لا تعداد وجوہات کی بنا پر درست نہیں ہے۔

(جاسس المنظرین علی روضۃ المظلومین... جلد دوم... صفحہ ۳۵ تا ۵۳)

﴿۳۵﴾... حضرت اُمّ کلثومؓ کے شوہر عون محمد بن جعفر

بن ابی طالب:

علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی کی کتاب ”سوانح حیات حضرت جعفر طیارؑ“ سے اقتباس:-

حوالہ:- ”تنقیح المقال“ جلد ۲، صفحہ ۲۵۵

تالیف: علامہ الحاج شیخ عبداللہ مامقانی

طبع: مطبع مرتضویہ نجف اشرف، سن طباعت ۱۳۵۰ھ۔



جناب زینبؓ اور حضرت اُمّ کلثومؓ کی شادی ساتھ ساتھ ہوئی۔ حضرت زینبؓ کی شادی عبداللہ ابن جعفر طیار سے ہوئی اور حضرت اُمّ کلثومؓ کی عمر اس وقت ۱۲ برس تھی۔ حضرت اُمّ کلثومؓ کی شادی عون بن جعفر سے ہوئی۔

عبداللہ بن جعفر کی طرح عون بن جعفر بھی حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کے بھتیجے اور داماد تھے۔ وہ بھی اپنی زوجہ اُمّ کلثوم بنت علیؓ کے ساتھ حضرت امیر المومنینؓ کے ساتھ رہتے تھے اور امیر المومنینؓ کی شہادت کے بعد امام حسنؓ کے ساتھ رہنے لگے تھے۔ اور امام حسنؓ کی شہادت کے بعد امام حسینؓ کے ساتھ رہے۔ اور امام حسینؓ کے ساتھ کربلا آئے۔ حضرت عون بن جعفرؓ کربلا میں شہادت کا آبِ حیات پی کر زندہ جاوید ہو گئے۔ (تنقیح المقال... ۲۵۵)

عون بن جعفر طیارؓ کی ولادت بھی حبشہ میں ہوئی تھی۔ اور جب جعفر طیارؓ کی حبشہ سے واپسی ہوئی تو عونؓ کو اپنے ہمراہ خیبر میں لے آئے تھے اور جعفر طیارؓ کی شہادت کے بعد عونؓ ہمیشہ اپنے چچا (عم بزرگوار) حضرت علیؓ کے ہمراہ رہے۔ ان کی والدہ ماجدہ اسماء بنت عمیسؓ تھیں۔

حضرت جعفر طیارؓ کے فرزند حضرت عونؓ حضرت امام حسینؓ کے ہمراہ کربلا میں شہید ہوئے۔ (عمدة الطالب)

عبداللہ بن جعفرؓ فرماتے ہیں کہ جب ہمارے والد جنگ موتہ میں مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے تو حضرت رسالت مآبؐ ہمارے گھر بنفس نفیس تشریف لائے اور ہماری والدہ سے دریافت کیا کہ جعفرؓ کے بچے کہاں ہیں تو ہماری ماں نے ہم کو بارگاہ اقدس میں حاضر کیا۔ اس وقت ہم چھوٹے تھے۔ پس آپؐ نے فرمایا کہ عبداللہ میرے چچا حضرت ابوطالبؓ کی شبیہ ہے اور عونؓ سیرت و صورت میں حضرت جعفرؓ کی شبیہ ہے۔ (اصابہ)



حضرت اُمّ کلثوم (زینب مغربی) کا عقد حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے عون بن جعفر سے کیا تھا۔ (عمدة الطالب)

مامقانی تنقیح المقال میں لکھتے ہیں کہ عون بن جعفر مدینہ سے مکہ اور مکہ سے کربلا تک امام حسینؑ کے ہمراہ تھے۔ اور ان کی زوجہ جناب اُمّ کلثوم بھی ان کے ہمراہ تھیں۔ حضرت عبداللہ بن مسلم کی شہادت کے بعد حضرت عون بن جعفر طیار میدان میں گئے اور رجز پڑھتے ہوئے نہایت جرأت مندانہ لڑائی کی یہاں تک کہ لشکرِ یزید کے سیکڑوں سوار اور ہزاروں پیادوں کو اپنی تیغ بے دریغ سے واصلِ جہنم کیا اور درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ اس وقت ان کی عمر ۵۶ یا ۵۷ برس تھی۔

(سوانح حیات حضرت جعفر طیار... صفحہ ۱۱۹ تا ۱۲۰)

یہ خیال رہے کہ جعفر طیار کے بیٹے عون محمد دو الگ الگ بیٹے نہیں ہیں بلکہ عون کا نام ہی محمد ہے۔

﴿۳۶﴾... حضرت اُمّ کلثومؑ کی اولاد جناب قاسم بن عون محمد بن جعفر طیارؑ

مخدوم السید محمد جعفر الزمان نقوی البخاری... مجالس المستظرفین علیٰ روضۃ المظلومین میں لکھتے ہیں:-

عوام تک جو واقعات کربلا پہنچے ہیں وہ بہت قلیل ہیں اور اس قلت کی وجہ ذکرین و مقررین کی مجبوریاں ہیں، پہلی وجہ یہ ہے کہ عام ذکرین کی اپنی بنیادی کتابوں (Source Books) تک رسائی نہیں ہے، اگر کسی کی رسائی ہے بھی تو ہمارے کتبِ ماخذ اس درجہ غیر مربوط طریقہ سے لکھے ہوئے ہیں کہ ان میں سے کسی واقعہ کو تفصیل کے ساتھ تلاش کر کے بیان کرنا کسی عام آدمی کا کام ہی نہیں ہے ایک وجہ یہ بھی



ہے کہ ہمارے مقتل کے کتب مأخذ تجميع کے نقطہ نظر سے لکھے ہوئے ہیں نہ کہ تحقیق کے رنگ میں اور جن لوگوں نے ان کتابوں کی ہر عبارت کو اللہ کے کلام کی طرح درست تسلیم کیا ہے انہوں نے اپنے عقائد برباد کر لئے ہیں یا ان کے عقائد برباد ہو گئے ہیں کیونکہ ان میں شیعہ مسلمات کے خلاف بھی مواد شامل ہے، جسے درست ماننے سے انسان اپنے مذہب سے خارج ہو جاتا ہے، یہ وہ حقائق ہیں جن سے محدود لوگ آشنا ہیں۔

ان وجوہات کی بنا پر عوام تک کئی حقائق پہنچے ہی نہیں اور ان واقعات کے نہ پہنچنے کی وجہ سے کئی غیر حقیقی نظریات بھی منبر پر رائج ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ نظریہ بھی ہے کہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چھوٹی پاک ہمشیر صلوٰۃ اللہ علیہا کا عقد نہیں ہوا تھا اور ان کی کوئی اولاد بھی نہیں تھی جو کربلا میں شہید ہوئی ہو، ان کو نعوذ باللہ بے اولاد بی بی کہا جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جناب جعفر طیار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو فرزند ایسے ہیں جو شہنشاہ معظم امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے داماد ہیں۔ بڑے فرزند جناب عبد اللہ بن جعفر طیار علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں یہ فاتح شام معظمہ زینب عالیہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کے سرتاج ہیں۔

دوسرے فرزند جناب عون محمد بن جناب جعفر علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور یہ فاتح شام بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کی چھوٹی ہمشیر اُم کلثوم صلوٰۃ اللہ علیہا کے سرتاج ہیں، ان کی ایک کنیت اُم القاسم صلوٰۃ اللہ علیہا بھی ہے، ہاں ان کی کنیت اُم المعصوم، اُم القاسم صلوٰۃ اللہ علیہا کے نام سے ان کا ذکر اطہر کرنا چاہئے۔

۵ جمادی الاول ۵ ہجری بمطابق ۱۲ اکتوبر ۶۲۶ عیسوی کو معظمہ عالیہ بی بی حضرت زینب صلوٰۃ اللہ علیہا کی دنیا میں آمد ہوئی اور ۷ ہجری میں ان کی چھوٹی ہمشیرہ حضرت



اُمّ کلثوم صلوٰۃ اللہ علیہا اس دنیا میں تشریف لائیں، ۱۹ ہجری بروایت دیگر ۲۰ ہجری میں شریکۃ الحسین بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کا عقد ہوا اور اس موقع پر ان کی چھوٹی ہمشیرہ اُم القاسم بی بی حضرت اُمّ کلثوم صلوٰۃ اللہ علیہا کا بھی عقد جناب عون محمد بن جناب جعفر طیار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہوا۔

۳۱ یا ۳۲ ہجری میں ان کی آغوش آباد ہوئی اور شہزادہ قاسم بن محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دنیا میں تشریف آوری ہوئی، اس سے چار سال بعد شریکۃ الحسین بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کے گھر اطہر میں شہزادی کلثوم صلوٰۃ اللہ علیہا کی آمد ہوئی، یہ شہزادی جناب عون و محمد علیہا الصلوٰۃ والسلام سے بھی پہلے دنیا میں تشریف لائیں۔ (یہ تھا اصل واقعات کا اجمالی خاکہ)

اب میں اپنے اصل موضوع کی طرف آتا ہوں کہ ۶۰ ہجری میں جمادی الاول میں معاویہ کا آخری دورِ عذاب شروع ہوا۔ یعنی یہ بیمار ہوا، اس وقت اس نے اپنے سارے گماشتوں کو بلایا اور مشورہ کیا کہ میں اپنے ملعون بیٹے کو اپنے بعد خلیفہ بنا کر مسلمانوں کی گردنوں پر مسلط کرنا چاہتا ہوں، تم سبھی مجھے مشورہ دو اور کوئی ایسا طریقہ بتاؤ کہ اس کو کسی مخالفت کا سامنا نہ کرنا پڑے، اس میٹنگ میں زیاد بن سمیہ ملعون بھی شامل تھا اور موجود تھا، اس ملعون نے معاویہ سے کہا تھا کہ پہلے تو یہ سوچنا بھی چھوڑ دے کیونکہ تیرا بیٹا فاسق و فاجر ہے اور ظاہر اہر معصیت کرتا ہے اور اس کا ہر کروہ فعل کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔

البتہ ایک صورت ہے کہ تو اسے ایک مجاہد کے روپ میں مسلمانوں کے سامنے لے آ، جب یہ فاتح کی شکل میں سامنے آئے گا تو پھر خالد بن ولید کی طرح اس کے سبھی گناہ چھپانا آسان ہو جائے گا، اس مشورہ پر عمل کرتے ہوئے معاویہ نے یزید ملعون کو روم پر



حملہ کرنے والے لشکر کے ساتھ بھیجا بھی تھا اور یہ ملعون شہر ”دیر مروان“ تک گیا تھا اور وہاں عیاشی میں غرق ہو گیا تھا اور روم کا لشکر جناب ابوالیوب انصاری سمیت کئی مہینوں کی بھوک پیاس کے بعد شہید کر دیا گیا تھا۔

یزید ملعون دیر مروان ہی سے دمشق واپس آ گیا تھا، یہاں اس کے چند شعر بھی ہیں جن کا مفہوم یہ تھا کہ ”تجھے کیا ہے کہ مسلمان روم کی سر زمین میں بھوکے پیاسے مریں تو اپنی محبوبہ کی باہوں میں جھولتا رہ اور عیش کرتا رہ“

اس واقعہ سے سبق حاصل کرتے ہوئے معاویہ نے اپنے ملعون بیٹے کو جنگجو مجاہد بنانے کا شوق تو ختم کر دیا تھا مگر خلیفہ بنانے کا جنون اب بھی اس کے دل میں موجود تھا، اس لئے اس نے اپنے سب مشیروں کو جمع کیا، ان میں مروان ملعون بھی شامل تھا کیونکہ یہ مدینہ کی گورنری سے معزول ہو کر شام آیا ہوا تھا اور اس جوڑ توڑ میں مصروف تھا کہ پھر کسی طرح مدینہ کی حکومت اسے مل جائے اور ولید بن عتبہ ملعون کو معزول کر دیا جائے۔

جس وقت فرعون شام نے ان سے مشورہ طلب کیا تو مروان نے بتایا کہ تیرے بیٹے کی خلافت کے سامنے سب سے بڑی دیوار خاندان بنی ہاشم علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اگر تو کسی صورت ان کی رائے اپنے ملعون بیٹے کے حق میں درست کر لے تو کافی حد تک تیرے اس بیٹے کی خلافت کا راستہ ہموار ہو سکتا ہے۔

اس ملعون نے پوچھا کہ میں ان کی رائے کیسے درست کر سکتا ہوں؟

مروان ملعون نے کہا کہ میں نے اپنے دور حکومت میں جناب عبداللہ بن جعفر طیار علیہما الصلوٰۃ والسلام پر حکومتی ٹیکس بہت سے لگائے تھے اور آج تک انہوں نے یہ ٹیکس ادا نہیں کئے اور نہ وہ انہیں درست سمجھتے ہیں اور نہ ہی ادا کریں گے اس لئے اگر کوئی ایسی صورت ہو کہ تیرے ملعون بیٹے کا نفوذ باللہ ان سے کوئی رشتہ جڑ جائے تو پھر سارے



مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ اس ملعون نے فوراً مروان ملعون سے کہا کہ تو میری طرف سے ان کے پاس میرے ملعون بیٹے کے لئے خواستگاری کا پیغام لے کر جا، اگر تو کامیاب ہو گیا تو میں دوبارہ تجھے مدینہ کا حاکم بنا دوں گا، مروان ملعون کئی دن شام میں رہا اور باقی لوگوں سے مشورہ بھی کرتا رہا، کیوں کہ اسے یقین تھا کہ یہ ناممکن ہے۔

آخر یہ ملعون جمادی الثانی میں شام سے روانہ ہوا اور جمادی الثانی کے آخر میں مدینہ پہنچا تھا اور یہاں آکر اس نے اپنے ہم خیال لوگوں سے مشورے کئے، کسی نے بھی اسے یہ پیغام دینے کا مشورہ نہیں دیا۔

آخر یہ ملعون ایک دن خود مسجد نبوی میں آیا اور اس نے آکر دیکھا جناب عبداللہ ابن جعفر علیہ الصلوٰۃ والسلام شہنشاہ کربلا امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پہلو میں مصروف نماز ہیں، یہ ملعون انتظار میں ایک طرف بیٹھ گیا، جب آپ نے نماز مکمل فرمائی اور اٹھنے لگے تو اس ملعون نے انہیں علیحدہ بلا کر اپنا مدعا بیان کیا۔

انہوں نے فرمایا کہ یہ ناممکن ہے، مروان ملعون نے کہا کہ آپ نے کسی سے مشورہ بھی نہیں کیا اور خود انکار کر دیا ہے، بہتر یہ ہے کہ آپ کسی سے مشورہ کر لیں، انہوں نے فرمایا کہ مشورہ کی جب گنجائش ہی نہیں ہے تو مشورہ کیسا؟ تو آئندہ ایسی بات پھر کبھی نہ کرنا ورنہ انجام اچھا نہیں ہوگا، مروان ملعون مسجد سے باہر نکلا جناب عبداللہ ابن جعفر علیہ الصلوٰۃ والسلام اس ملعون کو جواب دے کر واپس تشریف لائے تو شہنشاہ کربلا امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ مروان ملعون نے آپ سے کیا کہا ہے؟ انہوں نے ساری بات عرض کی، شہنشاہ کربلا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فوراً ایک غلام کو حکم دیا کہ مروان ملعون کو واپس مسجد میں بلا کر لے آ۔

جس وقت مروان ملعون آیا تو آتے ہی خوشامد کے انداز میں گفتگو شروع کر دی،



کہتا ہے معاویہ کی بات کسی بد نیتی پر مبنی نہیں بلکہ اس نے تو مجھے یہ کہا تھا کہ جناب علیہ الصلوٰۃ والسلام جتنا بھی حق مہر مقرر فرمادیں ہمیں منظور ہے، اس رشتہ سے بنی ہاشم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بنی امیہ ملائین کے درمیان آپس کی دشمنیاں بھی ختم ہو جائیں گی، اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ جناب عبداللہ ابن جعفر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو حکومتی قرضے یا ٹیکس ادا کرنا ہیں وہ بھی ختم کر دیں گے، یہ بات بھی ہے کہ یزید ملعون کی شخصیت بھی قابل رشک ہے، سارے عرب کے لوگ اس کے مقدر پر رشک کرتے ہیں اور یزید ملعون کی شخصیت تو ایسی ہے کہ لوگ خود مہر دے کر اپنی لڑکیاں دینے کے لئے تیار ہیں اور وہ تنہیں حق مہر بھی دے رہا ہے، وہ تو ایسی عظیم شخصیت ہے کہ لوگ اسے اللہ کی درگاہ میں وسیلہ بناتے ہیں اور اس کے چہرے کا واسطہ دے کر بارش طلب کرتے ہیں۔

ابھی وہ ملعون کوئی دوسری بکواس کرتا کہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہاتھ کا اشارہ کیا کہ اب تو اپنی بکواس بند کر اور ہمارا جواب سن۔

تو نے بکواس کی ہے کہ جتنا مہر طلب کرو..... وہ ادا کرے گا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے طاہر و اطہر گھر کا رواج کوئی ذاتی نہیں بلکہ سنت نبوی ہے اور ہماری سبھی شہزادیوں کا ظاہری حق مہر بارہ اوقیہ چاندی ہوتا ہے جو چار سو اسی درہم کے برابر بنتا ہے، اس سے زیادہ دنیاوی کوئی چیز لینا ہم جائز نہیں سمجھتے اور تو نے کہا ہے کہ جناب عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سرکاری ٹیکس ادا ہو جائے گا تو یہ بتا کہ دنیا کے کس غیور نے سرکاری ٹیکس اپنی بیٹی دے کر ادا کیا ہے، یہ رواج تم اموی ملائین میں ہوگا ورنہ باقی کسی شریف خاندان میں ایسا رواج نہیں ہو سکتا کہ والدین کے قرضے پیٹیاں ادا کریں۔

تو نے یہ کہا ہے کہ خاندان رسول علیہم الصلوٰۃ والسلام اور بنی امیہ ملعون کے درمیان جو دشمنی ہے وہ ختم ہو جائے گی تو اس حقیقت کو بھول گیا ہے کہ یہ دشمنی کوئی ذاتی نہیں بلکہ



حق اور باطل کی دشمنی ہے اور یہ دشمنی تو نسبی تعلق ہونے کے باوجود بھی باقی رہتی ہے۔
چہ جائیکہ سبھی تعلق کے ساتھ ختم کی جائے، یہ ناممکن ہے کیونکہ ہم اموی خاندان کی
مخالفت صرف رضائے الہی کی خاطر کرتے ہیں اور اس دشمنی کو کوئی سبب کارشتہ کس
طرح ختم کر سکتا ہے؟

تو نے کہا ہے کہ یزید ملعون ایسی شخصیت ہے کہ اس سے حق مہر طلب کرنا بھی جائز
نہیں اور یہ اس کا احسان ہے کہ وہ مہر خود ادا کرے۔

اے ملعون تجھے علم ہے کہ جو ذات اولین و آخرین سے افضل و اشرف و اعلیٰ ہے
یعنی امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سے بھی حق مہر طلب کیا گیا اور یہ شیطان کا چیدا
یزید کس نالی کا کیزا ہے۔

تو نے کہا ہے کہ لوگ اپنی شفاعت کے لئے اللہ کی درگاہ میں یزید ملعون کو وسیلہ بناتے
ہیں اور اس کے منہوں پر چہرے کا واسطہ دے کر بارش طلب کرتے ہیں۔

یہ شان صرف ہمارے نانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے اور تم نے
بغض اور حسد کی وجہ سے اپنے بد بخت لوگوں کے ساتھ منسوب و مشہور کر رکھی ہے۔

(جناب عمران ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے ایک فضائل کی قصیدہ میں فرمایا تھا کہ ان کے چہرے کا واسطہ دینے سے بارش طلب
کی جائے تو نزول رحمت ضرور ہوتا ہے)

حضرت امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مروان سے فرمایا کہ تو نے یہ بھی بکواس کی
ہے کہ لوگ امیہ ملعون کی آل کے افراد سے رشک کرتے ہیں۔

تجھے یہ معلوم ہونا چاہئے کہ تم سے وہ لوگ رشک کرتے ہیں جو جاہل و منافق و
مشرک ہیں اور جن کے سامنے سب کچھ مال دنیا ہے اور ہمارے طاہر و اطہر گھر کے



ساتھ وہ لوگ رشک کرتے ہیں جنہیں اللہ نے نبوت و رسالت کے عظیم عہدوں پر سرفراز فرمایا ہے۔

جس وقت شہنشاہ معظم حضرت امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمایا تو:

☆ فتغیر وجه مروان علیہ اللعن یہ بن کرم روان ملعون کا منہ سیاہ ہو گیا اور وہ اٹھنے لگا تو شہنشاہ کربلا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا دامن پکڑ کر اسے بٹھایا۔

اس کے بعد شہنشاہ کربلا حضرت امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا اے لوگو تم گواہ رہنا کہ ہم جناب عبداللہ ابن جعفر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس بنی کلثوم صلوٰۃ اللہ علیہا کا عقد ان کے چچا کے بیٹے جناب قاسم بن محمد ابن جناب جعفر طیار علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ طے کر رہے ہیں اور ان کا حق مہر بارہ اوقیہ چاندی ہم نے قرار دیا ہے۔ (مقتل آل بکر العلوم)

یہ واقعہ ۶۰ ہجری ماہ رجب کے اوائل کا ہے اور ۲۰ رجب المرجب کو جناب قاسم ابن عون محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام نے قدموں پر ہاتھ رکھ کر سلام کیا تو اس وقت شہنشاہ معظم امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مدینہ کے باہر ہماری جو جاگیر ہے جس کی سالانہ آمدنی اسی ہزار دینار ہے وہ ہم اپنے اس لعل کو سلامی کے عوض بخش رہے ہیں۔

۲۰ رجب کو یہ شادی ہوئی، ۲۲ رجب کو معاویہ کی موت واقع ہوئی، ۲۷ رجب کی شام کو شہنشاہ معظم حضرت امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مدینہ چھوڑنا پڑا، اس دوران جو سب سے پہلے خاندان اہل بیت کی بزم مشاورت منعقد ہوئی اس میں جناب عون محمد بن جعفر طیار علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی شریک تھے اور انہیں جناب عبداللہ ابن جعفر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصرت اور پاک پردہ دار توحید و رسالت کی حفاظت کے لئے مدینہ رہنے کا حکم ملا تھا، اس وقت انہوں نے حضرت امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی



خدمت میں عرض کیا کہ ہم اس شرط پر مدینہ میں رہتے ہیں کہ ہمارے بیٹے قاسم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے ساتھ لے جائیں، سرکار نے یہ بات قبول فرمائی۔

یہاں یہ وضاحت کروں کہ خاندان رسالت کی ایک بڑی تعداد مدینہ میں رہ گئی تھی اور سفر کربلا معلیٰ میں شہید ہونے والے افراد تو کم و بیش صرف ۴۲ تھے۔

جس وقت مدینے سے تیاری ہوئی تو جناب قاسم بن عون محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شادی کو تقریباً ایک ہفتہ ہوا تھا، ان کے ساتھ ان کی زوجہ شہزادی کلثوم بنت زینبؓ نے بھی سفر اختیار فرمایا، یہ مکہ آئے، یہاں چار مہینے قیام کیا، یہاں سے کاروانِ رضا مدینہ سے ہوتا ہوا کربلا معلیٰ کی سرزمین پر پہنچا۔

روزِ عاشور بھی جوان اپنی اپنی قربانیاں پیش کرتے رہے اور ہر جوان کی شہادت کے بعد شہزادہ قاسم ابنِ اُمّ کلثوم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اجازت طلب کرتے رہے مگر ان کو اجازت نہیں ملی..... تاریخ بتاتی ہے کہ جس وقت جناب عون و محمد علیہما الصلوٰۃ والسلام کی شہادت کی خبر پہنچی تو سارے خیموں میں کہرام مچا ہو گیا۔

چند مقتل نگاروں کی یہ رائے ہے کہ جناب عون و محمد علیہما الصلوٰۃ والسلام کی لاشیں خیام میں آئیں، مگر کچھ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت زینب صلوٰۃ اللہ علیہا کے فرزند ان کی لاشیں خیام میں نہیں آئیں اور کئی لوگ کہتے ہیں کہ صرف شہزادے جناب محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لاش خیام میں آئی اور جناب عون علیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ کافی دُور جا کر شہید ہوئے تھے، اس لئے ان کی لاش خیام میں نہیں پہنچ سکی تھی۔

کیونکہ آج بھی جناب عون علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مزار روضہ ہائے اطہر اور مقام خیام سے کافی دُور موجود ہے اور اس روضہ اطہر کی موجودگی اس رائے کی درستی کا ایک ثبوت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔



﴿۳۷﴾... حضرت اُمّ کلثومؓ کے بیٹے قاسم بن عونؓ کی شہادت:

جس وقت شہزادگان عون و محمد علیہما الصلوٰۃ والسلام شہید ہوئے تو مستورات توحید و رسالت میں کبرام بپا ہوا، حضرت زینبؓ کی صاحبزادی کو شجاع بھائیوں کا کتنا دکھ ہوا ہوگا یہ کسی بہن سے مخفی نہیں ہے، سارے پردہ داروں نے معظمہ عالیہ زینب بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کو بیٹوں کے لئے پرسہ دیا اور جناب قاسم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک واپن صلوٰۃ اللہ علیہا کو بھی بھائیوں کے لئے سبھی مستورات نے پرسہ دیا، اس وقت شہزادہ قاسم بن عون محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ اُم القاسم بی بی اُمّ کلثوم صلوٰۃ اللہ علیہا نے اپنے بیٹے کو خیمہ میں یاد فرمایا، یہ شہزادہ سر جھکا کر ماں حضرت اُمّ کلثوم صلوٰۃ اللہ علیہا کے سامنے آکھڑے ہوئے، انہوں نے فرمایا بیٹا آپ نے دیکھا ہے کہ ہر بی بی اپنی اپنی قربانیاں پیش کرنے میں کوشاں ہے اور اب تو عالیہ بی بی حضرت زینب صلوٰۃ اللہ علیہا کے شہزادوں نے بھی اپنی ماں کو سرخرو کیا ہے حالانکہ یہ تو آپ سے عمر میں چھوٹے تھے مگر انہوں نے کیسی خوبصورت قربانی پیش کی ہے مگر اب تک ہماری طرف سے کوئی قربانی پیش نہیں ہوئی، اپنی طاہرہ ماں حضرت فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کے سامنے ہماری آنکھیں جھکی ہوئی ہیں، اس لئے ہم نے تمہیں یاد کیا ہے کہ اب زیادہ تاخیر مناسب نہیں ہے، اپنے امام زمانہ حسین ابن علی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اطہر سے اجازت لے کر جتنا جلدی ممکن ہو سکے میدانِ وغا میں جاؤ اور ان کے مقصدِ اعلیٰ پر قربان ہو کر ماں کو سرخرو کرو، آپ نے ابھی تک اجازت طلب ہی نہیں کی، ذرا خیام کے حالات تو دیکھو، تمام بنی ہاشم باری باری اپنی جان کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں، جس



وقت سے معظمہ عالیہ بی بی بہن زینب صلوٰۃ اللہ علیہا کے پاک لعل کی لاش خیم میں آئی ہے ہم ان کے سامنے شرم سے سر نہیں اٹھا سکتے ہیں اور اپنی پاک بہو کو رونا ہوا دیکھ کر ہم مزید صبر نہیں کر سکتے ہیں۔

شہزادے قاسم بن عون محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا اماں جان آپ بھی بجا فرما رہی ہیں، ہم نے سرکار سے کئی بار اجازت طلب کی ہے مگر ہمیں اجازت نہیں ملی۔ آپ ہمارے ساتھ چل کر ہماری سفارش فرمائیں، امام مظلوم، علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چھوٹی بہن ام القاسم حضرت ام کلثوم صلوٰۃ اللہ علیہا بیٹے کو ساتھ لے کر بھائی حسین کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ بھائی! ہم نے کبھی آپ سے کوئی سوال نہیں کیا، آج سوالی بن کر آئی ہوں، مجھے خالی نہ لونائیں، امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بہن حکم کریں۔

عرض کیا کہ میری کل دولت یہی تخت جگر ہے جسے میں آپ کا صدقہ بنا کر لائی ہوں، کرم نوازی فرمائیں اور اسے جنگ کی اجازت دیں۔
 المختصر حضرت ام کلثوم کے فرزند کو اجازت ملی اور بلاتا خیر یہ میدان کی جانب روانہ ہوئے، دستور جنگ کے مطابق رجز بیان فرمایا اور اپنا تعارف بھی کروایا، جس وقت شہزادہ قاسم بن محمد نے رجز مکمل فرمایا تو ابن سعد ملعون نے اپنی فوجوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ کیا تمہیں علم ہے کہ یہ کون ہے جو تمہیں للکار رہا ہے؟

ان کی گرجدار آواز اور لہجہ جنگ موتہ کی یاد تازہ کر رہا ہے، یہ جناب جعفر طیار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پوتے ہیں، ان کے ساتھ اکیلے اکیلے جنگ ہرگز نہ کرنا، ابن سعد ملعون نے ایک سو بارہ (۱۱۲) ملائین کا ایک دستہ تشکیل دیا، جس میں بارہ پیادہ جوان آگے رکھے اور ان سے کہا کہ تم جا کر اس شہزادے سے جنگ کرو، تمہارا کام صرف اتنا



ہے کہ ان کی توجہ اپنی جانب مبذول رکھو اور تمہارے پیچھے یہ ایک سو گھوڑے سوار ہوں گے، جب یہ شہزادہ تمہاری جانب متوجہ ہوگا تو اس وقت یہ ایک سو سوار اچانک ان پر ایک شدید حملہ کریں گے اگر انہیں کمزور ہوتے ہوئے دیکھوں گا تو پھر ساری فوج کو حملہ کرنے کا حکم دے دوں گا۔

اس سازش کے ساتھ وہ پہلے بارہ نامی گرامی جنگجو سامنے آئے، انہوں نے اپنے سروں پر تلواروں کو گردش دینا شروع کی، اس وقت شہزادہ قاسم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تلوار کو بے نیام کیا، تلوار کا بوسہ لیا، اس کے بعد آتے ہوئے جوانوں پر حملہ آور ہوئے، کبھی شامی ملائین نے دیکھا کہ ان بارہ ملائین کے سر اس انداز سے زمین پر گرے کہ ان کے گرنے کی ترتیب اور وقت کے تسلسل میں کوئی فرق نہیں آیا، اس وقت سو گھوڑے سواروں نے اپنے گھوڑوں کی باگیں اٹھائیں ادھر شہزادہ آل جعفر طیار نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور ان گھوڑے سواروں پر اس طرح ٹوٹ کر حملہ آور ہوئے کہ جیسے شاہین کمزور پرندوں کی کسی ڈار پر جھپٹتا ہے۔

اس وقت چشم فلک نے حیران ہو کر یہ منظر دیکھا کہ چشم زدن میں تمام گھوڑے سوار اپنے خون میں لت پت ہو کر میدان میں تڑپ رہے تھے اور ان کے گھوڑے بدحواس ہو کر بھاگ رہے تھے، اس وقت ابن سعد ملعون نے چیخ کر کہا کہ اب ساری فوج حملہ کر دو، ساری فوج نے اجتماعی حملہ کیا، ایک گھمسان کی جنگ ہوئی جس میں کئی سو ملائین فی النار ہوئے مگر اسی دوران ان کے جسم پر اتنے زخم لگے کہ ان کا سر گھوڑے کی گردن سے جا لگا، اس کے بعد جو ملعون جتنا ظلم کر سکتا تھا کرتا رہا۔

اس دوران شہزادہ قاسم بن عون محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زین چھوڑی، امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چھوٹی ہمشیرا ام القاسم بی بی ام کلثوم صلوٰۃ اللہ علیہا خیمہ کے در پر



موجودہ کر بار بار فضتہ سے دریافت فرما رہی تھیں کہ میرا لعل کس طرح جنگ کر رہا ہے؟
 فضتہ انہیں تازہ اطلاعات فراہم کر رہی تھیں کہ آپ کا بیٹا اب اتنا زخمی ہے کہ ان کی جبین
 گھوڑے کی گردن کے ساتھ لگی ہوئی ہے اور ظالمین ظلم کر رہے ہیں، اس کے بعد
 جناب فضتہ خاموش ہو گئیں، بی بی ام کلثوم صلوٰۃ اللہ علیہا نے پوچھا فضتہ مجھے بتا تو سہی کہ
 اب میرے لعل کی کیا کیفیت ہے؟ فضتہ نے رو کر عرض کیا بی بی آپ کے لخت جگر زین
 سے زمین کی طرف آرہے ہیں، عین اسی وقت ایک دوسری کنیز بی بی میمونہ نے
 شہزادے پاک کی لہن کلثوم صلوٰۃ اللہ علیہا کو اطلاع کی کہ معظمہ بی بی آپ کے سرتاج
 شہید ہو گئے ہیں، خدا خیر کرے میدان میں شور و غل ہے اور ظالمین ابھی تک ان پر ظلم
 کرنے میں مصروف ہیں۔

المختصر، امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھانجے کی لاش کو اٹھا کر خیام میں لے آئے،
 ام القاسم ام کلثوم بی بی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیٹے کا استقبال کیا، جس وقت لاش
 خیام میں آئی عالیہ بی بی زینب صلوٰۃ اللہ علیہا کی بیٹی صلوٰۃ اللہ علیہا شہزادہ عون و محمد علیہما
 الصلوٰۃ والسلام کی ہمشیر صلوٰۃ اللہ علیہا اپنے سرتاج کی لاش پر آئیں اور رو کر بین کیا کہ سر
 تاج مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میرا آپ کے گھر آنا شاید آپ کو راس نہیں آیا، میرے
 اس گھر میں آتے ہی آپ غم و آلام میں گھر گئے، اب مجھے سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ میں
 آپ کے بعد کدھر جاؤں، میرا تو کل سرمایہ آپ ہی کی ذات تھی۔

(کتاب ”محاسن المنظرین علی روضۃ المظلومین“... صفحہ ۲۲۹-۲۳۲)

﴿۳۸﴾... حضرت ام کلثوم کی پوتی:

حضرت ام کلثوم کے فرزند قاسم کی شادی عبداللہ ابن جعفر طیار کی دختر کلثوم سے
 ہوئی۔ ان سے ایک بیٹی فاطمہ (ام عبد اللہ) کی ولادت ہوئی یہ حضرت ام کلثوم کی



پوتی ہیں۔ فاطمہ (اُمّ کلثومؓ) کی شادی اُن کے ماموں کے فرزند عبداللہ بن معمر یہ بن عبداللہ بن جعفر طیار سے ہوئی اور اُن سے ایک دختر ربابہ کی ولادت ہوئی جو حضرت اُمّ کلثومؓ کی پر پوتی ہیں۔

ربابہ کی شادی اُن کے چچا کے بیٹے محمد بن صالح بن معمر یہ بن عبداللہ بن جعفر طیار سے ہوئی تھی۔

﴿۳۹﴾... حضرت اُمّ کلثومؓ سورہ کوثر کی مصداق ہیں

حضرت اُمّ کلثومؓ کی نسل باقی ہے

مصر میں حضرت اُمّ کلثومؓ کی نسل موجود ہے اور نسل اُمّ کلثومؓ کو ”کلثومیون“ اور ”طیارہ“ کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔ ”کلثومیون“ کو ”طیارہ“ اس لئے کہتے ہیں کہ حضرت اُمّ کلثومؓ کی شادی جعفر طیار کے فرزند عون بن جعفر طیار سے ہوئی تھی اور انھیں سے نسل چلی (تاریخ التوارخ صفحہ ۶۵، ۶۶)

﴿۴۰﴾... حضرت علیؓ کی تین بیٹیوں کے نام اُمّ کلثومؓ تھے

- ۱۔ اُمّ کلثومؓ یہ حضرت زینبؓ سے چھوٹی تھیں۔ یہ حضرت فاطمہؓ زہراؓ کی بیٹی ہیں۔
- ۲۔ رقیہؓ، ان کو بھی اُمّ کلثومؓ کہا جاتا تھا۔ یہ حضرت مسلم بن عقیلؓ کی زوجہ تھیں۔
- ۳۔ نفیسہ بنت علیؓ ان کو بھی اُمّ کلثومؓ (اوسط) کہا جاتا تھا۔ یہ کثیر ابن عباس بن عبدالمطلب کی زوجہ تھیں۔

مستند روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت اُمّ کلثومؓ کی شادی حضرت عون سے انجام پائی افسوس تو اس بات کا ہے کہ دنیا والوں نے ان کی عظمت کو پس پشت ڈالنے کے منصوبے جاری رکھے اور اصل حقائق کو چھپانے کی کوشش بدستور کی۔



بعض کہتے ہیں کہ حضرت اُم کلثوم جو کہ فاطمہ الزہراء کی بیٹی تھیں ان کی شادی پہلے عون سے ہوئی جب حضرت عون وفات پا گئے تو آپ کا عقد محمد بن جعفر سے ہوا پھر محمد کی وفات کے بعد آپ کی شادی حضرت عبداللہ سے ہوئی اور ان کی زوجیت میں آپ نے ۹۰ھ میں انتقال فرمایا اور یہی واقعہ بہت سی کتب سے اسی طرح ملتا ہے۔

(تذکرۃ الخواص مصنف سبط ابن جوزی صفحہ ۳۷۷، دعوت اتحاد مصنف سید فقیر حسین البخاری صفحہ ۸۷، صاحب طبقات ابن سعد جلد ۸ صفحہ ۲۳۹، صاحب اصابہ جلد ۸ صفحہ ۲۷۵)

دراصل عون اور محمد یہ دونوں نام ایک ہی شخصیت کے نام ہیں اور عبداللہ سے عقد افسانہ ہے۔

کوفہ کی راہوں میں اتنے مصائب دیکھے اور ثانی زہراؑ جناب زینبؑ کے بارے میں ہے کہ آپ تازندگی پھر نہ مسکرائیں حضرت ربابؑ تازندگی دھوپ میں بیٹھی رہیں۔ کیا شہزادی اُم کلثوم علیؑ کی بیٹی نہ تھی کہ اتنے صدمہ برداشت کئے۔ اس کے باوجود شہزادی اُم کلثومؑ نعوذ باللہ شادیاں رچاتی رہیں۔ کس قدر دکھ کی بات ہے کہ دنیاوی جاہ و جلال کے لئے باطل کے پیروکاروں نے ان کی عظمت کو خاک میں ملانے کی ہر ممکن کوششیں کیں، ان کی عظمت ختم نہ ہوئی بلکہ اور سر بلند ہوئی۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

﴿۳۱﴾ حضرت اُم کلثومؑ کا پہلا سفر (مدینہ سے کوفہ)

۱۸ ذی الحج ۳۵ھ میں جب امیر المومنین علی ابن ابی طالب ظاہری خلیفہ ہو کر کوفہ میں آئے تو آپ کے ساتھ شہزادی اُم کلثومؑ اور ثانی زہراؑ جناب زینبؑ بھی آپ کے ساتھ کوفہ میں تشریف لائیں۔



﴿۴۲﴾... حضرت علیؑ کے عہدِ خلافت میں حضرت زینبؑ

و حضرت اُمّ کلثومؑ کو فے میں تشریف لائی تھیں

مخدوم محمد جعفر الزمان نقوی مجالس الممتظرین علی روضۃ المظلومین جلد چہارم میں لکھتے ہیں:-

تاریخ میں دونوں شہزادیوں حضرت زینبؑ اور اُمّ کلثومؑ کا کو فے آنا دو مرتبہ لکھا ہے۔ دونوں آمد میں بہت فرق ہے۔ آج میں آپ کو پہلی آمد سنا رہا ہوں۔ جب امیر المومنین صفین و نہروان سے فارغ ہو گئے تو شہزادوں امام حسنؑ اور امام حسینؑ سے فرمایا کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہماری پاک شہزادیاں ہمارے پاس کو فے آ کر رہیں۔ تم سب بھائی مدینہ جا کر ہمشیرگان سے مشورہ کرو اگر وہ بابا کی شاہی میں آنا پسند کریں تو ہمیں اطلاع دو کہ ہم اُن کی رہائش کا بندوبست کریں پھر تم انھیں لانے کی تیاریاں کرنا۔ جب دونوں طرف تیاریاں مکمل ہو جائیں تو ہمارے فرمان پر کو فے کا سفر شروع کر دینا۔

منازل طے کرتے کرتے شہزادے مدینے پہنچے۔ پاک ہمشیرگان نے بھائیوں کا استقبال کیا۔ بابا کی فرمائش کا ذکر ہوا۔ شہزادیوں نے فرمانِ پدر کے سامنے سر تسلیم خم کیا مگر اتنا ضرور کہ ہم نے کبھی سفر نہیں کیا۔ ہم تو مادرِ گرامی کے مزارِ اقدس پر بھی شب میں جاتے ہیں۔ ہمیں تو یہ بھی علم نہیں کہ کو فہ کتنی دور ہے؟ پھر یہ کہ سفر محمولوں میں کرنا ہوگا۔ ہم نے تو کبھی محمل میں طویل سفر نہیں کئے۔ ہمیں کیا پتہ محمولوں میں کیسے سفر طے ہوتے ہیں، لیکن ہجرِ پدر بھی گوارا نہیں بہر حال ہم کو فے جائیں گے۔

اظہارِ آمادگی کے بعد امام حسنؑ نے ایک تیز رفتار ناقہ سوار کو کو فے روانہ کیا اور ایک

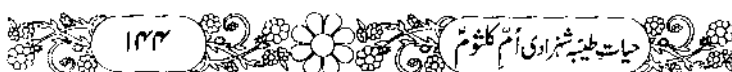


خط تفصیل سے تحریر کر دیا جس میں ساری گفتگو رقم کر دی۔ خط ملتے ہی حضرت علیؑ نے مسجد کوفہ کے قریب اپنا ایک مکان درست فرمایا بعد ازاں قاصد کو خط دے کے مدینے روانہ فرمایا جس میں احکامات سفر تحریر تھے کہ میرے لعل! آپ لوگوں کو شب میں سفر کرنا ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ کوئی نظرِ غیر ہماری بیٹیوں کے محمولوں پر پڑے۔ محمولوں پر سرپوش ہوں گورات کا وقت ہوگا مگر پردے کا مکمل انتظام رہے۔ ایک دستہ غلاموں کا ہمراہ ہو جن میں سے کچھ قافلے کی اگلی منزل یعنی ایک منزل آگے سفر کریں اور بندوبست خیاں بھی کریں۔ علاقے کے لوگوں کو علم ہو کہ کل یہاں مکمل پردہ ہوگا کوئی مرد گھر سے باہر نہیں آئے گا۔

قافلے کے آگے کئی گھوڑے سوار ہوں جو تمام آنے والے کو آگاہ کریں کہ وہ راہ دیگر اختیار کرے کہ مالکانِ تطہیر کے محل یہاں سے گزریں گے۔ کئی مراحل وفادق اور متقشے راہ میں آتے ہیں یعنی کئی سرسری رہائشی مقامات ہوتے ہیں۔ منازل تو چھوٹے رکھنا۔ جہاں وہ تھک جائیں وہیں قیام کر لینا۔ انھوں نے کبھی سفر نہیں کیا۔ اُن کی زیادہ تھکن کا اندازہ کرتے رہنا۔ گھر سفر اور حضر میں فرق ہوتا ہے مگر کوشش کرنا کہ انھیں صعوباتِ سفر محسوس نہ ہوں۔

محمولوں کی سار بانی جناب عروہ غفاری کریں گے۔ ایک تو وہ مہذب و باادب ہیں دوسرے اونچا سنتے ہیں اگر کوئی پاس آ کر بھی آواز دے تو نہیں سن پاتے اس لئے اگر ہماری پاک شہزادیاں محمولوں میں کلام بھی فرمائیں گی تو یہ سن نہ سکیں گے۔ ہماری غیرت یہ برداشت نہیں کرتی تھی کوئی نامحرم ہماری پاک بیٹیوں اور دوسری مستورات کی آواز نہ سنے۔

ایک دستہ فوج محمولوں کے عقب میں کچھ فاصلے پر رہے تاکہ اگر کوئی تیز رفتار ناقد



سوار آرہا ہو تو اُسے کہے وہ آگے نہ نکلے یا پھر اپنا راستہ تبدیل کرے۔ تمام بھائیوں کو محمولوں کے ساتھ ساتھ گھوڑوں پر چلنا ہے اور تھوڑی تھوڑی دیر بعد بہنوں سے خیریت دریافت کرتے رہنا۔ ہر منزل سے ایک قاصد ہماری طرف روانہ کرتے رہنا تاکہ ہمیں تسلی رہے کہ سفر امن و امان سے جاری ہے کوفے سے دو منزل دور اطلاع بھیجنا اور ایک منزل پر رُک جانا۔

ہمارے واپسی جواب کا انتظار کرنا۔ جب تک ہم حکم نہ دیں کوفے میں داخل نہیں ہونا۔ خط پہنچ گیا۔ مولانا علی کے حکم کے عین مطابق تیاری ہوگئی۔ پردے کی ذمہ داری حضرت عباس کے سپرد ہوئی اور یہ کاروانِ تطہیر چل پڑا۔ پورے سفر میں غازی عباس نے ایک لمحہ آرام نہیں فرمایا۔ رات کو سفر میں کبھی محمولوں سے آگے اور کبھی پیچھے اپنے گھوڑے سے جاتے تھے۔ محمولوں سے خیریت دریافت کرتے۔ فوج کے اگلے پیچھے دستوں کی مسلسل نگرانی بھی کرتے۔ قیام کی جگہ پر خود خیام نصب کرتے۔ خود قاتوں کے اندر محمولوں کو بٹھاتے۔ تمام بھائی مل کر محمولوں سے بہنوں کو ادب و احترام سے اُتارتے۔ کوئی پردہ جوڑنا کوئی محل کے سامنے زانو جوڑنا۔ جب مقدس بہنیں محمولوں سے اُترتی تھیں تو غازی پاک نعلین درست فرماتے کہ قدم زمین پر نہ آئیں۔ جب بہنیں خیام میں تشریف فرما ہو جاتیں تو نشانِ قدم اپنے دستِ مبارک سے مٹا دیتے کہ کوئی نا محرم نگاہِ نقشِ نعلین پر نہ پڑ جائے۔

جس وقت سب آرام فرماتے حضرت عباس قنات کے چہار طرف پروانے کی طرح محوِ گشت رہتے۔ جب لوگ آرام کے لئے اصرار کرتے تو تاریخ ساز جملہ ادا فرماتے۔

”جس غلام کی شہزادیاں سفر میں ہوں اُسے آرامِ زیب نہیں دیتا“



اللہ اکبر یہ کاروان قطع منازل کرتا کونے سے دو منزل دور قیام پذیر ہوا۔ قاصد روانہ کیا گیا کہ اب ہم ایک منزل دور قیام کر کے آپ کے اگلے فرمان کا انتظار کریں گے۔ حضرت علیؑ نے اہل کوفہ کو خوشخبری سنائی۔ کوفے کی عورتوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی کہ اُن کے مقدر جاگ اٹھے تھے کہ عرش کمیں اب اُن کی نگری میں قیام فرمانے آرہے تھے۔

انتظامات شروع ہوئے۔ راستے صاف کئے گئے۔ کوفے کی گلیاں عورتیں اہتمام سے صاف کر رہی تھیں۔ ہر عورت نے اپنے اپنے گھر کو پاک و پاکیزہ بنانے کے لئے لیپا پوتی شروع کی۔ کوفے کے صدر دروازے سے لے کر مسجد کوفہ تک قاتیں لگائی گئیں۔ مردوں کو حکم دیا گیا کہ جس دن میری عرش نشین بیٹیاں نہنبت و اُمّ کلثوم داخل کوفہ ہوں تم سب کے سب کوفے کے دور دراز محلوں میں چلے جانا اور تا حکم ثانی کوئی مرد مرکز شہر میں داخل نہ ہو۔

تکمیل انتظامات کے بعد قاصد روانہ کیا گیا کہ شہزادیوں کے محلوں کو کوفے لے آؤ۔ بعد نماز عشاء محمل مسجد حنّانہ سے چلے تو عورتوں نے عرض کیا ہمیں اجازت دی جائے کہ ہم چھتوں پر چڑھ کر شہزادیوں کا استقبال کر سکیں اور انھیں خوش آمدید کہہ سکیں۔ عورتوں کی یہ عرض سن کر مولائے کائنات کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں رخسار مبارک پر ڈھلکنے لگیں۔ فرمایا بے شک استقبال کرو ہم بھی دیکھنا چاہتے ہیں کہ مالکِ تطہیر پردہ داروں کا استقبال کیسے ہوتا ہے؟

کوفے کی عورتیں سارا دن کھجور کی شاخیں ہاتھوں میں لئے چھتوں پر بیٹھی رہیں کہ نہ جانے کس وقت محمل آجائیں۔ رات ہو گئی مگر عورتیں چھتوں سے نہ اتریں۔ عشاء کے بعد محمل صدر دروازے پر پہنچے۔ پدر بزرگوار مولا علیؑ نے خود آگے بڑھ کر اپنی



پاک دختران کا استقبال فرمایا اور بیٹیوں سے پوچھا۔ ”بیٹا ٹھیک تو ہو۔ تھک تو نہیں گئیں“۔ فرمانے لگیں تھکے تو بہت تھے مگر آپ کی زیارت نے جھکن بھلا دی۔

مولائے کائنات نے بیٹیوں سے فرمایا کہ یہ کوفے کا صدر دروازہ ہے۔ پر آگے چل کر محلہ بنی کندہ کا تعارف کرایا کہ یہ جو چھتوں پر عورتیں آپ کے استقبال کو بیٹھی ہیں یہ بنی کندہ کی ہیں۔ محل بنی کندہ کے محلے میں داخل ہوئے عورتوں نے آمد مسرت کی صدا لگائی۔ صدا سنتے ہی باقی تمام عورتیں بھی چھتوں پر آگئیں۔ خوشیوں کی صداؤں سے ۳۶×۱۲ میل کے رقبے پر آباد شہر گونج اٹھا۔ عورتوں کا ایک وفد محلوں کے سامنے آیا تو حضرت عباس نے پوچھا کیا بات ہے؟ عورتوں نے عرض کی کہ کوفے کی تنگ گلیوں میں تمام عورتیں نہیں سہا پائیں۔ کناسہ کوفہ کے میدان میں لاکھوں کی تعداد میں عورتیں استقبال کے لئے حاضر ہیں اگر مناسب سمجھیں تو محمل اُس میدان سے ہوتے ہوئے قصر امامت تک چلے جائیں۔ حضرت عباس نے فرمایا کناسہ کے میدان میں جمعہ کے دن ہر چیز کی منڈی لگتی ہے۔ وہاں غلام، کنیریں، جانور اور سامان خورد و نوش اور دیگر تمام استعمال کی چیزیں ہوتی ہیں۔ میدان وسیع ہے مگر شہزادیاں تھکی ہوئی ہیں اور وہ مقام اُن کے شایانِ شان بھی نہیں ہے۔ ہمارا دل برداشت نہیں کر سکتا کہ ہماری شہزادیاں بازار کے ماحول سے گذریں۔

مولائے کائنات نے اپنا راہوار آگے بڑھایا اور فرمایا عباس بیٹا! ان کی خواہش پوری کرو۔ ہمارا دور حکومت ہے ہم حکم دے رہے ہیں انھیں کناسہ کے میدان سے گذرنے دو۔ کل تمہارا دور ہوگا تو تمہاری مرضی محمل جانے دینا یا نہ دینا۔ سرکار امیر المومنین یہ فرما بھی رہے ہیں اور گریہ کناں بھی تھے۔

محمل کناسہ کے میدان میں آگئے۔ مولائے کائنات ہر موڑ اور چوک کی شناخت



اپنی طاہرہ بیٹیوں کو کرار ہے تھے۔ پوچھا بابا جان! ہمیں یہ سب بتانے کی کیا ضرورت ہے۔ فرمایا کہ شاید کبھی میری عدم موجودگی میں آنے کا اتفاق ہو تو تمہیں سارا علم ہونا چاہیے کہ یہ کونسا مقام ہے؟ پوچھا جب ہم دوبارہ آئیں گے تو آپ ہونگے نا۔ فرمایا اگر میں نہ ہوں تو؟۔ دختران نے عرض کی ہمارے بڑے برادر حسن ہونگے۔ امیر المومنین نے فرمایا اگر وہ بھی نہ ہوئے تو؟ کہنے لگیں بھائی حسین ہونگے۔ فرمایا وہ بھی نہ ہوئے تو؟ کہنے لگیں بھیا عباس ہونگے۔ سرکار امام المہتدین نے فرمایا جو وہ بھی نہ ہوئے تو؟ پاک بی بی نے سر پر ہاتھ رکھے آسمان کی طرف نگاہ کی حسرت بھرے لہجے میں فرمایا۔ ”اللہ! میں کیا کروں گی؟“ (جاس المفسرین علی روضۃ المظلومین... جلد ۳)

علامہ نقدی فرماتے ہیں۔ اگر حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم نانا کے مزار اقدس پر جانا چاہتی تھیں تو رات کو تشریف لے جاتی تھیں۔

والحسن عن یمنہا والحسین عن شمالہا و امیر المومنین امامہا فاذا قربت من القبر الشریف سبقها امیر المومنین فاخذ ضوء القنادیل امام حسن بی بی کی داہنی طرف ہوتے تھے اور امام حسین بائیں طرف ہوتے تھے اور آگے آگے امیر المومنین ہوتے تھے جب آپ مزار کے قریب پہنچتے تو جناب امیر جلدی جلدی جا کر چراغ بجھا دیتے۔

ایک مرتبہ امام حسن نے پوچھا بابا چراغ کیوں بجھا دیتے ہیں۔
امام نے جواب دیا۔

انی اخشی ان یری احد الی شخص اختك زینب
بیٹا مجھ کو ڈر لگتا ہے کہ کوئی شخص تمہاری بہن زینب اور ام کلثوم کے قد و قامت کو
دیکھ نہ لے۔



نیز بعض باخبر علماء نے بیان کیا ہے کہ جب جناب امیر المومنین کوفہ تشریف لائے تو آپ نے حسین شریفین کو مدینہ منورہ بھیجا تا کہ زینب کبریٰ اور اُمّ کلثوم کو لے آئیں چنانچہ جب بی بی کوفہ پہنچیں تو امیر المومنین نے بازار بند کرادیے اور لوگوں کو گھروں میں رہنے کا حکم دیا اور بڑی عزت و احتشام سے کوفہ کی شہزادیاں اپنے بابا کی سلطنت میں تشریف لائیں۔ (زینب الکبریٰ، ہدیۃ الواعظین، سلسلۃ الذہب)

مجتہد کربائی شیخ محمد مہدی جو خاندان شیخ فخر الدین صاحب مجمع البحرین سے ہیں سے یہ روایت بھی سنی ہے کہ ایک دن جناب زینب نے اپنے پدر بزرگوار سے روضہ رسول خدا کا اشتیاق بیان کر کے زیارت کے لئے اجازت چاہی آپ نے اجازت دی مگر یہ فرمایا کہ شب کو جانا چاہیے غرض وہ دن گذرا جناب امیر اُس صاحبزادی کو پردہ شب میں اپنے ساتھ اس طرح روضہ رسول کی طرف لے چلے کہ جناب زینب کے داہنے بائیں امام حسن اور امام حسین ہوئے اور آگے آگے خود جناب امیر تشریف لے چلے جب قریب روضہ کے پہنچے اپنے بڑے فرزند سے فرمایا تم آگے بڑھ جاؤ اور پہلے پہنچ کے مسجد کا چراغ گل کر دو ایسا نہ ہو کہ جب میری نور دیدہ زینب داخل روضہ ہو تو اُس کے قد و قامت پر روشنی میں کسی نامحرم کی نظر پڑ جائے اور اسی مضمون کو کسی عالم نے نظم بھی کیا ہے:-

لَهْفِي لَنْتِ النَّبُوَّةَ وَالْإِمَامَةَ تَاتِي زِيَارَةَ جَدِّهَا وَاللَّيْلُ قَدْ اِرْخَى ظِلَامُهُ
فَيَقُولُ حَيْدُ لِّلْزُكِيِّ اَخْفِ الصِّبْيَاءَ لَهَا كَرَامَةٌ لِّلْأَيَّامِ شَخْصِ زَيْنَبِ بِنْتِ فَاطِمَةَ عَلَامَةُ
یعنی اُس وقت کو جناب زینب کے خیال کر کے انجام حال اُن کا یاد آ جاتا ہے اور دل میرا سینہ میں مشعل کی طرح جلنے لگتا ہے کہ جب وہ رسول کی نواسی امام کی صاحبزادی اپنے نانا کے روضہ پر زیارت کے واسطے گئیں در انحالیکہ تیرگی شب نے



عالم کو گھیر لیا تھا نور خدا علی مرتضیٰ نے اپنے نور چشم حسن مجتبیٰ سے فرمایا: **نظر عظمیٰ اپنی ماہن کے مسجد اور روضہ کی روشنی کو ٹھنڈا کر دو کہ اگر کوئی شخص وہاں ہو تو دخترِ قاطمہ کے قد و قامت پر اُس کی نگاہ نہ پڑے۔**

لَیْسَ لَوُصِیُّ بَکْرٍ بَلَاءٌ لِّیْرِی سَلِیْلَةٌ مُضْلَعَةٌ وَفَوَاحِشًا مَعَ دَمِیْعًا بِحَرَبٍ وَحِدْرَتُهُ الْعَلَامَةُ

آہ آہ کہاں تھے حیدرِ کرار معرکہِ کربلا میں کہ ملاحظہ فرماتے شامیوں نے مرقدِ رسولؐ کے چراغ کو بجھا دیا اور اُسی زینب کو جس کی وہ عظمت و عزت تھی روزِ روشن میں اس ذلت و خواری سے قید کر لیا کہ آتشِ غم سے شمعِ سوزاں کی طرح آنکھوں سے آنسو بہہ بہہ کے دامن تک پہنچتے تھے اور سرخیِ اشک سے ظاہر تھا کہ دل خون ہو ہو کے آنکھوں کی راہ سے نکل آیا ہے۔ اب مومنین خیال کریں کہ جنابِ امیرؑ نے جس زینب پر دھوپ میں اپنے عبا کا سایہ کیا تھا وہ زینب ایک روز اسیر ہو کے ایسے شتر بے کجاوہ پر سوار ہوئی جس پر کوئی سایہ بجز سایہِ آفتاب نہ تھا اور حیدرِ کرار کو اپنے گھر میں اتنا گوارہ نہ ہوا کہ چہرہ جنابِ زینبؑ پر ایک ساعت بھی گرمیِ آفتاب کی پہنچے وہی زینب پر دیس میں قید ہو کے کتنے دنوں ایسی دھوپ میں پھرتی رہیں کہ تمازتِ آفتاب سے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا تھا اور جا بجا سے پوست اُڑاؤ گیا تھا، جنابِ سیدہؑ نے تو اپنی بیٹی کے لئے اتنی تکلیف بھی نہ چاہی کہ نیند میں چونکا کے دوسری جگہ لے جائیں مگر اعدائے اُس لاڈلی بیٹی کو کیا کیا ذلتیں پہنچائیں کر بلا سے کوفہ، کوفہ سے شام تک تکلیفیں دیتے کہاں کہاں لے گئے اللہ اللہ جن کا یہ اعزاز و احترام ہو کہ باپ بھائیوں کے حلقہ میں راہ چلیں اُن کی راہ شام میں یہ ذلت و خواری ہو کہ سر کھلے ہوں ہاتھ بندھے ہوں گرد و پیش بھائیوں کے عزیزوں کے سر پریدہ نوک نیزہ پر علم ہوں ہر طرف سے اشتیاقِ تلواریں کھینچنے نیزہ تانے نزعہ میں لئے ہوں وہ شاہزادیاں جو روضہ



رسولؐ میں بھی شب کو چراغ کی روشنی میں نہ جائیں وہ دن کو آفتاب کی روشنی میں دشمنانِ رسولؐ کے دربارِ عام میں جائیں۔

شامیانِ بستند بازو زنبب و کلثومؓ را اے فلک آن ابتدا این انتہائے اہل بیت راوی کہتا ہے جب اعدائے دین نے بعد شہادت جناب سید الشہداءؑ کے چاہیمہ عصمت کو تاراج کریں اور ناموسِ امامؑ کو لوٹ لیں وہ وقت مجھے نہیں بھولتا کہ کس طرح وہ بیبیاں بچوں کو چھوڑ چھوڑ کے گوشہ پناہ ڈھونڈتی پھرتی تھیں اور کہیں پناہ نہ ملتی تھی اور کس طرح بچے اُن بیبیوں سے چھوٹ چھوٹ کے صحرا میں جا بجا منتشر ہو گئے تھے کہ کوئی اُن کا سنبھالنے والا نہ تھا جناب زنببؑ کا یہ حال تھا کبھی اُس طرف دوڑ کے جاتی تھیں کبھی اس طرف آتی تھیں ایک ایک بی بی بچے کا ہاتھ تھام تھام کے لاتی تھیں اور ایک طرف اُسی صحرا میں بٹھا دیتی تھیں کبھی مدینہ رسولؐ کی طرف منہ کر کے استغاثہ کرتی تھیں کبھی نجف کی جانب رُخ پھیر کے فریاد کرتی تھیں کبھی مقتل کے سمت متوجہ ہوتی تھیں اور لاشِ برادر سے خطاب کر کے کہتی تھیں۔

اَحْيٰ يٰ اَحْيٰ قُلْ لِلنِّسَاءِ زُفُوفَا بَسْلَبٍ حَرِيْمِي وَاَرْحُمُوْا جَالَ عِزَّتِيْ
اے بھائی اے حسینؑ اس وقت ان ظالموں سے اتنا تو کہو کہ ہم بے وارثوں پر رحم

کریں اہل بیت رسولؐ کے سروں سے چادریں نہ اُتاریں:

اَحْيٰ يٰ اَحْيٰ سَلْبُ النِّسَاءِ اَسَاءَنَا وَضَرْبُ الْيَتَامٰى يَابْنَ اُمِّيْ بِقُسْرَةٍ
اے بھائی اس وقت اعدا کے دو مظالم نے ہمارے دلوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے
ایک یہ کہ ناموسِ نبیؐ کا کچھ پاس نہ کیا بی بیوں کے سروں سے چادریں بھی چھین لیں
ہیں دوسرے یہ کہ بن باپ کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو اپنی قساوتِ قلبی سے ناحق
زلاتے ہیں کسی کے کانوں سے گوشوارہ چھینتے ہیں کسی کے رخساروں پر ٹھانچے مارتے



ہیں، غرض وہ مظلومہ نوحہ و زاری کرتی رہیں اشقیانے کچھ خیال بھی نہ کیا اُن سب بیکسوں کو قید کر لیا اور شتران بے کجاہ پر بٹھا کے چاہا کوفے کی جانب روانہ ہوں جناب زینب نے جب دیکھا کہ اب اپنے بھائی کی لاش سے بھی جدا ہوتی ہوں عجب اضطراب و درد سے رو رو کر کہنے لگیں اے بھائی تم تو اس بیکسی میں ہم کو چھوڑ کے بہشت میں باپ اور نانا کے پاس گئے ہم تمہارے بعد قید ہو کے کوفے جاتے ہیں ہمارا سلام آخری قبول ہو۔

اٰخِیْ بَلِّغِ الْمُخْتَارَ طَهْ سَلَامَنَا وَقُلْ زَيْنَبُ اضْحَتِ تُسَاقُ بِذِلَّةٍ
اے بھائی نانا کی خدمت میں بھی ہم اسیروں کا سلام پہنچانا اور کہہ دینا کہ آپ کی نو اسی زینب اب اس حال کو پہنچی ہے کہ اعدا ذلت و خواری سے قید کر کے دن کو کر بلا سے کوفے لئے جاتے ہیں:-

اٰخِیْ بَلِّغِ الْكَرَّارَ مِیْسِیْ تَحِیَّةً وَقُلْ اُمّ كَلْثُوْمٍ بِكَرْبٍ وَمَحَنَةٍ
اے بھائی پدر بزرگوار حیدر کرار کو بھی میری جانب سے سلام پہنچانا اور اُن سے بھی اتنا کہہ دینا آپ کی بیٹی اُمّ کلثوم کس درد و غم میں مبتلا ہے آ کے خبر لیجئے مومنین جناب زینب کا اُس وقت ان دونوں بزرگواروں کو سلام کرنا اور اپنے حال سے خبر دینا کیا عجب ہے کہ روایت سابق کے خیال سے ہو یعنی اے نانا ایک دن آپ کے روضہ میں ہم زیارت کے لئے کس شان سے گئے تھے کہ رات اندھیری تھی باپ بھائیوں کا ساتھ تھا آج اس ذلت سے دن کو قید ہو کے جاتے ہیں کہ بھائی کا سر سامنے نیزہ پر علم ہے اور اے پدر بزرگوار اُس دن آپ بھائیوں کے حلقے میں روضہ رسول پر لے گئے تھے آج ہم اپنی بہن اُمّ کلثوم کے ساتھ مقید ہو کے دشمنوں کے حلقے میں کوفے جاتے ہیں۔



نہ مونے نہ شفیق نہ ہمدے دارم حدیث دل بکہ گویم عجب غمی دارم
(بحور النعمہ..... جلد ۳..... صفحہ ۵۶۳ تا ۵۶۷)

﴿۴۳﴾... حضرت اُمّ کلثومؓ باپ کی سوگوار

اُنیس ماہ رمضان المبارک کو بعد افطار جناب اُمّ کلثومؓ نے اپنے پدر بزرگوار کے سامنے جب کھانا لا کر رکھا تو جو کی روٹی نمک کے علاوہ ایک دودھ کا پیالہ تھا۔ لسانِ امامت گو ہر افشاں ہوئی بنی تمہارے باپ نے دو غذائیں کب ایک ساتھ کھائیں ہیں جو تم نے ایسا کیا، عرض کیا بابا جان آپ پر مجھے کمزوری کا غلبہ معلوم ہوا۔ آپ کی محبت نے اس جرأت پر مجبور کیا۔

بنی خدا کی قسم میں نہ کھاؤں گا جب تک تم ایک کھانا نہ اٹھا لو۔ پس شہزادی نے دودھ کا پیالہ اٹھا لیا اور آپ نے جو کی روٹی اور نمک سے طعام تناول فرمایا۔ اس کے بعد آپ عبادتِ خدا میں مشغول ہو گئے یہ رات علی نے بڑے اضطراب سے گزاری۔ شہزادی اُمّ کلثومؓ فرماتی ہیں کہ بابا نے یہ رات پوری قیام و قعودِ سجود میں گزار دی اور باہر نکل کر آسمان اور ستاروں کو دیکھتے اور واپس آتے اور فرماتے تھے کہ خدا کی قسم مجھ سے جھوٹ نہیں کہا گیا ہے اور آج وہی رات ہے جس کا میرے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے مخبر صادق نے اس رات کی خبر دی تھی اور مصلے کی طرف پلٹ جاتے اور انا للہ و انا الیہ راجعون لا حول ولا قوۃ بہت زیادہ پڑھتے تھے۔ نیز درود کثرت سے زبان پر تھا۔

شہزادی اُمّ کلثومؓ فرماتی ہیں جب میں نے اضطراب و پریشانی ملاحظہ کی تو میں بھی جاگتی رہی اور عرض کی بابا جان آج آپ کو نیند کیوں نہیں آتی آپ نے فرمایا بنی میں نے بڑے بڑے بہادروں کو تہ تیغ کیا اور بڑے بڑے معرکے سر کئے ہیں۔ لیکن اس



قدر رُعب میرے دل میں کبھی نہیں آیا جس قدر آج کی شب آیا ہے۔ پھر آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا بیٹی موت قریب ہو گئی اور زندگی ختم ہو گئی ہے۔ ام کلثوم فرماتی ہیں کہ میں رونے لگ گئی تو فرمایا بیٹی اذان کا وقت قریب ہو رہا ہے تو مجھے خبر کر دینا پھر اذان کی طرح نماز و دعا اور گریہ و زاری کی طرف مشغول ہو گئے۔ ام کلثوم فرماتی ہیں کہ میں انتظار کرتی رہی جب اذان کا وقت آیا تو میں برتن میں پانی لے کر حاضر ہوئی۔ آپ نے وضو فرمایا اور کپڑے تبدیل کئے۔ پس دروازہ کھولا اور باہر نکلے گھر میں کچھ بطنیں تھیں جو امام حسینؑ کو ہدیہ ملی تھیں وہ چینی چلاتی ہوئی آپ کے پیچھے دوڑیں آپ نے بطنوں کی یہ حالت دیکھ کر فرمایا لا الہ الا اللہ یہ ایسی چلانے والی ہیں کہ ان کے بعد نوہ کرنے والی ہوں گی اور کل صبح کو قضا کا فیصلہ ظاہر ہوگا۔ شہزادی ام کلثوم نے عرض کی بابا جان، آپ موت کی خبر دے رہے ہیں تو آپ نے فرمایا ہم اہل بیتؑ اپنی موت سے واقف ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا بیٹی میرے حق کی قسم یہ بے زبان ہیں۔ جب یہ بھوکی پیاسی ہوں تو ان کو خوراک اور پانی دینا ورنہ ان کو اپنی قید سے آزاد کر دینا تاکہ زمین میں اپنی خوراک خود تلاش کر لیں۔ اس کے بعد آپ مسجد کی طرف روانہ ہو گئے۔

آہ! جب ابن ملجم نے آپ کو محراب عبادت میں شہید کیا تو ہر طرف کہرام برپا ہو گیا۔ راوی کہتا ہے کہ مسجد کے تمام دروازے ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے۔ ملائکہ نے آسمان میں کہرام برپا کیا ایک تیز آندھی چلی، فضا میں تاریکی خٹ چھا گئی ہے اور جبریلؑ نے آسمان و زمین کے درمیان علیؑ کے شہید ہونے کی خبر دی جس کو ہر آدمی نے سنا۔

جب شہزادی ام کلثوم نے جبریلؑ کی آواز سنی تو چہرے اور رخساروں کو پیٹ لیا اور گریبان چاک کیا۔ پس وا علیا و محمدہ واسیدہ کہہ کے آواز دے کے رونے



لگیں۔ (الجلس المرضیہ صفحہ ۲۵۳ تا ۲۶۲)

جب علی کا وقت آخرا آیا تو آپ نے اہل بیت کو جمع کیا اور جب نہ نب و اُم کلثوم تشریف لائیں تو آپ پہلو میں بیٹھ کر رونے لگیں اور شہزادی نے عرض کی بابا جان ہمارا غم بڑا طویل ہوگا اور آنسو نہ رکیں گے، یہ سن کر سب رونے لگ گئے۔

(الجلس المرضیہ صفحہ ۲۶۶)

حبیب بن عمرو بیان کرتا ہے کہ میں حضرت امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی مولائے دو جہاں یہ زخم معمولی ہے آپ فکر نہ کریں آپ نے فرمایا اے حبیب خدا کی قسم میں ابھی تم لوگوں سے جدا ہونے والا ہوں۔ میں رو دیا اور آپ کی شہزادی جناب اُم کلثوم بھی ان کلمات سے متاثر ہو کر رونے لگیں تو آپ نے فرمایا بیٹی تم نہ روؤ اور اگر تم وہ چیز دیکھتیں جس کو میں دیکھ رہا ہوں تو ہرگز گریہ نہ کرتیں۔ حبیب کہتا ہے میں نے پوچھا اے مولا آپ کیا دیکھ رہے ہیں تو فرمایا ملائکہ کی صفیں جو ایک دوسرے کے آگے پیچھے ہیں میرے انتظار میں ہیں اور میرے بھائی جناب رسالت مآب تشریف فرما ہیں اور مجھے اپنے پاس آنے کی دعوت دے رہے ہیں۔ حبیب کہتا ہے کہ میرے رخصت ہونے کے بعد مولا نے رحلت فرمائی۔ تو جناب اُم کلثوم اپنے بابا کے قدموں کے پاس بیٹھ کر رونے لگیں۔ مولا کو جب غش سے افادہ ہوا تو آپ نے ملاحظہ کیا کہ سیدہ اُم کلثوم رو رہی ہیں۔ مولا نے ارشاد فرمایا میری لخت جگر تم پریشان نہ ہو میں خدائے بزرگ و برتر کے حضور جا رہا ہوں اور اس سے بہتر کوئی منزل نہیں۔ (محدثات اسلام صفحہ ۱۳ مصنف ذاکر زاہد حیدری)

۲۱ رمضان المبارک ۴۰ھ کے منہوس روز نے شہزادی اُم کلثوم کو چونتیس (۳۴) سال کی عمر میں باپ کے سایہ عاطفت سے محروم کر دیا۔ بی بی کے لئے یہ صدمہ ناقابل برداشت تھا۔



ڈاکٹر احمد ہشتی اپنی کتاب ”مثالی خواتین“ میں لکھتے ہیں:-

حضرت علیؓ کو ابنِ ملجم نے ضربت لگائی اور آپؐ کو گھراٹھا لائے تو اس وقت آپ کے سر کے پاس لبا بہ اور پائے مبارک کے پاس اُم کلثومؓ بیٹھی تھیں۔ حضرت علیؓ نے آنکھیں کھول کر اُم کلثومؓ کی طرف دیکھا اور فرمایا:

”اب میں خدا کی طرف جا رہا ہوں۔ بہترین اور اطمینان و آرام کی جگہ کوئے دوست ہے“

اس پر حضرت اُم کلثومؓ کے نالہ و گریہ کی آواز بلند ہو گئی۔ اس کے بعد ابنِ ملجم کو مخاطب کر کے کہا:

اے دشمنِ خدا! تو نے امیر المومنینؓ کو قتل کر دیا؟
ابنِ ملجم نے کہا:

آپ کے والد کو میں نے ہی قتل کیا ہے۔

فرمایا: مجھے امید ہے کہ وہ خطرہ سے بچ جائیں گے۔

ابنِ ملجم نے کہا: کچھ دیر بعد آپ ان کے غم میں روئیں گی۔ میں نے ایسی ضرب لگائی ہے کہ اگر وہ تمام اہل کوفہ پر پڑتی تو سب ہلاک ہو جاتے۔

(ڈاکٹر احمد ہشتی.... مثالی خواتین.... صفحہ ۱۳۵ تا ۱۳۶)

﴿۴۴﴾... حال شہادت امیر المومنینؓ اور حضرت اُم کلثومؓ

منابر الاسلام میں بروایات مختلفہ منقول ہے کہ جب ماہِ مبارک رمضان داخل ہوتا تھا تو حضرت ایک شب جناب امام حسنؓ کے یہاں افطار فرمایا کرتے تھے اور ایک شب جناب امام حسینؓ کے یہاں اور ایک شب حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کے یہاں۔ مگر تین لقمے سے زیادہ تناول نہ فرماتے تھے اُنیسویں شب کو کسی نے پوچھا کہ آپ



کھانے میں اس قدر اختصار کیوں فرماتے ہیں۔ فرمایا کہ دو ایک شبیں میری زندگی کی اور باقی رہ گئی ہیں۔ چاہتا ہوں کہ باشکم گرسنہ خدا کے حضور میں جاؤں۔ جناب ام کلثوم نے افطار کے واسطے دو روٹیاں جو کی اور نمک اور ایک پیالہ دودھ لا کے سامنے رکھا، جب آپ نے دیکھا تو رو کر فرمایا اے بیٹی میں رسول خدا کا تابع ہوں۔ تا زندگی آنحضرتؐ نے روٹی کے ساتھ کبھی دو نان خورش ایک وقت میں نوش نہیں فرمائے۔ اے بیٹی إِنَّ الدُّنْيَا فِیْ حَلَائِلَآ حَسْبُ وَ فِیْ حَرَآمِہَا عِقَابٌ دُنْیَا کی حلال چیزوں میں حساب ہے اور حرام چیزوں میں عذاب ہے۔

اے بیٹی ایک مرتبہ رسول خدا کے پاس جبریلؑ خزانہائے زمین کی کنجیاں لے کر آئے اور کہا یا رسول اللہ! خداوند عالم نے آپ پر سلام بھیجا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ یہ کنجیاں روئے زمین کی حاضر ہیں۔ اگر آپ کہیں تو کوہ ابوقیس سونے کا ہو جائے اور جو آپ کا مرتبہ ہے بروز قیامت اُس میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ فرمایا اے جبریل اس کے بعد کیا ہوگا؟ کہا موت! فرمایا تو پھر مجھے اس مال دنیا کی حاجت نہیں یہی بہتر ہے کہ جس روز میں بھوکا رہوں اپنے خدا سے طلب کر لوں اور جس روز میر ہوں اس کا شکر بجالاؤں۔ پھر جناب امیر نے فرمایا اے بیٹی جب تک تم دونوں میں سے ایک نان خورش نہ اٹھا لوگی میں کھانا ہرگز نہ کھاؤں گا۔ جب ام کلثوم نے دودھ کا پیالہ اٹھا لیا تب حضرت نے ایک روٹی نمک کے ساتھ تناول فرمائی اور شکر خدا بجالائے اور تمام شب عبادت خدا میں مشغول رہے اور نہایت اضطراب میں باہر نکل کر آسمان کو دیکھتے تھے۔ پھر گھر میں چلے جاتے تھے یہاں تک کہ تھوڑی دیر کے واسطے آنکھ لگ گئی۔

نہایت اضطراب میں اُٹھے اور اپنی اولاد کو اور اہل حرم کو جمع کیا اور فرمایا:

آج کی شب میں نے جناب رسول خدا کو خواب میں دیکھا ہے فرماتے ہیں کہ



اے ابوالحسن میں تمہارا بہت مشتاق ہوں عنقریب تم میرے پاس آؤ گے یہ سن کر سب رونے لگے اور حضرت ذکر خدا اور مناجات میں مشغول ہوئے۔ جب وقت اذان قریب ہوا۔ بقصد مسجد دروازہ کھول کر صحن خانہ میں آئے مکان میں کچھ بطنخیں پٹی ہوئی تھیں۔ جب حضرت کو جاتے دیکھا سب لپٹ گئیں اور چلانے لگیں۔

الغرض اسی حالت سے حضرت مسجد میں آئے اور گلدستہ اذان پر اس طرح اذان دی کہ تمام کوفے میں آواز پہنچی۔ ابن ملجم ملعون پہلے سے مسجد میں سویا ہوا تھا حضرت اُس کے قریب گئے اور فرمایا اے شخص جس امر کا تو ارادہ رکھتا ہے میں خوب جانتا ہوں اور جو چیز کپڑے میں چھپائے ہوئے ہے اگر کہے تو بتلا دوں۔ یہ فرما کر محراب مسجد میں تشریف لائے اور نماز میں مشغول ہوئے، ابن ملجم شقی ستون مسجد کی آڑ میں چھپ گیا۔ یہاں تک کہ حضرت نے ایک رکعت نماز پڑھی۔ جب پہلے سجدے سے سر اٹھا اُس وقت اس ملعون نے اس زور سے سر اقدس پر تلوار لگائی کہ پیشانی تک اتر آئی۔ حضرت سے سنبھلا نہ گیا، زمین پر جھک گئے اور فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ قُوْتُ بَرَبِ الْكُفْبَةِ اللہ کا نام لے کر اور اللہ پر بھروسہ کر کے اور رسول کی ملت پر کعبہ کے پروردگار کی قسم میں نے اپنی مراد پائی۔ اُس وقت دروازے مسجد کے آپس میں ٹکرانے لگے، قدیلےں گل ہو گئیں، عالم میں اندھیرا ہو گیا اور درمیان آسمان وزمین آواز قَدْ قُبِلَ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ بلند ہوئی۔ امام حسنؑ وَاَبَتَاهُ کہتے ہوئے مسجد کی طرف دوڑے۔ دیکھا کہ حضرت خون میں نہائے جا نماز پر پڑے ہیں۔ سب اہل مسجد رورہے ہیں۔ حسنؑ نے باواز بلند فریاد کی اور کہنے لگے وَاَبَتَاهُ وَاَمِيْنُ الْمُؤْمِنِينَ لَيْتَ الْمَوْتَ اَعْدَا مَنَا الْحَيٰوَةَ ہائے بابا کاش ہمیں موت آتی اور ہم آپ کو اس حال میں نہ دیکھتے۔ الحاصل جب اکیسویں شب ماہ رمضان کی آئی تو



آپ نے شہادت پائی امام حسنؑ نے حسب وصیت غسل دیا اور کفن دیا اور نماز پڑھی اور
 حسنینؑ تابوت اٹھا کر ارضِ غزنی (نجف اشرف) میں لائے اور ایک قبر میں جو پہلے
 سے کھدی تیار تھی دفن کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ
 (لونج الاحزان... از مولانا سید محمد مہدی... جلد ۱ ص ۸۰)

مرزا دیر کہتے ہیں:-

لکھا ہے کہ آئی جو شبِ ضربتِ حیدرؑ بس کھولتے ہی روزہ کمر باندھی اہل پر
 اُس شب کو تھے گہمِ محن میں گہمِ حجرے کے اندر ہمسایوں کو ہر بار ندا دیتے تھے رو کر
 حیدرؑ کی سواری سوے فردوس چلی ہے
 جاگو یہ شبِ قدر شبِ قتلِ علیؑ ہے

فرماتی ہیں کلثومؑ کہا میں نے کہ بابا کیوں آج سرِ شام سے بے چین ہو آقا
 یہ خوف ہے کس کا جو لرزتے ہیں سب اعضا شہ نے کہا دو راتوں کا مہمان ہوں بیٹا
 رعبہ مرے اعضا میں ہے اور دل بھی حزین ہے
 تحفہ کوئی خالق کے لئے پاس نہیں ہے

روزہ پہ رکھا روزہ ید اللہ نے تو کیا مقبولِ خدا ہو تو بجا ورنہ ہے بے جا
 جدے سے درم گو کہ جیوں پر ہوا پیدا بے فائدہ ہے سب جو نہیں حق کو پذیرا
 کوثر بھی ہے جنت بھی ہے درگاہِ خدا میں
 دیکھوں مجھے کیا ملتا ہے طاعت کی جزا میں

درپیش ہے ادنیٰ کو اب اعلیٰ کی ملاقات آیا تھا بندھے ہاتھ پہ جاتا ہوں کھلے ہات
 ہدیہ جو وہ مانگے گا تو کیا دوں گا میں بیہات نہ عذر کی طاقت نہ سفارش کو کوئی سات
 مرقد کے تصور میں مرے ہوش گئے ہیں
 مسکن ہے نیا اور مصاحب بھی نئے ہیں



کَلثُومَ نے رو کر کہا وا حسرت و دردا کیا بیٹیاں اب صبر کریں آپ کو بابا
کس طرح یقین تم کو ہوا اپنی اجل کا فرمایا جو ارشادِ پیہر ہے وہ ہوگا
دو روز ہے دنیا میں بس اب قوت ہمارا
اکیسویں کو اٹھے گا تابوت ہمارا

﴿۴۵﴾... حضرت اُمّ کَلثُومؓ بھائی حسنؓ کی سوگوار:

حضرت امام حسن علیہ السلام باپ کی شہادت کے بعد جب مدینے واپس آئے تو
آپ کے ساتھ آپ کے بہنوئی اور بہنیں تھیں جن میں حضرت اُمّ کَلثُومؓ بھی شامل
تھیں۔ (کربلا کی شیردل خاتون صفحہ ۴۹)

ابھی یہ غم مند نہ ہوا تھا کہ ۲۸ صفر ۵۰ھ کے منوں دن نے شہزادی اُمّ کَلثُومؓ کو بن
بھائی کے کر دیا اس وقت آپ کی عمر ۴۴ سال کی تھی۔ آپ نے بھائی حسنؓ کے جگر کے
نکڑے لگن میں دیکھے، تڑپ اٹھیں، امام حسنؓ کی شہادت کا صدمہ جناب اُمّ کَلثُومؓ و
جناب زینبؓ پر بہت زیادہ تھا۔ جب اُمت بے وفائے حسنؓ کے جنازے پر پھول
کی چادر کی بجائے تیروں کی چادر چڑھائی۔ تاریخ میں یہ پہلا جنازہ تھا جو دوبارہ گھر
واپس آیا۔ شہزادیؓ دو عالم نے بھائی کے جنازے پر تیروں کی چادر اس طرح سے
چڑھتی دیکھی تو تڑپ اٹھیں، جناب زینبؓ کے ساتھ کس کس کا ماتم نہ کیا۔ پانچ سال
کی عمر میں شفیق نانا کو روئیں، ابھی آنکھوں کے آنسو سوکھے نہ تھے کہ ماں نے قضا کی،
ابھی یہ زخم مند نہ ہوا تھا کہ باپ کا ماتم کیا اس کے بعد دو بھائی باقی رہ گئے۔ قسمت
نے ان میں سے بھی بڑے بھائی کو جدا کر دیا۔ (محافل و مجالس صفحہ ۷۲)

صاحب زینب الکبریٰ کا بیان ہے کہ جب امام حسنؓ زہر کی وجہ سے جگر کے نکڑے
اُگل رہے تھے تو آپ کو خبر دی گئی کہ جناب زینبؓ اندر آنا چاہتی ہیں تو آپ نے حکم



دیا کہ اس طشت کو اٹھا دو ایسا نہ ہو کہ میری بہن کی نگاہ میرے ان زہر آلود جگر کے ٹکڑے پر پڑ جائے اور وہ برداشت نہ کر سکیں۔

آپ کا رنگِ مبارک مائل بہ سبزی ہو گیا اُس وقت حضرت نے اپنے ہاتھ بھائی کی گردن میں ڈال دیئے اور منہ پر منہ رکھ کے بے اختیار دونوں بھائی زار زار رونے لگے پھر آپ نے اہل بیت طاہرین کو بلا کر ایک ایک کو وداع کیا اور جناب اُمّ کلثوم سے فرمایا میرے فرزند قاسم کو بلا لاؤ جب قاسم حاضر ہوئے آپ نے گلے سے لگایا رخساروں پر بوسے دے کر زار زار رونے لگے اور اُن کا ہاتھ امام حسین کے ہاتھ میں دے کر فرمایا اے بھائی اسے تمہارے سپرد کرتا ہوں اس پر ہمیشہ نظرِ لطف رکھنا۔

(بحورالغمر..... جلد ۳..... صفحہ ۳۱)

جس وقت امام حسن مسموم کی شہادت واقع ہو گئی تو مدینہ میں آہ و بکا کا شور و غل برپا ہو گیا۔

فصاحت اُمّ کلثومؑ ولطمت خدھا و شعرھا و نادت و احسانہ
وامحمداه و اعلیاء و فاطمة فواتک یا اخی ائکلنی و انحنی و ترکنی
علیک حزنیة لا تنطفی حرارة زفرتی بالامس علیٰ فقد جدی و ابی و امی
والیوم علیک یا اخی۔

جناب اُمّ کلثومؑ نے منہ پیٹ لیا اور سر کے بال کھول دیئے اور

وا حسناہ و امحمداه و اعلیاء و فاطمہ

کے جگر خراش نعرے بلند کر کے فریادیں کیں اور کہا اے برادر تمہاری جدائی نے مجھ کو درد رسیدہ کر دیا میری کمر جھکا دی اور مجھ کو ایسا دکھ دے دیا جس کی وجہ سے میری آہوں کی حرارت سرد نہ ہوگی کل میں نانا اور بابا اور اماں کے سوگ میں رو رہی تھی اور



آہ اے برادر آج تمہاری موت بھی دیکھنی پڑ گئی جناب زہنب عالیہ نے بھی

واخاۃ و احسانۃ و اسنادۃ

کہہ کر بین کئے اور جناب عباس نے سر میں خاک ڈالی اور رو کر مر چلے
پڑھے۔ (انوار المجالس، زہنب الکبریٰ)

امام حسن کی شہادت کے بعد بہنیں اور بہنوئی امام حسینؑ کے ساتھ رہنے لگے،
عبداللہ وعون یہ سب امام حسینؑ کو اپنا دینی سرپرست سمجھتے تھے۔ ان کے حکم پر
اپنا سر تسلیم خم کرتے۔ (کربلا کی شیردل خاتون صفحہ ۴۹)

امام حسنؑ کی شہادت کے بعد ظلم و ستم کی ایسی ہوا چلی جس نے اسلام کے شجر کو جڑ
سے اکھاڑنے کی کوششیں شروع کیں اور ظاہری بادشاہت اور اس فانی اقتدار کے
پیروکار یزید نے علیؑ کے لال کامدینہ میں رہنا محال کر دیا۔

﴿۴۶﴾... حضرت اُمّ کلثومؑ کا مدینہ سے سفر

حسین ابن علیؑ نے شجر اسلام کی یہ حالت دیکھی اس کو مضبوط کرنے کے لئے حسینؑ
آواز تو حید کی طرف کھینچتے چلے گئے۔ یزید نے چاہا کہ آواز خالق کو دبا دے حسینؑ نے
مستحکم ارادہ کر لیا کہ سب کچھ لٹا دوں گا مگر متاع تو حید نہ لٹے دوں گا۔ یزید نے چاہا
کہ اسلام کے سر سے وقار کی چادر چھین لوں اور ناموس اسلام کو بے نقاب کر دوں۔
مگر حسینؑ کی شیردل بہن جناب اُمّ کلثومؑ نے لٹا کر کہا۔ اے بد بخت تیرا خیال خام
ہے میں بہن زہنبؑ کے ساتھ اپنی چادر دے دوں گی مگر ناموس اسلام کو بے نقاب
ہونے سے بچاؤں گی۔ اس مقصد کے لئے آپ بھی امام حسینؑ کے ساتھ مدینہ سے
روانہ ہوئیں۔ (کربلا کی شیردل خاتون صفحہ ۶۰)

۲۸ رجب ۶۰ھ میں جب علیؑ کے لال نے قافلے کی روانگی کا حکم دیا علامہ در بندی



لکھتے ہیں عبد اللہ ابن سنان کو فی کا بیان ہے جس زمانے میں امام حسینؑ سفر کر رہے تھے میں بھی سرزمین مدینہ میں موجود تھا۔ جب عماریاں تیار ہوئیں میں نے دیکھا کہ ایک نہایت خوبصورت طویل القامت نوجوان حسینؑ کے بیت اشرف سے برآمد ہوئے انہوں نے تمام لوگوں سے خطاب کر کے فرمایا تم سب ہٹ جاؤ کہ علیؑ و فاطمہؑ کی بیٹیاں سوار ہو رہی ہیں۔ میں نے دور سے دیکھا کہ دو بیٹیاں جن کے برقعوں کے کنارے زمین پر خط دے رہے تھے، سوار ہوئیں میں نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ دونوں بیٹیاں کون تھیں، اس نے کہا کہ یہ علیؑ و فاطمہؑ کی بیٹیاں حضرت زینبؑ و اُم کلثومؑ ہیں۔ (ذکر العباس صفحہ ۱۸)

﴿۳۷﴾... ۲۸ رجب کو حضرت زینبؑ اور حضرت اُم کلثومؑ کی سواری کی شان:

راوی کا بیان ہے کہ امام حسینؑ نے جوانان بنی ہاشم کو حکم دیا کہ مستورات کو محلوں پر سوار کرو اسی وقت میں نے دیکھا کہ ایک نوجوان امام حسینؑ کے خانہ اقدس سے برآمد ہوا جس کی صورت چاند کی طرح تھی پھر میں نے دیکھا کہ دو مستورات امام کے خانہ اقدس سے برآمد ہوئیں کہ شرم و حیاء کی کثرت سے ان کے برقعے پاؤں سے لپٹ رہے تھے کنیزوں کا ارگردہجوم تھا وہ جوان آگے بڑھا اور اس نے محمل درست کیا اور زنانوے ادب سے کیا اور مستورات کا بازو پکڑ کے ایک ایک کو سوار کیا میں نے کسی سے دریافت کیا یہ مستورات کون ہیں مجھ کو بتلایا گیا کہ یہ امیر المومنینؑ کی بیٹیاں جناب زینبؑ و اُم کلثومؑ ہیں اور یہ نوجوان قمر بنی ہاشم عباس بن علی بن ابی طالب ہے۔ (الطراز المذہب صفحہ ۱۷۱)



﴿۲۸﴾... حضرت اُمّ کلثومؓ کا مکے میں ورود:

یہ قافلہ جب اپنی منزل کی طرف بڑھا شہزادی دو عالم اُمّ کلثومؓ کو اب یقین تھا کہ مدینہ اب ہمیشہ کے لئے چھوٹ رہا ہے والدہ گرامی کا روضہ نانا کی ضریح بھائی کی تربت اب دیکھنے میں نہ آئے گی۔ جب یہ قافلہ مکے میں پہنچا تو مکے میں طوفان کی رفتار تیز تھی اور حاجیوں کا یہ قافلہ حج کے بغیر صحراؤں کی طرف چلنے کو تیار ہو گیا۔ رسول اللہ کی امانتیں سیدہ کی دولت اسلام کا پورا سرمایہ زینبؓ و کلثومؓ اور حسینؓ کے سے صحراؤں کی طرف بڑھ رہے تھے۔

﴿۲۹﴾... منزل سوق پر شہزادیوں کا اضطراب:

سفر عراق کے دوران میں ایک عظیم مصیبت جو شہزادیوں پر وارد ہوئی وہ جناب مسلم بن عقیل کی شہادت کی دردناک خبر تھی جو کہ کوفے کی طرف سے آنے والے ایک شخص نے امام کو بتلائی کہ میں نے مسلم وہابی کو بے دردی سے شہید ہوتے دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ ان کے پاؤں میں رسی ڈال کر خون آلود لاشوں کو بازار میں گھسیٹا جا رہا تھا یہ خبر سن کر خیام حرم میں کھرام ماتم برپا ہو گیا متعدد کتب مقاتل میں مذکور ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام خیام میں تشریف لائے اور جناب مسلم بن عقیل کی کم سن بچی جس کا نام باختلاف روایت حمیدہ یا عاتکہ ہے جس کی عمر بعض نے گیارہ سال لکھی ہے بعض نے سات سال یہ بچی جناب رقیہ بنت علی کے بطن سے تھی امام حسینؓ نے اس کو بلایا اور اس کے سر پر دستِ شفقت پھیرا بچی نے گھبرا کر مامو کی طرف دیکھا اور فرمایا

یا عم مارانیتک تفعل بی مثل هذا تفعل بی ما یفعلون بالایتام



آپ نے اس قسم کا سلوک مجھ سے پہلے تو کبھی نہیں کیا آپ تو میرے ساتھ وہی شفقت کر رہے ہیں جو یتیموں کے ساتھ کی جاتی ہے۔

اظن انه قد استشهد والدی
میرا خیال ہے کہ میرے بابا شہید ہو گئے۔

فلم يتمالك الحسين من البكاء
امام حسینؑ گر یہ ضبط نہ کر سکے اور فرمایا

یا بنی انا ابوک بناتی اخواتک

بڑی گھبراؤ مت میں تمہارے باپ کی منزلت پر ہوں اور میری بچیاں تمہاری بہنیں ہیں صاحب روضۃ الشہدائے لکھا ہے کہ امام نے فرمایا تم مجھ کو باپ کی طرح سمجھو اور میری بہن زینبؓ کو ماں کے برابر سمجھو اور میرے بچوں کو بھائیوں کی طرح سمجھو اور میری لڑکیوں کو اپنی بہنیں سمجھو۔ یہ سن کر وہ بچی رونے لگی اور جب جناب مسلم بن عقیل کے بچوں نے یہ خبر سنی تو اپنے عمائے زمین پر اتار پھینکے اور بہت روئے اور خیام میں کہرام ماتم برپا ہو گیا اور یہی معصوم بچی تاراجی خیام کے وقت ہجومِ اشقیاء میں پامال ہو کر شہید ہو گئی۔

واضح ہو کہ اس روایت کو مندرجہ ذیل جلیل القدر علماء نے نقل کیا ہے۔

(۱) فخر الدین بن طرح نجفی متوفی ۱۰۸۵ھ.... المنتخب فی المراثی والخطب

(۲) محمد باقر بن عبدالکریم اصفہانی..... الدمعة الساکبة... صفحہ ۲۸۵

(۳) شیخ عباس بن محمد رضائی ۱۳۳۵ھ..... منتہی الامال... جلد اول... صفحہ ۲۳۷

مصنف مفاتیح الجنان وغیرہ۔

(۴) شیخ رضا بن بنی قزوینی..... تعظیم الزہراء (بحوالہ ثمرات)



- (۵) محمد صالح برغانی قزوینی.....بخزون البرکاء (بحوالہ ثمرات)
- (۶) سید ابوالقاسم اصفہانی ۱۳۲۹ھ.....نفائس الاخبار.....صفحہ ۸۶
- (۷) آقا سید محمود الامامی الاصفہانی.....ثمرات الحیات.....جلد دوم صفحہ ۱۱۰
- (۸) شیخ محمد مہدی الحارثی المازندرانی.....معالی السبطين.....جلد اول صفحہ ۱۶۳
- (۹) علامہ سید ابوالفضل الحسینی.....کفایۃ الواعظین.....صفحہ ۶۱
- (۱۰) علامہ شیخ محمد طاہر ساوی النعمی.....ابصار العین صفحہ.....طبع نجف اشرف
- (۱۱) صدر الدین القزوینی.....ریاض القدس وحدائق الانس.....جلد اول صفحہ ۲۱۰
- (۱۲) سید محمد ہاشم خراسانی.....منتخب التواریخ.....صفحہ ۳۰۰.....طبع ایران
- اس سفر میں حضرت زینبؓ اور اُمّ کلثومؓ قافلے میں کتنی شان و شوکت سے سفر کر رہی تھیں سوار ہوتے وقت اور محل سے نیچے اترتے وقت حضرت عباسؓ اپنے گھٹنوں کو خم کرتے تھے اور بیٹیاں پیر رکھ کر سہارے سے نیچے اترتی تھیں۔
- پھر یہ قافلہ منزل رحمیہ پر پہنچا یہ وہ منزل ہے کہ جہاں حرکا قافلہ بھی ہے اور اُن سے تبادلہ گفتگو ہوا امام نے اُن پر نفرین و لعنت کی ہے۔ سیکنہ بی بی نے واقعات کو سن لیا تھا تو رونے لگی تھیں۔ پھر روتے ہوئے اپنی پھوپھیوں جناب زینبؓ و اُمّ کلثومؓ کی طرف گئیں انھوں نے سیکنہ بی بی کو روتا ہوا دیکھا تو سب پوچھا اور جب سیکنہ بی بی نے سب بتایا تو شہزادی اُمّ کلثومؓ نے نالہ بلند کیا اور کہا۔

واجداً و اعلیاً، و احسناء و احسیناء، و اقلتلہ الباصراہ ابن الخلاص من
الاعداء لتہیم یقنعون فی العداۃ ترکت جوار جرك و سلکت بنا بعد
المرافعلا منها لوحیب و کثر منها حولها النجیب

ہم تو اس مصیبت سے بہت پریشان ہیں کہ ہمارا راستہ بھی روکا جا رہا ہے اور اپنے



جد نانا جناب رسول خدا سے مخاطب ہو کر فرمانے لگیں کہ نانا جان آپ کی امت نے ہم کو آپ کے مزار پر بھی نہیں رہنے دیا۔ وطن سے بے وطن ہو گئے اور ہم کو چاروں طرف سے پریشانیوں نے گھیر رکھا ہے۔

اس وقت شہزادی اُمّ کلثوم کو بہت رنج و صدمہ پہنچا اور کہنے لگیں کہ کاش اے نانا جان ہم آپ کے مزار پر ہوتے اور یہ کہہ کر رونے لگیں تو امام حسینؑ نے بہن اُمّ کلثوم کے رونے کی آواز سنی تو آپ قریب آئے اور دیکھا کہ شہزادی اُمّ کلثوم بہت رو رہی ہیں تو امام نے فرمایا کہ اے میری پیاری بہن اُمّ کلثوم ذرا یہ تو بتاؤ کہ تمہارے رونے کا کیا سبب ہے تو آپ نے فرمایا کہ اس سفر سے ہمیں خوف آرہا ہے اور واپسی نانا کے مزار پر ہوتی تو اچھا تھا تو امام حسینؑ نے فرمایا کہ بہن اب نانا کے مزار پر جانا ممکن نہیں ہے تو بی بی نے فرمایا کہ آپ نے حکومتِ وقت کے کارندوں سے بات کی ہوتی تو آپ نے فرمایا کہ ہم نے کافی باتیں کیں مگر وہ لوگ ہماری بات پر کان نہیں دھرتے ہیں اور ہر حال میں یہ لوگ مجھے قتل کریں گے لیکن اے بہن صبر و ضبط کو اپنے ہاتھ سے جانے نہ دینا۔ کیونکہ مجھے نانا جان نے تمام باتوں سے پہلے ہی آگاہ کر دیا ہے۔ تکلیفوں کے بعد تمہاری ہی کامیابی ہوگی۔ صبر سے کام لو، جو کچھ قسمت کا لکھا ہوا ہے وہ تو ضرور ہی ہو کر رہے گا ہم کو مضبوطی سے اپنا کام کرنا ہے، پائے ثبات کو قطعاً جنبش نہ ہونے پائے، امام نے بہن کو تسلی دی لیکن خود یہ اشعار پڑھنے لگے۔

یا ہراف لك من خلیل	کم لك بالاشراق والاصیل
من صاحب وطالب قتیل	والدھرہ یقنع بالبریل
وکل ہی سالك سبیل	ما اقرب الوعد من الرحیل
وانما الامر الی الجلیل	سبحان ربی مالہ مثیل



اور امام سجادؑ کی روایت ہے کہ میرے والد امام حسینؑ ان اشعار کو پڑھ رہے تھے تو میری پھوپھی جناب زینبؑ نے سنا تو تیزی سے دوڑ کر بھائی کے پاس آئیں اور کہا۔
وقالت یا اخی وقبرۃ عینی لیت الموت اعد منی الحیوة یا خلیفة الماصفین وثمان الباقین

اے میرے پیارے مانجائے اے حسینؑ بھائی۔ یہ مصیبتیں اور پریشانیاں جو ہم کو روزانہ پیش آرہی ہیں کاش ہم کو موت آجاتی اور یہ حالت نہ دیکھتے اس طرح سفر میں آگے بڑھتے گئے اور دن بہ دن زیادہ سے زیادہ مصیبتیں آپ پر بڑھتی چلی گئیں۔ یہاں تک کہ کر بلا پہنچ گئے اور سفر ختم ہو گیا اور آگے کے حالات سنئے
(زینبؑ کبریٰ صفحہ ۲۷۷)

﴿۵۰﴾... حضرت اُمّ کلثومؑ اور واقعہ کر بلا

جب یہ قافلہ منزلیں طے کرتا ہوا، ۲ محرم ۶۱ھ یوم پنجشنبہ سرزمین کر بلا پر پہنچا۔ علامہ شیخ شومتری رقمطراز ہیں کہ جب شہزادی اُمّ کلثومؑ نے اس زمین کو دیکھا تو بے چین ہو گئیں۔ بھائی حسینؑ سے کہا بھیا یہ زمین ہولناک کیوں ہے اس زمین کو دیکھ کر میرادل پریشان ہو رہا ہے۔ بھائی نے بہن کی پریشانی دیکھی۔ اپنی صابرہ بہن سے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ یہ وہ سرزمین ہے جو شہداء کے خون سے عاشور کے روز لالہ زار بن جائے گی اور اس کی پیشین گوئی بابا علیؑ نے مجھے اس وقت دی جب کہ آپ جنگ صفین کی طرف جا رہے تھے۔ جب ہمارا گزر اس سرزمین پر ہوا، تو بابا علیؑ پر نیند کا غلبہ ہوا اور آپ میری آغوش میں سر رکھ کر سو گئے بیدار ہونے پر میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے جو ختم ہونے میں نہ آتے تھے۔ میں نے رونے کا سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا بیٹا حسینؑ میں نے ابھی ابھی خواب دیکھا ہے کہ



یہ صحرا خون کا سمندر بن گیا ہے اور میرا لختِ جگر اُس دریائے خون میں ہاتھ مارتا ہے اور کوئی اس کی فریاد کو نہیں پہنچا۔ پھر فرمایا بیٹا تیرا کیا حال ہوگا، میں نے عرض کی بابا جان میں صبر کروں گا۔ (ذکر العباس صفحہ ۱۴۱، المجالس المرئیہ صفحہ ۴۲)

بروایت منتخب جب مولائے دو جہاں امام حسینؑ کو علم ہوا کہ یہ مقام کربلا ہے آپ گھوڑے سے اتر پڑے اور نہایت دردناک لہجہ میں آپ نے چند اشعار اس مضمون کے پڑھے اے دنیا وائے ہوتیرے اوپر تو عجب بے وفا دوست ہے کہ انسان کو صبح و شام تجھ سے رنج پہنچتا ہے۔ اے دنیا تو نے کیسے کیسے حق پسند اور صداقت شعار لوگوں کو ہلاک کیا، لیکن پھر بھی تجھ کو قناعت نہ ہوئی اور برابر لوگوں کو ہلاک کئے چلی جا رہی ہے۔ بے شک ہر زندہ کو یہ راہ درپیش ہے جو میرے سامنے آنے والی ہے بے شک ہر امر کی انتہا خدائے جلیل تک ہے ان اشعار کو سن کر جناب زینبؑ تڑپ اٹھیں اور شہزادی ام کلثومؑ نے عرض کی بھیا اگر آپ کو موت کا یقین ہو گیا ہے تو ہم کو ہمارے نانا کے روضے پر پہنچا دیجئے کیونکہ ہم سے آپ کا قتل ہونا نہ دیکھا جائے گا۔ آہ بھیا ہم بیسوں کا آپ کے بعد کون ہوگا۔ حضرت نے فرمایا اے بہن اگر میرا اختیار ہوتا تو تم کو اس بلا میں کیوں پہنچاتا، اے بہن صبر کرو اور جو مصیبت سر پر آئے اسے برداشت کرنا کہ پیش خدا صابروں کا بڑا اجر ہے۔ اے بہن مرضی خدا میں کسی کا زور نہیں۔ خدا کی مشیت یہی ہے کہ وہ اپنی راہ میں مجھے شہید دیکھے۔ انسان کے لئے صبر ہر حال میں بہتر ہے۔ (مصباح المجالس جلد اول صفحہ ۵۰)

آہ علیؑ کے لال نے قافلے کو قیام کا حکم دیا کر بلا کے چٹیل میدان میں خیمے نصب کئے گئے۔ بیبیوں کو احترام کے ساتھ خیموں میں پہنچایا گیا اس وقت کر بلا کا یہ منظر تھا کہ آفتاب پورے شباب پر چمک رہا تھا گرمی عروج پر تھی کر بلا کی سر زمین تانبے کی



طرح تپ رہی تھی اس مقام پر جہاں طائروں کا گزر مشکل تھا۔ کربلا کے خطِ ارض پر علیؑ کا گلستان آباد ہے مگر چند دنوں کے لئے خزاں اس چمن کے قریب تر ہے اس چمن میں ننھی ننھی نوخیز کلیاں ہیں جو دھوپ کی تمازت سے کھلا رہی ہیں۔ دو محرم سے مخالفین کی فوجیں آئی شروع ہو گئیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے چند دنوں میں یہ میدان بھر گیا۔ حسینؑ پر سختیاں شروع کر دی گئیں اور ہفتہ محرم کو فضا تاریک ہو رہی تھی۔ یہاں جو کبھی میدان جنگ میں نہ رہی تھیں جن پر کبھی ایسا وقت نہ آیا تھا آج کلہ گویوں کے مجمع میں گھری ہیں۔

بندشِ آب کر دی گئی یہاں تک کہ نویں کا دن گزر چکا آفتاب ڈوب رہا تھا رات کی تاریکی کا آغاز ہوا۔ ہر طرف ہوا کا عالم تھا آسمان پر چاند نمودار تو ہوا لیکن اس کی روشنی تھر تھرا رہی تھی۔ یہ زہراؑ کے لال کی زندگی کی آخری رات تھی۔ جب امام حسینؑ کو یقین ہو گیا کہ موت اور زندگی میں ایک رات کا فاصلہ رہ گیا ہے۔ حضرت عباسؑ سے فرمایا جاؤ اگر تم کر سکو تو انہیں ایک رات کے لئے ہٹا دو تا کہ ہم عبادتِ خالق بجا لائیں۔ حضرت سید سجادؑ روایت کرتے ہیں عاشور کی رات میرے بابا نے چراغوں کو غل کر دینے کا حکم دیا۔ جب چراغ گل ہو گئے تو آپؑ نے فرمایا ایہا الناس یہ لوگ ہمارے قتل پر آمادہ ہیں۔ کل یہ لوگ ہم سے آمادہ پیکار ہوں گے اور ہمارے ساتھیوں کو بھی شہید کریں گے ہم اہل بیتؑ رسولؑ ہیں ہمارے نزدیک کسی کو دھوکہ دینا حرام ہے کل ہم میں سے کوئی بھی زندہ نہ بچے گا اس وقت پردہ شب حائل ہے راستہ بھی صاف ہے جس کا جی چاہے یہاں سے چلا جائے اور جس نے ہمارا ساتھ دیا اور ہماری مدد کی فرمانِ آلِ محمدؑ کے مطابق اُس نے کلمہ آلِ محمدؑ کی مدد کی۔ بابا نے سر جھکا لیا میں نے دیکھا کہ لوگوں کا مجمع منتشر ہو رہا ہے میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔



میری پھوپھی اُم کلثومؓ نے مجھے روتے دیکھا پوچھا بیٹا کیا خبر ہے کیوں روتے ہو میں نے کل ماجرا بیان کیا سنتے ہی آپ چیخ مار کر رونے لگیں اور فریادی۔ و اجراء و جدد و لیاہ و احیئناہ و قلة ناسراہ ہائے ان دشمنوں کے ہاتھ سے کیونکر خلاصی ممکن ہے کاش یہ لوگ بھائی کے عوض مجھے قتل کر دیتے اور میرے بھائی کو چھوڑ دیتے۔ مظلوم امام یہ آواز سن کر دامن سنبھالتے ہوئے خیمہ میں پہنچ گئے دریافت کیا بہن کیوں روتی ہو، جناب اُم کلثومؓ نے فرمایا بھیا ان دشمنوں سے حسب و نسب کو اور آپ کو جو نانا رسول خدا با با علی مرتضیٰ سے قرابت ہے اس کو بیان کیجئے شاید یہ لوگ نہ جانتے ہوں فرمایا بہن ہم نے سب کچھ بیان کیا مگر کسی نے نہ سنا ان لوگوں کو سوائے میرے قتل کے کوئی فکر نہیں اب قریب ہے کہ تم لوگ مجھے خاک پر لوٹا دیکھو گے۔

(لوح الاحزان جلد ۲ صفحہ ۶۱۶)

﴿۵۱﴾... شب عاشور حضرت اُم کلثومؓ کا اضطراب:

عاشور کی رات شہزادی اُم کلثومؓ کی طبیعت بے چین تھی ساتھیوں کی کمی، موت کا یقین، گھر کا اجڑنا، مجبوریوں کا عالم، بھائی کی جدائی کا تصور، سید مجاہد کی ناسازی مزاج راتوں کی جاگ پانی کی نالیابی، بچوں کی بے تابی، امام حسینؑ کی تقریریں، دل ہی تو ہے نہ کہ سنگ دخت اسی بے چینی کے عالم میں عاشور کی صبح کی ابتداء ہوئی تو آسمان سے یہ آواز آئی خلیل اللہ ارکبی، اے سوارانِ خداوندی اپنے گھوڑوں کی زینیں لے لو اس آواز کو سن کر حضرت اُم کلثومؓ کمال پریشانی میں بھائی کے خیمے میں پہنچیں عرض کی بھیا یہ صدا جو ابھی آسمان سے آئی ہے آپ نے سنی آپ نے فرمایا ہاں بہن میں نے سن لی ہے اور اے بہن اس سے عجیب تر یہ ہے کہ میں نے ایک خواب دیکھا کہ مجھ پر بہت سے کتے حملہ کر رہے ہیں اور ان میں سے بہت زیادہ ایک کتا مجھ پر حملہ آور ہوتا



ہے میں جانتا ہوں وہی مجھے ہلاک کرے گا۔ پھر اس کے دوران میں نے سرکارِ دو عالم کو دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں اے شہید آلِ محمدؑ تیرے استقبال کے لئے انبیاءِ مرسلین جمع ہیں آپ نے فرمایا اے بہن سب کو جمع کر لو کہ میں سب کو الوداع کر لوں۔

سب جمع ہوئے علی کے لال نے ہر ایک کو رخصتِ آخر کا پیغام دیا، تمام بیبیوں میں کہرام برپا تھا۔ اُم کلثومؑ نے عرض کی بھیا نانا کے بعد بابا اور باپ کے بعد بھائی حسنؑ اور آپؐ کی ہستی بھائی حسنؑ کے بعد سہارا تھا تو آپؐ کا وجود میرے لئے درد کی دوا رہا۔ بھیا اب مجھے کس کے سہارے پر چھوڑ کر جا رہے ہو تو یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ صبح ہوگئی۔ (ذکر العباس صفحہ ۲۰۹)

﴿۵۲﴾... حضرت زینبؑ اور حضرت اُم کلثومؑ شبِ عاشور:

اس شب کو امامِ عالی مقام نے اپنے دیگر اصحاب و احباب کے ہمراہ عبادتِ تسبیحات میں گزارا اور جنابِ زینبؑ اور جنابِ اُم کلثومؑ بھی خیمہ کے اندر ساری رات مصلیٰ عبادت پر مصروف رہیں جیسا کہ فاطمہ کبریٰ سے روایت ہے کہ پھوپھی اماں نے یہ ساری رات عبادت میں کھڑے ہو کر گزاری اور ہم میں سے ہر بی بی جاگتی رہی اور کسی کی آنکھ نہ لگی اور کسی کے آنسو نہ تھے۔

بی بی کے متعلق اس شب کا اہم دوسرا واقعہ یہ ہے۔

اس شب کو بی بی بہت بے تاب تھیں چونکہ کافی لوگ امام کو چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ رات کو امام ایک مرتبہ جنابِ زینبؑ کے خیمہ میں تشریف لے گئے تو بی بی نے تکیہ پیش کیا جب امام آرام سے بیٹھ گئے تو بی بی رونے لگی اور فرمایا۔

بھائی جان یہ بھی میں جانتی ہوں کہ آپ شہید ہو جائیں گے اور ان نازک دل مستورات کی ذمہ داری مجھ پر عائد ہو جائے گی اور لوگوں کو تو آپ جانتے ہیں کہ



قدیمی کینہ رکھنے والے ہیں اور یہ ایک عظیم مصیبت ہوگی ان ہاشمی جوانوں کا قتل ہونا میرے لئے سخت ناگوار ہے بھائی جان کیا آپ نے اپنے موجودہ اصحاب کی نیوٹوں کی آزمائش فرمائی ہے مجھ کو تو ڈر ہے کہ جنگ کے گھمسان میں آپ کو چھوڑ کر چلے نہ جائیں۔ امام نے فرمایا بہن فکر مت کرو میں نے ان کو خوب آزمایا ہے یہ موت کے اس قدر مشتاق ہیں کہ شیر خوار بچہ ماں کے دودھ کا بھی اس قدر مشتاق نہیں ہوتا۔

کسی طرح یہ خبر امام کے جلیل القدر صحابی ہلال بن نافع کو ملی تو وہ رونے لگے اور کہا افسوس ہے کہ اب تک بتول کی شہزادی کو ہماری وفا پر اطمینان نہیں آتا۔ یہ صحابی وہ ہیں جن کے متعلق ابو جحیف نے لکھا ہے کہ۔

اس کی پرورش جناب امیر نے فرمائی تھی بڑے چوٹی کے تیر انداز تھے اور اپنے تیر پر اپنا اور اپنے باپ کا نام لکھ دیا کرتے تھے۔ یہ فوراً اٹھے اور حبیب بن مظاہر کو واقعہ کی اطلاع کی اور کہا نہ نب الکبریٰ بہت ہی پریشان اور غمگین ہیں کسی نہ کسی طرح ان کو اپنی وفاداری کا یقین دلاؤ ورنہ علی کی بیٹی کی حالت قابل افسوس ہے انہوں نے تمام اصحاب و انصار کو جمع کیا اور ان کے سامنے تقریر کی کہ تمہارے سردار کی بہن اور ان کے باقی اہل حرم بہت ہی پریشانی کے عالم میں رو رہے ہیں بتلاؤ تمہارا کیا ارادہ ہے۔ (ریاض القدس جلد ۱..... صفحہ ۲۸۱، زینب الکبریٰ..... صفحہ ۶۲)

یہ سن کر سب نے عمامے اتار کر زمین پر پھینک دیئے تلواریں سونت لیں اور کہا اے حبیب بن مظاہر قسم ہے اس پروردگار کی جس نے ہم کو یہاں آنے کی توفیق دی ہے ہم ان دشمنان آل رسول کے سر قلم کر کے دم لیں گے اور رسول اللہ کی اس وصیت کو ضائع نہ ہونے دیں گے جو حضور نے اپنے بچوں اور نواسیوں کے متعلق فرمائی تھیں اور انہوں نے کہا تم سب چلو اور خیام اہل حرم کے سامنے جمع ہو کر حضرت زینب اور



اُمّ کلثوم کو اپنی وفا کا یقین دلاؤ یہ سب لوگ خیامِ حرم کے سامنے جمع ہو گئے اور آواز بلند کہا۔

اے رسولؐ کی شہزادیوں یہ تمہارے فرمانبردار نو جوانوں کی تلواریں بے نیام ہیں انہوں نے یہ عہد کر لیا ہے کہ ان کے لئے تمہارے دشمنوں کی گردنوں کو ہی نیام بنائیں گے یہ تمہارے غلاموں کے نیزے ہیں انہوں نے قسم کھائی ہے کہ تم کو حسینؑ سے جدا کرنے والوں کے سینوں میں گاڑ دیں گے امام حسینؑ نے فرمایا اے شہزادیو برقعہ پہن کر باہر نکلو تمام شہزادیاں نکلیں اور بڑی شدت سے گریہ وزاری کر رہی تھیں اور کہنے لگیں فاطمہؑ کی بیٹیوں کی حفاظت کرو ورنہ اگر ہم قیامت کے دن رسولؐ اللہ کے سامنے اپنے مصائب کی شکایت کریں گی تو اس وقت کیا جواب دو گے جب کہ رسولؐ اللہ ہم سے کہیں گے۔

کیا حبیب بن مظاہر اور ان کے اصحاب تمہاری مدد کے لئے حاضر نہیں تھے یہ سن کر تمام اصحاب حسینؑ میں آہ و بکا کی وجہ سے کہرام مارتا ہو گیا حتیٰ کہ گھوڑے بھی ہنہانے لگے۔ (ریاض القدس جلد اول صفحہ ۳۰۶)

﴿۵۳﴾... عاشور کا دن اور حضرت اُمّ کلثومؑ

اس میں شبہ نہیں کہ صبح عاشور اُداس تھی، گریبانِ شہر چاک تھا، اُبھرے ہوئے آفتاب کے چہرے پر زردی تھی۔ فضائے عالم لرزاں رنج و غم کی دنیا پر حکومت نماز گزار سر بہ سجود حسینی لشکرِ سرِ فروشی پر تیار اذانِ علی اکبر کے ساتھ سب نمازِ صبح میں مشغول ہو گئے، قربانیوں کا آغاز ہوا۔ خبر آئی تصویرِ پیغمبرِ خون میں نہا گئی، قاسم شہید ہو گئے، عباسؑ نے جان قربان کر دی، غرض خیموں میں کہرام برپا تھا۔ شہدا کی لاشیں آ رہی تھیں۔ ایک دوسرے کا پر سہ دیا جا رہا تھا عصر کا وقت آیا حسینؑ کا بھرا گھر برباد ہو گیا۔



اب زہرا کا لال تنہا رہ گیا ہے۔ حسین رخصتِ آخر کے لئے خیمہ میں تشریف لائے۔
آواز دی یا سکمنۃ یا اُمّ کلثوم علیکم منی سلام یا سکینۃ یا اُمّ کلثوم تم پر
میرا سلام آخر ہو۔ (بیانچ المودۃ صفحہ ۵۵۳)

آہ آنسو کے ساتھ جنابِ زینبؓ و اُمّ کلثومؓ نے بھائی کو وداع کیا۔

شبیڑ برآمد ہوئے یوں خیمے کے در سے

جس طرح نکلتا ہے جنازہ بھرے گھر سے

آہ عصر کے وقت زہراؓ کا چاند سیاہ بادلوں میں چھپ گیا، ہر طرف یہ صدائیں تھیں
الافتل حسین بدشت کربلا اس آواز کے ساتھ زمین لرزی آفتاب کو گھن لگا،
فراٹ کی موجیں تڑپیں، سیاہ آندھیاں گھبرا کے اٹھیں، جب سر حسینؓ نوکِ نیزہ پر بلند
ہوا تو آپؐ کی آنکھوں میں دنیا اندھیر ہو گئی آپؐ کا سہارا چھین گیا اور شہزادی چون
سال کی عمر میں حسینؓ جیسے شفیق بھائی سے محروم ہو گئیں۔ اُمت جفا کرنے پر سہ اس
طرح سے دیا خیموں میں آگ لگا دی۔ افسوس مسلمانوں کا امام مارا گیا۔ شریعت میں
حکم ہے رات کو جنازے کے پاس چراغ جلاؤ، لیکن کربلا کے شہیدوں کو خیمے جلا جلا
کر روشنی کی گئی۔ بیبیوں کے سروں سے چادریں چھین لیں۔ ایک بی بی دوسری بی بی
کے پیچھے پناہ ڈھونڈتی تھی مگر پناہ کہیں نہ ملی کسی نے حضرت سکینہؓ کے کانوں کے
گوشوارے اُتار لئے۔ فاطمہ کبریٰ روایت کرتی ہیں میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ
گھوڑے پر سوار ہے اور نیزہ کی نوک سے عورتوں کو زخمی کرتا ہے آخر اس نے سروں
سے چادریں چھین لیں۔ ہاتھوں سے کنگن اُتار لئے۔ سب بیبیاں فریاد کر رہی تھیں آیا
کوئی ہے جو اشقیاء کو ہم سے دور کر دے۔ فاطمہ فرماتی ہیں کہ میں نظر پھرا کر اپنی
پھوپھی اُمّ کلثومؓ کو تلاش کر رہی تھی وہ شقی میری طرف چلا میں بھاگی مگر اس نے میری



پشت پر نیزہ مارا اس نے میرے کانوں سے گوشوارے اتار لئے۔ چادر چھین لی پھر بیہوش ہو کر میں گر پڑی۔ جب ہوش آیا تو دیکھا میری پھوپھی اُم کلثوم میرے سرہانے بیٹھی رو رہی تھیں اور فرماتی ہیں بیٹی اٹھو چلیں دیکھیں اور لڑکیوں پر کیا گزری۔ تمہارے علیل بھائی کس حالت میں ہیں۔ میں اٹھی اور کہا پھوپھی اماں کوئی کپڑا دیجئے سر کو چھپالوں۔ آپ نے فرمایا بیٹی تمہاری پھوپھی اُم کلثوم کا سر کھلا ہوا تھا اور ان کی پشت کوڑوں کی ضرب سے سیاہ تھی۔ (لؤلؤ الاحزان جلد ۲ صفحہ ۲۳۸)

﴿۵۴﴾... جنابِ زینبؓ و اُم کلثومؓ اور روزِ عاشور:

جب آفتاب عالم تاب روزِ عاشور کی دہشت سے کانپتا ہوا بامِ فلک پر منزل گزین ہوا اور دستِ قدرت نے گریبانِ افقِ آسمان کو ماتم شہدائے کربلا میں چاک کیا تو حق و باطل کی افواجِ جنگ پر آمادہ ہونے کے لئے مرتب ہونے لگیں تب امام حسینؑ نے اپنے جدِ امجد کا گھوڑا مرتجز مگنلویا اور اس پر سوار ہوئے آپ کی فوج میں صرف تیس سوار اور چالیس پیادہ تھے لشکر کے سینہ کا سردار زہیر بن قین کو مقرر فرمایا اور میسرہ کا حبیب بن مظاہر کو اور فوج کا علمبردار جنابِ عباس کو مقرر کیا۔

(۱) ابطل الاسدی حبیب بن مظاہر علامہ مظفری طبع نجف صفحہ ۶ (۲) معالی السطین جلد اول صفحہ ۲۱۱ ثمرات الحیات جلد ۲ صفحہ ۳۰۳ بحوالہ مفتاح الجنہ)

خیام کے ارد گرد خندق کھودی جا چکی تھی اس کو آگے سے بھر دیا تھا تاکہ پیچھے سے خیام حرم رسولؐ پر حملہ نہ ہو سکے۔

علامہ مازندانی فرماتے ہیں کہ فوجِ اشقیاء کا پروگرام یہ تھا کہ امام حسینؑ اور آپ کے اصحاب پر اور خیام حرم پر دفعۃً بیک وقت ہی اچانک حملہ کیا جائے اور جو ان بنی ہاشم کو شہید کر کے اہل حرم عصمت مآب کو اسیر کیا جائے اسی وجہ سے آپ نے خیام کی حفاظت کے لئے خندق میں آگ بھروادی۔



کس قدر ہولناک منظر تھا ادھر آگ کی تپش ادھر آفتاب کی گرمی اور چلچلاتی ہوئی دھوپ اور کر بلا کی جلتی ریت تھی جب معصوم بچوں پر پیاس کا غلبہ ہوتا تھا اور العطش العطش کی جگر خراش صدائیں بلند کر کے جناب زہنبؓ کا دامن تھامتے تھے اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ بی بی نے بے بسی کے عالم میں کس طرح ان شہزادوں کو تسلی دی ہوگی۔ جب افواج صف بستہ ہو گئیں تو امام نے فوج اشقیاء کے سامنے خطبہ دیا جس میں اپنا تعارف کرایا اور اپنی نسبی فضیلت اور اپنے خاندانی فضائل بیان فرمائے پھر فرمایا۔

تم کس وجہ سے میرا قتل جائز قرار دے رہے ہو حالانکہ میرے والد علی مرتضیٰ ہی قیامت کے دن حوض کوثر کے محافظ اور لواء الحمد کے حامل ہوں گے انہوں نے کہا ہم سب کچھ جانتے ہیں مگر آپ کو اس وقت تک نہ چھوڑیں گے جب تک کہ آپ پیاس سے مرنے جائیں۔

یہ جملہ حرم اہل بیت کے لئے اس قدر دردناک ثابت ہوا کہ جناب زہنبؓ کبریٰ اور حضرت اُمّ کلثومؓ اور دیگر بیبیاں بلند آواز سے رونے لگیں جناب نے علی اکبرؓ اور عباسؓ کو بھیجا کہ جاؤ شہزادیوں کو خاموش کراؤ اور تسلی دو ورنہ وہ بہت ہی روئیں گی۔

علامہ حائری فرماتے ہیں کہ امام نے باقی جوانان بنی ہاشم کو چھوڑ کر علی اکبرؓ و عباسؓ کو صرف اس وجہ سے بھیجا کہ مستورات کو ان دونوں جوانوں پر کامل بھروسہ تھا چونکہ علی اکبرؓ ہم شکل پیغمبر تھے اور عباسؓ ہم شکل علی مرتضیٰ تھے ان کا وجود اہل حرم کے لئے باعث اطمینان قلب تھا ان کی تسلی کی وجہ سے حضرت زہنبؓ اور حضرت اُمّ کلثومؓ اور باقی مستورات چپ ہو گئیں مگر جب علی اکبرؓ گھوڑے سے گرے اور عباسؓ کے بازو قلم ہوئے تو اللہ جانے مستورات کو کس نے تسلی دی ہوگی اور کس طرح بیبیوں کو اطمینان ہوا ہوگا۔

(مقتل المہدی علی قتل الطغوف صفحہ ۳ طبع نجف معالی السطین جلد ۲ - صفحہ ۲۱۶)



متعدد روایات سے ثابت ہے کہ ظہر تک آپ کے اصحاب اور قومِ اشقیاء میں تیر اندازی ہوتی رہی اور برابر یہ شیر دل جوان بڑھ چڑھ کر جہاد کرتے رہے حتیٰ کہ ظہر تک تمام اصحابِ حسین راہی جنت ہو گئے۔ یہاں تک کہ امام کے اعزاء کی شہادت کی باری آ گئی۔

﴿۵۵﴾... حضراتِ عونؓ و محمدؓ کی شہادت اور حضرت اُمّ کلثومؓ:

دیکھتے ہیں:-

حضرت زینبؓ کے دونوں صاحبزادوں عونؓ و محمدؓ کی لاشیں جب درخیمہ پر آئیں اہلِ حرم میں کھرام مچ گیا۔ سب سے پہلے حضرت اُمّ کلثومؓ نے لاڈ لے بھانجوں کی طرف ہاتھ پھیلا کر آغوش میں لے لیا۔ حضرت سیکنہؓ نے بین کئے کہ میرے بھائیوں کے لباسِ خون سے لال کیوں ہیں۔ یہ خاموش سو رہے ہیں کیا یہ نیند سے بے حال ہو گئے ہیں۔ کیا ان دونوں کو دودھ پلایا گیا ہے۔ عونؓ و محمدؓ کا بیاہ ہوا ہے تو ذلھن دونوں کی کہاں ہے یہ کیسی برات ہے کہ ذہنیں نہیں آئی ہیں۔ حضرت اُمّ کلثومؓ نے اپنی بڑی بہن حضرت زینبؓ کا شانہ ہلا کر کہا بہنا آپ کے راج دُلا رے آئے ہیں ان کو دودھ بخش دو، حضرت زینبؓ نے زانو سے سر اٹھایا اور امام حسینؓ سے فرمایا بھائی آپ میرے بچوں کی قربانی سے خوش ہوے یا نہیں، زینبؓ کی کمائی راہِ خدا میں کام آئی، آپ زینبؓ سے رضامند ہیں یا نہیں؟

حضرت اُمّ کلثومؓ نے فرمایا دونوں بچوں کی لاشیں صفِ عزّا پر لا کر رکھو، امام حسینؓ سے فرمایا کہ علی اکبرؓ اور قاسمؓ کو بھی بلا لیجئے اور عونؓ و محمدؓ کو علی اکبرؓ اور قاسمؓ پر صدقے کیجئے۔ حضرت زینبؓ اپنی جگہ سے اٹھیں اور بہن اُمّ کلثومؓ کو اپنے ساتھ لے کر لاشوں کے قریب آئیں۔ دونوں لاشوں کو ہتھیتوں پر صدقے کیا اس وقت خیمے میں کھرام تھا، ماتم سے حشر کے آثار نمایاں تھے۔



کہتی تھی مرا عون ہو اکبر کے تصدق

چھوٹا پسر اس قاسم مضطر کے تصدق

حضرت اُمّ کلثومؓ نے امام حسینؑ سے عرض کیا کہ بہن زینبؓ بیٹوں کے غم سے بے حال ہیں وہ آپ کے سامنے بیٹوں کی لاش پر بین نہیں کرنا چاہتی ہیں۔

امام حسینؑ خیمے کے در پر جا کر زک گئے، اُس وقت حضرت زینبؓ نے دوڑ کر بیٹوں کی لاشوں کو سینے سے لپٹا لیا اور فرمایا کہ تمہارے شجاعت و بہادری کے زینبؓ صدقے جائے، دونوں بچوں کی بلائیں لے کر کہا کہ تم نے میری مراد پوری کر دی۔ پھر فرمایا کہ دونوں کے زخم بہت گہرے ہیں بتلاؤ کسی نے تمہاری پیاس بھی بجھائی یا نہیں، تم نے تو اپنے باپ کے لئے کوئی پیغام بھی نہیں دیا۔ عون و محمدؓ زینبؓ جب مدینے جائے گی تمہارے باپ کو تمہاری جنگ کے کارنامے سنائے گی۔ میں نے تو تمہارے چہرے دیکھ لئے باپ نے تمہارے لاشے بھی نہ دیکھے۔ آؤ عون و محمدؓ ماں کے کلیجے میں عجب آگ سی لگی ہے۔

اب میں تم کو کس دیس میں ڈھونڈوں اب میں نئے لباس کس کو پہناؤں گی۔ کس کمر میں تھیا ر سجاؤں گی، نجف کی گلیوں میں جا کر پکاروں گی یا حیدرؓ صفر مرے بچوں کو جلا دیجئے انھیں میرے سینے سے لگا دیجئے ارے دوتا بوت کوئی بنا کر اس میں دونوں کو لٹا دے، مجھے کوئی مدینے کا راستہ بتا دے میں یہ جنازے روضہ رسولؐ پر لے جاؤں گی نانا کہوں گی ان کو زندہ کر دیجئے ورنہ یہیں ان کو دفن کر لیجئے تاکہ میں ان کی قبروں کی مجاوری کروں۔

قبروں پر جا رو بکشی کروں گی، قبروں پر پانی چھڑکوں گی، اگر مجھ سے کوئی پوچھے گا تو کہوں گی



اے صاحبو حیدر کے نواسوں کی ہیں قبریں

پانی جو چھڑکتی ہوں پیاسوں کی ہیں قبریں

خیمے میں حضرت زینبؓ یہ فریاد و آہ کرتی تھیں کہ حضرت امّ کلثومؓ نے امام حسینؑ سے فرمایا لاشوں کو مقتل میں لے جا کر رکھ دیجئے بہن زینبؓ کی جان نہ چلی جائے۔

حضرت عباسؓ، حضرت علی اکبرؓ، حضرت قاسمؓ نے عونؓ و محمدؓ کے لاشے اٹھائے اُس وقت حضرت زینبؓ نے فرمایا میرے بھائی عباسؓ یہ دونوں میرے سینے پر سوتے تھے ان کو جنگل میں نہ لے جاؤ۔ خیمہ اہل بیتؑ میں اس وقت کہرام مچ گیا۔ اب تو حضرت قاسمؓ رخصت کے لئے تیار ہو رہے تھے۔

میر ضمیر کے غیر مطبوعہ مرثیے سے اقتباس:-

القصدہ در خیمہ پہ لاشوں کو جو لائے تھا شور کہ زینبؓ کے پسر لاڈلے آئے
کلثومؓ نے ملنے کے لئے ہاتھ بڑھائے چلائی سیکہ کہ یہ کیوں خوں میں نہائے
سوے جو ہیں کیا نیند سے بے حال ہوئے ہیں

کیوں کپڑے مرے بھائیوں کے لال ہوئے ہیں

قاسمؓ کی طرح ان کا بھی کیا بیاہ ہوا ہے بھائی میرا ہر ایک یہ نوشاہ ہوا ہے
پر بیاہ یہ کیسا میرے اللہ ہوا ہے جس بیاہ کے اندر غمِ جان کا ہوا ہے
کبراؓ میرے قاسمؓ کی دہن سوختہ جاں ہے

دہن کہو یہ عونؓ و محمدؓ کی کہاں ہے

کلثومؓ نے شانہ وہیں زینبؓ کا ہلایا کی عرض بہن دیکھ ہر ایک لاڈلا آیا
اب دودھ وہ بخشو انھیں جو تم نے پلایا تب خاک سے سر زینبؓ مضطر نے اٹھایا

شر سے کہا بھائی کہو خورسند ہوئے تم

زینبؓ کی کمائی سے رضا مند ہوئے تم



کلثوم سے فرمایا کہ ان لاشوں کو لاؤ حضرت سے کہا قاسم و اکبر کو بلاؤ
شہ نے کہا اس بات کا مطلب تو بتاؤ زینب نے کہا اس میں نہ اب دیر لگاؤ
جو دل میں تمنا ہے وہ اس آن کرو تم

ان دونوں کو اُن دونوں پہ قربان کرو تم
یہ کہہ کے اُنھی خاک سے زینب جگر افگار کلثوم کو ہمراہ لیا پھر بہ دل زار
صدقے کیا لاشوں کو بھیجتے پہ کئی بار کہرام تھا ایک خیمے میں اور حشر کے آثار
کہتی تھی مرا عون ہو اکبر کے تَصَدَّق
چھوٹا پسر اس قاسم مضطر کے تَصَدَّق

غش ہوتے تھے اس بین کوسن کے شہِ مظلوم پر آپ نہ روتی تھی ذرا زینبِ مغموم
شہ سے تب عرض لگی کرنے یہ کلثوم جیتی رہی زینب یہ نہیں ہوتا ہے معلوم
رونے کی نہیں آپ سے شرمائے گی زینب
گھٹ گھٹ کے اسی طرح سے مرجائے گی زینب

باہر رُکے خیمے سے وہیں سید ابرار آمادہ گریہ ہوئی زینب جگر افگار
زانو پہ لیے دوڑ کے سر دونوں کے یکبار فرمایا کہ میں تم سے یہ کہتی تھی بہ تکرار
کھل جائیں گے جو ہر مجھے جس آن تمہارے
پھر دیکھو خود ہوں گی میں قربان تمہارے

ایک ایک کی لی اُس نے بلائیں کئی باری اور بولی کہ برائیں مرادیں مری ساری
اُفسوس مرے لاڈلوں کے زخم ہیں کاری بتلاؤ بچھی یا نہ بچھی پیاس تمہاری
حسرت لیے بچپن میں جو تم مر گئے بیٹا
بابا کو وصیت بھی نہ کچھ کر گئے بیٹا



زینب کا وطن میں جو کبھی ہوگا گزارا تو پوچھنے آؤے گا تمہیں باپ تمہارا
 اس ماں کو اگر ہوگا بیاں کرنے کا یارا واللہ سنا دے گی انھیں ماجرا سارا
 دیدار میسر کیا مجھ کو تو خدا نے
 بابا کو تو مردے بھی نہ دکھلائے قضا نے

ہے ہے مرے ارمان بھروں کی اجل آئی ہے ہے مرے بن بیاہوں کی تصویر مٹائی
 ہے ہے مرے پیاسوں نے کوئی بوند نہ پائی دونوں کی جوانی بھی نہ قسمت نے دکھائی
 اب چھاتی سے لگ جاؤ کہ ارمان یہی ہے
 اس ماں کے کلیجے میں غیب آگ لگی ہے

بیاد تمہیں اب ڈھونڈنے کس دیس میں جاؤں نہلاؤں کسے اور نئی پوشاک پہناؤں
 کس کی کمروں میں کہو ہتھیار لگاؤں گلیوں میں نجف کی یہی کہتی ہوئی جاؤں
 یا حیدر صفدر مرے بچوں کو جلا دو
 چھاتی سے مری عون و محمد کو لگا دو

مجھ کو کوئی دو چھوٹے سے تابوت بنا دے تابوت میں ان دونوں کے مردوں کو لٹا دے
 رستہ کوئی زینب کو مدینے کا بتا دے شاید مرا مانا مرے بچوں کو جلا دے
 ورنہ میں مدینے میں انھیں دفن کروں گی
 میں عون و محمد کی مجاور ہو کے مروں گی

جا رُوب کروں گی سحر و شام مقرر پانی بھی میں چھڑکوں گی ہمیشہ لکدوں پر
 اس کام کا باعث کوئی پوچھے گا جبر آکر سر پیٹ کے چلائے گی تب زینب مضطر
 اے صاحبو حیدر کے نواسوں کی ہیں قبریں
 پانی جو چھڑکتی ہوں پیاسوں کی ہیں قبریں



خیمے میں بیاں کرتی تھی یاں زینبؓ مضطر شہ سے کہا کلثومؓ نے سُنئے ہو برادر
 ہو جائے گی آخر کو تلف اُن کی یہ خواہر اِن لاشوں کو قتل میں جو پہنچاؤ تو بہتر
 شہ سے بولی کہ کرو وہ جو سزاوار ہو بھائی

تم میرے بھی زینبؓ کے بھی مختار ہو بھائی
 القصہ لیے قاسم و اکبر کو جو ہمراہ عباسؓ گئے خیمے میں با نالہ جانکاہ
 لاشوں کو اٹھایا تو یہ زینبؓ نے کہا آہ لے جاؤ گے اب ان کو کہاں ابنِ ید اللہ
 سوئے مری چھاتی پہ یہ دو ماہ جہیں ہیں
 جنگل میں سزاوار یہ رہنے کے نہیں ہیں

عباسؓ کو زینبؓ نے جو یہ بین بنائے تب قاسم و اکبر نے بہت اشک بہائے
 لاشے وہ غرض لا کے جو قتل میں لٹائے رخصت کے لیے قاسم نوشاہ تب آئے
 خاموش ضمیر اب کسے یاد لئے بکا ہو
 یہ مرثیہ مقبول امامِ دوسرا ہو

﴿۵۶﴾... حضرت عباسؓ اور حضرت اُم کلثومؓ

لیکن جناب عباسؓ کو خاص طور پر اہل حرم اور خصوصاً حضرت زینبؓ اور حضرت اُم کلثومؓ کے خیموں اور بچوں کی حفاظت پر مامور کیا گیا اور آپ گھوڑے پر سوار ہو کر تلوار اور نیزہ سے مسلح ہو کر خیام کا پہرہ دیتے رہے چونکہ یہ آخری رات تھی آپ چاہتے تھے کہ اپنی وفا کا حق مکمل کریں اور ہاشمی شہزادیوں کے دلوں سے خوف اور دہشت دور کریں تاکہ وہ آپ کی زندگی میں آخری سکون اور آرام حاصل کر سکیں جب کہ ان کو دشمنوں کی فوجیں گھیرے ہوئے تھی۔



جب تک عباس زندہ تھے شہزادیاں بڑے چین سے سوتی تھیں مگر دشمنوں کو خوف کی وجہ سے نیند نہیں آتی تھی آخر جب عباس شہید ہو گئے تو شہزادیوں کی نیند اُڑ گئی اور دشمنوں کو آرام کی نیند آنے لگی۔ گویا کہ زینب الکبریٰ اور اُمّ کلثوم دونوں بہنیں عباس کو یاد کر کے فرماتی تھیں۔

اليوم نامت اعين بك لم تنم۔ و تشهدت اخري فعز منا مها
جناب عباسؑ کی شہادت کے بعد اہل حرم کی حفاظت اور تمام ذمہ داریاں جناب زینب الکبریٰ کے سر پر آ گئیں اور جناب عباسؑ کی شہادت کا اثر جناب زینب الکبریٰ پر اس قدر زیادہ ہوا تو بی بی نے ہر مشکل مقام پر عباسؑ کو یاد کیا حتیٰ کہ واقعہ کربلا کے بعد بھی عباسؑ کو یاد فرمایا کرتی تھیں۔ علامہ نقذی لکھتے ہیں کہ مدینہ واپس آنے کے بعد ہر عید کے روز جناب زینب اُمّ البنین کے گھر جا کر ان کو جناب عباسؑ کا پرستہ دیا کرتی تھیں۔ (معالی السطین..... جلد ۲... صفحہ ۲۷۰)، (زینب الکبریٰ صفحہ ۱۱)

﴿۵۷﴾... حضرت اُمّ کلثومؑ اور شہادتِ علی اصغرؑ:

جناب علی اصغرؑ کی والدہ گرامی جناب رباب بنت امراء القیس کلیہ ہیں جن کے متعلق ہشام بن سائب کلبی کا قول ہے۔

كانت الرباب من خيار النساء و افضلهن

جناب رباب جلیل القدر اور افضل مخدرات میں شمار ہوتی ہیں ان کے والد امراء القیس بن عدی عرب کے جلیل القدر اور اشراف گھرانے کے فرد تھے جناب رباب اور سکینہ سے امام حسینؑ کو بہت الفت تھی جب شہزادی اپنے والد اور بھائیوں اور باقی اعزا سے ملنے کے لئے جاتی تھیں تو جناب سکینہؑ کو ساتھ لے جاتی تھیں پس ان شہزادیوں کے فراق کے باعث امام مظلومؑ فرمایا کرتے تھے۔



لعمرك اننى لاحب داراً تكون بها سكينة والرباب

تیری زندگی کی قسم مجھ کو وہ گھر بے حد پسند ہے جہاں پر سکینہ اور جناب رباب رہتی ہوں، شہزادہ علی اصغر کی عمر کر بلا میں با اتفاق مورخین ۶ ماہ تھی آقائے در بندی نے ۶ ماہ آٹھ روز لکھی ہے۔ بعض افاضل لکھنؤ کی تحقیق کے مطابق ان کی ولادت بروز چہار شنبہ ۱۰ ربیع المرجب ۶۰ھ میں مدینہ میں ہوئی علامہ در بندی شہزادہ کے متعلق لکھتے ہیں۔

اخذ میراثاً من جدہ امیر المومنین وهو قطع القماط لماسمع اغاثۃ ایہہ قطع القماط والقی نفسہ وبکی وضبح مشیراً الی اجابۃ دعویۃ ایہہ اس شہزادہ نے اپنے جد امجد سے قماط پھاڑنے کی میراث حاصل کی جب امام حسین نے صدائے استغاثہ بلند فرمائی تو اس نے قماط (وہ کپڑا جسے بچے کو گہوارہ میں لپیٹ کر باندھا جاتا ہے) پھاڑ کر اپنے آپ کو گہوارہ سے زمین پر گرا دیا اور رویا اور چلایا گویا اپنی بے زبانی کے ذریعہ امام کے استغاثہ پر لبیک کہہ رہا تھا۔

فاضل محدث محمد رضا استر آبادی اپنی مقتل میں لکھتے ہیں جب خیام میں آہ وزاری کی صدا کیں بلند ہوئیں تو امام مظلوم خیام میں تشریف لائے اور رونے کا سبب دریافت کیا۔

فاخبرته زینب بما صنع الطفل بعد استغاثۃ واستصارۃ من انه قطع القماط والقی بنفسہ

پس جناب زینب نے امام کو بتلایا کہ جب آپ نے صدائے استغاثہ بلند فرمائی تو بچے نے قماط پھاڑ کر اپنے آپ کو گہوارہ سے گرا دیا۔ ابو مخنف نے روایت کی ہے کہ علی اکبر کی شہادت کے بعد امام نے جناب ام کلثوم سے فرمایا اے بہن میں تم کو اس شیر خوار بچے کے حق میں وصیت کرتا ہوں پس بی بی نے فرمایا۔



یا اخی ان هذا الطفل له ثلاثة ایام ما شرب الماء فاطلب له شربة

من الماء

اے برادر جان تین روز سے اس بچے کو پانی نہیں ملا ان کے لئے پانی طلب کر لیجئے
بعض روایات میں اس طرح وارد ہے کہ نبی نے فرمایا:-

هو منذ ثلاثة ایام لم هذق قطرة من الماء وجف لبن امه من الظلماء
اے برادر جان تین روز سے اس بچے کو پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں ملا اور پیاس کی
شدت سے اس کی ماں کا دودھ خشک ہو گیا ہے۔

(اسرار الشہادۃ صفحہ ۳۴۷، ریاض القدس جلد ۲ صفحہ ۱۰۲)

علامہ حسن یزدی نے معالی السبطین جلد اول صفحہ ۲۵۹ نفائس الاخبار صفحہ ۲۷۵ منتخب
طریکی، نہر المصائب جلد سوم صفحہ ۴۳۹۔

منہج الاحزان میں لکھا ہے کہ امام مظلوم بچے کو لے کر معرکہ کارزار میں تشریف
لائے اور فرمایا۔

یا قوم قتلتہم اخی واولادی و انصاری وما بقی غیر هذا الطفل

فاسقوه شربة من الماء لقد جف اللبن فی ثدی امه

اے قوم تم نے میرے بھائی اور میری اولاد اور میرے انصار کو قتل کر دیا اب صرف
یہی شیر خوار بچہ رہ گیا ہے اس کو ایک گھونٹ پانی پلا دو اس کی ماں کا دودھ خشک ہو گیا ہے
بعض روایات میں اس طرح ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ یہ بچہ شدت تشنگی کی وجہ سے چیخ و
تاب کھا رہا ہے اس کا کوئی گناہ نہیں ہے پس حرمہ نے ایک تیر پھینکا جو بچے کے گلوئے
مبارک کو چھیدا ہوا پار نکل گیا حمید کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ خیام سے ایک
عورت نکلی جس کے حیا سے آفتاب پردہ بر رخ ہو گیا اور اپنے دامن کو کھینچتی ہوئی آئی



اور بچہ پر گر پڑی اور

والدہ و اقتیلاہ

کی فریاد کر رہی تھی اس کے پیچھے چند کم سن بچیاں خیام سے اس طرح دوڑیں جس طرح ہار کے موتی بکھر گئے ہوں پس امام نے نہایت ہی شفقت سے اس عورت کو خیمہ پہنچا دیا میں نے کسی سے پوچھا یہ کون تھیں۔

مجھے بتلایا گیا کہ یہ اُمّ کلثوم تھیں اور ان کے پیچھے رقیہ سیکنہ اور فاطمہ امام حسین کی بیٹیاں تھیں۔

ثم رجع بالطفل مذبحاً دمه يجري على صدره فالتقاء في الخيمة
پھر امام بچے کو لے کر خیام کی طرف گئے جب آپ کا سینہ بچے کے خون سے سرخ ہو گیا
تھا اور آپ نے جا کر خیمہ میں بچہ کو رکھ دیا۔ جناب سیکنہ نے بابا کو آتے دیکھا تو فرمایا۔

يا ابتہ لعلک سقیّت اخي الماء

بابا شاید آپ میرے بھائی کو پانی پلا کر لائے ہیں امام نے فرمایا:-

بنية هاتك اخاك مذبحاً بسهم الاعداء

اے بیٹی! اپنے بھائی کو اٹھا لو یہ دشمنوں کے تیر سے ذبح ہو کر آئے ہیں۔

فاضل یزدی نے انوار الشہادۃ میں لکھا ہے کہ پھر امام نے ذوالفقار سے قبر کھودی اور بچے کو دفن کر دیا قبر کھودنے کے وقت تلوار سے گریہ کی آواز سنائی دی آپ نے گریہ کا سبب پوچھا تو آواز آئی۔

یا بن رسول اللہ

ایک روز حیدر کرار جنگ سے مظفر و منصور ہو کر گھر تشریف لائے اور جناب سیدہ نے مجھے خون آلود دیکھ کر رونا شروع کر دیا اور فرمایا اے ذوالفقار عاشور کے دن میرے حسین کی



نصرت میں کمی نہ کرنا آقا مجھے کیا معلوم تھا کہ آپ مجھ سے معصوم شہزادہ کی قبر کھودیں گے میں فاطمہ زہرا کو کیا منہ دکھاؤں گی یہ سن کر امام علیہ السلام نے رونا شروع کر دیا۔

جب شہزادہ علی اصغر دفن ہو چکے تو حمید بن مسلم کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ خیمہ سے جناب رباب نکلیں اور اس اضطراب اور بے تابی کے عالم میں برآمد ہوئیں کہ چادر کا ایک گوشہ سر پر تھا اور دوسرا زمین پر لگ رہا تھا جہاں کوئی جگہ بلند دیکھتیں تھیں تو علی اصغر کی قبر سمجھ کر اپنے آپ کو اس پر گرادی تھیں اس طرح تقریباً ستر مرتبہ بی بی گریں اور انھیں اور وہ دل خراش مین کئے اور سننے والوں کے دل پاش پاش ہو گئے۔

اتنے میں امام حسین تشریف لائے تو ان پر چادر ڈال کر نامحرموں کی نگاہوں سے بچا کر خیام کی طرف لے گئے۔ (ریاض الشہداء ص ۲۹۹، مقتل ابی مخنف، کبریٰ ابن ہشام، الاخبار، معالی السطین، الطراز المذہب)

﴿۵۸﴾ ... مرثیہ خوانی اُمّ کلثوم لاش علی اصغر پر:

ضمیر اختر نقوی کی کتاب ”شہزادہ علی اصغر“ سے اقتباس:-
شعسی کا کہنا ہے کہ جیسے ہی علی اصغر کو تیر لگا تو خیمے میں سے مستورات باہر آ گئیں اور حضرت اُمّ کلثوم نے بچے کو گود سے لگا لیا اور کہنے لگیں کہ اے اللہ تعالیٰ اے محمد، اے علی مرتضیٰ ہماری خبر لو۔ اس معصوم بچے کو ان ظالموں نے خون میں نہلا دیا۔
(۱۔ الوقائع والحوادث، ج ۳، ص ۹۴، کتاب شہزادہ علی اصغر... ضمیر اختر نقوی ص ۲۱۲)

﴿۵۹﴾ ... امام حسینؑ نے میت بہن اُمّ کلثوم کی طرف بڑھادی:

ضمیر اختر نقوی کی کتاب ”شہزادہ علی اصغر“ سے اقتباس:-
اجمالی روایت میں ہے کہ حضرت نے بہن سے فرمایا اس کو سنبھال لیجئے۔
(ارشاد شیخ مفید، لہوف ابن طاووس)



تفصیلی روایت میں ہے:-

مقتل سے طفل مذبح کو یوں لے کر پلٹے کہ بچہ کا خون سینہ حسین پر جاری تھا۔
(مقتل ابوحنفہ)

میت کو مقتل سے لا کر اُمّ کلثوم کے حوالے کر دیا (مقتل ابوحنفہ)

حمید ابن مسلم کہتا ہے:-

”میں ابن زیاد کے لشکر میں تھا۔ حسین کے ہاتھوں پر جو بچہ شہید ہوا میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ خیمے سے ایک بی بی برآمد ہوئیں۔ کبھی اٹھتی تھیں اور کبھی بیٹھتی تھیں اور کہتی جاتی تھیں۔ وا ولداه وا قتيلاه وا مهجة قلباه (ہائے بیٹا ہائے مقتول ہائے جان و دل) حتیٰ کہ اس بچہ کے قریب آ کر انھوں نے اپنے کو اس پر گرا دیا اور چند بچیاں بھی خیمہ سے نکل پڑیں۔ ”ووڑیں اور اپنے کو شہید بچے کی میت پر گرا دیا۔“ ”حسین قوم سے ہمکلام تھے۔“ جب حضرت نے یہ حال دیکھا اس بی بی کی طرف گئے اور اس کو امر با صبر فرمایا اور نہایت نرمی اور ملاطفت سے دلا سادے کر خیمے میں لوٹا دیا۔ معلوم ہوا یہ کلثوم اور یہ بچیاں فاطمہ و سکینہ و رقیہ تھیں۔

(ترجمہ عبارت مسیح الاحزان صفحہ ۲۱۶)

(کتاب شہزادہ علی اصغر... ضمیر اختر نقوی... صفحہ ۷۵۶، ۷۵۷)

﴿۶۰﴾... شہادتِ بے شیر پر بے تابی میں

سیدانیوں کا گھر سے باہر نکل پڑنا

ضمیر اختر نقوی کی کتاب ”شہزادہ علی اصغر“ سے اقتباس:-

راوی کہتا ہے کہ اس وقت میں نے دیکھا کہ دفعۃً ایک معظمہ اور تین لڑکیاں خیمہ سے پٹیتی ہوئی مقتل میں آئیں۔ اُمّ کلثوم، سکینہ اور فاطمہ اور رقیہ جس طرح زینب کو علی



اکبر سے محبت تھی اسی طرح اُم کلثومؓ کو علی اصغرؑ سے محبت تھی۔

”مجالس الشیعہ“ صفحہ ۲۹ اور ”مہج الاحزان“ صفحہ ۲۱۶ پر بھی اُم کلثومؓ، فاطمہؑ، سکینہؑ

اور رقیہؑ کا خیمہ سے بعد شہادت علی اصغر علیہ السلام نکلنا مذکور ہے

(برروایت حمید بن مسلم)

اکسیر العبادات میں حمید بن مسلم سے منقول ہے وہ کہتا ہے کہ:-

”میں لشکر ابن زیاد میں بروز عاشورہ موجود تھا پس دیکھا میں نے طرف اس بچے

کے جو امام حسینؑ کے ہاتھ پر شہید ہوا تھا۔ ناگاہ ایک معظمہ خیمہ سے باہر نکل آئیں۔ ان

کے پاؤں گوشہ چادر میں الجھتے جاتے تھے اور وہ معظمہ کبھی گر پڑتی ہیں اور کبھی اٹھ بیٹھتی

ہیں۔ کہتی تھیں، ”اے فرزند، اے مقتول ظلم و ستم، ہائے اے راحتِ دل میرے“

پس معظمہ کے بین پر بنی امیہ بھی باوجود سنگدلی کے رونے لگے۔ یہاں تک کہ وہ

مخدومہ اس طفل مذبوح تک گئیں اور گر پڑیں اور دیر تک نوحہ و زاری میں مصروف

رہیں۔ پس ان معظمہ کے پیچھے چند صاحبزادیاں باہر نکلیں اور امام حسینؑ اس وقت اہل

کوفہ و شام کو وعظ و نصیحت فرما رہے تھے۔ (نہر المصاب ص ۳۔ ابو مخنف)

﴿۶۱﴾... حضرت اُم کلثومؓ خیمے میں لاشِ اصغرؑ لائیں:

مذبوح بچہ کو لے کر حسینؑ درخیمہ تک واپس ہوئے خون حسینؑ کے سینے پر بہہ رہا

تھا۔ بچے کو اُم کلثومؓ کے حوالہ فرمایا۔ انھوں نے خیمہ میں لا کر رکھ دیا۔

فرمایا۔ بہن یہ بچہ حرمہ کے ہاتھوں سے سیراب ہو گیا۔

(مقتل ابی مخنف، ریاض المصاب صفحہ ۳۲۵۔ سوانح شاہزادہ علی اصغر صفحہ ۸۱)

لاش اُم کلثومؓ کے حوالے فرمادی۔

ترجمہ نور العین فی مشہد الحسین اسفرائنی میں ہے:-



”پس حضرت خیمہ میں آئے اور اپنی بہن اُمّ کلثومؓ کو وہ لاش حوالہ کی۔ انھوں نے اپنے سینے سے لگا لیا اور سب بی بیاں ایسی روتی تھیں کہ ان کے رونے سے فرشتے روتے تھے اور وہ یہ بین کرتی تھیں۔

ہائے افسوس بیا سے بچے پر جس کی دودھ بڑھائی سے پہلے ہی تیر سے دودھ بڑھائی ہو گئی۔

وہ بچہ تھا سسک سسک کر رہ گیا ہائے مسلسل یہ افسوس سال بہ سال رہے گا۔
اشقیانے اس کے والدین کے دل بھون دیئے۔ اس کو خواری انتقام کے ساتھ تیر مار کر ہلاک کیا جیسے اس سے کوئی بدلہ چکائے۔

پس اللہ حکم کرے گا ہمارے ان کے درمیان حشر میں جہاں سب مقدمات کا فیصلہ ہوگا (مقتل اسرافانی..... صفحہ ۵۷)، (کتاب شہزادہ علی اصغر... ضمیر اختر نقوی... صفحہ ۶۱ تا ۶۳)۔

﴿۶۲﴾... حضرت زینبؓ اور حضرت اُمّ کلثومؓ پر

حسینؑ کا آخری سلام اور آخری الوداع:

جب امام حسینؑ کے تمام انصار و احباب جام شہادت نوش فرما چکے اور آپ تن و تنہا رہ گئے تو آپ نے ایک مرتبہ داہنی طرف دیکھا اور ایک مرتبہ بائیں طرف دیکھا جب کوئی مددگار نظر نہ آیا تو رونے لگے اور آسمان کی طرف منہ کر کے فرمایا۔

اے پروردگار تو دیکھ رہا ہے کہ تیرے نبیؐ کی امت نبیؐ کے نواسے سے کیا سلوک کر رہی ہے پھر آپ نے صدائے استغاثہ بلند کی۔

هل من ذاب يذب عن حرم رسول الله هل من موحد يخاف الله
فينا هل من معين يرجو من عند الله ما في اغائتنا



ہے کوئی ہے جو حرم رسول کی حفاظت کرے۔ ہے کوئی تو حید کا ماننے والا تو ہمارے متعلق اللہ کا خوف کرے ہے کوئی مدد کرنے والا جو ہماری مدد کرنے میں اللہ کے اجر کی امید کرتا ہو۔ پس خیام سے مستورات کی آہ و بکا کی آوازیں بلند ہوئیں منتخب طرحی میں منقول ہے کہ امام پھر خیام کی طرف روانہ ہوئے اور خیام کے قریب آ کر فرمایا۔

یا سکینۃ یا فاطمۃ یا زینب یا اُمّ کلثومؓ علیکن منی السلام
اے سکینۃ اے فاطمہ کبریٰ اے زینب اے اُمّ کلثومؓ میرا آخری سلام ہو پس سکینۃ نے فرمایا۔

یا ابیہ استلمت للموت (معالی السبطین صفحہ ۱۱ جلد ۲)
بابا کیا موت کے لئے آمادہ ہو گئے ہو امام نے فرمایا جس کا کوئی مددگار نہ ہو وہ موت پر آمادہ نہ ہو تو کیا کرے سکینۃ نے رو کر کہا۔
ردنا الی حرم جدنا
بابا پھر ہم کو نانا کے مدینہ پہنچاتے جائیے۔

فضتہما الحسین الی صدرہ و قبلہا و مسح رموعہا بکمہ
امام نے بچی کو سینے سے لگایا اور اس کو چوما اور اپنی آستین سے بچی کے آنسو پونچھے اور فرمایا بیٹی اب وطن جانا ناممکن ہے جناب زینب نے ارشاد فرمایا۔

یا اخی ایقنت بالقتل
اے برادر جان کیا تم کو اپنی شہادت کا یقین ہو گیا ہے امام نے فرمایا جس کا کوئی مددگار نہ ہو وہ کیا کرے پس بی بی نے فرمایا کہ ہم کو مدینہ پہنچا دیجئے آپ نے فرمایا اے بی بی گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے بعد تم کو اسیر کر کے سخت تکلیفیں دی جائیں گی پس بی بی رونے لگیں اور امام نے فرمایا۔



مهلاً یا بنت المرتضیٰ ان البكاء طویل

اے مرتضیٰ کی بیٹی صبر کرونے کا مقام تو بہت طویل ہے (نفیس الاخبار صفحہ ۲۷۸)

﴿۶۳﴾... اس وقت حسینؑ کو عباسؑ یاد آ گئے:

ضمیر اختر نقوی کی کتاب ”شہزادہ علی اصغر“ سے اقتباس:-

میرا بھائی (عباسؑ) تو جامِ شہادت پی کے چلا اور اپنے خون میں یکہ و تنہا رہ کر

آغشت ہو چکا سپاٹ جنگل کے پتوں نیچ اکیلا دور جا پڑا۔

خدا یا تو تو جدا نہیں ہوتا سب کچھ نگران ہے۔ (ینایع المودۃ صفحہ ۳۴۶)

امام سخت رو رہے تھے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔ یارب لا تترکنی وحیداً

(الابیات، ینایع المودۃ)

پھر اُمّ کلثومؑ وزمنب و سکنہ رقیہ و صفیہؑ کو آواز دے کر فرمایا۔

علیکن منی السلام فهذا آخر الاجتماع۔ پس اب یہ آخری ملاقات

تھی۔ تمہارے رونے کا وقت قریب آ گیا ہے۔

اُمّ کلثومؑ نے چیخ کر کہا۔ ”بھیا کیا آپ نے اپنے کو موت کے سپرد فرمادیا“۔

فرمایا۔ ”جس کا کوئی ناصر و مددگار نہ ہو کیوں نہ موت کے حوالے اپنے کو کر دے“۔

اُمّ کلثومؑ نے عرض کیا بھیا۔ ردنا الی حرم جدنا۔ ہم کو ہمارے نانا کے روضہ

پر پہنچا دیجئے۔“ کہا۔ ”ہن یہ تو بہت بعید امر ہو گیا۔ بو ترک القطا لنام“ قطا اگر

سونے کی مہلت پاتا تو سو رہتا۔“

سکنہ بھی رونے لگیں ان کو سینے سے لپٹا لیا۔

(کتاب شہزادہ علی اصغر... ضمیر اختر نقوی... صفحہ ۷۶۰)



(۶۲)... حضرت سید سجاد کا عزم جہاد اور حضرت اُمّ کلثومؑ:

علامہ دربندی اور علامہ مہدی حائری لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ جناب سجادؑ نے استغاثہ سنا تو بے اختیار لبیک لبیک کہتے ہوئے خیام سے نکل پڑے جناب اُمّ کلثومؑ نے فرمایا بیٹا سجاد! واپس آ جاؤ سجادؑ نے فرمایا۔

پھوپھی اماں مجھ کو نہ روکیں میں جا کر فرزند رسولؐ کے سامنے جہاد کرتا ہوں ادھر سے امام حسینؑ نے دیکھا تو فرمایا اے کلثومؑ ان کو قہام لوتا کہ زمین جنتِ خدا سے خالی نہ ہو جائے اور نسلِ رسولؐ منقطع نہ ہو جائے پھر امام خود تیزی سے دوڑے اور سجادؑ کو سہارا دے کر خیمہ میں لے آئے اور فرمایا بیٹا کیا کرنا چاہتے ہو سجادؑ نے فرمایا بابا آپ کے استغاثے نے میرے دل کی رگ کاٹ دی اور مجھ میں ہیجان پیدا کر دیا ہے اجازت دے دیں تاکہ میں اپنی جان قربان کر دوں۔

(ثمرات الحیات، معالی السطین، الطراز المذہب، المدح الساکبہ، بحر المصاب، مفتاح البکاء، مصائب المعصومین، ریاض القدس، مرقاة الایقان)
امام نے فرمایا:-

بیٹا تم بیمار ہو تم پر جہاد فرض نہیں ہے تم ہی میرے شیعوں پر حجتِ خدا اور امام ہو تم ابوالائمہ ہو اور قیمیوں کے ذمہ دار ہو اور تم میرے اہلِ حرم کو مدینے پہنچاؤ گے اس کے بعد فرمایا:-

سجادؑ میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے ہاتھوں میں زنجیریں ہوں گی اور تمہارے پاؤں میں بیڑیاں ہوں گی بیمار کر بلائے عرض کی۔

بابا کیا آپ شہید ہوتے رہیں گے اور میں زندہ رہ کر آپ کو ذبح ہوتے ہوئے دیکھتا رہوں گا پس میری روح آپ پر قربان ہو جائے امام نے فرمایا سجادؑ تم میرے



نائب اور میرے جد کے علوم کے محافظ ہو پھر آپ سجاد سے بغل گیر ہوئے اور بہت ہی گریہ فرمایا۔ (معالی البصیر، نفائس الاخبار، ثمرات الحیات)

مرزا قاسم علی کر بلائی المشہدی ”زہمت المصائب“ جلد اول میں لکھتے ہیں:-

امام زین العابدینؑ کے حال میں لکھا ہے کہ وہ جناب روزِ عاشور اور قبل اُس کے بھی شدتِ مرض میں مبتلا بسترِ بیماری پر لیٹے ہوئے بے حال تھے یہاں تک کہ طاقتِ نشست و برخاست کی نہ تھی باوجود اس کے جب آوازِ استغاثہ اپنے پدرِ بزرگوار کی سنی تو آمادہٴ نصرت ہوئے چنانچہ بحارِ الانوار وغیرہ میں منقول ہے

ثُمَّ التَفَتَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ يَمِينِهِ فَلَمْ يَرَ أَحَدًا مِنَ الرِّجَالِ
وَالْتَفَتَ عَنْ يَسَارِهِ فَلَمْ يَرَ أَحَدًا

بعدِ شہادت اپنے اصحاب و اقربا کے امام حسینؑ نے اپنے داہنے بائیں دیکھا اور کسی کو اپنے مددگاروں سے نہ پایا اُس وقت اپنی تنہائی پر تاسف ہوئے اور استغاثہ کیا
فَخَرَجَ عَلَيَّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَكَانَ مَرِيضًا لَمْ يَقْدِرْ أَنْ
يَقْلَّ سَيْفَهُ

پس امام زین العابدینؑ کھڑے ہوئے اور اپنی تلوار لے کر خیمہ سے باہر تشریف لائے اور ایسے بیمار تھے کہ اس قدر طاقت نہ تھی جو تلوار اٹھا سکیں

وَأُمُّ كَلْثُومٍ تَنَادَى خَلْفَهُ يَا بَنِيَّ ارْجِعْ فَقَالَ يَا عَمَّاهُ فَرِسُنِي أَقْبِلُ بَيْنَ
يَدَيَّ ابْنِ رَسُولِ اللَّهِ

یہ دیکھ کر جناب اُم کلثومؑ پس پشت سے اُن کے پکارتی چلیں اور کہتی تھیں اے
فرزندِ واپس آؤ، حضرت سجادؑ نے فرمایا اے پھوپھی مجھے چھوڑ دیجئے تاکہ میں راہِ خدا
میں سامنے فرزندِ رسولؐ کے جہاد کروں۔



فَقَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا أُمَّ كَلْثُومُ خُذِيهِ لِئَلَّا تَبْقَى الْأَرْضُ خَالِيَةً مِنْ نَسْلِ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ

امام حسینؑ نے فرمایا اے اُم کلثومؑ اس بیمار کو روک لو تاکہ روئے زمین نسلِ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ سے خالی نہ ہو جائے۔ (نزہۃ المصاب جلد اول... صفحہ ۵۴۰، ۵۴۱)

﴿۶۵﴾... امام حسینؑ نے وصیت نامہ بہن اُم کلثومؑ کے سپرد کیا:

منقول ہے کہ امام حسینؑ نے وداعِ آخر کے وقت ایک نامہ لکھ کر جنابِ اُم کلثومؑ کو دیا کہ جب تمہارا بیمار بھتیجا غش سے افاقہ پائے یہ نامہ اُسے دے دینا راوی کہتا ہے آخر میں اُس کے یہ مضمون تھا اے زین العابدینؑ میری شہادت کے بعد جب تم بیماری کی شدت راہ کی صعوبت قید کی مصیبت اٹھا کے مدینہ رسولؐ میں جانا تو اہل وطن کو میری طرف سے سلام پہنچانا اور کہنا کہ میں نے تمہارے واسطے مع عزیز و انصار پیاسا گلا کھانا کھانا شرط وفاداری یہ ہے کہ جب آب سرد پینا میری پیاس کو یاد کر لینا۔

(بحور النعمہ... جلد ۳... صفحہ ۴۵۱)

﴿۶۶﴾... حضرت زینبؑ اور حضرت اُم کلثومؑ نے

امام مظلومؑ کو گھوڑے پر سوار کیا:

جنابِ زینبؑ فرماتی ہیں کہ جب امام حسینؑ نے جنابِ سجادؑ سے الوداع کی تو لشکر سے عمر بن سعدؑ کی آواز آئی اے حسینؑ کیوں عورتوں میں جا کر بیٹھ گئے ہو یا بیعت کر دیا تشد لب ہو کر شہادت قبول کرو واپس امامؑ نے تمام اہلِ حرم سے آخری الوداع کی۔

جب امام حسینؑ خیم سے نکلنے لگے تو جنابِ زینبؑ نے دامنِ تھام لیا اور فرمایا۔

مهلاً يا اخي توقف حتى اتزود من نظري واودعك وداع مفارق



ٹھہر جائیے اے بھائی بہن ایک دفع جی بھر کر آپ کی صورت دیکھ لے اور آخری دفع الوداع کرے چونکہ بعد میں ملاقات سے محروم رہوں گی۔

فجعلت تقبل یدیدہ ورجلیہ

پس بی بی نے امام کے ہاتھ پاؤں چومنا شروع کر دیے اور تمام مستورات میں کہرام ماتم برپا ہو گیا۔

بیت الاحزان میں روایت ہے کہ امام نے آخری دفع اپنے اہل حرم کو ارشاد فرمایا۔

یا اہل بیتمی علیکم منی السلام هذا آخر الوداع فاستعدن للاسرو الذل والغربة

اے میرے اہل و عیال میرا آخری سلام ہو یہ آخری الوداع ہے اور تم اسیری بیکیں اور غربت کے لئے تیار ہو جاؤ۔ یہ بات سن کر تمام مستورات نے پھر باواؤں پر بلند گریہ و زاری شروع کر دی پس امام بھی رُک گئے اور رونے لگے اور اس قدر کہرام ماتم برپا ہوا کہ آسمان وزمین کے فرشتوں نے گریہ شروع کر دیا امام حیران تھے کہ کس طرح ان مستورات کو تسلی دی جائے آخر آپ نے جناب زینبؓ سے فرمایا اے بہن صبر کو شیوہ بناؤ جس طرح تم نے نانا رسولؐ اور اماں زہراؑ اور بابا اور بھائی حسنؑ کی رحلت کے وقت صبر کر لیا؟ مظلومہ نے فرمایا بھائی جان نانا دنیا سے چلے گئے تو مجھ کو اماں زہراؑ اور بابا علیؑ مرتضیٰؑ اور بھائیوں کی وجہ سے تسلی مل جاتی تھی جب اماں زہراؑ رحلت کر گئیں تو بابا علیؑ اور آپ دونوں بھائیوں سے دل کو چین مل جاتا تھا جب بابائے بزرگوار کے فرقی مبارک پر ضرب لگی تو آپ دونوں بھائیوں سے تسکینِ قلب حاصل تھی جب بھائی حسنؑ کو زہر دیا گیا تو آپ کی وجہ سے دل کو چین تھا۔

فاذا قتلت بہمن التسلی



بھائی جان آپ کے بعد زینبؓ کو تسلی کون دے گا۔ جب امام عالی مقام خیمہ سے باہر نکلے اور رہوار پر سوار ہونا چاہا تو دائیں اور بائیں دیکھتا کہ کوئی رکاب پکڑ کر امام کو سوار کر دے مگر آج اکبر و عباسؓ قاسمؓ اور عونؓ و محمدؓ وغیرہ موجود نہ تھے جو امام کے راہوار کی رکاب پکڑتے علامہ ابو القاسم اصفہانی لکھتے ہیں کہ زینبؓ و ام کلثومؓ خیام سے نکلیں اور آکر گھوڑے کی لگام تھام لی اور رکاب پکڑی اور امام سوار ہو گئے جب آپ سوار ہو گئے تو ہاشمی شہزادیوں نے آپ کو گھیر لیا اور بال کھول دیئے ماتم شروع کر دیا جب امام روانہ ہوئے تو شہزادیاں روتی پینتی ہوئی خیام کے اندر گئیں اور امام زین العابدینؓ کے ارد گرد جمع ہو گئیں۔

امام خیام سے کچھ دور ہی پہنچے تھے کہ پیچھے مڑ کر دیکھا تو جناب زینبؓ عالیہ برہنہ پا روتی ہوئی چلی آرہی تھیں اور ضعیف سے لہجے میں پکار کر فرمایا۔

یا ابا اصابر ہنمہ قان لی الیک حاجة
اے بھائی جان ذرا ٹھہر جائیں مجھ کو آپ سے ایک حاجت ہے امام رُک گئے اور مظلومہ نے قریب آکر فرمایا۔

اذا ارید ان اقبل مرة اخرى حلقومك فی الموضع الذی كان یقبلہ
جدی رسول اللہ

برادر گرامی میں چاہتی ہوں کہ ایک دفع پھر آپ کی تیروں اور تلواروں سے چھدی ہوئی زنجی اور خون آلود گردن کے اس مقام پر بوسہ دوں جہاں میرے نانا بوسہ دیا کرتے تھے پس امام زینوں کی کثرت کی وجہ سے گھوڑے سے اتر تو نہ سکے زین ہی پر سے جھک گئے۔

فنعانقا وبکیا بکاء عالیاً



دونوں بہن بھائی نے ایک دوسرے کی گردن میں بازو حائل کر دیئے اور بہت ہی روئے آخر بی بی نے بھائی کے گلوتشنہ پر بوسے دیئے اور خیام کی طرف چلی گئیں۔

بحر المصائب میں اس طرح روایت ہے کہ جب امام مظلوم روانہ ہوئے تو پیچھے سے رونے کی آواز سنی مڑ کر دیکھا تو جناب زینبؑ نظر آئیں جو روتی ہوئی چلی آرہی تھیں اور فرماتی تھیں۔

باسط الرسول ارجع وانظر الى هذه الغریبات كيف يعولن
بالحسرات

اے نواسہ رسولؐ ذرا مڑ کر خیام کی طرف تو آؤ اور دیکھو کہ یکس شہزادیاں کس قدر حسرت بھری آہیں بھر بھر کر رو رہی ہیں پس امام واپس خیام کی طرف تشریف لائے اور بہت گریہ فرمایا اور شہزادیوں حضرت زینبؑ اور حضرت اُمّ کلثومؑ کو تسلی دی جب جانے لگے تو جناب زینبؑ کو گلے سے لگا لیا بی بی نے بھائی کا گلہ چوم کر فرمایا۔

يا اخاه احرق قلبی بفراقك الممت فوادى بوداعك فوالله اجریت دموعی
وهیجت حمومی فكیف ارئى خیامك منهوبة و عیالك و اطفالك مسلوبه
اے برادر جان تم نے آتش فراق سے میرا دل سوختہ کر دیا اور جدائی کے داغ سے میرے دل کو رنجیدہ کر دیا اور میرے آنسو بہا دیئے اور میرے رنج و الم کو برا بیختہ کر دیا میں کس طرح خیام کو لٹا دیکھوں گی اور کس طرح آپ کے اہل و عیال اور کم سن یتیم بچوں پر ہونے والی غارتگری کے المناک منظر دیکھوں گی امام نے فرمایا اے بہن صبر کرو اور بابا علیؑ اور ماں زہراؑ کے نقش قدم پر چلو پس امام روانہ ہو گئے۔

(ریاض القدس، ثمرات الحیات، الطراز المذہب، دقایق الایام)

﴿۶۷﴾...امام کا میدان جنگ میں تشریف لانا:

جب امام مظلومؓ تمام مخدرات عصمت سے الوداع کر کے معرکہ کارزار میں وارد ہوئے اور استغاثہ بلند فرمایا تو تمام کائنات عالم نے آپ کے استغاثہ پر لبیک کی اسرار الشہادۃ ذخیرۃ العباد اور مصائب المعصومین میں ہے کہ جب امام تمام اصحاب و احباب کی شہادت کے بعد اہل بیتؑ سے الوداع کر چکے تو نیزہ پر سہارا لے کر مقتل کی طرف بڑھے کبھی کبھی آپ کی نگاہ ان زخمی لاشوں پر پڑتی تھی جو کہ میدان میں بکھری ہوئی تھیں کبھی آپ خیا م حرم کی طرف دیکھتے تھے اور خیال آتا تھا کہ میرے بعد یہ بھوکی پیاسی شہزادیاں اور بچے کس حالت میں ظالموں کے ہاتھوں اسیر ہو جائیں گی پس آپ نے

هل من ناصر ينصرنا

کا استغاثہ بلند فرمایا یعنی کون ہے جو ہماری فریادری کرے۔

هل من موحد يخاف الله فينا

کوئی ہے اللہ سے ڈرنے والا جو ہمارے متعلق خدا سے ڈرے۔

امامن ذاب يذب عن حرم رسول الله

کیا ہے کوئی جو حرم رسولؐ کے پردہ کی حفاظت کرے اور دخترانِ فاطمہ کو اسیری سے

بچالے۔

﴿۶۸﴾...فاطمہ صغریٰ کے قاصد کی آمد اور

حضرت اُمّ کلثومؓ کا اضطراب:

مفتاح البکاء اور ریاض القدس وغیرہ میں مروی ہے کہ جب امام مظلومؓ نے هل

من ناصر ينصرنا کی ندادی تو کسی نے آپ کی آواز پر لبیک نہ کیا۔



فالتفت نحو البر فرأى راكباً مقبلاً من طرف المدينة

آپ نے صحرا کی طرف دیکھا تو مدینے کی طرف سے ایک شتر سوار آتا ہوا نظر آیا جب قریب آیا تو امام حسینؑ پر سلام کیا اور کہا اے فرزند رسولؐ میں آپ کی بیمار بیٹی فاطمہ صغریٰ کا خط لایا ہوں اور آپ کے ہاتھوں اور پاؤں کا بوسہ لینا شروع کیا۔

فرجع الحسين الى الخيمة و صاح با علي صوته يا زينب يا أم كلثوم و يا سكينه و يا رباب تعالين الي والبشرن بان فاطمة ارسلت اليكن كتاباً (رياض القدس جلد دوم صفحہ ۱۷۸..... ۲ مجمع النورین..... ص ۲۲۰)

پس امام خیاں میں تشریف لائے اور باواز بلند ارشاد فرمایا اے زینب! اے ام کلثوم! اے رقیہ! اے رباب! آؤ تم کو بشارت ہو کہ فاطمہ صغریٰ نے تمہاری طرف خط بھیجا ہے۔

فاتین الہہ مسرعات

پس شہزادیاں جلدی جلدی آپ کے قریب آگئیں اور آپ نے بیمار شہزادی کا خط پڑھ کر سنایا بعض کتب مقاتل میں خط کا مضمون اس طرح مروی ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم من فاطمة الصغرى بنت الحسين الى والدها السلام عليكم والسلام التام على عمي العباس ثم السلام على اخي و قره عيني عبدالله الرضيع الصغير فبالله عليكم يا اباه قبلوه كلکم نبيه عنی کیف وعدتمونی اذا استقر بکم الجلوس فی العراق ترسلوا الی اخي زين العابدين او عمی العباس یا اباه قد طال انتظاری الیکم زاد اشتیاقی الیکم قد صلت الی الهلاك و منتظرة للميعاد والسلام۔

فاطمہ صغریٰ بنت حسینؑ کی جانب سے اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں بابا جان



آپ پر میرا سلام ہو اور میرے چچا عباس بن امیر المومنین پر بھی میرا سلام ہو پھر میرے تمام بھائیوں اور بہنوں پر میرا سلام ہو پھر میرے نور چشم اور میرے شیر خوار بھائی علی اصغر پر میرا سلام ہو بابا آپ سب میری طرف سے ایک ایک مرتبہ میرے شیر خوار بھائی کا بوسہ لیں آپ نے کس طرح وعدہ فرمایا تھا کہ جب آپ عراق میں قیام فرمائیں گے تو زین العابدین یا عباسؑ کو بھیج کر مجھے بلا لیں گے میرا انتظار طویل ہو چکا ہے اور میرا شوق زیادہ ہو گیا ہے حتیٰ کہ میں ہلاکت کے قریب پہنچ گئی ہوں اور موت کی منتظر ہوں والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عین البکاء میں مردی ہے کہ جب قاصد نے خط پیش کیا اور امام کو جملہ احوال سے آگاہ کیا تو عرض کی کہ مولا میری ایک اور حاجت بھی ہے امام نے فرمایا وہ کیا اس نے کہا کہ آپ کی دختر نے مجھ سے کہا تھا کہ میں ان کی طرف سے جناب عباسؑ کے ہاتھ اور جناب علی اکبرؑ کی پیشانی کا بوسہ لوں امام نے فرمایا اے اعرابی میرے ساتھ چل پس امام اس کو لے کر جناب عباسؑ کی دست بریدہ لاش پر آئے اور فرمایا اے عباسؑ فاطمہ صغریٰ کا قاصد آپ کے ہاتھ چومنے آیا ہے آپ کے ہاتھ کہاں گئے پھر آپ رونے لگے پھر علی اکبرؑ کی لاش پر آئے اور شہزادے کے سر کو گود میں لیا اور فرمایا اے میرے نور چشم تمہاری بہن نے اس قاصد کو تمہاری پیشانی اور آنکھوں کا بوسہ لینے کے لئے بھیجا ہے مگر میں کیا کروں تمہاری آنکھیں خون سے بھری ہوئی ہیں اور تمہاری روح پرواز کر گئی ہے فاضل ارجمانی لکھتے ہیں کہ :-

خط کے مضمون سے اہل حرم میں ایسی حالت ہوئی کہ ناقابل تشریح ہے اور ان کی گریہ وزاری کی صدائیں آسمان کے فرشتوں نے بھی سنی۔ فاضل در بندی اور علامہ شیخ مہدی حائری اور علامہ سید محمود اصفہانی نے بھی اجمالاً کر بلا میں جناب صغریٰ کے قاصد کے آنے کا تذکرہ کیا ہے اسی طرح علامہ محمد صالح برغانی نے مخزن البکاء میں بھی



قاصد کے کر بلا آنے اور امام کے خط پر گریہ و زاری کرنے کی روایت تحریر کی ہے۔

علامہ مہدی الحائری قاصد کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ففي يوم عاشورا وقت المحاربة بلغ الي كربلا وسلمه الي الحسين
فلما فتحه واطلع علي مضمونه وبمكن بكاء شديداً

یہ روز عاشور جنگ کے وقت میں کر بلا پہنچا اور خط امام کے سپرد کیا جب امام نے خط کو کھولا اور اس کے مضمون پر اطلاع پائی تو بہت روئے پھر اہل حرم کے پاس تشریف لائے اور خط پڑھ کر سنایا اور شہزادیاں حضرت زینبؓ اور حضرت اُمّ کلثومؓ بھی بہت روئیں۔ (انوار الجالس صفحہ ۱۹۳، علامہ محمد حسن ارحستانی ریاض القدس جلد ۲ صفحہ ۱۱۶، معالی السطین جلد ۲ صفحہ ۱۳، اسرار الشہادۃ صفحہ ۳۰۷، ثمرات الحیاء جلد ۲ صفحہ ۱۹، بحوالہ مخزن البکاء و بحر المصاب)

﴿۶۹﴾... امام مظلومؑ کی شہادت کے وقت حضرت زینبؓ

اور حضرت اُمّ کلثومؓ کی مقتل میں آمد:

ذوالجناح سے گرنے کے بعد تین ساعات تک امام منہ کے بل زمین پر پڑے رہے اور زبان مبارک سے یہی کلمات سنائی دیتے رہے۔

صبراً علی قضاک لا الہ سواک رضیت برضاک

آپ کو شہید کرنے کے لئے چالیس ملعون آگے بڑھے۔

جب شمر ملعون آپ کے نزدیک خنجر لے کر آیا تو شہزادیوں نے خیام چھوڑ دیئے

قائم آل محمد علیہ السلام اپنی زیارت ناحیہ مقدسہ میں فرماتے ہیں۔

برزن من الخدورات ناشرات الشعور علی الخدود لاطمات الوجوه

سافرات بالعویل واعیات بعد العز مذللالات والی مصرعک مبادرات



والشمر جالس علیٰ صدرك واضع سيفه علیٰ نحرک ذابح لك بمهنة
پس شہزادیاں کھلے ہوئے بالوں کے ساتھ منہ پر طمانچے مارتے ہوئے اور فریادیں
کرتے ہوئے اور بیکسی کے عالم میں اس وقت خیام سے نکل کر قتل کی طرف دوڑیں
جب کہ شہر آپ کو شہید کرنے کے لئے تیار تھا اور اپنا پنجر آپ کے گلے پر رکھ چکا تھا اور
آپ کو ذبح کرنے والا تھا۔ (معالی السطین، الدمعة الساکبة، بحار عاشرہ بیاض القدس)
شہاب الدین عالمی اپنے مقتول میں لکھتے ہیں۔

ادرکتہ زینب وهو ینحرة
جناب زینب اس وقت جا پہنچی جب کہ شہر امام مظلوم کو ذبح کر رہا تھا اور شہر سے
مخاطب ہو کر فرمانے لگیں۔

دعنا لودعه و نجلس عنده یا شمر قبل تفرق الاعضاء دعنا نغمضه و
نمسح شیهه دعنا نغطی وجهه برداء

دعنا نظلل جسمد یا شمر عن حر الهجر ولفحنا الرضاء
دعما فرش الماء فرق جنید فلعله یصحو عن الاغماء
دعنا یزد الی الخیام وناته یا شمر بالسجاد ذی الضراء

(نفاس الاخبار صفحہ ۳۳۴ مرقاۃ الایقان صفحہ ۸۸ اشترات الحیاء جلد ۲ صفحہ ۳۶۳)

(۱) اے شہر ٹھہر جا ہمیں بھائی کے قریب آ کر بیٹھنے دے قبل اس کے کہ ہم جدا ہو جائیں۔
(۲) اے شہر ٹھہر جا ہم ان کے جسم پر سایہ تو کر لیں گرمی بہت سخت ہے اور ریت
جل رہی ہے۔

(۳) اے شہر ٹھہر جا ہم حسین کے چہرے پر پانی تو چھڑک لیں شاید کہ ان کو ہوش
آجائے۔



(۴) اے شہرہم کو ان کی آنکھیں بند کرنے دے اور ان کی ریش مبارک سے خون صاف کرنے دے اور ان پر چادر سے سایہ کرنے دے چونکہ دھوپ سخت ہے۔

(۵) اے شہر ٹھہر جا ہم خیاں کی طرف جا کر بیمار سجاؤ کو لے آئیں تاکہ وہ بھی بابا سے آخری دفع مل لیں۔

علامہ سید محمد علی کاظمی لکھتے ہیں کہ شہر نے بی بی کو دور کر دیا اور کہا۔

تنحی عنه والا الحقتک بہ

اپنے بھائی سے دور ہو جاؤ ورنہ میں تم کو ان کے ساتھ ملا دوں گا۔

کتاب اسرار الشہادۃ، بحر المصاب اور مفتاح البرکاء میں ہے کہ جب شہر ملعون نے بی بی کو دور جانے کے لئے کہا تو مظلومہ نے خود کو بھائی کی لاش پر گر دیا اور فرمایا۔

یا شمر خل عنه واقتلنی بدلاً عنه

اے شہر میرے غریب الوطن برادر کو چھوڑ دے ان کے بدلے مجھے زہنہ کے گلے پر خنجر چلا دے۔ (مزامیر الاولیاء، مرقاة الاہقان، ریاض القدس، لسان الواعظین، الطراز المذہب، مجمع النورین)

فاضل رضا قزوینی نے نظم الزہرائیں روایت کی ہے جب شہر ملعون امام عالی مقام کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہوا۔

فلما رأت ذلك تقدمت اليه وجذبت السيف من يده وقالت يا عدو الله ارفق به لقد كسرت صدره امام عملت ان هذا الصدر تربى على صدر رسول الله و على فاطمة ويحك هذا الذي ناغاه جبريل وهزمه ميكانيل فبالله عليك الا امهلة ساعة لا تزود منه ويحك يا لعين دعني اقبله دعني اغمضه دعني اناذی بناءً منه دعني آتیه بابنة



سکینۃ فانیہ یحبہا وتحبہ

جناب نہنبت نے یہ قیامت خیز منظر دیکھا تو آگے بڑھیں اور شمر کے ہاتھ سے خنجر کھینچ لیا اور فرمایا اے دشمن خدا ذرا نرمی کرتو نے ان کے سینہ کو توڑ دیا ہے تجھ کو نہیں معلوم کہ یہ سینہ وہ ہے جو رسول خدا اور علی مرتضیٰ اور فاطمہ زہرا کے سینے پر پلتا رہا ہے تیرے لئے ہلاکت ہو یہ وہ حسین ہے جس کو جبریل نے لوریاں دیں میکائیل نے اس کا گہوارہ جھلایا۔ (ریاض القدس جلد دوم... صفحہ ۱۶۹، معالی السطین جلد ۲... صفحہ ۲۳، الطراز المذہب... صفحہ ۴۷۴، ثمرات الحیات جلد ۲... صفحہ ۴۲۲)

خدا کے واسطے ذرا مہلت دے میں جی بھر کر بھائی کی زیارت کر لوں مجھ کو بھائی کے بوسے لینے دے مجھ کو بھائی کی آنکھیں بند کرنے دے ذرا ٹھہر جا کہ میں جا کر حسین کی بیٹیوں کو بلاؤں تاکہ وہ بھی آخری مرتبہ بابا کو دیکھ لیں ٹھہر جا کہ میں حسین کی پیاری اور چہیتی لختِ جگر سکینہ کو بلاؤں مگر ظالم نے بی بی کی کوئی پروا نہ کی اور اس کا دل نرم نہ ہوا اور شہزادی خیام کی طرف واپس چلی گئی۔ فاضل جلیل علامہ حسن یزدی نے انوار الشہادۃ میں لکھا ہے کہ جب شمر ملعون امام مظلوم کو شہید کرنے کے لئے آیا تو جناب نہنبت اور جناب ام کلثوم اور دیگر شہزادیاں بھی گریہ وزاری کرتی ہوئی مقتل میں آگئیں۔ جناب نہنبت نے شمر کی طرف منہ کر کے فرمایا اے ظالم ٹھہر جاتا کہ ہم بھائی سے الوداع کر لیں ان کے زخموں کا مداوا کریں ان پر چادر سے سایہ کریں ہم خیمہ کی طرف جا کر سجاڑ کو لے آئیں ٹھہر جاتا کہ ہم بھائی کے منہ پر پانی چھڑکیں تاکہ ہوش میں آجائیں شمر نے بی بی کو تختی سے دور کر دیا جب بی بی نے بلند آواز سے گریہ کیا تو امام حسین نے آنکھیں کھول دیں اور فرمایا اے بہن خیام کی طرف واپس چلی جاؤ اور میرے یتیم بچوں کی پرستاری کرو اور مجھ کو شہید ہوتا ہوا نہ دیکھو پس بی بی چلی گئی۔



اور شہر نے امام مظلومؑ کو سجدہ کی حالت میں شہید کر دیا۔ بحر المصائب میں مروی ہے کہ جب امام حسینؑ کی شہادت ہو چکی تو جناب زہنب عالیہ جناب سجادؑ کے بالین پر آئیں اور فرمایا اے شہزادے ذرا آنکھیں کھولو اور دیکھو تو سہی کہ آسمان وزمین سے وا حسینا و غریبا کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں امام نے فرمایا پھوپھی اماں خیمہ کا پردہ اٹھا دو جب بی بی نے خیمہ کا پردہ اٹھایا اور امام نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور ظلمت اور تاریکی کے بادل اُٹھتے ہوئے دیکھے اور رو کر فرمایا اے پھوپھی اماں بابا شہید ہو گئے ہیں پھوپھی اماں جانیے یتیم بچوں کی کمریں سیدھی کر دیجئے اور اسیری کے لئے آمادہ ہو جائیے۔ کتاب نجات الحنفیہ میں روایت ہے کہ یہ سن کر بی بی کی فریاد نکل گئی اور بی بی بار بار درخیمہ پر آتی تھیں اچانک بی بی نے خیمہ سے باہر ایک عجیب و غریب صدا سنی دیکھا کہ امام حسینؑ کی لاش کے قریب سے خاک اُٹھ رہی ہے بی بی نے کہا سجادؑ دیکھو تو سہی اس کی وجہ کیا ہے امام نے فرمایا پھوپھی اماں ذرا خیمہ کا پردہ ہٹائیے امام نے دیکھا تو فرمایا اے پھوپھی اماں نہیں پہچانا جبریل امین ہیں جو بابا کی گہوارہ جنابی کرتے تھے جب انھوں نے بابا کی شہادت پر اطلاع پائی تو فرمایا کہ اے پروردگار حسینؑ نے تیرا وعدہ پورا کر دیا اور شہید ہو گئے ہماری آرزو ہے کہ ہم جا کر ان کی زیارت کریں جب اُن کو اجازت ملی تو فرشتوں کی ایک جماعت کو لے کر زمین پر اُترے ہیں اور تمام ملائکہ بابا کی لاش کے ارد گرد حلقہ باندھے ہیں۔

(الطراز المذہب)

﴿۷۰﴾... خیا مِ حرم میں ذوالجناح کی آمد اور

حضرت اُمّ کلثومؑ کی آہ وزاری:

جناب سرور کائنات کے اصطلیل میں چھپیں گھوڑے ایسے تھے جو اپنی اعلیٰ صفات



اور بلند خصائص کی وجہ سے کسی نہ کسی نام سے مشہور تھے ان میں سے کربلا کے اندر آنحضرت کے چار گھوڑے موجود تھے اول مرتجز یہ امام حسینؑ کا خاص گھوڑا تھا اس کا رنگ سفید تھا دوم جناح یہ ذوالجناح یہ بھی آپؐ کی سواری میں رہا کرتا تھا مگر اکثر مورخین اشتباہ کی وجہ سے مرتجز کو ذوالجناح لکھ دیتے ہیں اور عام اصطلاح میں بھی مرتجز ہی کو ذوالجناح کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اگرچہ درحقیقت یہ گھوڑا مرتجز سے علیحدہ تھا سوم عقاب یہ گھوڑا آنحضرتؐ کو یمن کے بادشاہ سیف بن ذی یزن نے ہدیہ کے طور پر پیش کیا تھا جیسا کہ علامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد ششم میں مفصل درج فرمایا ہے یہ گھوڑا نہایت ہی اعلیٰ نسل سے تھا اور تمام عرب میں اس گھوڑے کے مقابلے کا کوئی دوسرا گھوڑا نہیں تھا۔

یہ گھوڑا ستاون سال آنحضرتؐ کی سواری میں رہا اور تین سال جناب امیر المومنینؑ کی سواری میں رہا اور دس سال امام حسینؑ کی سواری میں رہا میدان کربلا میں جناب امام حسینؑ نے یہ ہم شکل پیغمبرؐ حضرت علی اکبرؑ کے حوالے کر دیا تھا اسی گھوڑے کی زین سے علی اکبرؑ زخمی ہو کر گرے شہزادے کے گرنے کے بعد جب یہ گھوڑا اسید الشہداء کے سامنے آیا تھا تو زمین پر پاؤں ٹیک دیتا تھا اور نہناتا تھا اور اپنے سر سے اشارے کرتا تھا گویا اے مظلوم امام ہم شکل پیغمبرؐ کی لاش میری پشت پر رکھ کر خیمہ میں لے جائیے چنانچہ جب شہزادے کی لاش خیمے میں آئی تو یہ گھوڑا خیمہ کے باہر سر زمین پر مارتا تھا۔

چوتھا گھوڑا میمون تھا جو حضرت قاسمؑ کے حصے میں آیا یہ بھی آنحضرتؐ کا گھوڑا تھا۔

ذوالجناح بچپن سے ہی امام حسینؑ کی سواری میں آیا اور شہزادہ کو اس سے بے حد انس تھا چنانچہ علامہ کنوری لکھتے ہیں۔

جب امام مظلوم کا سن چار یا پانچ برس تھا تو جب بھی اصطبل سے گزرتے تھے تو



نہایت اشتیاق سے اس گھوڑے کی طرف دیکھتے تھے۔

ایک دن رسول اللہ نے دیکھا کہ امام حسین بڑے غور سے بدیدہ گریاں گھوڑے کی طرف دیکھ رہے ہیں تو فرمایا اے حسین کیا اس پر سوار ہونا چاہتے ہو امام حسین نے فرمایا جی ہاں پس رسول اللہ نے گھوڑے کو مزین کرنے کا حکم دیا اور صحابہ کو جمع کیا اور گھوڑے پر زین رکھی لگام لگائی گئی جب امام حسین سوار ہونے کے لئے قریب آئے تو زین بلند نظر آئی جب گھوڑے نے مڑ کر دیکھا کہ شہزادہ سوار ہونے کے قابل نہیں۔

اچانک گھوڑے نے اپنے اگلے اور پچھلے پاؤں زمین پر ٹیک دیئے اور بیٹھ گیا گویا کہ وہ بھی شہزادے کی سواری کا مشتاق تھا جب شہزادہ سوار ہو گیا اور ذوالجناح اٹھا تو صحابہ خوش ہو گئے۔

پس رسول اللہ رونے لگے اور اس قدر روئے کہ سنبھل نہ سکے صحابہ نے تعجب کیا اور فرمایا یا رسول اللہ یہ تو خوشی کا دن ہے کہ آپ کے پیارے نواسے کے لئے گھوڑے نے خود ہی بیٹھ کر سواری کی سہولت مہیا کر دی ہے حضور اکرم رونے کی کیا وجہ۔ رسول اللہ نے فرمایا:-

جو کچھ بھی دیکھ رہا ہوں تم نہیں دیکھ رہے ہو۔

میں دیکھ رہا ہوں کہ میرا یہی شہزادہ حسین زخموں سے چور چور ہے اور تیروں اور نیزوں سے اس کا یہ سارا نازک بدن چھلنی ہو چکا ہے حتیٰ کہ قریب ہے کہ شدت ضعف سے یہ منہ کے بل زمین پر گر جائے اور وہ اسی گھوڑے پر سوار ہے پس گھوڑا شہزادے کو اتارنے کے لئے اسی طرح بیٹھ گیا ہے جیسا کہ آج بیٹھا یہی چیز میرے رونے کا باعث بنی ہے۔

امام حسین کی شہادت کے بعد اس وفادار گھوڑے نے جہاد کرنا شروع کر دیا اور اس



کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور اشقیاء کو روندنا شروع کر دیا حتیٰ کہ چالیس ملعونوں کو فی النار کر دیا (المحین فی مقتل الحسین،... مجالس المواعظ، معالی السطین، ریاض القدس)

ابو مخنف نے روایت کی ہے کہ امام مظلوم کے گھوڑے نے نہننا شروع کر دیا اور پھر مقتولوں کے درمیان چلتا ہوا اور ہر لاش کو سونگھتا ہوا امام مظلوم کی لاش پر پہنچا عمر بن سعد نے اس کو پکڑنے کا حکم دیا۔ چونکہ یہ رسول اللہ کے گھوڑوں میں سے بہترین گھوڑا تھا مگر اس نے بڑی شدت سے اشقیاء کا مقابلہ کرتے ہوئے ان کو عاجز کر دیا۔

جب یہ پکڑنے والوں سے بے خوف ہو گیا تو لاشوں کے درمیان چلتے ہوئے امام حسین کی لاش کو تلاش کرنے لگا حتیٰ کہ امام مظلوم کی لاش پر پہنچا اور اس کو سونگھا، بو سے دیئے اور اپنی پیشانی کو امام کے خون سے آلودہ کیا اور ساتھ ہی بلند آواز سے نہننا رہا تھا اور فریادیں کر رہا تھا۔ پھر شہزادیوں کے خیمہ کی طرف چلا جب شہزادیوں حضرت زینب اور حضرت اُمّ کلثومؑ نے اس کی آواز سنی تو باہر آگئیں اور کیا دیکھا یہ قائم آل محمدؑ سے سینے جو زیارت ناحیہ مقدسہ میں فرماتے ہیں۔

فلما رائین النساء جوادك فخریاً و نظرن سرجك علیہ ملویاً برزن
من الخدور ناشرات الشعور

جب شہزادیوں نے آپ کے گھوڑے کو اس حالت زار میں دیکھا اور زین کو جھکا ہوا پایا تو کھلے بالوں کے ساتھ ماتم کرتی ہوئی خیام سے باہر آگئیں۔

امالی شیخ صدوق میں ہے کہ جناب اُمّ کلثومؑ نے دونوں ہاتھ سر پر رکھ دیئے اور مدینہ کی طرف منہ کر کے اس طرح فریاد کی۔

وا محمداه هذا الحسین بالعراء قد سلب العمامة والردا
اے نانا تمہارا حسین کربلا کی گرم زمین پر بھوکا پیاسا شہید کر دیا گیا اور ان کا خون



سے بھرا ہوا عمامہ اور چادر بھی لوٹ لی گئی۔

جب جناب نہنب نے آواز سنی تو سیکنہ سے رو کر فرمایا بیٹی بابا پانی لا رہے ہیں جب سیکنہ باہر نکلیں تو دیکھا کہ ذوالجناح کی زین خالی ہے باگیں کٹی ہوئی ہیں تو چادر سر سے اتار دی اور وا حسیناہ وا غرتاہ کہہ کر ماتم کرنا شروع کر دیا۔ ریاض الاحزان ان میں ہے کہ شہزادیوں نے ذوالجناح کے ارد گرد حلقہ باندھ لیا۔

وجعلن یسئلن عن حال الراكب

اور رو رو کر پوچھنے لگیں اے ذوالجناح ہمارے شہسوار کو کہاں اتارا ہے ہمارے حسین کو تم نے کہاں گم کر دیا، جناب اُمّ کلثوم گھوڑے کی خون آلود پیشانی پر ہاتھ رکھ کر نانا کو خطاب کرتی رہیں حتیٰ کہ رو رو کر غش کر گئیں محمد بن ابی طالب حارّی فرماتے ہیں۔

انه رمى بنفسه على الارض وجعل يصهل ويضرب براسه الارض عند الغيمة حتى مات

گھوڑے نے اپنے آپ کو زمین پر گرا دیا اور ہنہناتا تھا اور خیام کے نزدیک ہی زمین پر ٹکریں مارتا تھا۔ (فتی الامال، معالی السطین، نفاس الاخبار، الدرر الساکبہ صفحہ)

﴿اے﴾... امام حسینؑ کا مرثیہ ونوحہ کہنا اہل بیتؑ

کی سنت ہے اُمّ کلثومؑ کا نوحہ:

ذوالجناح جس کی پیشانی پر خون حسینؑ لگا تھا زین ڈھلی ہوئی تھی روتا ہوا آنسو بہاتا نوحہ کرتا الظلیمہ الظلیمہ کہتا ہوا خیام کے پاس آ کر رُکا اور رونے کی آواز بلند کی تو سارے اہل حرم نے گھوڑے کو بغیر امام حسینؑ کے اس حالت میں دیکھ کر قیامت خیز ماتم کرنا شروع کر دیا۔

سب اہل حرم نے اپنے رخساروں کو پیٹ لیا اپنے گریبان چاک کیے اور یوں بین



کرتی تھیں۔

والمحمداء وعلیہا و احسنہا واحسنہا
ہائے یاحمد، ہائے یاعلیٰ، ہائے یاحسن، ہائے یاحسین
بغرض اختصار صرف ترجمہ نوحہ کا پیش کیا جاتا ہے:-

(۱) زمانے کی تمام سختیوں و مصائب نے ہم پر سخت حملہ کیا ہے اور اس کے بیجوں و
ناخنوں نے ہمیں زخمی کر ڈالا ہے۔

(۲) پریس میں زمانے کی اونچ نیچ نے ہم پر بڑا ظلم ڈھایا ہے جس کا ڈر لاحق تھا،
(۳) ہمیں عزیزوں کی موت کا بڑا دکھ دیا ہے، اور ہمارے اعزاء کی یکجہتی کو
پراگندہ کر دیا ہے۔

(۴) ہمارے بھائی کو ہم سے جدا کر ڈالا جو مصیبتوں میں ہمارا سہارا تھا اور اب
اس کا صدمہ ناقابل برداشت مصیبت ہے۔

(۵) لاش حسین کے گرد ریت چمک رہی ہے اور اللہ کے دین پر تار کی چھا گئی ہے۔
(۶) اب ہم پر وہ افتاد آ پڑی ہے جو پہاڑ پر آتی تو وہ لرز جاتا اور ٹکڑے ٹکڑے
ہو جاتا۔

(۷) اس بات کا بڑا صدمہ ہے کہ میں زندہ ہوں اور وہ حسین اب خاک پر پڑا ہے۔
(۸) ایسے شخص کی تعزیت اس طرح ہے جیسے آدمی جان نکل گئی ہو۔ یعنی ایک
حصہ زندہ ایک مردہ ہو۔

(۹) اب ہماری کوئی پناہ گاہ نہیں ہے اور وہ مصائب زمانے نے لا ڈالے جس پر
غالب نہ آسکیں۔

(۱۰) زمانہ ہمیں اُجاڑ رہا ہے حالانکہ ہمارے نانا ایسے رسول ہیں جن کی بخششیں



اور نوازشیں تمام دنیا کے لئے عام تھیں۔ (مقل ابی خضف)

صاحبِ مجمع النورین کا بیان ہے کہ امام کے گرنے کے بعد یہ گھوڑا بار بار امام کے قریب آکر اپنے گھٹنے زمین پر ٹیک دیتا تھا اور کبھی بار بار جھک جاتا ہے گویا کہ امام کی طرف اشارہ کر کے کہہ رہا تھا کہ مولا آئیے سوار ہو جائے تاکہ آپ کو خیمہ تک پہنچا دوں۔

﴿۷۲﴾... تارا جی خیاں اور حضرت اُمّ کلثومؓ:

امامِ عالی مقام کی شہادت کے بعد مسلمانوں کا فرض تو یہ تھا کہ انہی مظالم پر استغفار کرتے اور اپنے شرمناک کرتوتوں پر پشیمان ہو کر شہزادیوں کو پرسہ دیتے اور باوقار و با احترام ان کو وطن تک پہنچا دیتے مگر کیسے سنگدل انسان تھے جنہوں نے قیامت تک تاریخِ اسلام پر ایک ناقابلِ فراموش سانحہ کا داغ لگا دیا حتیٰ کہ بقول ڈپٹی نذیر احمد دہلوی مسلمان اس نالائق حرکت کی وجہ سے کسی کو منہ دکھانے کے لائق نہ رہے۔

صاحبِ ریاض الاحزان و حدائق الاشجان فرماتے ہیں۔

ظالموں نے اہلِ حرم کے خیاں پر غارت گری کی تیاریاں شروع کر دیں اور پیادہ اور سوار خولی اور شمر اور سان کی قیادت میں خیاں کی طرف بڑھے اور تلواریں اور خنجر بے نیام کر لئے۔

علامہ سید محمد باقر مجتہد لکھتے ہیں کہ شمر ملعون لشکر کے ہمراہ حرمِ سرائے آلِ رسولؐ پر غارتگری کے لئے روانہ ہوا جو نبی لشکر کا شور و غل معصوم بچیوں اور چھوٹی چھوٹی شہزادیوں کے کانوں میں پہنچا تو پیاس بھی بھول گئیں اور سب دوڑ کر آئے اور جنابِ زینبؓ کبریٰ کا دامن تھام لیا کوئی کہتا تھا اے پھوپھی اماں کیا یہ ظالم ہمارے بھی سر قلم کرنے آرہے ہیں؟ کوئی کہتا تھا ہم کہاں جائیں شمر آ رہا ہے شمر نے خیاں کا محاصرہ کر لیا اور اشیاء نے غارتگری شروع کر دی کوئی چادریں لوٹنے لگا کوئی چھوٹے چھوٹے عمامے لوٹنے



لگا۔ (ریاض القدس جلد ۲ صفحہ ۱۷۹)، (مراۃ الایقان صفحہ ۱۲۱ جلد اول)

سید ابن طاووس لکھتے ہیں۔

تسابق القوم علیٰ نهب بیوت آل الرسول حتی جعلوا ینزعون
ملحفته المرة عن ظهرہ۔

لوگوں نے حرم رسولؐ کو لوٹنے میں ایک دوسرے سے مقابلہ شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ
عورتوں کی چادریں بھی چھیننے لگ گئے۔

آہ کس قدر قیامت خیز منظر تھا جب شہزادیوں کی نگاہیں علی اکبرؑ اور عباسؑ جیسے
غیوروں کو ڈھونڈ رہی تھیں۔ مگر آج تو نہ علی اکبرؑ تھے نہ عباسؑ نہ حسینؑ تھے نہ حبیب ابن
مظاہر کوئی مسلمان ایسا نہ تھا جو ان ہمکس و مصیبت زدہ یتیموں کی مدد کرتا حمید کہتا ہے کہ
میں نے دیکھا کہ قبیلہ بکر بن وائل کی ایک عورت جو اپنے شوہر کے ساتھ آئی ہوئی تھی
جب اس نے شہزادیوں حضرت زینبؑ اور حضرت اُمّ کلثومؑ کو لٹتے ہوئے دیکھا تو ہاتھ
میں تھام لے کر خیمہ سے نکل آئی اور اپنے قبیلہ والوں کو پکار کر کہا اے بنی بکر کیا تماشا
دیکھ رہے ہو کہ یہ رسولؐ کی بیٹیوں کو لوٹا جا رہا ہے کیا ہے کوئی جو رسول اللہؐ کا پاس رکھ لے
اور ان کی مدد کرے مگر کسی نے اس کی پروا نہ کی اور اس کا شوہر آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر
لے گیا۔ جلیل شیخ محمد بن حسن حر عاملی اپنے مقتل میں لکھتے ہیں کہ جب اشیاء کا
لشکر غارت گری کے لئے آگے بڑھا تو جناب زینبؑ الکبریٰ نے عمر بن سعد کو پیغام
بھیجا کہ اگر تم لوگ اسباب، زیورات، چادریں لوٹنا چاہتے ہو تو لشکر والوں کو منع کرو کہ
وہ ہمارے خیام میں نہ آئیں اور میرے بھائی کے حرم کی طرف ہاتھ نہ بڑھائیں۔ پس
بی بی نے حکم دیا کہ گوشوارے لگن، چادریں وغیرہ اُتار کر ان کی طرف پھینک دو اور خود
ان شہزادیوں نے پھٹی پرانی چادریں پہن لیں اور فاطمہ کبریٰ نے فرمایا پھوپھی اماں



میں گوشوارے نہیں اُتاروں گی یہ مجھ کو خود بابا پہنا گئے تھے یہ ان کی یادگار ہیں بی بی نے اجازت دے دی مگر آ، ایک شقی کی نگاہ پڑ گئی تو اس ملعون نے کان چیر کر اس بی بی کے گوشوارے بھی لوٹ لئے۔

باوجود بیبیوں کے عطا کردہ مال لوٹ لینے کے ظالموں نے بچوں اور بچیوں پر رحم نہ کیا اور کان چیر کر ذرا اُتارے۔ حمید روایت کرتا ہے کہ امام مظلومؑ نے کربلا آنے کے بعد ایک شخص سے دو گوشوارے اور دو چادریں خریدیں ان سے ایک چادر واپس کر دی اور کہا کہ اگر یہ دوسری چادر کسی کے سر پر دیکھو تو تم مت اُتارنا آپ نے وہ گوشوارے اور چادر سیکڑے دوئے دیئے حمید کہتا ہے کہ تاریخی خیام کے وقت میں نے دیکھا کہ اس شخص کی مٹھی سے خون ٹپک رہا تھا۔ میں نے پوچھا کہ بتلا مٹھی میں کیا ہے اس نے مٹھی کھولی تو وہ گوشوارے تھے جو امام نے سیکڑے کو پہنائے تھے اس نے شہزادی کے کان چیر کر اُتار لئے تھے۔ ریاض الشہداء صفحہ ۱۲۱ نور العیون میں ہے کہ جب ظالموں نے تلواروں سے خیام کی طنائیں کاٹنا شروع کیں تو اُمّ کلثومؑ نے دروازہ خیمہ پر آ کر فرمایا:-

يا بن سعد الله يحكم بيننا وبينك ويحكم شفاعة جدنا وامرت
بقتل سبط الرسول ولم ترحم صبيانه ولم تشفق على نساہ

(ریاض القدس جلد دوم صفحہ ۱۸۰)

اے سعد کے بیٹے اللہ ہمارا اور تیرا فیصلہ کرے گا اور تجھ کو ہمارے نانا کی شفاعت سے محروم کرے گا اور تجھ کو حوض کوثر سے سیراب نہیں کرے گا جیسا کہ تو نے ہمارے ساتھ برتاؤ کیا اور نواسہ رسولؐ کے قتل کا حکم دیا اور اس کے یتیم بچوں پر رحم نہ کیا اور اس کی عورتوں پر ترس نہ کھایا مگر اس ملعون نے کوئی توجہ نہ کی۔



جب خولی لوٹا ہوا ایک خیمہ میں آیا تو دیکھا کہ چھوٹی سی بچی مصلیٰ عبادت پر بیٹھ کر دعا مانگ رہی تھی جب بچی نے ظالم کو دیکھا تو خوفزدہ ہو گئی اور فرمایا۔

یا شیخ ہل رائیت ایسی

اے شیخ کیا تو نے میرے بابا کو دیکھا ہے ظالم نے بچی پر تازیانے سے ظلم کرنا شروع کر دیا اور کانوں کو چیر کر گوشوارے لے کر چل دیا۔

علامہ شیخ مہدی لکھتے ہیں۔

لما هجم القوم على الخيم و تفرقت النساء والاطفال اقبلت زينب ووقفت على زين العابدين و كانت تدافع عنه حتى قال حميد انتهيت الى على بن الحسين وهو مريض و منبسط على فراش اذا اقبل شمر و معه جماعته وهم يقولون لا تقتل هذا العليل فتهم اللعين بقتله و سل سيفه فالتقت زينب بنفسها عليه وقالت لا يقتل حتى اقتل

جب ظالموں نے لوٹ مار کی تو شہزادیاں اور بچے ادھر ادھر متفرق ہو گئے اور بی بی زینب امام زین العابدین کی حفاظت کے لئے ان کے پاس آ کر کھڑی ہو گئیں حمید کہتا ہے کہ جب میں بھی اس جگہ پہنچا جہاں پر بیمار امام بستر بیماری پر سو رہے تھے شمر اپنے گروہ کے ساتھ آیا اور وہ کہہ رہے تھے کیا اس بیمار کو قتل نہیں کرتے اور ملعون نے تلوار کھینچ لی اور سجاد کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو بی بی زینب نے اپنے آپ کو امام کے اوپر گرا دیا اور فرمایا جب تک زینب کو قتل نہ کیا جائے سجاد کو قتل نہیں کیا جائے گا پس ظالم نے تلوار روک لی کس قدر بلند مرتبہ ہے اس مخدومہ کو نین کا جس نے امامت کو بچا لیا اگر بی بی نہ ہوتی تو یقینی طور پر سجاد کو شہید کر دیا جاتا امامت پر جناب زینب کا یہ عظیم احسان ہے۔

(الطراز المذہب صفحہ ۲۱۳، بحور الغمرہ جلد ۳، صفحہ ۳۲۲، معالی السطین صفحہ ۵۱ جلد ۲)

﴿۷۳﴾... اور خیام جل اٹھے:

فاضل یزدی نے انوار الشہادۃ میں لکھا ہے کہ جب تمام خیام کو لوٹ لیا گیا۔
تو صرف ایک خیمہ بچ گیا جہاں سید الشہداء عبادت کیا کرتے تھے تمام شہزادیاں
اور بچے اسی خیمہ میں جمع ہو گئے عمر بن سعد نے خیام کے قریب آ کر صدا دی اے اہل
بیت باہر نکل آؤ ورنہ خیام کو آگ لگا دی جائے گی جناب زینبؓ یہ سن کر بڑی مضطرب
ہوئیں ظالم نے تین دفع صدا بلند کی تیسری دفع پر جناب زینبؓ عالیہ نے فرمایا اے
ظالم خدا سے ڈر اور ہم پر اتنا ظلم و ستم نہ کر اس خبیث نے کہا تم کو ضرور باہر آنا پڑے گا
تا کہ تم کو اسیر کیا جائے بی بی نے فرمایا ہم ہرگز باہر نہیں نکلیں گے یہ سن کر خبیث نے حکم
دیا کہ خیام کو آگ لگا دو (اسرار الشہادۃ صفحہ ۷۳ زینب الکبریٰ صفحہ ۱۰۹ المدحہ الساکبہ)

لما هجم القوم ارتفع صياح النساء صاح ابن سعد ويلكم اكبسوا
علي النساء الخباء واضر مومن نارا واحدا قوها ومن فيهل
جب لوگوں کا ہجوم ہوا تو شہزادیاں چلا اٹھیں ابن سعد نے کہا ان کو گھیر لو اور خیام کو
آگ لگا دو اور جو خیموں میں ہیں سب کو جلا ڈالو، بحر المصائب اور مفاتیح الغیب میں
مروی ہے کہ۔

جب خیام کو آگ لگی تو تمام شہزادیاں جناب سید سجادؓ کی پرستاری کے لئے ان کے
پاس جمع تھیں اچانک اصحاب کی عورتیں گھبرا کر خیام سے باہر نکلنے لگیں اور جناب زینبؓ
کو آگاہ کیا بی بی نے بڑی پریشانی اور اضطراب کے عالم میں جناب سجادؓ کی طرف رخ
کیا اور فرمایا اے حجت خدا یہ معصوم یتیم بچے آگ کی گرمی سے مرجائیں گے ان
شہزادیوں کے لئے اب کیا حکم ہے امام زین العابدینؓ پیاری کی شدت سے گفتگو نہیں
کر سکتے تھے بس صحرا کی طرف اشارہ کر دیا بی بی نے امام کے حکم کی اطاعت کرتے



ہوئے مستورات کو کہا (الطراز المذہب ص ۲۰۶)، (معالی جلد ۲ صفحہ ۵۱)

اے شہزادیوں بچوں کو لے کر بیاباں کی طرف نکل جاؤ۔

علامہ شیخ مہدی لکھتے ہیں کہ۔

ففر دن نبات رسول اللہ صائحات باکیات نادبات الازینب الکبریٰ

فانہا واقفة تنظر الی زین العابدین لافہ لا یتمکن من من النهوض

تمام شہزادیاں بیابان کی طرف چلی گئیں مگر زینبؓ نہ گئیں اور امام زین العابدینؓ کی

طرف حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہی تھیں جو کہ شدت مرض سے اُٹھنے کے قابل نہ

تھے مقارح البرکاء میں حمید بن مسلم سے روایت ہے کہ۔

رائمت امرۃ القت انفسہا علی النار فجاءت بجسد کانه میت و رجلاه

تحتطان علی الارض

میں نے دیکھا کہ ایک عورت آگ میں داخل ہو گئی اور ایک لاش سی اُٹھا کر باہر لائی

جس کے پاؤں زمین پر لگ رہے تھے میں نے کسی سے پوچھا کہ یہ عورت کون ہے مجھ کو

بتلایا گیا کہ یہ زینبؓ بنت امیر المومنینؓ ہیں اور وہ شخص جس کو یہ اندر سے اُٹھا کر لائی ہیں

وہ علی بن حسینؓ زین العابدینؓ ہیں جب بی بی کی نگاہ عمر بن سعد پر پڑی تو فرمایا اللہ تیری

نسل کو قطع کرے اے عمر بن سعد کیا تجھ کو تیرے باپ نے یہی وصیت کی تھی۔

کر بلا میں موجود ہونے والوں میں سے ایک شخص سے روایت ہے کہ جب خیام کو

آگ لگے رہی تھی تو میں نے دیکھا کہ ایک بی بی ایک ایسے خیمہ کے دروازہ پر کھڑی

ہے جو آگ کی لپیٹ میں آچکا تھا۔

تارةً تنظر یمینہ و یسرةً و اخری تنظر الی السماء و تارةً تدخل فیتلک

الخیمۃ و تخرج



جو کبھی دائیں طرف دیکھتی تھی اور کبھی بائیں طرف اور کبھی آسمان کی طرف دیکھتی تھی اور کبھی خیمہ کے اندر جاتی تھی اور کبھی باہر نکلتی تھیں میں قریب گیا اور کہا اے بی بی یہاں کیوں کھڑی ہو آگ ہر طرف سے تم کو گھیر رہی ہے اور دوسری عورتیں دور چلی گئی ہیں اور تم ان کے پاس کیوں نہیں جاتیں۔

فبکت و قالت یا شیمخ ان لنا علیلاً فی الخیمۃ وهو لا یتممکن من
النہوض فکھف افارقه قد احاط النارجه

وہ رونے لگی اور کہا اے شیخ خیمہ کے اندر ہمارا ایک بیمار رہ گیا ہے جو شدت مرض سے اٹھنے کی طاقت نہیں رکھتا میں اس سے کس طرح جدا ہو جاؤں جبکہ وہ آگ کے اندر گھر گیا ہے۔ (الطراز المذہب، معالی السبطین)

علامہ محمد باقری تقطیلی لکھتے ہیں کہ جب شمر نے کہا۔

أتونی بالنار حتی احرق خیمام آل احمد المختار

آگ لاؤ تاکہ میں آل رسول کو جلا دوں تو چھوٹے چھوٹے بچے خوف سے کانپنے لگے اور ایک خیمے سے دوسرے خیمے کی طرف بھاگنے لگے جب تمام خیمے جل گئے اور ایک خیمہ بچ گیا جناب زینب الکبریٰ بیمار کر بلا کی خدمت میں آئیں اور فرمایا اے میری آنکھوں کے نور تم تجت خدا ہوا اب ہم عورتوں کی شرعی تکلیف کیا ہے کیا ہمارے لئے یہی حکم ہے کہ ہم یکس شہزادیاں اور ہمارے یتیم بچے آگ میں جل جائیں امام نے فرمایا باہر نکل جاؤ پس تمام مستورات اور بچے اشارہ پاتے ہی بنات العرش ستاروں کی طرح مقتل میں بکھر گئے راوی کہتا ہے کہ ان میں ایک کم سن بچی تھی جس کے دامن میں آگ لگی ہوئی تھی اور وہ ابن ابی انحی کہتی ہوئی دوڑی جارہی تھی میں نے اس کے پیچھے گھوڑا دوڑایا پس بچی تیزی سے دوڑنے لگی اور اس کا پاؤں کپڑے میں الجھ گیا اور زمین پر گر



پڑی اور میں بھی جا پہنچائیگی نے ایک دفعہ میری طرف دیکھا میں نے دیکھا کہ اس کے لبوں سے خون ٹپک رہا تھا اور وہ ڈر سے کانپ رہی تھی میں نے کہا ڈر نہیں میں آگ بجھانا چاہتا ہوں مجھ کو دیکھ کر کہتی ہے یا شیخ۔ (معالی السبطین جلد دوم صفحہ ۵۲)

هل قرات القرآن

اے شیخ کیا تو نے قرآن نہیں پڑھا میں نے کہا ہاں کہنے لگی تو نے یہ آیت نہیں پڑھی۔

اما الیتیم فلا تقهر

کہ یتیم پر قہر نہ کرو میں نے کہا تم یتیم ہو اس نے کہا میں بھی یتیم ہوں میرا باپ مارا گیا ہے۔

حمید بن مسلم سے مروی ہے کہ میں نے ایک بچے کو قتل کی طرف دوڑتا ہوا دیکھا جس کے دامن کو آگ لگی ہوئی تھی میں دوڑا تا کہ آگ بجھاؤں وہ بچہ اور تیزی سے دوڑنے لگا شاید کہ اس کو خوف تھا کہ یہ شخص بھی ظلم کرے گا میں نے بچے کو تسلی دی اور اس کی آگ بجھا دی میں نے کہا اے شہزادے تو کہاں جانا چاہتا ہے اس نے کہ اے شیخ مجھ کو نجف کا راستہ بتا دے میں اپنے جدا مجد امیر المومنین کے پاس شکایت کرنے کے لئے جانا چاہتا ہوں۔ (مصباح الحرمین صفحہ ۴۳۱، مرآۃ الایقان جلد ۲ صفحہ ۱۲۱، انوار المواہب صفحہ ۳۳۹ علامہ علی اکبر نہاندی)

﴿۷۴﴾... تارا جی خیام کے وقت چند کم سن بچوں

کی دردناک شہادت:

تارا جی خیام کے وقت جو سب سے بڑی مصیبت حضرت زہنبّا اور حضرت اُمّ کلثوم پر واقع ہوئی وہ ان معصوم اور کم سن شہزادوں اور شہزادیوں کی گمشدگی اور شدید اضطراب تھا جو جناب عباس علیہ السلام اور جناب علی اکبر اور دیگر جوانان بنی ہاشم کی



حفاظت اور نگرانی میں رہنے اور آرام کرنے کے عادی تھے مگر تاریاجی خیام کے وقت سراپمگی اور بدحواسی کے عالم میں ادھر ادھر منتشر ہو گئے تھے اقوامِ اشقیاء کے دردناک مظالم اور حرمِ رسولؐ کی تاریاجی اور خیام کی آتش زدگی کے وقت کئی معصوم بچے گھبراہٹ کے عالم میں خیام سے باہر نکلے جن میں سے کئی فوجوں کے اڑدھام میں پامال ہو کر شہید ہوئے اور کئی بھوک پیاس اور گرمی کی شدت سے مر گئے حسن بن سلیمان بن محمد شوکی نے اپنے مقتل میں اور عبدالوہاب شعرانی نے کتاب الحسن جلد دہم میں جناب عبدالرحمان بن عقیل بن ابی طالب کے دو کمسن بچوں سعید اور عقیل کے متعلق لکھا ہے۔
(بحر النغمہ جلد ۳ صفحہ ۳۸۴، حدیث الواعظین صفحہ ۲۲۳)

كانامعه وماتا من شدة العطش والد هشنه والذعر بعد شهادة الحسين لما هجم القوم على مخيم النساء للسلب وامهما خديجة بنت علي بن ابي طالب توفيت في الكوفة
یہ دونوں شہزادے جناب خدیجہ بنت علی بن ابی طالب کے بطن سے تھے جو کہ کوفہ میں انتقال کر گئی تھیں یہ دونوں بچے اپنے والد کے ہمراہ کر بلا میں آئے مگر شہادتِ امام حسینؑ کے بعد جب ظالموں نے شہزادیوں کے خیام پر غارتگری کی تو یہ پیاس کی شدت اور دہشت اور گھبراہٹ کی وجہ سے مر گئے۔

اسی مقتل میں ہے کہ جناب مسلم بن عقیل کی ایک بچی عاتکہ جو کہ سات برس کی تھی اور جناب رقیہ بنت امیر المومنین کے بطن سے پیدا ہوئی۔

هي التي سحقت يوم الطف بعد شهادة الحسين لما هجم القوم على المخيم السلب

یہی شہزادی امام حسینؑ کی شہادت کے بعد اس وقت پامال ہو کر شہید ہو گئی جب کہ خیام پر غارتگری کرنے والوں کا هجوم ہوا۔

(بحر النغمہ جلد ۳ صفحہ ۳۸۴، حدیث الواعظین صفحہ ۲۲۳)



اسی طرح امام حسنؑ کی دو شہزادیوں اُم الحسن اور اُم الحسین علیہما السلام کے متعلق مروی ہے۔

سحقنا یوم الطف بعد شهادة الحسين لما هجم القوم على الخيم
السلب وامهم اُم بشر بنت المسعود الانصاری
یہ بچیاں بھی واقعہ شہادت کے بعد اس وقت پامال ہو کر شہید ہوئیں جب کہ قوم
اشقیاء کا انہوہ کثیر لوٹنے کے لئے خیام کے ارد گرد جمع ہو گیا۔
ان کی ماں کا نام اُم بشر بنت مسعود انصاری ہے۔
علامہ جعفر نقدی لکھتے ہیں۔

ان الحسين عندو داعه اوصیٰ الی اختہ زینبؑ بجمع العیال بعد ان
یحرقوا الاعداء الخیام فبعد ان اهرقوا الخیام و تفرقت الاطفال ذهب
زینب فی جمعها و تفقدت طفلین للحسین فذهبت فی طلبهما فرتھما
معتنقین نانمین علی الارض فلما حرکتھا فادا اھما متین عطشاً
امام حسینؑ نے اپنی بہن زینبؑ کو الوداع کرتے ہوئے وصیت کی تھی کہ خیام کو آگ
لگنے کے بعد بچوں کو جمع کر لینا تاکہ گم نہ ہو جائیں جب خیام کو آگ لگ گئی تو بچے منتشر
ہو گئے اور بی بی نے بچوں کی دیکھ بھال کی تو امام حسینؑ کے دو کم سن بچے نظر نہ آئے
پس حضرت زینبؑ اور حضرت اُم کلثومؑ ان کو تلاش کرنے کے لئے نکل پڑیں دیکھا تو
دونوں ایک دوسرے کو گلے لگائے ہوئے زمین پر سو رہے ہیں بی بی نے ان کو حرکت
دی تو دیکھا کہ دونوں پیاس کی وجہ سے مر گئے تھے۔

محمد بن عبد اللہ حارری نے اپنے مقتل میں لکھا ہے کہ جب تارا جی خیام کے وقت
بچے منتشر ہوئے زینبؑ عالیہ اُم کلثومؑ بچوں کی تلاش میں نکلیں تو ایک جھاڑی کے پاس



دو معصوم بچوں کو خوف اور پیاس کی وجہ سے مرا ہوا پایا۔

(معالی السطین جلد دوم صفحہ ۵۳۔ نہ نب الکبریٰ صفحہ ۱۰۹ طبع نجف)

فاضل بستانی نے التحفۃ الحسیدیہ میں بحوالہ کتاب منبع الدموع حضرت قائم آل محمد علیہ السلام عجل اللہ فرجہ سے نقل کیا ہے کہ جب حرم رسول کو اسیر کر کے سوار کرنے لگے اور بچوں کی فہرست دیکھی تو ایک بچہ اور ایک بچی نہ نے ملے عمر بن سعد نے لشکر کو حکم دیا کہ بیابان میں منتشر ہو جاؤ اور بچوں کو تلاش کرو شمر ملعون شہزادی کو تلاش کرتا ہوا آیا اور یہ گھوڑے پر سوار تھا ایک جھاڑی کے قریب پہنچا تو دیکھا جھاڑی کے سایہ میں وہ دونوں بچے سو رہے ہیں یہ گھوڑے پر سے ہی جھکا اور بچوں کو تازیانہ مارا مگر انہوں نے حرکت نہ کی پس وہ گھوڑے سے اتر پڑا تو دونوں شہزادوں کو طمانچے مارنے شروع کر دیے مگر بچوں نے حرکت نہ کی آخر اس نے بنصوں پر ہاتھ رکھا تو دیکھا کہ دونوں کی روئیں پرواز کر چکی تھیں۔

فاضل بستانی نے اسی کتاب میں ”مختار یہ ابوالفتوح سے نقل کیا ہے کہ دو کمسن شہزادیاں جب تاراجی خیاں کے خوف سے خوفزدہ ہو کر مقتل کی طرف دوڑیں اور امام حسینؑ کی خون آلود اور تیروں اور تلواروں اور نیزوں سے زخمی لاش دیکھی تو ان پر اس قدر اثر ہوا کہ وہیں انتقال کر گئیں ان میں سے ایک امام حسنؑ کی بیٹی تھی اور ایک امام حسینؑ کی۔ بحر المصاب جلد سوم صفحہ ۲۳۱ میں اس قسم کے کئی بچوں کی شہادت کے واقعات لکھے گئے ہیں جو خوف اور تشنگی اور سراسیمگی کے عالم میں فوت ہو گئے علامہ محمد علی غنئی کاظمی نے لسان البواعظین میں اور علامہ کرمانشاہی نے تحفۃ الزاکرین میں لکھا ہے کہ جب خیاں کو آگ لگی تو تیس بچے خیاں سے روتے ہوئے نکلے جو کہ خوف اور تشنگی کی شدت سے لرز رہے تھے ایک سپاہی نے عمر بن سعد سے کہا اے امیر ان معصوم بچوں



کو کس طرح زندہ پکڑ کر یزید کے پاس لے جاؤ گے یہ تو عنقریب مرجائیں گے اہل لشکر کو کہو ان کو پانی پلا دیں عمر بن سعد نے مشکیزے بھرنے کا حکم دیا جب بھری ہوئی مشکیزیں آگئیں اور سپاہیوں نے بچوں کو جمع کیا اور پہلا جام ایک کم سن بچی رقیہ کو دیا جو کہ سب سے زیادہ چھوٹی تھی بچی وہ جام لے کر مقتل کی طرف دوڑنے لگی انہوں نے پوچھا بچی کہاں جا رہی ہو کہنے لگی کہ جب میرے بابا میدان کی طرف جا رہے تھے تو ان کے لب پیاس کی وجہ سے خشک تھے میں ان کو پانی پلانے جا رہی ہوں۔ (معالی السبطین جلد ۲ صفحہ ۵۳، زینب الکبریٰ ۱۰۹، اشراۃ الحیاء جلد دوم صفحہ ۳۱۶، کبریٰ تاحر صفحہ ۲۳۳)

﴿۷۵﴾... حضرت زینبؓ اور حضرت اُمّ کلثومؓ نے بھی لاشے اٹھائے:

ریاض القدس میں بحر المصاب کے حوالہ سے مروی ہے کہ جب شام غریباں رنج و الم کی تاریکیاں لے کر نازل ہو گئی تو جناب زینبؓ عالیہ نے جناب فطیہؓ کو بلایا اور بچوں کو شمار کرنا شروع کیا اور ان کو گن گن کر جناب فطیہؓ کے سپرد کرنا شروع کر دیا جب گن چکیں تو بچے نظر نہ آئے بی بی سخت پریشان ہو گئیں اور دل میں کہا میں نے کیا کیا؟ کل رات مجھ کو بھائی حسینؓ ان بچوں کی پرستاری کی بار بار وصیت کرتے رہے آج بھی الوداع کرتے وقت مجھ کو ان یتیم شہزادوں کے بارے میں وصیت کی اے اُمّ کلثومؓ آج ہمارا امتحان کس قدر شدید ہے نہ معلوم یہ کم سن شہزادے کہاں گئے زندہ ہیں یا مر گئے۔ پس جناب زینبؓ اور جناب اُمّ کلثومؓ بچوں کی تلاش میں بیابان کی طرف چل دیں ناگاہ زینبؓ کو دور سے دو سائے نظر آئے بی بی نے آواز دی خدا کے واسطے ہمارے قریب مت آنا ہم حرم حسینؓ ہیں مگر وہ دونوں سائے قریب تر آتے ہوئے نظر آئے اور آواز



آئی بیٹی گھبراؤ مت میں تیرا بابا علی ہوں اور میرے ساتھ تمہاری اماں فاطمہ زہرا ہیں اور پھر دونوں غائب ہو گئے یہ منظر دیکھ کر نہ نبؑ الکبریٰ زمین پر بیٹھ گئیں اور بہت روئیں پھر اُنھیں اور بچوں کو تلاش کرتے کرتے ایک جھاڑی کے پاس پہنچ گئیں دیکھا کہ جھاڑی کے کانٹوں کے نیچے دونوں معصوم بچے ایک دوسرے کو گلے لگا کر سو رہے ہیں بی بی ان قیہوں کی یہ بیکسی دیکھ کر اس قدر روئیں کہ زمین آنسوؤں سے تر ہو گئی پھر آواز دی بہن اُمّ کلثوم ادھر آؤ بچے یہاں سو رہے ہیں دونوں بہنیں یہ روح فرسا منظر دیکھ کر کچھ دیر تک روتی رہیں گویا کہ شہزادیوں کو وہ منظر یاد آیا کہ کہاں وہ وقت کہ یہ خانوادہ عصمت کے شہزادے عباس علمدار کے پہرے میں ماؤں کے پاس سوتے تھے مگر آج وہ وقت بھی آ گیا کہ جنگل کی بھیاں جھاڑی رات کی تاریکی میں ریت پر سو رہے ہیں جناب نہ نبؑ نے فرمایا نہیں بہن جلدی اٹھو واپس چلیں ایک بچے کو تم اٹھاؤ ایک کو میں اٹھاؤں مگر ذرا نرمی سے اٹھانا تاکہ جاگ نہ جائیں بیچارے تین روز سے بھوکے اور پیاسے ہیں اور بنی امیہ کے مظالم سے خوفزدہ ہیں آہ جب شہزادیوں نے دونوں بچوں کو اٹھایا تو دیکھا کہ دونوں کی روئیں پرواز کر چکیں تھیں اور دونوں اس جہان فانی سے کوچ کر کے ماں زہرا علیہا السلام کے پاس پہنچ چکے تھے۔

ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب نہ نبؑ الکبریٰ اور حضرت اُمّ کلثومؑ کا یہ امتحان کس قدر عظیم اور حوصلے شکن تھا مگر زہرا کی لخت جگر نے بڑے حوصلے کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا اور نہ معلوم کس قدر معصوم بچوں اور بچیوں کی ننھی ننھی زخمی لاشیں اٹھائیں اور ایک مقام پر جمع کیں۔ (ریاض القدس جلد دوم صفحہ ۱۹۷ صدر الدین الواعظ القزوی)

﴿۷۶﴾... حضرت نہ نبؑ اور حضرت اُمّ کلثومؑ اہل حرم کی پاسبان:

اور امیر المومنینؑ اور فاطمہ زہراؑ کی آمد بحر المصائب اور دیگر کتب مقاتل میں روایت



ہے کہ جب امام حسینؑ کے تمام یار و انصار شہید کر دیئے گئے تو ابن سعد کے حکم سے یزیدی لشکر کے مقتولوں کو دفن کر دیا گیا لیکن سبطِ پیمبرؐ اور ان کے اصحاب کی مقدس لاشوں کو دھوپ میں چھوڑ دیا گیا اور سر ہائے مطہرہ کو اسی دن کوفہ کی طرف روانہ کر دیا گیا۔ ابن سعد اور دیگر اہل لشکر وہیں ٹھہر گئے اور دوسرے روز روانگی کا قصد کیا۔ جب رات آئی اور تاریکی چھا گئی تو چھوٹے چھوٹے برہنہ پا برہنہ سر بچے جو کہ بھوک اور پیاس سے نڈھال تھے بی بی کے ارد گرد جمع ہو گئے اور واعتماد کہہ کر فریادیں کرنے لگے یعنی اے پھوپھی اماں ہمارے جگر پیاس سے پھٹ رہے ہیں اور بھوک نے ہم کو نڈھال کر دیا ہے۔ بی بی نے جب بچوں کی یہ حالت زار دیکھی تو بڑی آزرده خاطر ہوئیں اور جناب اُمّ کلثومؑ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

ما نصنع هذه الليلة بهذه الغتياب والضائعات وهولاء الاطفال

آج رات کو ہم ان بیکس شہزادیوں اور یتیم کم سن بچوں کے ساتھ کیا کریں اُمّ کلثومؑ نے فرمایا بی بی بیکس شہزادیوں اور یتیم کم سن بچوں کے ساتھ کیا کریں اُمّ کلثومؑ نے فرمایا بی بی آپ کی کیا رائے ہے جناب اُمّ المصائبؑ نے فرمایا کہ میری رائے یہ ہے کہ ان تمام بچوں کو امام زین العابدینؑ کے ارد گرد جمع کر دیں اور ایک طرف سے تم پاسبانی کرو اور ایک طرف سے میں پاسبانی کروں گی۔ امام سجادؑ کی حالت یہ تھی کہ مرض کی شدت اور دردِ ناک مصائب کی وجہ سے بالکل ہی خاموش تھے اور دیگر شہزادیاں گریہ و زاری میں مصروف تھیں۔

کافی دیر تک پاسبانی کرنے کے بعد جنابِ نذیبؑ نے جناب اُمّ کلثومؑ سے فرمایا میں کچھ دیر عبادتِ الہی کروں تم ان کی پاسبانی کرنا۔ بی بی نے سر زمین پر رکھ دیا اور تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ جناب اُمّ کلثومؑ نے بیابان کے دھانے میں کوئی سایہ دیکھا



اور لرز گئیں اور آواز دی بہن زینب اٹھو اور دیکھو تو سہی کوئی شخص چلا آرہا ہے۔ بی بی نے جدے سے سر اٹھایا اور دیکھا کہ ایک شخص آگے بڑھا چلا آرہا ہے۔

قطنہ جندیہ، یقبل لنہیہا

بی بی نے گمان کیا شاید کوئی سپاہی لوٹنے آرہا ہے جب بچوں اور شہزادیوں کو کسی غیر محرم کے آنے کی خبر ملی تو سب شہزادیاں اور بچے بھی رو رو کر

واجداء و امحمداء و اعلیاء و احسناء و احسیناء و اضیعتاہ بعدک یا ابا عبد اللہ

کہہ کر فریادیں کرنے لگے اور کہنے لگے اے نانا اے محمد اے علی اے حسن اے حسین اے ابو عبد اللہ ہم آپ کے بعد یکس اور بے سہارا ہو گئے ہمارا کوئی محافظ نہیں رہا۔ بی بی آگے بڑھیں اور فرمایا۔

بحق اللہ علیک من تكون ایہا الرجل فقد روعت واللہ قلوبنا و قلوب هذه الفتیات الضائعات والاطفال الصغار اے مر و خدا تجھے اللہ کا واسطہ ہے تو بتا کہ تو کون ہے تیری وجہ سے ہمارے اور ان یکس شہزادیوں اور ننھے ننھے بچوں کے دل خوف کی وجہ سے لرز رہے ہیں مگر اس نے کوئی پرہیز نہ کیا اور آگے بڑھتا چلا آیا۔

فا قبلت حتی امسکت برمام فرسہ

بی بی آگے بڑھیں اور اس سوار کے گھوڑے کی لگام تھام لی۔

فقال فی الغضب انا زینب

بی بی کو جلال آگیا اور فرمایا اے شخص تو نہیں جانتا کہ میں علی کی بیٹی زینب ہوں۔

فوضع الرجل النقاب



اس مرد نے نقاب الٹ دیا

فقال لا تجزعی انا ابوک علی امیر المومنین اتیت احرسک هذا لليلة
اور کہا اے زینب گھبراؤ مت میں تمہارا بابا علی امیر المومنین ہوں اور تمہاری پاسبانی
کرنے آیا ہوں۔

جونہی بنت زہرا نے بابا کا نام سنا تو منہ پیٹ کر فرمایا

وا ابتاه واعلیا

بابا آپ اس وقت کہاں تھے جب میرا بھائی حسین استغاثے کر کے تھک گئے مگر
کوئی فریاد رسی کے لئے نہ آیا۔ بابا اللہ کی قسم کہ آپ کا حسین بیسا شہید کر دیا گیا۔ یہ سن
کر امیر المومنین کی آنکھوں سے اشک بہنے لگے اور بیٹی کو گلے لگا کر فرمایا بیٹی صبر کرو
واللہ تم کو اس امتحان پر عظیم اجر دے گا۔ بیٹی تم ہٹ جاؤ میں خود ہی تمہاری اجڑی ہوئی
شہزادیوں اور بچوں کی پاسبانی کروں گا۔

اُمّ کلثوم نے بھی دیکھا کہ ایک سیاہ پوش مستور خیام کی طرف بڑھ رہی ہے جب وہ
گریہ وزاری کرتی ہوئی بی بی کے قریب پہنچی تو اُمّ کلثوم نے پہچان لیا کہ ماں زہرا ہیں
پس ماں کو گلے لگایا۔ فطرت ہے کہ عظیم مصائب دیکھ کر بیٹی اپنی ماں سے ملتی ہے تو
بڑے درد دھڑے انداز میں ماں کو اپنی درد بھری کہانی سناتی ہے۔

اُمّ کلثوم نے ماں کو گلے لگایا اور جی بھر کر اپنے دکھ درد سے آگاہ کیا۔
بتول نے فرمایا۔

یا بنتناہ اصبری ان الله قد وعدکم اجرا و مقامات جلیله

اے میری لخت جگر صبر کرو اللہ نے تمہارے لئے اجر عظیم اور جلیل القدر مقامات و
منازل کا وعدہ کیا ہے اور فرمایا بیٹی تم جاؤ میں اور تمہارے بابا بل کر اپنے یتیم شہزادوں



اور شہزادیوں کی پاسبانی کریں گے۔

اس شب میں بنتِ زہرا کی عظیم فضیلت اور منزلِ یقین کی عظمت و جلالت اس واقعہ سے بھی روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ باوجود حوصلہ شکن مصائب اور المناک خونی مناظر دیکھنے کے بعد بھی تصویرِ زہرا نصف شب کو مصلیٰ عبادت پر نظر آئیں۔ امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں۔

انھا مائت رکعت تہجدھا طول دھرھا حتی لیلۃ الحادی عشر من المحرم رائتھا تلک اللیلۃ تصلی من جلوس

بی بی نے زندگی بھر نماز تہجد قضا نہیں کی حتیٰ کہ گیارہ محرم کی رات کو بھی میں نے پھوپھی کو بیٹھ کر تہجد پڑھتے ہوئے دیکھا مگر آج کی رات کی عبادت بی بی کے حق میں انتہائی طور پر باعثِ رنج و الم ثابت ہوئی ہوگی چونکہ فاضل مستوفی لکھتے ہیں کہ بی بی کی عادت بن چکی تھی کہ ہر روز نماز سے پہلے اپنے بھائی حسینؑ کے چہرہ کی زیارت کر لیا کرتی تھیں۔

مگر آج تو بی بی اس شرف سے محروم تھیں۔ لیکن بھائی کے سر کو قلم کر کے اسی روز کو فہج دیا گیا تھا۔

(بحور النعمہ جلد اول صفحہ ۳۲۶، الطراز المذہب صفحہ ۳۵۰، بحر المصاب جلد ۳، صفحہ ۳۱۸، الطراز المذہب صفحہ ۳۵۱، طبع قم صفحہ ۲ زینب الکبریٰ صفحہ ۶۲، الطراز المذہب صفحہ ۶۱ و سلسلۃ الذہب صفحہ ۱۹۹ طبع لکھنؤ، منشی الامال جلد اول صفحہ ۴۶۷)

﴿۷۷﴾... حضرت زینبؑ اور حضرت اُمّ کلثومؑ کی اسیری:

سید ابن طاووس لکھتے ہیں کہ عمر بن سعد نے دسویں محرم کو ہی سروں کو کوفہ بھیج دیا چنانچہ امام حسینؑ کا سر اقدس خولی ملعون کے سپرد کیا اور باقی بہتر سروں کو قیس بن اشعث



اور عمر بن حجاج وغیرہ کی ہمراہی میں ابن زیاد کے پاس روانہ کر دیا اور عمر بن سعد باقی فوجوں کے ہمراہ کربلا میں ہی مقیم رہا اور رات کو بھی ملعون چلین سے سوئے گیا رہ محرم کو اپنے نجس مقتولوں کو دفن کرتے رہے اور زوال کے وقت یہ ان پر نماز جنازہ اور دفن وغیرہ سے فارغ ہو گئے۔ زوال کے وقت عمر بن سعد ملعون نے حکم دیا کہ شہزادیوں کو مع حضرت زینبؑ اور حضرت اُمّ کلثومؑ کے بے مقعہ و چادر اسیر کر کے بے پالان اونٹوں پر سوار کیا جائے۔

جناب سجادؑ کی گردن میں بھاری طوق ڈالا جائے چنانچہ عصمت مآب شہزادیوں کو سوار کرنے کے لئے جب اونٹ بٹھا دیئے گئے تو حکم دیا گیا کہ آؤ اور سوار ہو جاؤ۔ عمر بن سعد نے کوچ کرنے کا حکم دے دیا ہے جب جناب زینبؑ نے سنا تو فرمایا۔

سود اللہ وجهک یا بن سعد تامل ہولاء ان یرکبونا ونحن ودائع رسول اللہ فقل لهم يتباعدون عنا یرکب بعضها بعضاً

اے ابن سعد اللہ تیرا منہ سیاہ کرے تو ان ملعونوں کو حکم دے رہا ہے کہ ہم رسول اللہ کی امانت شہزادیوں کو سوار کریں ان کو کہہ دے کہ یہ ہٹ جائیں ہم خود ہی ایک دوسرے کو سوار کر لیں گے۔

فتقدمت زینب و معها اُمّ کلثوم وجعلت تنادی کل واحدة من النساء باسمها وترکبها

پس جناب زینبؑ و اُمّ کلثومؑ آگے بڑھیں تو ایک ایک بی بی کا نام لے کر ان کو بلانا شروع کر دیا اور اونٹوں پر سوار کرنا شروع کیا حتیٰ کہ جب تمام شہزادیاں سوار ہو گئیں اور اکیلی جناب زینبؑ رہ گئیں

فنظرت یمیناً و شمالاً



بی بی نے ایک مرتبہ دہنی طرف دیکھا اور ایک طرف بائیں طرف۔

فلم تراحداً سوی زین العابدینؑ وهو مریض فانت الیہ وهو مریض
وقالت قم یا ابن اخی وارکب الناقة

پس بی بی کو جناب سجادؑ کے علاوہ کوئی نظر نہ آیا جو کہ مریض تھے پس شہزادی قریب
آئیں اور فرمایا اے بھتیجے آؤ میں تم کو سوار کر دوں مگر امام نے فرمایا پھوپھی اماں مجھے
رہنے دیجئے پس شہزادی امام کی مرضی کے مطابق اپنی سواری کے قریب تشریف لے
گئیں۔

فالتفت یمیناً و شمالاً

دائیں بائیں دیکھا کہ شاید آج مجھ کو بھی کوئی سوار کرے مگر بی بی کو کیا نظر آیا؟

فلم تر الا اجساداً علی الرمال فصرخت وقالت واغربتاه واخاه
واحسینا واعباساه وارجالاه واضیعتاه بعدک یا ابا عبد اللہ

گرم ریت پر سر بریدہ زخمی لاشیں جو بے گور و کفن کھری پڑی تھیں پس شہزادی کی
فریاد نکل گئی اور فرمایا ہائے غربت۔ ہائے میرے برادر جان۔ ہائے حسینؑ ہائے عباسؑ
ہائے میرے ہاشمی جوان بھائی۔ حسینؑ آپ کے بعد نہ نبؑ بے سنہارا ہو گئی آج مجھ کو کوئی
سوار کرنے والا نظر نہیں آرہا۔ بی بی کو شاید وہ وقت یاد آ گیا جب کہ مدینے سے روانگی
کے وقت عباسؑ و علی اکبرؑ نے بی بی کو سوار کیا تھا اور بڑی عزت و شان سے روانہ ہوئی
تھیں مگر آج زہراؑ کی بیٹی تن و تنہا کھڑی ہے کوئی سوار کرنے والا نہیں۔ یہ سن کر شہزادیوں
میں کبرام ماتم برپا ہو گیا۔ جب سجادؑ نے پھوپھی کی بیکیسی کا عالم دیکھا تو برداشت نہ
کر سکے۔ مقتل بخور النعمہ میں ہے کہ حضرت علیؑ نے آکر بیٹی کو ناتے پر سوار کیا۔

﴿۷۸﴾... بہنیں بھائی کی لاش پر:

جناب زینب الکبریٰ پر یہ واقعہ بھی مصیبت کا پہاڑ بن کر اُترا کہ شہزادی انتہائی مجبوری کے ساتھ بھائی کی بے گور و کفن لاش کو صحرا میں چھوڑ کر چلی گئیں۔ صاحب کتاب مصائب المعصومین اور بحر المصائب وغیرہ نے لکھا ہے کہ ظالموں نے عمداً شہزادیوں کو اسی مقتل سے گزارا جہاں پر فرزند رسولؐ اور دیگر شہزادوں کی لاشیں گرم ریت پر خاک و خون سے آلودہ پڑی تھیں۔ پس جب ان شہزادیوں حضرت زینب اور حضرت اُمّ کلثومؑ کی نگاہ لاشوں پر پڑی تو اپنے آپ کو اونٹوں سے گرانا شروع کر دیا اور وارثوں کی لاشوں سے الوداع کرنے کے لئے مقتل میں پھیل گئیں۔ صاحب کامل البہائی نے کل مستورات کی تعداد بیس لکھی ہے مگر صاحب ریاض القدس لکھتے ہیں کہ کل چونسٹھ مستورات اس قافلے میں تھیں۔ جناب زینب الکبریٰ اور جناب اُمّ کلثومؑ اپنے بھائی حسینؑ کی لاش کو تلاش کرنے چلیں۔ صاحب مزامیر الاولیاء لکھتے ہیں کہ بی بی ایک نشیب کے قریب آ پہنچی جہاں ٹوٹی ہوئی تلواروں اور ٹوٹے ہوئے نیزوں اور پتھروں کا انبار تھا علامہ محمد علی کاظمی نے بھی لکھا ہے کہ چار ہزار سپاہیوں نے پتھروں کو گودیں بھر کر امام پر ظلم کیا۔ امام محمد باقر علیہ السلام بھی فرماتے ہیں۔

فقد قتل جدی بالسيف والسنان والحجارة وبالخشب وبالعصا

میرے جد امجد کو تیروں، نیزوں، پتھروں اور لکڑیوں اور عصا کے ساتھ ظلم کر کے شہید کیا گیا۔ صاحب الطراز المذہب لکھتے ہیں کہ جب بی بی اس گودال کے قریب پہنچیں تو حلقوم بریدہ سے آواز آئی یا اُختاہِ الیہا الیہا اے بہن زینب ادھر آؤ حسینؑ کی لاش یہاں پڑی ہے۔ صاحب ریاض القدس لکھتے ہیں کہ کافی دیر تک زینب حیران ہو کر بھائی کی لاش کو دم بخود کر دیکھتی رہیں گویا کہ شہزادی کو وہ وقت بھی یاد آ گیا جبکہ



اسی حسینؑ کو کبھی ناناکے سینہ پر سوتے دیکھتی تھیں کبھی ماں زہراؑ کی آغوش میں سوتا دیکھتی تھیں مگر آج مظلومؑ کی لاش بے گور و کفن گرم ریت پر دھوپ میں پڑی ہوئی نظر آئی۔ جن کا بدن اقدس نیزوں، تلواروں سے چھلنی ہو گیا تھا۔ پھر حیران ہو کر باقی مستورات سے مخاطب ہو کر پوچھنے لگیں کیا یہ میرا حسینؑ ہے؟ پھر اپنے برادر کی طرف متوجہ ہوئیں اور فرمانے لگیں۔

انت اخی انت ابن امی وابن والدی
کیا تم ہی ہو میرے بھائی حسینؑ ہو کیا تم ہی میری ماں زہراؑ کے لخت جگر ہو کیا تم میرے بابا کی آغوش میں سونے والے حسینؑ ہو۔

فاخذت تدنوالیہ وقعدت
پس بی بی آگے بڑھنے لگی حتیٰ کہ قریب آ کر بیٹھ گئیں۔

وحفته المخدرات المتحيرة
جبکہ دیگر مستورات حیران ہو کر آپ کے ارد گرد کھڑی تھیں صاحب ریاض القدس کے جملے ہیں۔

علیا مکرمہ آستین عربی بالا زد سنگ و کلوح ونیزہ
شکستہ ہار ابکنار زد و کشتہ برادر را از سنگ و کلوح
بیروں آورد اول لب بر گلوئے بریدنی آن شهید حق
گذاشت جانے را بوسید کہ نہ پیغمبر بوسیدہ بود نہ علی
نہ فاطمہ کجا را بوسید ہماں رگہائے بریدہ را

زینبؑ عالیہ مکرمہ نے آستین بلند کیا اور پتھروں اور ڈھیلوں اور ٹوٹے ہوئے
نیزوں کو دور کیا پھر بھائی کی لاش کو پتھروں اور ڈھیلوں سے برآمد کیا اور پہلے اس شہید



حق کے کٹے ہوئے گلے پر اپنے لب رکھ دیئے اور اس جگہ بوسہ دیا جہاں نہ پیغمبر بوسہ دے سکے نہ علیؑ نہ فاطمہؑ وہ کون سی جگہ تھی۔ وہ امام مظلومؑ کے گلوئے بریدہ کی کٹی ہوئی رگیں تھیں جہاں شمر نے بارہ ضربیں چلائی تھیں۔

ثم انبلت عليه واحتضه وحنّت وانت وقالت يا شفيق الفؤاد ويا نور العين يا بن امي وابي يا حسين

پھر جھکیں اور بھائی کی لاش کو گود میں لے لیا اور اپنے اعضاء کو بھائی کے خون سے رنگیں کیا اور سوزناک فریاد کی اے میرے دل کے ٹکڑے۔ اے میری آنکھوں کے نور۔ اے میری ماں کے لختِ جگر اے میرے بابا کے نورِ چشم اے حسینؑ

ليتنى مت قبل هذا اليوم ولا اراك كما انت عليه
کاش میں آج سے پہلے ہی مر گئی ہوتی اور تمہاری لاش کی یہ حالت نہ دیکھتی۔ علامہ عباس قسّی لکھتے ہیں کہ بی بی نے ایک دردناک آواز سے اپنے جدِ امجد کو پکارا یا محمد اے یہ آپ کا حسینؑ ہے جس کی لاش ٹکڑے ٹکڑے ہو کر خون میں آلودہ ہوئی پڑی ہے۔ یہ آپ کی بیٹیاں اسیر ہو گئی ہیں۔ یا محمد اے آپ کے حسینؑ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ جس کی لاش پر خاک اُڑ رہی ہے گویا کہ آج میرے نانا رسولؐ کی وفات ہو گئی ہے پھر کہا اے محمدؐ کے صحابو یہ تمہارے نبی کی بیٹیاں قید ہو کر جا رہی ہیں۔ ”بی بی“ نے ایسے دلخراش بین کئے کہ دشمن بھی رونے لگے۔

مصائب الابرار میں مروی ہے کہ شہزادی نے ماں زہراؑ کو پکارا اور کہا اماں آئیے ذرا کربلا میں آ کر دیکھئے کہ آپ کے حسینؑ کے اہل و عیال اسیر کر دیئے گئے۔

الطراز المذہب میں مروی ہے کہ بی بی اس قدر روئیں کہ تمام ظالم بھی رونے لگے اسی حال میں ایک ملعون آیا اور نیزے کے ساتھ شہزادی پر اس قدر ظلم کیا کہ بی بی منہ



کے بل گر پڑی اور اپنے برادر کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگی

اور عك الله يا بن امي يا شفيق روحى فان فراقى هذا ليس عن فجر
ولا عن ملالة لكف يا بن امي كما ترى يا نور بصري فاقتر جدى وابى
واصى منى السلام ثم اخبرهم بما جرى علينا من هولاء القوم اللئام
اے میری اماں کے تخت جگر الوداع! اے میری روح کے ٹکڑے نہ نب تم سے تنگ
آ کر جدا نہیں ہو رہی ہے۔ بلکہ اے میری آنکھوں کے نور تم دیکھ رہے ہو کہ جبراً مجھ کو تم
سے جدا کیا جا رہا ہے جب میرے نانا اور میرے بابا اور میری اماں سے ملو تو ان کو میری
طرف سے سلام کہنا اور ان کو بتلانا کہ ان ظالموں نے ہم پر کیا کیا ظلم کئے ہیں۔

صاحب ریاض القدس نے لکھا ہے کہ بی بی نے جب دیکھا کہ تمام مستورات آپ
کے ساتھ کھڑی ہو کر گریہ کر رہی ہیں تو فرمایا جاؤ تم بھی اپنے اپنے وارثوں سے الوداع
کر لو اور مجھ کو بھائی سے جی بھر کر ملنے دو (ریاض القدس جلد ۲ صفحہ ۴۷)

بیت الاحزان میں ہے کہ تمام شہزادیاں اپنے اپنے وارثوں سے مل چکیں تو ام کلثوم
تو نظر نہ آئیں۔ بیبیوں نے تلاش کیا تو فرات کے کنارے سے رونے کی آواز سنائی
دی۔ دیکھا تو ام کلثوم جناب عباس کی لاش پر گری ہوئی ہیں۔

مزامیر الاولیاء میں ہے کہ بی بی نے آخری مرتبہ کربلا کی زمین سے مخاطب ہو کر
ارشاد فرمایا

يا ارض كربلا هذا الجسد المروض امانة مني اليك فاحفظيها
اے زمین کربلا میرے بھائی کی زخمی اور پارہ پارہ شدہ لاش تیرے پاس میری
امانت ہے اس کی حفاظت کرنا۔

جب بی بی آخری دفع بھائی کی لاش پر آ کر کھڑی ہوئیں تو آسمان کی طرف منہ کر



کے فرمایا۔

”اے پروردگار! تارسلو خدا اور ماں فاطمہ زہرا کی طرف سے اس

قربانی کو قبول فرما“

صاحب طراز احمد بھبھکتے ہیں کہ بی بی نے بھائی کی لاش پر اپنے شیعوں کو بھی یاد کیا

اور فرمایا۔

يَا شِيعَتَنَا اكْبُوا عَلَى الْغَرِيبِ الذِّي كَافُورَةَ تَرَابٍ وَ مَنْعَ مَنْ مَاءِ

انصبرات و غسله بالدماء و مطروح في كربلا

اے ہمارے شیعوں! اس غریب الوطن امام پر روئیں جس کی لاش کو مٹی کی کافورہ

نصیب ہوئی جس کو خون کا غسل نصیب ہوا جس کو فرات کے پانی سے محروم کیا گیا اور

اس کی لاش کو کربلا میں بے گور و کفن چھوڑ دیا گیا۔

فخر البکاء میں ہے کہ جب ام کلثوم نے اپنے آپ کو اونٹ سے گرایا اور بھائی کی

لاش کو بے گور و کفن دیکھا تو رو کر فریاد کرنے لگیں اور مدینہ کی طرف رخ کر کے فرمایا۔

يَا رَسُولَ اللَّهِ اَنْظُرْ اِلَى جَسَدٍ وَكَيْدِكَ مُلْقًى عَلَى الْأَرْضِ بِغَيْرِ غُسْلٍ وَ

كَفَنَهُ الرَّمْلُ السَّاقِي عَلَيْهِ وَغَسَّلهُ الدَّمُ الْجَارِي مِنْ وَرِيدِهِ

یا رسول اللہ! اپنے فرزند کی لاش کو آ کر دیکھئے کہ کربلا میں بغیر غسل کے زمین پر پڑی

ہے جس کو اُڑتی ہوئی ریت کا کفن ملا ہے اور گردن کی رگوں سے بہنے والے خون سے

غسل ملا ہے۔

اے جد بزرگوار! آپ اپنی اولاد کو دیکھیں تو سہی کہ ہمیں قیدی بنا کر بڑی بے ادبی

اور گستاخی سے شہدا کے لاشوں سے گزار رہے ہیں اور شہدا کے چاند جیسے چہروں کو

نیزوں پر بلند کر کے لے جا رہے ہیں۔



﴿۷۹﴾... شامِ غریباں اور حضرت اُمّ کلثومؓ

شبِ عاشور سب سے زیادہ مصیبت کی رات شبِ یازدہم یا شامِ غریباں تھی کیونکہ شبِ عاشور سب اعزہ و اقارب، اصحاب اور انصار حسینؑ موجود تھے، نہ عونؑ و محمدؑ نہ قاسمؑ نہ علی اکبرؑ نہ عباسؑ، جنابِ اُمّ فروہ کا لال پامال سم اسپار ہو گیا، علی اکبرؑ نے داغ مفارقت دیا ننھے مسافر نے جنگل بسالیا، مومنوں کا امام دنیا سے بھوکا پیاسا اٹھ گیا،

اب کر بلا کا کھلا ہوا بھیا نک میدان ہے اور عترتِ رسوں دشمنوں کے شادیانوں کی آوازیں کانوں میں آرہی ہیں سامنے شہدا کے لاشے قرآن کے اوراق کی طرح بکھرے پڑے ہیں ہوا کے تیز جھونکے جن میں لہو کی بوسہ ہوئی ہے دل و دماغ سے ٹکرا کر اضطراب میں اضافہ کر رہی ہیں یکا یک شامِ غریباں اپنے تمام دہشت ناک مناظر کے ساتھ ان کے سروں پر منڈلانے لگی جنابِ زینبؑ کو ہوش آیا تو آپ نے بچوں کو شمار کیا تو کئی بچے کم تھے جنابِ اُمّ کلثومؓ نے کہا بہن چلو بچوں کو تلاش کریں دونوں بہنیں رات کی تاریکی میں ڈھونڈنے کو نکلیں آہ علیؑ وفا طمہ کی بیٹیاں ننگے سر اور برہنہ پالاشوں کے بیچ سے عزیزوں کے خون کے تھالوں پر قدم رکھتی ہوئی جا رہی ہیں۔ فضا میں دونوں بہنوں کی آواز گونج رہی تھی علی اکبرؑ سیکنہ مل نہیں رہی کیا وہ تمہارے پاس نہیں، نہر کی طرف رخ کیا آواز دی بھیا عباسؑ تمہاری سیکنہ نہیں ملتی، پیاسی تھی کہیں پانی کی جستجو میں تمہارے پاس تو نہیں آئی غرض جنابِ سیکنہ کو جب تلاش کرتی ہوئی لاشِ مظلوم کر بلا تک پہنچیں تو آپ نے دیکھا کہ سیکنہ بابا کی لاش سے بیٹھی بین کر رہی ہیں، سیکنہ کو لیا اپنے مقام پر واپس آئیں دوسرے بچوں کی تلاش شروع کی ایک جگہ دیکھا دو بچے ایک جھاڑی کے قریب گلے میں بانہیں ڈالے پڑے ہیں۔ دونوں بہنیں خوش ہوئیں کی محنت ٹھکانے لگی آواز دی بچو اٹھو یہاں کیوں پڑے ہو۔ جواب نہ ملا، جنابِ اُمّ کلثومؓ



نے بازو ہلایا، معلوم ہوا دونوں مردہ پڑے ہیں۔ جناب زینب نے فرمایا بہن کلثوم ان کی موت کا سبب معلوم کرو، بی بی نے جب دونوں بچوں کو جدا کیا تو دیکھا ان کے چاند سے سینے پر گھوڑوں کی ناپوں کے نشان ہیں، دونوں بہنیں تڑپ اٹھیں مدینے کی طرف منہ کیا، آواز دی نانا آپ کی اولاد کو دشمنوں نے گھوڑوں کی ناپوں سے کچلا، خیموں کو آگے لگائی، نانا اب ہمارا کوئی پرسان حال نہیں۔

(مصباح المجالس جلد ۲ صفحہ ۲۰۷، مجالس خواتین جلد صفحہ ۱۳۷)

غرض سب بچوں کو اور بیبیوں کو ایک جگہ جمع کیا اور فرش خاک پر بیٹھا دیا بچے جو بھوکے اور پیاسے تھے بار بار جناب زینب سے لپٹتے تھے اور رو کر کہتے تھے بھوک اور پیاس نے ہمیں مار ڈالا ہے تھوڑا کھانا اور پانی دیجئے جناب زینب بچوں کو اس حالت میں دیکھ کر بے قرار ہو گئیں اور جناب ام کلثوم سے فرمایا اے بہن بتاؤ اس شب تاریک میں ہم نے ان نیم جان بچوں کے لئے کیا کریں۔ جناب ام کلثوم نے کہا آپ بزرگ خاندان ہیں، جو مناسب خیال فرمائیں جناب زینب نے فرمایا میری رائے تو یہ ہے کہ سب بچوں کے درمیان علی ابن الحسین کو لٹا دیا جائے اور تم ایک جانب بیٹھو اور میں ایک جانب بیٹھ جاتی ہوں اس طرح ان کی نگرانی اور پاسبانی کی جائے جناب ام کلثوم فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ بیابان کی طرف سے ایک سیاہی نمودار ہوئی جو آپ کی طرف آتی ہوئی معلوم ہوئی جناب ام کلثوم یہ دیکھ کر خائف ہوئیں اور جناب زینب سے کہا اے بہن دیکھئے کوئی سیاہ چیز اس طرف آرہی ہے نہیں معلوم اس تاریک شب میں اور کیا مصیبت نازل ہونے والی ہے۔ جب یہ سایہ قریب آیا آپ نے دیکھا ایک مرد سیاہ پوش ہے تو آپ نے بلند آواز سے کہا تجھے خدا کی قسم بتاؤ کون ہے اس مرد نے کہا اے بیٹی مت ڈرو میں تمہارا باپ علی ہوں جناب زینب تڑپ گئیں بابا کاش چند



ساعت قبل تشریف لاتے۔ (مخدرات اسلام صفحہ ۵۰)

﴿۸۰﴾... حضرت اُمّ کلثومؓ کے گوشوارے چھین لئے گئے:

صاحب مناقب اور محمد ابن ابی طالب الموسوی بھی روایت کرتے ہیں کہ یزیدی لشکر والوں نے خیام امام حسینؓ میں جو کچھ بھی تھا سب کچھ لوٹ لیا۔ یہاں تک کہ حضرت اُمّ کلثومؓ دختر علی المرتضیٰ کے کانوں سے بندے بھی چھین لئے اور سب عورتوں کے سروں سے چادریں اتار لیں (صحیح الاحزان... علامہ حسن بن محمد علی یزدی صفحہ ۳۵۲، ۳۵۳)

﴿۸۱﴾... گیارہ محرم اور حضرت اُمّ کلثومؓ

امام حسینؓ کا امتحان ختم ہو چکا تھا۔ اب مخدرات عصمت کے امتحان کی باری تھی اس میں علیؓ کی دو قوتیں شہزادی زینبؓ و اُمّ کلثومؓ جنہوں نے بڑے صبر و تحمل سے ہر دکھ کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کیا اگر جناب زینبؓ شریکۃ الحسینؓ ہیں تو شہزادی اُمّ کلثومؓ جناب زینبؓ کی شریک تھیں اگر جناب زینبؓ پھول ہیں تو شہزادی اُمّ کلثومؓ اس کی خوشبو اگر جناب زینبؓ چراغ ہیں تو شہزادی اُمّ کلثومؓ اس کی روشنی اُمّ کلثومؓ نے اپنی بہن کا اس طرح ساتھ دیا جس طرح سایہ دیتا ہے۔ سایہ بھی تو اندھیرے میں ساتھ چھوڑ دیتا ہے مگر بی بی نے اس سے بڑھ کر ساتھ دیا۔ ان دونوں کی منزل ایک مقصد ایک امام حسینؓ کی شہادت اُجاگر کرنا یہی وجہ تھی شہزادی اُمّ کلثومؓ نے اپنے خطبوں میں علیؓ جیسی فصاحت و بلاغت تھی ان کے ذریعہ اسلام کو زندہ جاوید کر لیا۔ شام غریباں گزری یازدہم کی صبح کا آغاز ہوا لیکن اس دن سے بہتر رات کی تاریکی تھی، جس نے اپنی آغوش میں بیبیوں کی بے پردگی چھپائی ہوئی تھی بعد زوال قیدیوں کو کوچ کا حکم ملا۔ شر اور خوبی نے سیدانوں سے کہا جلد سوار ہو جاؤ۔ اونٹ لائے گئے جن پر نہ مجلس تھی نہ

عماریاں بیبیوں میں کھڑے ہونے کی طاقت کہاں لرزتی کا پتی ہوئی برہنہ پشت اونٹوں کے قریب آئیں لیکن اب سوار کیسے ہوں جناب زینبؓ اور اُم کلثومؓ نے بیبیوں کو سوار کروادیا۔ اب دونوں بیبیاں تنہا رہ گئیں جناب زینبؓ نے اُم کلثومؓ کو سوار کروادیا لیکن آپ کو سوار کرنے والا کوئی نہ تھا۔ (مصباح المجالس جلد ۲ صفحہ ۲۱۵، ذکر العباس صفحہ ۲۸۹)

روانگی کے وقت جب قافلہ مقل میں پہنچا تو اس طرح سے کہ سرہانے شہداء آگے آگے ان کے پیچھے اہل حرم کے ناتے تھے جب جناب اُم کلثومؓ نے لاش حضرت عباسؓ کو دیکھا تو لاش سے لپٹ کر بے پناہ گریہ کیا (مفتاح البرز صفحہ ۱۶۵، طبع بمبئی ذکر العباس صفحہ ۲۹۰)

جب فوج اشقیاء سیدانوں کو گرفتار کر کے کر بلا سے کوفہ کو روانہ ہوئی تو ظالموں نے مصیبت زدہ بیبیوں کو ایسے اونٹوں پر بٹھایا جس پر نہ ہودج تھا نہ عمارِ قدم قدم پر گرنے کا اندیشہ پھر ظلم یہ کہ پہنچنے کی جلدی انعام پانے کے شوق میں جلدی جلدی اونٹوں کو دوڑایا جا رہا تھا جناب سیکینہؓ جناب زینبؓ کے پاس بیٹھی تھیں کہ یکا یک بے قابو ہو کر گریں سیدانوں نے شور مچایا، ظالمو! اونٹوں کو روکو کہ ہماری بچی گر پڑی ہے مگر ظالموں نے اونٹوں کو نہ روکا۔ بیبیوں نے چاہا کہ اپنے آپ کو گرا دیں مگر امام زین العابدینؓ نے روکا۔ سر حسینؓ جو خولی کے نیزے پر تھا اس لعین کے ہاتھوں چھوٹ کر زمین پر گر گیا۔ شرمنازیاں نہ لے کر امام زین العابدینؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا اپنے باپ سے پوچھو کہ کیوں نہیں چلتے۔ فرمایا کیسے چلیں کہ حسینؓ کی امانت سیکینہؓ اونٹ سے گر گئی ہے غرض اونٹوں کو بٹھایا گیا جناب زینبؓ و اُم کلثومؓ اونٹوں سے اتریں اس دشت سنان میں جا بجائیلے تھے آوازیں دیتی پھر رہی تھیں، سیکینہؓ کہاں ہو جب آپ ایک مقام پر پہنچی تو آپ نے دیکھا کہ نقاب پوش بی بی سیکینہؓ کو لئے بیٹھی ہیں آپ نے فرمایا بی بی تو نے مجھ پر احسان کیا آہ بی بی نے جب نقاب اٹھایا تو دونوں بہنیں تڑپ اٹھیں



اماں ہمارا گھر لٹ گیا، بھائی شہید ہو گئے تمام گھر تباہ ہو گیا، آہ ابھی پوری داستان کہنے نہ پائی تھیں کہ شمر تازیانہ لے کر آ گیا کہ جلدی کرو ورنہ قافلہ روانہ ہوتا ہے۔

(مصباح الجالس جلد ۴ صفحہ ۸۴)

﴿۸۲﴾... حضرت اُمّ کلثومؓ کو فنی کے بازار میں:

جب یہ لٹا ہوا قافلہ ۱۲ محرم کو کوفہ کے دروازے پر پہنچا تو رات کا وقت تھا ابن زیاد نے حکم دیا کہ قافلے کو صبح شہر کے اندر لانا تا کہ کل میں دربار کو آراستہ کر لوں۔ تمام شہر میں منادی کرادی جائے کہ جس کو اسیروں کا تماشا دیکھنا ہو وہ سہراہ آجائے۔ یہ بات جناب اُمّ کلثومؓ و زینبؓ کو بڑی شاق گزری، یہ کوفہ وہی کوفہ ہے جس میں چند سال پہلے زینبؓ و اُمّ کلثومؓ شہزادیاں کہلاتی تھیں ایک بار کوفہ والوں نے جناب امیر کی خدمت میں گزارش کی کہ مولائے کائنات ہماری عورتیں شہزادیوں کی قدم بوسی کے لئے آتا چاہتی ہیں فرمایا زینبؓ و کلثومؓ کے مشورے کے بعد بتاؤں گا، آپ اپنے بیت اشرف میں تشریف لائے، بیبیوں سے اہل کوفہ کی خواہش بیان کی۔ شہزادیوں نے سر تسلیم خم کیا اجازت پا کر جب سب عورتیں آئیں تو جناب زینبؓ و کلثومؓ نے ان کا دروازے پر استقبال کیا۔ اپنی چادر بیٹھنے کے لئے بچھا دی۔ عورتوں نے سروں کو پیٹا اور عرض کیا قیامت ہے کہ جو چادر زینبؓ و اُمّ کلثومؓ کے سر مبارک پر ہو، ہم اس پر اپنے پیر رکھیں اور اپنی عاقبت برباد کریں۔ یہ ہرگز نہ ہوگا۔ (مصباح الجالس جلد ۴ صفحہ ۲۳۳)

آج وہی شہزادیاں اس طرح سے کوفہ میں داخل ہوئیں کہ آگے آگے نیزوں پر بہتر سر ہیں، چھچھے بے کجاوہ اُونٹوں پر پیماں سوار ہیں، سر پر چادر نہیں بالوں سے منہ کو چھپائے ہوئے ہیں لباس شکستہ ہے پشت زخموں سے چور ہے ہاتھ پشتوں سے بندھے ہوئے ہیں۔



یہ قافلہ تماشا کیوں کے ہجوم سے گزر رہا ہے کونے والے اظہارِ مسرت پر مجبور ہیں۔ عورتیں اپنے گود کے لاڈلوں پر سے کھجوریں صدقہ کر کے یتیمانِ محمدؐ کی توہین کر رہی ہیں۔ جنابِ اُم کلثومؓ فرما رہی ہیں اے اہل کوفہ صدقہ ہم پر حرام ہے۔ فیصلے کے دن تمہارے اور ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ حاکم ہے۔

(بیانج المودۃ صفحہ ۵۶۲، سیرت جناب زہب صفحہ ۱۵۷)

﴿۸۳﴾... سیدہ اُم کلثومؓ کا خطبہ اور مرثیہ :

ابن زیاد نے دس ہزار یزیدی سپاہیوں کو کوفہ کی نگہبانی کے لئے تعینات کیا تھا وہ پورے کوفہ شہر میں جگہ بہ جگہ پھیلے ہوئے تھے اور گشت میں مصروف تھے۔ حکومت نے سپاہ کو پورے شہر میں اس لئے پھیلا رکھا تھا کہ خطرہ تھا کہ جب اسیرانِ نبوت کوفہ میں داخل ہوں تو کوئی ہنگامہ برپا نہ ہو جائے اور وہ حسینیؑ تحریک نہ برپا کر دیں اور حکومت کے لئے مسائل پیدا نہ ہو جائیں۔ لہذا اس خدشہ کے پیش نظر انہوں نے پورے شہر میں فوج کے سپرے مقرر کر دیئے۔

اس وقت شہدائے کربلا کے سروں کو نیزوں پر بلند کیا گیا اور اسپران کو ان سروں کے ہمراہ کوفہ میں داخل کیا گیا۔

راوی کا بیان ہے کہ جب ہم فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد کوفہ میں داخل ہوئے تو ہم نے دیکھا کہ کوفہ شہر میں مکمل سناٹا ہے۔ شہر میں عام تعطیل ہے اور جشن کا سماں ہے۔ حکومتی خرچ پر شہر کو دلہن کی طرح آراستہ و پیراستہ کیا گیا ہے۔ جب ہم نے اس کی وجہ پوچھی تو بتایا گیا کہ قیدیوں کو شہر میں سے گزرا جا رہا ہے، ہر طرف شور ہے اور خوشی و شادمانی کے شادیاں بجا رہی ہیں۔ اس اثناء میں اچانک میری نظر حضرت امام حسینؑ کے سر مبارک والے نیزہ پر پڑی تو میں نے پہچان لیا کہ یہ نواسہ رسولؐ کا سر



ہے میں تڑپ کے رہ گیا اور میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ سامنے دیکھا تو سید سجاد کے بے کجاوہ اونٹ پر نگاہ پڑی کہ آپ اونٹ پر سوار تھے اور آپ کی پنڈلیوں سے خون جاری تھا۔ اسی دوران میں عورتوں میں سے ایک خاتون کو دیکھا تو میں نے پوچھا کہ یہ بی بی کون ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ علی کی بیٹی اُم کلثوم ہیں۔ میں نے سنا کہ وہ فرما رہی تھیں۔

يَا أَهْلَ الْكُوفَةِ غَضُّوا أَبْصَارَكُمْ عَنَّا أَمَا تَسْتَحُونَ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ أَنْ
تَنْظُرُوا إِلَى حَرَمِ رَسُولِ اللَّهِ وَهِنَّ حَوَاسِرُ

”اے اہل کوفہ! اپنی نظروں کو نیچے جھکا لو، کیا تمہیں خدا اور اس کے رسول سے شرم نہیں آتی؟ تم حرم رسول اللہ کا تماشا دیکھ رہے ہو جن کے سروں پر چادریں نہیں ہیں۔“

اسیران کوفہ و شام کو بنی خزیمہ کے دروازہ پر ٹھہرایا گیا۔ اس وقت جناب اُم کلثوم کی نگاہیں اپنے بھائی کے کٹے ہوئے سر پر پڑی تو آپ نے شدت غم سے بلند آواز میں بین کیے اور یہ اشعار پڑھے:-

مَاذَا فَعَلْتُمْ وَأَنْتُمْ آخِرُ لَأَمَمٍ
مَاذَا تَقُولُونَ إِنْ قَالَ إِلَهِیْ لَكُمْ
بِعِزَّتِیْ وَبِأَهْلِیْ بَعْدَ مُفْتَقِدِیْ
مِنْهُمْ أُسَارِیْ وَمِنْهُمْ ضُرْحُوا بِدَمٍ
مَا كَانَ هَذَا جَزَائِیْ إِذْ نَصَحْتُ لَكُمْ
أَنْ تَخْلِفُونِیْ بِسَوْءِ فِیْ ذَوِیْ رَحْمِیْ
إِنِّیْ لَا خُشِیَ عَلَیْكُمْ أَنْ یَجِلَّ بِكُمْ



مِثْلُ الْعَذَابِ الَّذِي يَأْتِي عَلَى الْأُمَمِ

”تم پیغمبر اسلام کو کیا جواب دو گے، اگر انہوں نے کل تم سے پوچھا کہ تم میری امت تھے۔ تم نے میرے بعد میری عترت اور اہل بیت کے ساتھ کیسا سلوک روا رکھا؟ ان میں سے کچھ کو تو تم نے رن بستہ اسیر کیا اور کچھ کو ان کے خون میں غلطاں کیا۔ کیا اجر رسالت یہی تھا کہ میرے بعد میرے عزیزوں، رشتہ داروں اور اولاد کے ساتھ بدترین سلوک کیا جائے۔ مجھے خوف محسوس ہو رہا ہے کہ کہیں تمہارے اوپر عذاب الہی نہ نازل ہو جائے جس طرح کہ پہلی امتوں پر نازل ہوتا تھا۔“

راوی کہتا ہے کہ کوفہ کی خواتین میں سے ایک خاتون نے چھت سے سر نکال کر کہا:

مِنْ أَيْ الْأَسَارِيِّ أَنتَنَ

اے یہیو! تم کس خاندان کے قیدی ہو؟

تو انہوں نے جواب میں فرمایا؟

فَحَنُّ أَسَارِي آلِ مُحَمَّدٍ

ہم آل محمد کے قیدی ہیں۔

جب اس عورت نے یہ سنا تو وہ دوڑتی ہوئی چھت سے نیچے آئی اور جتنی چادریں اس کے پاس تھیں اس نے اسیر مستورات اہل بیت کو پہنائیں۔

روایت ہے کہ جب کوفہ والوں کی نگاہیں مظلوم اور بے کس قیدیوں پر پڑیں تو وہ اسیران کی مظلومی و غریبی پر رونے اور نوحہ کرنے لگے۔ بیمار کر بلا نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:

تَنَحُّوْهُوَ وَتَبْكُوْنَ مِنْ أَجْلِئِنَّا فَمَنْ ذَالَّذِي قَتَلَنَا

تم ہماری مظلومیت اور مصیبتوں پر نوحہ کرناں ہو تو پھر ہمیں قتل کس نے کیا؟



سید سجاد نے اپنے اس کلام سے ان پر کھلا احتجاج کیا اور انہیں آمینہ دکھایا کہ تم مگر مجھ کے آنسو رو رہے ہو۔ کیا تم نے ہمیں قتل نہیں کیا؟ کیا تم نے میری پھوپھیوں، ماؤں، بہنوں اور دیگر مستورات اور بچوں کو قید کر کے شہر بہ شہر نہیں پھرایا۔ کیا تم نے یہ گھناؤنا فعل انجام دے کر حرمت رسولؐ کو پامال نہیں کیا؟

قَتَلْتُمُ أَحْسَىٰ صَبْرًا فَوَيْلٌ لِّاِمِكُمْ
سَتُجْزَوْنَ نَارًا حَرُّهَا يَتَوَقَّدُ
سَفَكْتُمُ دِمَاءَ حَرَّمَ اللَّهُ سَفَكَهَا
وَحَرَّمَهَا الْقُرْآنُ ثُمَّ مُحَمَّدٌ

”تم نے میرے ماں جائے کو بغیر دفاع کے شہید کیا۔ پس ہلاکت ہو تم پر تمہیں جلدی جہنم کی دھکتی ہوئی آگ اپنی پیٹ میں لے لے گی۔ تم نے ایسے عظیم انسانوں کا خون بہایا ہے کہ جن کے خون بہانے کو خدا، قرآن اور محمدؐ نے بالکل حرام قرار دیا ہے“

سیدہ اُمّ کلثومؓ نے اس انداز سے یہ مرثیہ پڑھا کہ ہر دیکھنے والی آنکھ اشکبار تھی۔ آپ کے مرثیہ نے کوفہ کے سنگدل لوگوں کو اس قدر رُلا لیا کہ پھر کبھی لوگوں کو اس طرح روتے ہوئے دیکھا نہیں گیا۔ بی بی کے مرثیہ نے مردوں اور عورتوں کو سو گوار کر دیا۔ عورتیں فرط غم سے اپنے چہروں کو نوح اور پیٹ رہی تھیں۔ یعنی چہرے کا ماتم کر رہی تھیں اور کوفہ کے بے رحم اور بے وفا لوگ اپنی داڑھیوں کو نوح رہے تھے وہ اپنی داڑھیوں کے بال اکھیر رہے تھے اور شدت غم سے بلند آواز میں بین کر رہے تھے اور ان کے رونے کی صدائیں پورے شہر میں گونج رہی تھیں۔

کسی شاعر نے فارسی زبان میں اس منظر کو اشعار میں یوں قلمبند کیا ہے:

آل محمدؐ کے یکس در بدر ہو گئے۔ شہر کوفہ میں گریہ وزاری کرتے ہوئے نوحہ گر



ہوئے۔ تمام سردار شہیدوں کے سر نیزہ و سنان پر تھے اور اہل حرم کے سامنے جلوہ گر تھے۔ پردہ نشینوں کی آواز گریہ پر ساکنان عرش جمع ہو گئے تھے۔ بے شرم امت جو خدا سے بھی نہیں ڈرتی، اس نے اپنے پیغمبر کی عترت کو بے پردہ کر دیا۔ انہوں نے جفا سے ہاتھ نہ روکا بلکہ اہل بیت کے زخموں پر نئے ظلم سے نمک پاشی کی۔

(سوغنامہ آل محمد..... ص ۵۵۳ تا ۵۵۴)

سید بن طاووس اپنی کتاب لہوف میں تحریر فرماتے ہیں کہ بازار کوفہ میں جب یہ قافلہ پہنچا تو جناب ام کلثوم نے نہایت فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا:

”اے اہل کوفہ تم نے نصرت حسین میں کوتاہی کی یہاں تک کہ وہ شہید کر دیئے گئے ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا گیا ان کے خیام جلا دیئے گئے آج ان کے اہل بیت بے مقنع و چادر شہر بہ شہر دیار بہ دیار پھر اے جار ہے ہیں تم پر خدا کی لعنت ہو اور رحمت خداوندی تم سے دور رہے افسوس کہ تم نے کتنا گناہ عظیم کیا اور کتنے طیب و طاہر خون کو بہایا، رسول اللہ کی بیٹیوں اور آل طہ و سلیمین کو اسیر کیا میں تم کو یقین دلاتی ہوں کہ قیامت کے دن تمہارا مقام جہنم ہوگا اور تم ضرور اپنے ظلم کی سزا پاؤ گے۔ اب رہی میں جب تک زندہ ہوں، میں اپنے بھائی کا برابر ماتم کرتی رہوں گی کہ وہ رسول خدا کے فرزند تھے اور خدا کی بہترین مخلوق سے تھے۔ (مخدرات اسلام صفحہ ۱۴)

مسلم حصاص کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ جب آل رسول کا لٹا ہوا قافلہ بازار کوفہ میں پہنچا تو کوفہ کی عورتیں اور بچے داڑھیں مار کر رونے لگے بعض عورتیں کھجوریں اور روٹیاں ان معصوم بچوں کو دینے کے لئے آگے بڑھیں جن کے سروں پر خاک تھی، چہرے گرد و غبار سے اٹے ہوئے تھے آنکھوں سے آنسو مسلسل جاری تھے کوئی بابا کو پکار رہا تھا کوئی بچا کو آوازیں دے رہا تھا۔ اس موقع پر میں نے دیکھا کہ جناب ام کلثوم



نے ان عورتوں کو یوں مخاطب کیا:

”اے کوفہ کی عورتو! تمہارے مردوں نے ہمارے مردوں کو شہید کیا اور تم اب رو رہی ہو، دیکھو قیامت کے دن خدا کیا فیصلہ کرتا ہے اور آگاہ ہو جاؤ کہ ہم اہل بیت رسول ہیں، ہم پر قسم کا صدقہ حرام ہے تم ان روٹیوں اور کھجوروں کو واپس لے جاؤ، ہمارے بچے کسی طرح اس کو نہیں کھا سکتے۔“ (مخدرات اسلام صفحہ ۱۵)

اور جب بازار کوفہ میں سر حسینؑ کو دیکھ کر حضرت زینبؓ نے مین کئے تو سر حسینؑ کو دیکھ کر جناب ام کلثومؓ نے رو رو کر باواز بلند ایک خطبہ پڑھا:

”اے اہل کوفہ! دوائے ہوتم پر تم لوگوں کو کیا ہو گیا تھا جو حسینؑ کو بے پناہ کر کے قتل کر دیا ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا، دوائے ہوتم پر تم لوگ کچھ سمجھے کہ تم کتنے بڑے امر عظیم کے مرتکب ہوئے۔ کون سا خون تم نے بہایا کون سا مال تم نے غارت کیا، تم نے عورتوں کے سروں سے چادریں چھین لی ہیں تم نے ان لوگوں کو قتل کیا جو بعد پیغمبر کے سبب خلافت سے افضل تھے۔ تم نے میرے بھائی کو چاروں طرف سے گھیر کر بے کس و مجبور کر کے قتل کیا اب تم سب عذاب جہنم کے لئے مستعد رہو یہ سن کر سب اہل کوفہ باواز بلند رونے لگے ان کی عورتوں نے سر کے بال کھول دیئے اپنے سروں پر خاک ڈالتی تھیں اور منہ پر طمانچے مارتی تھیں۔“ (لوائح الاحزان جلد ۲ صفحہ ۳۰۹)

اس کے بعد حضرت زینبؓ و حضرت فاطمہؓ بنت حسینؑ نے خطبہ دیا جس سے بازار کوفہ میں ایک کھرام مچ گیا اس کے بعد سید ابن طاووس کہتے ہیں کہ حضرت ام کلثومؓ نے بھی ایک نہایت مؤثر تقریر فرمائی تھی:

”اے اہل کوفہ! خدا تمہارا برا کرے تمہیں کیا ہو گیا کہ تم نے حسینؑ کو چھوڑ دیا، ان کو قتل کر دیا، ان کا مال و اسباب لوٹ لیا، اب ان پر تم افسوس کرتے ہو حالانکہ تم نے ابھی



بھی ان کی عورتوں کو اسیر کر رکھا ہے۔ پھر تم ان پر روتے بھی ہو تم پر ہلاکت نازل ہو تم نا اُمید ہو جاؤ تم پر وائے ہو تم جانتے ہو کہ تم پر کیسی آفت آنے والی ہے اور کن مخدرات کی چادریں تم نے جھیننی ہیں اور کیسے محرم مال و اسباب کو لوٹا ہے۔ رسولؐ کے بعد جو سب سے بہتر مرد تھے ان کو تم نے قتل کر ڈالا، تمہارے دلوں سے رحم دور ہو گیا۔ یاد رہے کہ خدا اہی کا گروہ کامیاب رہتا ہے اور شیطان کا لشکر نا کامیاب ہے پھر فرمایا:

تم نے میرے بھائی کو مجبور کر کے قتل کر ڈالا تمہاری ماں ہلاک ہو، غنقریب اس کے بدلے میں تم کو وہ آگ ملے گی جس کی گرمی بھڑکتی رہے گی۔

تم نے ایسے خون بہائے ہیں جن کو خدا نے محترم قرار دیا جسے قرآن نے محترم بتایا ہے اور محمد مصطفیٰؐ نے اس اُمت کو آگاہ کر دیا تھا۔ خبردار تم کو جہنم کی خوشخبری ہو بے شک تم قیامت کے دن ستر میں ڈالے جاؤ گے جس میں یقیناً تم ہمیشہ رہو گے۔

میں زندگی بھر اپنے بھائی کو روتی رہوں گی جو بعد پیغمبر ہر مولود سے بہتر تھا۔

میں آنسو بہاؤں گی جو مسلسل ہوگا برابر جاری رہے گا جس سے ہمیشہ رخسار تر رہے گا، جو کبھی بند نہ ہوگا۔“ (سیرت قاطبہ الزہرا صفحہ ۳۱۴)

بازار کوفہ میں آپؐ نے اس طرح خطبہ دیا! حضرت اُم کلثومؓ نے بصدائے بلند رو کر فرمایا:

اے اہل کوفہ برا ہو حال تمہارا کس لئے تم نے حسینؑ کو چھوڑا اور ان کو قتل کیا مال و اسباب ان کا لوٹ لیا اس کو اپنا ورثہ گردانا اور ان کے اہل بیت کو قید کیا، ہلاک ہو تم اور دوری ہو رحمت خدا سے تمہارے لئے وائے ہو تم پر آیا جانتے ہو کس بلا میں گرفتار ہوئے اور کیسے کیسے خون تم نے بہائے اور کس کی دختر ان کو تم نے بے پردہ کیا اور کیسے اموال کو لوٹا ایسے شخص کو تم نے مارا جو پیغمبر اسلام محمد مصطفیٰؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے



بعد تمام عالم سے بہتر تھا، تمہارے دلوں سے رحم اٹھ گیا۔ بے شک مردانِ خدا دستگار ہیں اور پیروانِ شیطان زیاں کار ہیں اس کے بعد کئی اشعار اس مضمون کے پڑھے وائے ہو تم پر میرے بھائی کو بے گناہ قتل کیا۔ عنقریب تمہاری سزا آتشِ جہنم ہوگی کہ ایسے خون کو تم نے بہایا ہے جس کو خدا اور رسولؐ نے کتاب میں حرام کیا ہے تم کو دوزخ کی بشارت ہو تم بروز قیامت بالیقین جہنم میں ہو گے اور میں تمام زندگی اپنے بھائی پر جو بعد پیغمبرؐ بہترین خلق تھا گریہ و زاری کرتی رہوں گی اور سیلِ اشک اس غمِ جاودانی میں بہایا کروں گی۔ راوی کا بیان ہے۔ اس کلامِ حزن آٹا رکوسن کر لوگ نوحہ و گریہ کرنے لگے اور عورتوں نے بال پریشان کئے خاک سر پر ڈالی اور منہ ناخنوں سے چھیلے طمانچے رخساروں پر مارے واویلا و مصیبت کہہ کر رونے لگیں۔ راوی کہتا ہے کہ اس روز سے زیادہ میں نے کوئی دن گریہ و بکا کا نہیں دیکھا۔“ (بخاری الاوار جلد ۲ صفحہ ۱۶)

مسلم حصاص کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ جب آلِ رسولؐ کا لٹا ہوا قافلہ بازار میں پہنچا تو کوفے والے اپنے بچوں کو روٹیاں اور کھجوریں دیتے جنابِ ام کلثومؓ نے فرمایا صدقہ ہم لوگوں پر حرام ہے آپ کھجوروں اور روٹیوں کو بچوں کے ہاتھوں اور منہ سے نکال کر زمین پر پھینک دیجیے تھیں اور فرماتی تھیں تم لوگوں نے ہمارے مردوں کو قتل کر دیا ہے تمہاری عورتیں ہماری مصیبت دیکھ کر روتی ہیں۔ فیصلہ کرنے کے دن تمہارے اور ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ حاکم ہے۔ (بیانج المودۃ صفحہ ۵۶۲، بخاری الاوار جلد ۲ صفحہ ۱۰)

سید ابن طاووس نے روایت کی ہے کہ جب اہل بیت رسولؐ کوفے کے قریب پہنچے تماشا یوں کا جھوم تھا اس موقع پر علیؑ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ نے خطبہ دیا۔ بعد ان کے جنابِ فاطمہؓ کبریٰ نے خطبہ دیا آپ کے خطبہ سے درود یوار سے صدائے نوحہ و گریہ وزاری بلند ہوا۔ ہر طرف کہرام تھا اتنے میں اور ایک صد بلند ہوئی یہ آواز حضرت



اُمّ کلثومؓ دختر علیؑ کی تھی جن کے لہجے میں علیؑ کی فصاحت تھی۔ آپؐ نے فرمایا، اے اہل کوفہ! تمہارا حال و مال برا ہوا اور تمہارا منہ سیاہ ہو تم نے کس سبب سے میرے بھائی حسینؑ کو بلایا اور ان کی مدد نہ کی اور انہیں قتل کر کے مال و اسباب لوٹ لیا اور ان کے پردگیان عصمت و طہارت کو اسیر کیا، وائے ہو تم پر اور لعنت ہو تم پر کیا تم نہیں جانتے کہ تم نے کیا کیا ظلم و ستم کیا اور کن گناہوں کا اپنی پشت پر انبار کیا ہے اور کیسے خون ہائے محترم کو بہایا دخترانِ محمدؐ کو نالاں کیا اور کن بزرگوں کے مال کو تم نے لوٹ لیا، بعد حضرت رسولؐ تم نے بہترین خلق خدا کو قتل کیا ہے، تمہارے دلوں سے رحم دُور ہو گیا اور بہ تحقیق کہ گروہ، دوستانِ خدا ہمیشہ غالب ہے اور شیطان کے مددگار و یار و زیاں کار ہیں۔ بعد اس کے مرثیہ سید الشہداء میں چند اشعار فرمائے جس کے سننے سے اہل کوفہ نے خروش و اوٹا و احسرتا بلند کیا غلغلہ و نالہ و زاری و گریہ و سوگواری و نوحہ و خروش فلک سیاہ پوش تک پہنچتا تھا ان کی عورتوں نے بال اپنے کھول دیئے خاکِ حسرت اپنے سروں پر ڈال کر اپنے منہ پر طمانچے مارتی تھیں اور واویلا و شور اکہتی تھیں اور ماتم برپا تھا کہ دیدہ روزگار نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ (جلاء العیون ۲ صفحہ ۲۲۳)

روایت میں ہے جب یہ لٹا ہوا قافلہ کوفہ میں پہنچا تو حضرت اُمّ کلثومؓ بنت علیؑ صلوٰۃ اللہ علیہا نے روتے ہوئے بلند آواز سے خطبہ پڑھا:

اے اہل کوفہ خدا تمہارا برا کرے تم نے کس لئے حسینؑ کا ساتھ چھوڑ دیا، انہیں شہید کیا مال و اسباب لوٹا ان کے ناموس کو قید کیا اور طرح طرح کی مصیبتیں نازل کیں، تمہیں موت آئے ہلاک ہو جاؤ! تم پر عذاب خدا نازل ہو کیا جانتے ہو کہ تم نے کس قدر گناہ کا جو بھ اپنی پیٹھ پر لا دیا ہے کس عظیم ہستی کا خون بہایا ہے اور کن مخدرات عصمت کو قید کیا ہے کن مستورات کا مال لوٹا ہے کن اموال کو تم نے غارت کیا ہے تم نے نبی



کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بہترین خلق لوگوں کو قتل کیا ہے تمہارے دلوں سے رحم چھین لیا گیا ہے۔ یاد رکھو اللہ کا گروہ ہمیشہ کامیاب اور شیطان کا گروہ ہمیشہ غائب و خاسر رہتا ہے۔ پھر یہ اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے:-

(۱) تم نے میرے بھائی کو شہید کیا سوائے صبر کے چارہ نہیں لیکن تمہاری ماں پر عذاب خدا ہو اس کے بدلے تمہیں جہنم کی سلگتی ہوئی آگ میں ڈالا جائے گا۔

(۲) تم نے اس ہستی کا خون بہایا جن کا خون اللہ قرآن اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرام قرار دیا تھا۔

(۳) خبردار تمہیں آگ کی بشارت ہے یقیناً کل تمہیں ہمیشہ کے لئے جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔

(۴) آنسو بار بار پونچھنے کے باوجود میرے رخساروں پر بہتے رہیں گے۔

روایت ہے کہ لوگ چیخ چیخ کر رونے لگے اس قدر گریہ و بکا کیا کہ ہوش ٹھکانے نہ رہے، خاک اٹھا اٹھا کر اپنے سروں پر ڈالنے لگے، اپنے چہرے پر خراشیں لگائیں اور رخساروں پر طمانچے مارے اس قدر روئے کہ کبھی انہیں اس طرح روتا ہوا نہیں دیکھا گیا تھا۔ (رضا کا رسید الشہداء صفحہ ۸۳)

الشکر ابن زیاد کی انتہائی کوششیں تھیں کہ آل محمد کا لٹا ہوا قافلہ اپنی منزل مقصود کی طرف روانہ ہو مگر مجمع تھا جو گریہ و زاری اور سینہ زنی میں بدرجہ کمال مشغول اور پہاڑ کی طرح مقبول راستہ روکے کھڑا تھا کہ اسی اثناء میں حضرت ام کلثوم صلوٰۃ اللہ علیہا کی غم و انگیز صدابلند ہوئی ابتداءً تقریر میں آپ نے چند اشعار ارشاد فرمائے:

عذاب ہو تم لوگوں پر کہ تم نے میرے بھائی کو قتل کیا جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ تمہارے لئے سزا ہو گی تم نے ایسا خون بہایا جس کا بہانا قرآن اور رسول خدا نے حرام کیا تھا اور یقیناً



عمر بھرا اپنے بھائی کو رویا کروں گی، ایسا بھائی جو بعد نبی سب سے بہتر تھا۔

جناب اُم کلثومؓ کے یہ اشعار اور خطبہ نہ صرف صاحب لہوف اور ناخ التوارخ نے لکھے ہیں۔ بلکہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ اور صاحب مشیر الاحزان نے بھی نقل کیا ہے کہ اس معظّم نے حمد و ثنائے الہی اور عفت الہی اور نعت رسالت پناہ کے بعد ارشاد فرمایا:

اے اہل کوفہ برا حال ہو تمہارا کس لئے تم لوگوں نے فرزند رسول الثقلین حضرت امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا اور ان کا مال و اموال غارت کر کے اپنا ورثہ بنایا پھر ان کے اہل بیت کو اسیر کیا خدائے قادر تو انہیں ہلاک کرے وائے ہو تم پر رحمت خداتم سے دور رہے آیا تم جانتے ہو تم کس بلا میں گرفتار ہوئے اور کیسے کیسے مال لوٹ لئے یا ایہا الناس تم نے ایسے برگزیدہ بندہ خدا کو شہید کیا جو بعد پیغمبر خدا تمام عالم سے اشرف افضل تھا۔ افسوس کا مقام ہے کہ تمہارے دلوں سے رحم جاتا رہا بہر صورت مردان خدا رستگان اور پروان شیطان زیاں کار ہیں۔

اس کلام کا یہ اثر ہوا کہ کوفہ کے درو دیوار و احسینا و مظلومہ کی صدائیں بلند ہوئیں مردوں نے سروں و سینہ پیٹا، عورتوں نے بال کھول دیے غرض ہر طرف قلبی اضطراب و انتشار کی عجب حالت تھی۔ (مظلومہ کربلا صفحہ ۲۹۴)

ابو مخنف نے سہل سے روایت کی ہے کہ جب اہل بیت کالٹا ہوا قافلہ کوفہ میں داخل ہونے والا تھا میں اسی روز کوفہ میں داخل ہوا۔ میں نے دیکھا کہ تمام اطراف کے تمام بازاروں کی دکانیں تو بند ہیں بازار میں خلق خدا کا ہجوم ہے کچھ ان میں بین کر رہے ہیں کچھ رو رہے ہیں۔ وہ شخص مجھے ایک طرف لے گیا اور رو کر کہنے لگا بھائی واقعہ یہ ہے کہ لشکر ابن زیاد نے حسینؓ کو قتل کر دیا ہے۔ عنقریب سر حسینؓ اس طرف آ رہا ہے۔ ابھی ہم گفتگو کر رہے تھے کہ باجوں کی آواز کان میں آئی جھنڈے لہرا رہے تھے۔ لوگ شور و



غل چار ہے تھے ناگاہ میں نے دیکھا کہ سر حسین ایک نیزے پر بلند ہے اور آپ سورہ کہف کی تلاوت فرما رہے تھے میں نے بیبیوں کو اس شان سے دیکھا کہ اونٹوں پر سوار ہیں جن پر نہ کجاوہ ہے نہ ہودج پردے کا کوئی انتظام نہیں سر کھلے ہوئے ہیں واصحمدہ واعلیاہ واحسنہ وفاطمہ واحسینہ کی صدائیں بلند تھیں۔ ایک بی بی یوں فرما رہی تھی یا رسول اللہ کاش آپ اس حالت کو دیکھتے۔ آہ ہمارے بچے جو ان بوڑھے سب ذبح کر دیئے گئے۔ ہمارے سروں سے چادریں اتار لیں اور ان ظالموں کا فیصلہ روز قیامت خدا کے سامنے ہوگا۔ میں اس اونٹ کے قریب گیا اور پوچھا کہ یہ کون بی بی ہیں معلوم ہوا اُمّ کلثوم ہیں میں نے سلام کیا انہوں نے پوچھا تم کون ہو کہ تم نے ہم کو لائق سلام سمجھا ورنہ یہاں تو کوئی ہمیں لائق سلام بھی نہیں سمجھتا، میں نے عرض کی میری شہزادی میں سہل شہرزی ہوں، میں نے آپ کے جد رسول خدا کی زیارت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا اے سہل تم دیکھ رہے ہو کہ اس قوم نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہے۔ میرے بھائی کو قتل کیا اور ہمیں کینروں کی طرح قید کر کے لائے ہیں۔ بے پردہ اونٹوں پر ہم کو سوار کیا ہے آپ نے فرمایا: اے سہل اگر تم سے ممکن ہو تو اس نیزہ بردار کو جس پر سر حسین ہے ہمارے اونٹوں سے آگے بڑھا دو تا کہ لوگ اس کے دیکھنے میں مشغول ہوں اور ہم پر ناخرموں کی نگاہیں نہ پڑیں کیونکہ ہمیں شرم آتی ہے میں نے عرض کی مندومہ عالم میں کوشش کرتا ہوں۔ سہل کہتے ہیں کہ میں اس نیزہ بردار کے پاس گیا، ہر چند اسے سمجھایا اور لالچ بھی دیا مگر وہ نہ مانا، میرے ساتھ ایک نصرانی مسافر تھا جو بیت المقدس میرے ساتھ جانے کا ارادہ رکھتا تھا، اس کے کپڑوں کے نیچے تلوار چھپی ہوئی تھی۔ جب اس نے سر حسین سے اس آیت کی تلاوت سنی وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهُ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ جو کچھ ظالم کرتے ہیں اس سے خدا کو غافل نہ جانو۔ خدا نے



اسے سعادت نصیب کی اور اس نے کلمہ شہادتین زبان پر جاری کیا وہ تلوار لے کر دشمنوں پر حملہ آور ہوا اور کئی شخصوں کو قتل کیا آخر کار گرفتار ہو کر شہید ہوا، جناب اُمّ کلثوم نے پوچھا یہ شور و غل کیسا ہے کسی نے واقعہ بیان کیا انہوں نے فرمایا، آہ! نصاریٰ تک دین اسلام کا احترام کریں اور مسلمان جو اپنے کو نبی کا کلمہ گو کہتے ہیں۔ رسول کی اولاد کو قتل کیا اور ان کی ناموس کو قید کیا کریں۔

ابن زیاد نے اہل کوفہ کو یہ باور کرایا تھا کہ ایک خارجی نے خروج کیا تھا، بہت سے لوگوں کو اصلی واقعہ کا پتہ نہ تھا جب یہ قافلہ کوفہ میں داخل ہوا اور انہوں نے جب بچوں پر صدقات پھینکے تو حضرت اُمّ کلثوم نے فرمایا اے اہل کوفہ ہم پر صدقہ حرام ہے تو اس وقت ایک عورت جو کوٹھے پر تھی اس نے کہا کیا تم میں کوئی زینب و اُمّ کلثوم ہے جناب زینب نے فرمایا کہ تم ان بیبیوں کو پہچانتی ہو۔ اس نے کہا کہ میں ہر سال ان کی زیارت کے لئے مدینہ جایا کرتی تھی۔ جناب زینب کو نہ پہچانا انا زینب بنت فاطمة الزہرا ہذاہ اُمّ کلثوم اخصی۔ یہ سننا تھا کہ وہ زن مومنہ عشاء کھا کر گر پڑی۔ جب لوگوں نے اسے اٹھانا چاہا تو معلوم ہوا اس کی روح حقّس غصری سے پرواز کر گئی ہے۔

(مصباح المجالس جلد ۴ صفحہ ۲۳۵)

﴿۸۲﴾... جناب اُمّ کلثوم دختر علی کا کوفہ میں خطبہ:

شیخ عباس قمی..... نفس المہوم میں لکھتے ہیں:-

مؤلف کہتے ہیں کہ یہ خطبہ سید نے مہوف میں روایت کئے ہیں اور اس خطبہ کے بعد کہا ہے اور اس دن جناب اُمّ کلثوم بنت علی علیہ السلام نے پس پردہ خطبہ دیا آواز گریہ بلند کرنے کے بعد فرمایا اے اہل کوفہ براہوتہارا تمہیں کیا ہو گیا کہ تم نے حسین کا ساتھ چھوڑ دیا اور انہیں شہید کیا اور ان کا مال لوٹا اور اپنے آپ کو اس کا وارث بنا لیا اور



ان کی خواتین کو قید کیا اور آنجناب کی سرکوبی کی پس ہلاکت و نابودی ہو تمہارے لئے
وہیل و ہلاکت ہو تمہارے لئے کیا تم جانتے ہو کہ کون سے مصائب اپنے اوپر ڈھائے
ہیں تم نے اور کون سا بوجھ گناہوں کا اپنی پشتوں پر لا دیا ہے اور کیسے خون تم نے بہائے
ہیں اور کون سی شریف زادیوں کو تم نے قید کیا اور کون سے بچوں کو تم نے لوٹا اور کون سے
مال تم نے چھینے تم نے پیغمبر کے بعد بہترین مردوں کو شہید کیا اور تمہارے دلوں سے
رحمت و نرم دلی چھین لی گئی یاد رکھو کہ اللہ کا حزب و جماعت ہی کامیاب و کامران ہے
اور شیطان کا حزب و جماعت خسارے اور نقصان میں ہے پھر آپ نے فرمایا۔

قتلتہم اخی صبرا فویل لدمکم ستجزون ناراً حرہا یتوقد
سفکتہم دماء حرم اللہ سفکھا وحرمھا القرآن ثم محمد الافابشروا
بالنار انکم عذا لفی سقر حقا یقینا تخلدوا وانی لابی فی حیاتی
علی اخی علی خیر من النبی سیولد بدمع عزیز مستهل مکفکفہ
علی الخدمنی دائما لیس یجمد

تم نے میرے بھائی کو ہر طرف سے گھیر کر شہید کیا ہے جس کا بدلہ تمہیں وہ آگ
ملے گی جو ہمیشہ بھڑکتی رہتی ہے تم نے وہ خون بہائے ہیں جنہیں خدا قرآن اور محمد نے
حرام قرار دیا ہے پس تمہیں جہنم کی آگ کی بشارت ہو تم کل یقیناً جہنم میں ہمیشہ کے
لیے جا رہو گے اور میں زندگی بھر اپنے بھائی پر روتی رہوں گی جو نبی اکرم کے بعد
بہترین خلق پیدا ہوا ایسے آنسو کے ساتھ جو مثل سیلاب کے اور مثل بارش کے میرے
رخسار پر جاری رہیں گے اور کبھی خشک نہیں ہوں گے، راوی کہتا ہے کہ لوگ گریہ و شیون
و نالہ سے چیخ و پکار کرنے لگے عورتوں نے اپنے بال کھول دیئے اور سر پر خاک ڈالی اور
چہرے نوچے اور رخسار پیٹے اور واویلا کرتی تھیں اور مرد گریہ کرتے اپنی ڈاڑھیاں

نوچتے اس دن کی طرح عورتیں اور مرد گرہ کرتے نہیں دیکھے گئے۔

علامہ مجلسی نے بحار میں کہا ہے میں کہتا ہوں کہ میں نے بعض معتبر کتب میں بغیر سند کے مرسل طور پر دیکھا ہے کہ مسلم حصاص (چونا پھیرنے والے) سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ مجھے ابن زیاد نے کوفہ کے دارالامارہ کو مرمت کے لئے بلایا تھا جس وقت میں دروازوں پر چونا پھیر رہا تھا تو اچانک اطراف کوفہ سے نالہ و شیون کی آوازیں بلند ہوئیں پس میری طرف ایک خادم آیا جو ہمارے ساتھ تھا تو میں نے اس سے کہا کیا بات ہے کہ میں دیکھتا ہوں کوفہ میں نالہ و فریاد کی آوازیں بلند ہیں تو اس نے کہا اس وقت ایک خارجی کا سر لارہے ہیں کہ جس نے یزید کے خلاف خروج کیا تھا تو میں نے کہا وہ خارجی کون اس نے کہا حسین بن علی۔

وہ کہتا ہے کہ میں نے خادم کو وہیں چھوڑا اور خود باہر نکلا میں نے اپنا منہ اتار پینا کہ مجھے خوف ہوا کہ کہیں میری آنکھیں نہ ضائع ہو گئی ہوں اور میں نے چونے سے ہاتھ دھوئے اور قصر الامارہ کی پشت کی جانب سے باہر نکلا اور کناسہ (میدان کوفہ) میں آیا اچانک میں کھڑا ہوا تھا اور لوگ قیدیوں اور سروں کے پہنچنے کا انتظار کر رہے تھے۔ اچانک تقریباً ہودج و کجاوے چالیس اونٹوں پر آگے بڑھے کہ جن میں مستورات خواتین اور اولاد فاطمہ علیہا السلام تھیں اور اچانک علی بن الحسین ایک اونٹ پر تھے جس پر ساز و سامان سکون نہ تھا اور آپ کی گردن کی رگوں سے خون فوارہ کی طرح جاری تھا اور وہ جناب اس کے باوجود رو رہے تھے اور فرماتے تھے۔

يَا اُمَّةَ السَّوْءِ الْاَسْقِيَا لِرَبِيعِكُمْ۔ يَا اُمَّةَ لَمْ تَرَاعِي

جَدْنَا فِينَا۔ لَوَانْنَا وَرَسُولَ اللّٰهِ يَجْمَعُنَا يَوْمَ الْقِيَمَةِ

مَا كُنْتُمْ تَقُولُوْنَ لَا تَلْبُوْنَ دَاعِيَنَا تَصْفَقُوْنَ عَلَيْنَا



كفكم فرحاً۔ وانتم في فجاج الارض تسبوناً۔ اليس
جدي رسول الله ويلكم اهدي البرية من من سبل
المضلين۔ يا وقعة الطف قد اورثني حزناء والله
تهتك استار المسيا

اے میری امت نہ سیراب ہوتہاری منزل اے وہ امت کہ جس نے ہمارے
بارے میں ہمارے نانا کی رعایت نہیں کی اگر ہمیں اور رسول اللہ کو قیامت کا دن جمع
کر دے تو تم کیا کہو گے ہمیں ننگے کجاووں پر تم نے چلایا گویا ہم نے دین کی عمارت کو ہم
نے پختہ و مضبوط نہیں کیا اے بنی امیہ کب تک ان مصائب والاں پر رُکے رہو گے اور
ہمارے داعی کی آواز پر لبیک نہیں کرو گے تم ہمارے خلاف خوش ہو کر تالیاں بجاتے ہو
اور تم اطراف زمیں میں ہم پر سب دشتم کرتے ہو کیا میرا نانا رسول اللہ نہیں ویل و
ہلاکت ہوتہمارے لئے جو گمراہ کرنے والوں کے راستوں سے تمام مخلوق میں سے زیادہ
ہدایت کرنے والا ہے اے واقعہ طف کر بلا تو نے مجھے حزن و ملال کا وارث بنا دیا ہے۔

خدا کی قسم ہم سے برائی کرنے والوں کے چہروں پر جو پردے پڑے ہیں یہ پھٹ
وہٹ جائیں گے۔

راوی کہتا ہے کہ اہل کوفہ ان بچوں کو جو محملوں پر تھے کھجور روٹیاں اور بادام وغیرہ
دیتے تھے جناب ام کلثوم نے چیخ کر بلند آواز میں فرمایا اے اہل کوفہ صدقہ ہم پر حرام
ہے اور آپ وہ چیزیں بچوں کے ہاتھوں اور منہ سے چھین کر زمین پر پھینکی تھیں۔

راوی کہتا ہے کہ اس مخدرہ نے یہ سب باتیں کیں تو لوگ ان کی مصیبتوں پر رونے
لگے اس کے بعد جناب ام کلثوم نے اپنا سر محل سے نکالا اور ان سے کہا خاموش ہو جاؤ
اے اہل کوفہ تمہارے مرد ہمیں قتل کرتے ہیں اور تمہاری عورتیں ہم پر گریہ کرتی ہیں پس



ہمارے اور تمہارے درمیان فصل قضا کے محزن حکم کرنے والا ہے جب وہ مندرہ ابھی خطاب کر رہی تھیں کہ اچانک چیخ و پکار بلند ہوئی کہ اچانک وہ سر لے کر آئے کہ جن کے آگے آگے حسینؑ اور وہ نورانی اور چاندیسا چہرہ تھا جو ساری مخلوق سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے اور آپ کے ریش مبارک چمکیلے سنگ مبرہ کی طرح سیاہ تھی اور خضاب اس سے متصل تھا اور آپ کا چہرہ طلوع کرنے والے چاند کے دائرہ کی طرح تھا اور ہوا آپ کے ریش مبارک کو دائیں بائیں ہلاتی تھی پس جناب نہ نب علیہا السلام ان کی طرف متوجہ ہوئیں تو اپنے بھائی کا سر دیکھ کر اپنی پیشانی نمل کے اگلے حصہ پر ماری یہاں تک کہ ہم نے دیکھا کہ خون ان کے مقعہ کے نیچے سے نکل رہا ہے اور ان کی طرف بین کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگیں۔

ماتوہمت شقیق فوادی۔ کان هذا مقدراً مكتوباً یا اخی فاطمہ الصغیرۃ کلمہا فقد کاد قلبہا ان یدوبل یا اخی کلک الشقیق علینک مالہ قد قسی وصار صلیب یا اخی لو تری علیا لدی الہ۔ سرمع الیتیم لا یطیق جوابل کلما اوجعوا بالضرب فاذاک بذل یفیض دمعاسکوبل یا اخی ضمه الیک وقربہ۔ وسکن فوادی المرعوباً ما اذال الیتیم حسین ینادی بابیہ ولایراہ مجبیا

اے پہلی کے چاند کہ جس کے کمال کا وقت ابھی نہیں آیا کہ اچانک اسے گہن لگ گیا پس وہ غروب کر گیا اے میرے دل کے ٹکڑے مجھے یہ گمان نہیں تھا کہ یہ امر مقدر اور لکھا ہوا تھا۔ اے بھائی چھوٹی فاطمہ سے بات کر قریب ہے کہ اس کا دل پگھل جائے۔ اے بھائی ہم پر جو تیرا دل شفیق و مہربان تھا اسے کیا ہو گیا ہے کہ وہ بہت سخت ہو گیا ہے، اے بھائی کاش آپ علی زین العابدین کو دیکھتے قید ہوتے وقت جب کہ وہ یتیم بھی ہو چکے



تھے کہ ان میں جواب دینے کی طاقت باقی نہ رہی جب اسے ضرب تازیانہ سے تکلیف پہنچاتے تو وہ آپ کو پکارنا زلت و رسوائی کے ساتھ اور اس کے آنسو برسنے لگتے یا بھائی اسے گلے لگا لو اور اسے اپنے قریب کر لو اور اس کے گھبرائے ہوئے دل کو تسکین دو کس قدر زلت ہے یتیم کے لئے کہ جب وہ اپنے باپ کو پکارے تو اسے جواب دیتے ہوئے نہ دیکھے۔ (نفس المہموم..... صفحہ ۵۵۳ تا ۵۵۷)

علامہ حسن بن محمد علی یزدی ”مہج الاحران میں لکھتے ہیں:-

سید ابن طاووس علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ام کلثوم بنت امیر المومنین نے بھی بازار کوفہ میں مجمع عام سے حالت غربت و اسیری میں خطاب کیا جو کہ حسب ذیل ہے:-

”يَا أَهْلَ الْكُوفَةِ، سَوْءَ لَكُمْ! حَذَلْتُمْ حُسَيْنًا وَقَتَلْتُمُوهُ! وَأَنْتَهُبْتُمْ أَمْوَالَهُ وَوَرَثْتُمُوهُ؟ وَسَبَّيْتُمْ نِسَاءَهُ وَنَكَبْتُمُوهُ؟ فَتَبَّأَ لَكُمْ وَسَحَقٌ وَيْلٌ لَكُمْ أَتَدْرُونَ أَيَّ دِمَاءٍ سَفَكْتُمُوهَا؟ وَأَيَّ كَرِيمَةٍ أَصَبْتُمُوهَا؟ وَأَيَّ صَبِيَّةٍ سَلَبْتُمُوهَا؟ قَتَلْتُمْ خَيْرَ رَجَالَاتٍ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَنَزَعْتَ الرَّحْمَةَ مِنْ قُلُوبِكُمْ۔ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْفَائِزُونَ وَحِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ“

ترجمہ: ”اے اہل کوفہ! برا ہو تمہارا! تمہیں کیا ہو گیا کہ تم نے حسین کا ساتھ چھوڑ دیا اور انہیں قتل کر دیا! تم نے ان کے اموال لوٹ لئے اور ان کے مالک بن بیٹھے! تم نے ان کی خواتین کو قید کیا اور ان پر مصیبت ڈالی! ہلاکت ہو تمہارے لئے اور عذاب ہوا! وائے ہو تم پر، تم جانتے ہو کہ تم نے کیسے کیسے خون بہائے ہیں؟ کیسی کیسی معزز خواتین کو مصیبت پہنچائی ہے؟ اور کیسی کیسی محترم بچیوں کو تم نے لوٹا ہے؟ تم نے ان مردوں کو قتل



کیا جو بعد نبیؐ بہترین افراد تھے تمہارے دلوں سے رحمت سلب ہوگئی۔ آگاہ ہو کہ یقیناً اللہ والوں ہی کا گروہ کامیاب ہونے والا ہے اور یقیناً شیطان کا گروہ گھانا اٹھانے والا ہے۔

اس کے بعد اُمّ کلثومؓ بت علیؑ نے یہ اشعار بطور مرثیہ پڑھے:-

قَتَلْتُمُ أَخِي صَبْرًا فَوَيْلٌ لِّلْمُكْمِ
سُتُجْزَوْنَ نَارًا أَحْرَاهَا يَتَوَقَّدُ

ترجمہ: ”تم نے میرے بھائی کو قتل کر ڈالا، تو ہلاکت ہے تمہارے لئے، غمگین تمہیں اس آتشِ جہنم سے سزا دی جائے گی جو بھڑک رہی ہے۔

سَفَكْتُمُ دِمَاءَ حَرَمَ اللّٰهِ سَفَكَهَا
وَحَرَمَهَا الْقُرْآنُ ثُمَّ مُحَمَّدٌ

ترجمہ: ”تم نے وہ خون بہائے جن کا بہانا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا تھا، قرآن نے حرام قرار دیا تھا اور حضرت محمد مصطفیٰؐ نے حرام قرار دیا تھا۔“

الَا فَاٰبَشِرُوا بِالنَّارِ اِنَّكُمْ غَدًا لِّفِيْ سَقَرٍ حَقًّا يَّقِيْنًا مُّخَلَّدٍ
یعنی کہ اے ظالموں تم کو آتشِ جہنم کی بشارت ہو تحقیق و یقیناً تم لوگ ہمیشہ جہنم میں رہو گے۔

وَ اَنِّيْ لَا بَعْثِيْ فِيْ حَيَاتِيْ عَلٰى اَخِيْ
عَلٰى خَيْرٍ مِّنْ بَعْدِ النَّبِيِّ سَيُولٰٓءِ

ترجمہ: ”میں تو ساری زندگی اپنے اس بھائی پر روتی رہوں گی جو پیغمبرؐ کے بعد پیدا ہونے والے تمام لوگوں سے افضل تھا۔“

راوی کا بیان ہے کہ حضرت اُمّ کلثومؓ کے اس خطاب و مرثیہ کا یہ اثر ہوا کہ چاروں طرف سے گریہ و نالہ و بکا کی آوازیں بلند ہوئیں۔ لوگوں نے اپنے سینہ دوسرے پیٹنے شروع



کردیئے اور عورتوں نے اپنے بال کھول دیئے اور سروں پر خاک ڈالنے لگیں۔“
(صحیح الاحزان..... صفحہ ۴۹۱ تا ۴۹۲)

﴿۸۵﴾... شہادت امام حسینؑ کے بعد

اسیرانِ حرم کا سفر کوفہ و شام:

محترمہ محمودہ نسرین صاحبہ اپنی کتاب ”ہماری شہزادیاں“ میں لکھتی ہیں:-

جب حضرت امام حسینؑ شہید ہو گئے اور خیامِ اہل بیت کو بھی جلا کر یزیدی بھیڑیوں نے راکھ کا ڈھیر بنا کر اپنے دل کی آخری حسرت پوری کر لی تو سالارِ فوج ابنِ سعد ملعون کے حکم سے سرہائے شہدائے کربلا کو نیزوں کی نوکوں پر آویزاں کیا گیا اور تمام اہلِ حرم کو اسیر کر کے انہیں رسیوں سے جکڑ کر بے کجاوہ اونٹوں پر سوار کرا دیا گیا ان درندہ نما انسانوں نے ناموسِ رسولؐ کا احترام نہ کرتے ہوئے غمزہ سیدانیوں کے سروں سے اُن کی چادریں بھی اُتروالیں اور بے مقنعہ و چادر کھلے منہ اُنہیں ایک جلوس کی شکل میں ترتیب دے کر ابنِ زیاد کے دربار میں لے جانے کے لئے بجانب کوفہ روانہ ہو گئے۔

میدانِ کربلا سے کوفہ روانہ ہوتے وقت عمر ابنِ سعد نے شہدائے کربلا کے سروں کی تقسیم اس طرح سے کی کہ قیس بن اشعث کندی کو جو اپنے قبیلے کا سردار تھا۔ تیرہ سر دیئے شمر ذی الجوشن کو سترہ سر دیئے۔ گروہ بنی اسد کو سولہ اور قبیلہ مدح کو سات سر ملے۔ باقی سراسی طرح دوسرے قبیلوں پر تقسیم کئے گئے۔ امام حسینؑ کا سر مبارک خولی ملعون کو دیا گیا اور ایشہ ہائے شہداء کو بے گور و کفن کربلا کے میدان میں جلتی ریت پر چھوڑ گئے۔

اہلِ حرم کے لئے ہوئے قافلے کے کوفہ پہنچنے کی خبر جب ابنِ زیاد کو ہوئی اور یہ معلوم ہوا کہ اہلِ حرم اسیر ہو کر آرہے ہیں تو اس نے سارے شہر میں ڈھنڈو راپٹوایا کہ کوئی شخص ہتھیار باندھ کر گھر سے باہر نہ نکلے۔ دس ہزار فوج کو حکم دیا کہ گلی کو چوں پر کھڑی



ہو کر ناکہ بندی کرے۔ تاکہ امام حسینؑ کا کوئی دوست جوش میں آکر فتنہ و فساد برپا نہ کرے شہر کے ضروری انتظام کے بعد اُس نے دربار کو خوب آراستہ کرایا۔

دوسرے دن عمر سعد اپنے لاؤ لشکر کو لے کر بڑی شان و شوکت کے ساتھ شہر میں داخل ہوا۔ اہل بیت علیہم السلام کے داخلے کی خبر پا کر چاروں راستوں اور چھتوں پر کوفہ کے مردوں اور عورتوں کا ہجوم ہو گیا۔ جب شہیدوں کے سر ہائے مقدس خاک و خون سے بھرے ہوئے نیزوں کی نوکوں پر نظر آئے اور نبی زادیوں کو برہنہ سر با حال تباہ اونٹوں پر سوار دیکھا تو مرد و زن یہ دلخراش منظر دیکھ کر زار زار رونے لگ پڑے۔ امام زین العابدین نے جب ان لوگوں کا یہ حال دیکھا تو نہایت کمزور اور نحیف آواز میں فرمایا ”کیوں کوفہ والو جب تم ہمارے حال پر روتے اور نوحہ کر رہے ہو تو پھر بتاؤ ہمارے بزرگوں اور بھائیوں کو شہید کرنے اور ہمیں اس حالت کو پہنچانے کی ذمہ داری کس پر ہے؟“

جب یہ قافلہ ایک بازار سے گزر رہا تھا تو کسی نے ان امیروں سے پوچھا کہ ”تم کس قوم اور قبیلے سے ہو؟“

انہوں نے جواب دیا کہ ”ہم آل نبیؐ و اولاد علیؑ ہیں“ جناب زینب سلام اللہ علیہا نے اس موقع پر تماشاخیوں سے خطاب کر کے جو تقریر فرمائی اس کا کوفہ والوں کے دل پر ایسا گہرا اثر ہوا کہ وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور مارے ندامت کے ان کے سر جھک گئے۔“

خولی اور بشیر بن مالک سب سے پہلے ابن زیاد کے سامنے آئے بشیر نے عربی کے دو شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

”اے امیر میری رکاب کو سونے اور چاندی سے بھر دے۔ میں نے ایک ایسے بلند



مرتبہ بادشاہ کو قتل کیا ہے جس نے دونوں قیلوں (کعبہ و بیت المقدس) کی طرف نماز پڑھی ہے۔ میں نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جو ماں اور باپ دونوں کی جانب سے بہترین انسان اور نسب کے اعتبار سے تمام دُنیا میں بڑھا چڑھا تھا۔

ابن زیاد نے کہا۔ کم بخت اگر تیرے نزدیک حسینؑ بہترین انسان تھے تو تُو نے انہیں قتل کیوں کیا۔ ایسی صورت میں تیرے لئے یہی بہتر ہے کہ میں تجھے موت کی نیند سلا دوں۔ چنانچہ اُس نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ ابھی اس کا سر اُزا دے۔ (بشیر بن مالک کا یہ قتل ہمدردی حسینؑ میں نہ تھا۔ بلکہ اس لئے تھا کہ بشیر نے سر دربار فضائل امام حسینؑ بیان کئے تھے)

ابن زیاد نے امام مظلوم کا سر ایک طشت میں رکھا اور اُسے دیکھ کر خوش ہوتا اور بے ادبی کرتا رہا۔ اہل حرم کو اسیر اور رن بستہ دیکھ کر ملعون خوشی کے ساتھ کہنے لگا۔ خدا کا شکر ہے کہ اُس نے تم کو ذلیل و خوار کیا اور تمہارے جھوٹ کو تم پر ظاہر کیا۔ جناب زینبؑ سے ضبط نہ ہو سکا۔ فرمانے لگیں۔ ”شکر ہے اُس خدا کا جس نے ہمارے نانا رسولؐ خدا کو تمام عالم پر فضیلت دی اور اُن کے سبب ہم لوگوں کو بھی عزت عطا فرمائی۔ دُنیا کی تمام برائیوں سے ہم کو ڈور رکھا۔ بے شک خدا بدکار بندوں کو ذلیل و خوار کرتا ہے لیکن ہم اُن لوگوں سے نہیں ہیں بلکہ وہ لوگ اور ہی ہیں۔“ اس ملعون نے غضب ناک ہو کر کہا دیکھو خدا نے تمہارے بھائی کے ساتھ کیا کیا۔ جناب زینبؑ نے فرمایا ”جو کچھ خدا نے میرے بھائی کے ساتھ کیا۔ میں اس میں سراسر بہتری دیکھ رہی ہوں۔ کیونکہ آلِ محمدؐ وہ محترم ہستیاں ہیں جنہیں خدا نے اپنی قربت عطا کرنے کی غرض سے شہادت کا درجہ بخشا ہے۔ اے پسرِ زیاد تجھے اس بات پر خوش نہ ہونا چاہئے۔ بہت جلد خدا تجھ سے اس ظلم کی باز پرس کرے گا اور اُس دن کوئی تیرا نجات دینے والا نہ ہوگا۔“



یہ تقریر سن کر ابن زیاد کے تن بدن میں آگ لگ گئی اور جھنجھلاتے ہوئے حضرت زینب کے قتل کرنے کا حکم دے دیا۔ یہ سنتے ہی عمر بن حریث نے بگڑ کر کہا۔ اے پسر زیاد تو کس قدر بے غیرت ہے اب تیری جرأت یہاں تک بڑھ گئی ہے کہ عورتوں پر بھی ہاتھ اٹھانے لگا۔ خدا کی قسم اگر تو نے دختر علی کو قتل کرایا تو ابھی دربار میں خون کا دریا بہہ جائے گا۔ عمر بن حریث کے بگڑے ہوئے تیور دیکھ کر ابن زیاد ڈر گیا اور جناب زینب کے قتل سے باز رہا اور حکم دیا کہ ان تمام قیدیوں کو اس خرابے میں جا کر قید کر دو جو جامع مسجد کے پاس ہے۔

ابن زیاد نے اہلیت کو اُس وقت تک کوفے میں قید کئے رکھا جب تک اُس کے اطلاعی خط کا جواب یزید کی طرف سے نہ آگیا۔ جس کے بعد اسیران اہل حرم کا یہ قافلہ شمر، عمر سعد اور یزیدی فوج کے افسروں کے ہمراہ شام کو روانہ ہوا (کتاب ”ہماری شہزادیاں“)

ڈاکٹر زاہد حیدری... کتاب ”مخدرات اسلام“ میں لکھتے ہیں:-
مختلف روایات سے پتہ چلتا ہے کہ واقعہ کربلا کے وقت حضرت اُمّ کلثوم موجود تھیں۔ ہم اُن تمام واقعات کی تفصیل نہیں دیں گے جس کا روز عاشور سیدہ اُمّ کلثوم سے تعلق ہے۔ بعد شہادت جب اہل بیت کا قافلہ کوفہ میں پہنچا سید بن طاووس اپنی کتاب البوف میں تحریر فرماتے ہیں کہ بازار کوفہ میں آپ نے ایک فصیح و بلیغ خطبہ انشاء فرمایا۔

جس کو ہم اختصار کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ آپ نے اہل کوفہ کو یوں مخاطب کیا۔
”اے کوفہ والو تم نے نصرت حسین میں کوتاہی کی یہاں تک کہ وہ شہید کر دیئے گئے
اُن کے مال و اسباب کو لوٹ لیا گیا ان کے خیمہ جلادئے گئے۔ آج اُن کے اہل بیت



بے مقصد و چادر شہر بہ شہر دیار بہ دیار پھر اے جا رہے ہیں تم پر خدا کی لعنت ہو اور رحمت خداوندی تم سے دور رہے۔ افسوس کہ تم نے کتنا گناہ عظیم کیا اور کتنے طیب و طاہر خون کو بہایا۔ رسول اللہ کی بیٹیوں اور آلِ طہ و نسلین کو اسیر کیا۔ میں تم کو یقین دلاتی ہوں کہ قیامت کے دن تمہارا مقام جہنم ہوگا اور تم ضرور اپنے ظلم کی سزا پاؤ گے۔ اب رہی میں جب تک زندہ ہوں اپنے بھائی کا برابر ماتم کرتی رہوں گی کہ وہ رسول خدا کے فرزند تھے اور خدا کی بہترین مخلوق سے تھے۔“

صاحبِ تاریخ التواریخ تحریر فرماتے ہیں کہ سیدہ اُم کلثومؓ نے بھرے ہوئے دربار میں ابنِ زیاد کو یوں مخاطب کیا کہ ”اے زیاد کے بیٹے حسین ابن علیؓ کے قتل پر تو آج شاد و مسرور ہے۔ حسین ابن علیؓ کو دیکھ کر رسول مقبول کا دل باغ باغ ہو جاتا تھا۔ یہ وہی حسین ہیں جن کے لب بائے مبارک کے بوسے رسول اللہ لیا کرتے تھے اور بار بار اپنی گود میں لے کر پیار کرتے تھے۔ اب تو تیار ہو جا تجھ کو روز قیامت رسول اللہ کو منہ دکھانا پڑے گا۔ سوچ لے کہ تو کیا جواب دے گا۔“

مسلم حصاص کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ جب آلِ رسولؐ کا لٹا ہوا قافلہ بازارِ کوفہ میں پہنچا تو کوفہ کی عورتیں اور بچے دھاڑیں مار کر رونے لگے۔ بعض عورتیں کھجور اور روئیاں اُن معصوم بچوں کو دینے آگے بڑھیں جن کے سروں پر خاک تھی، چہرے گرد و غبار سے اُٹے ہوئے تھے، آنکھوں سے آنسو مسلسل جاری تھے۔ کوئی ہائے بابا کہہ رہا تھا کوئی ہائے چچا۔ اس موقع پر میں نے دیکھا کہ جناب اُم کلثومؓ نے اُن عورتوں کو یوں مخاطب کیا کہ ”اے کوفہ کی عورتوں تمہارے مردوں نے ہمارے مردوں کو شہید کیا اور تم اب رو رہی ہو۔ دیکھو قیامت کے دن خدا کیا فیصلہ کرتا ہے اور آگاہ ہو جاؤ ہم اہل بیت رسولؐ ہیں۔ ہم پر ہر قسم کا صدقہ حرام ہے۔ تم ان روٹیوں اور کھجوروں کو واپس لے جاؤ



ہمارے بچے کسی طرح اس کو نہیں کھا سکتے۔“ (مندرات اسلام)

ڈاکٹر احمد ہشتی اپنی کتاب ”مثالی خواتین“ میں لکھتے ہیں:-

حضرت اُمّ کلثوم اپنے عبد کی بہت با فضیلت عورت تھیں۔ حیاتِ رسولؐ میں پیدا ہو چکی تھیں۔ قریش میں سے آپ اپنے زمانے کی فصیح عورت تھیں۔ آپ کے والد حضرت علیؑ اور والدہ حضرت فاطمہ زہراؑ ہیں۔

ما مقانی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں: ”اُمّ کلثوم زینب صغریٰ کی کنیت ہے آپ اپنے بھائی حسین علیہ السلام کے ساتھ کربلا آئیں اور وہاں سے امام زین العابدین کے ہمراہ شام اور پھر مدینہ پہنچی۔ بہت جلیل القدر فہمیدہ اور سنخور عورت تھیں۔

فاطمہ زہراؑ کی بیٹیاں صرف شجاعت و دلیری ہی کا نمونہ نہیں ہیں بلکہ خطابت و سنخوری کی دنیا میں بھی نمایاں حیثیت رکھتی ہیں۔ اپنی خواہر گرامی زینب کبریٰ کی طرح بامشقت اسیری کے دوران ہاتھ آنے والی فرصت سے خوب فائدہ اٹھایا اور اپنے آتشیں اور ولولہ انگیز خطبوں سے استبداد کے قصر کو بلا ڈالا اور اموی ظالموں کے خلاف مسلمانوں کے جذبات کو براہِ بخشنہ کیا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ دل جلے اور غم زدہ لوگ اچھی طرح پرسوز و دل گداز تقریر کر سکتے ہیں اور اپنی آہ و فغاں سے سنگروں کی زندگی کو تباہ کر سکتے ہیں۔

اُمّ کلثوم ذاتی صلاحیت کی بھی مالک ہیں اور ظالم و جابر حکومت کے کارندوں نے آپ کے بھائی اور دیگر عزیزوں کو شہید بھی کر دیا ہے۔

اُمّ کلثوم کی شجاعت و فضیلت کی سب سے بڑی دلیل وہ خطبہ ہے جو اہل کوفہ کے سامنے دیا اور اس کے ذریعہ انھیں مجاہدیت کر دیا۔ آپ کا خطبہ سن کر وہ ایک دوسرے کے سر اور شانہ پر ہاتھ مارتے تھے، ان کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کر رہے ہیں۔



غدار اور ظالم لوگوں کا مقدر رسوائی ہے! آخر کار وہ اپنی بد اعمالیوں کے عذاب میں مبتلا ہو گئے اور جہنم میں گر پڑے ہیں۔

خزاع اسدی کہتے: ۶۱ یعنی سالِ شہادتِ امام حسینؑ میں کوفہ گیا تو دیکھا کہ کوفہ کی عورتیں کھڑی ہیں اور علی بن الحسینؑ جو کہ بیماری سے لاغر ہو گئے تھے۔ فرما رہے ہیں۔
 ”اے کوفہ والو! تم ہمارے اوپر گریہ کر رہے ہو، کیا تمہارے علاوہ کسی اور نے ہمیں قتل کیا ہے؟ اس موقع پر ام کلثومؑ نے لوگوں کو خاموش ہونے کا حکم دیا اور جب لوگوں کی آہ و بکا کی آواز بند ہو گئی تو فرمایا:

تمام تعریفیں عالمین کے پروردگار کے لئے ہیں، درود و سلام ہو میرے نانا سید المرسلینؑ پر..... کوفہ والو! تم بہت خیر اور پست لوگ ہو۔ تمہارے آنسو خشک نہ ہوں اور تمہیں کبھی آرام میسر نہ ہو۔ تمہاری مثال اس عورت کی سی ہے کہ جس نے محنت و مشقت سے کاتے ہوئے کوئلے کوئلے نکلے کر دیا۔ تم بیان شکن ہو۔ تمہارا ظاہر پر فریب اور باطن آلودہ ہے۔ بالکل گھورے و مزبلہ پر آگئی ہوئی ہریالی کی مانند یا کچھ پر پڑی ہوئی چاندی کی طرح ہو۔ کتنا برا کام کیا ہے تم نے خدا تم پر قہر نازل کرے اور ہمیشہ رہنے والے عذاب میں مبتلا کرے۔ اب کیا روتے ہو؟ روؤ کہ تم اسی کے لائق ہو۔ ہنسو کم روؤ زیادہ اپنے دامن کو تم نے ذلت و رسوائی سے داغدار کر لیا ہے۔ یہ داغ تمہارے دامن سے چھڑائے نہیں جاسکیں گے۔ سلالہ نبوت، حسین بن علیؑ.... کہ جس کے نور ہدایت نے دنیا کو روشن کیا۔ کے قتل سے تم خود کو کیسے بری کر سکتے ہو؟ تف ہو تم پر! تم نے بڑا نقصان اٹھایا اور خدا کو اپنے اوپر غضبناک کیا اور ذلت و پستی میں گر پڑے ہو۔ قریب تھا کہ تمہارے کرقوت سے آسمان گر پڑے اور زمین شگافتہ اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ تم جانتے ہو کہ تم نے رسول خداؐ کے پارہ جگر کو کس طرح نکلے نکلے



کیا ہے اور ان کے اہل حرم کو اسیر کیا ہے اور ان کے خون سے زمین کو رنگین کیا ہے؟
بے حیائی اور سرکشی سے تم نے یہ ظلم ڈھائے ہیں! اگر آسمان سے خون کی بارش ہو تو
تعجب کی بات نہیں ہے، لیکن آخر کار رُسوا کرنے والا عذاب بہت زیادہ سخت ہے اور
جن پر عذاب ہوگا ان کا کوئی مددگار نہیں ہے! دنیا کی چند روزہ مہلت تمہیں غفلت میں
نہ ڈالے، خدا ظالموں کی گھات میں ہے اور کوئی بھی اس کے ہاتھ سے بچ نہیں سکتا۔“

اس پر شکوہ خطبہ کے بعد ان کی طرف سے منہ پھرا لیا۔ مجمع دریائے حیرت میں ڈوبا
ہوا تھا۔ سب دانشوں سے اپنے ہاتھ کی انگلیاں کاٹ رہے تھے۔ خاندانِ ہفٹی کا ایک
ضعیف العمر آدمی، کہ جس کی داڑھی آنسوؤں سے تر تھی، کہہ رہا تھا:

اس خاندان کے بوڑھے اور عورتیں دوسرے خاندان کے بوڑھوں اور عورتوں پر
برتری رکھتی ہیں اور ہرگز رُسوا نہیں ہوتے ہیں۔ (کتاب ”مثالی خواتین“)
مولانا سید محمد مہدی لوانج الاحزان میں لکھتے ہیں:-

کیونکہ مومنین جس بزرگوار کی رحم دلی کا یہ حال ہو کہ حیوان تک کو تازیانہ نہ لگائیں
ایسے بزرگوار کو اشتیاء کوفہ و شام گلے میں طوق اور پاؤں میں زنجیر پہنائیں اور جب بہ
سبب بیماری کے چلنے میں کمی ہو تو تازیانہ پر تازیانہ لگائیں اور کشاں کشاں کر بلا سے
کوفہ، کوفہ سے شام تک لے جائیں۔ اتنی بھی مہلت نہ دیں کہ کہ بلا میں رہ کر اپنے باپ
کی لاش کو دفن کرتے۔ بلکہ نہایت ذلت سے شام کی طرف لے گئے جیسا کہ شاعر
کہتا ہے۔

ماندا بہ کربلائے پدر؟ نے بشام رفت با عز و احتشام؟ نہ با ذلت و عنا
تہا؟ نہ با زنان حرم نام شاں چہ بودہ زینب سیکینہ، فاطمہ کلثوم بے نوا
برتن لیاں داشت؟ ہلے گرد رہ گذر بر سر عمامہ داشت؟ بلے چوب اشتیاء



یعنی مجھے اشتیاء اس طرح ذلت کے ساتھ کھینچتے ہوئے دمشق میں لے گئے تھے جس طرح غلامانِ حبش و زنگبار کو قید کر کے لے جاتے ہیں اور غلام بھی وہ غلام جس کا آقا مر گیا ہو اور کوئی اس کا حامی و مددگار نہ ہو اور وہی حضرت فرماتے ہیں رِبُّوْنَا مِثْلَ الْأَعْنَامِ ہم لوگوں کو ایک رسی میں اس طرح باندھا تھا جس طرح قصاب گوسفندوں کو باندھتے ہیں۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میرے گلے میں اور پھوپھی اُم کلثوم کے گلے میں رسی بندھی تھی۔ (لوائح الاحزان، جلد ۱ ص ۴۳۳)

لکھا ہے کہ جب اہل بیت رسولؐ اُذُنوں پر سوار باحالتِ زار کوفہ میں پہنچے تو جنابِ زینب کی نظر اُس نیزہ پر پڑی جس پر امام حسینؑ کا سر تھا۔ دیکھتے ہی بے چین ہو گئیں اور اپنے سر کو محمل پر دے مارا سر پھٹ گیا اور مقعے کے نیچے سے خون جاری ہوا۔ سر امام مظلوم کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگیں۔

يَا هَلَا لَتَمَّا اسْتَمَّ كَمَا لَا

غَالَهُ خَسْفُهُ فَاَبَدًا غُرُوبًا

مَا تَوَهَّمْتُ يَا شَفِيقُ فُؤَادِي

كَانَ هَذَا مُقَدَّرًا مَكْتُوبًا

اے بھائی! اے چاند! ابھی تم بدرِ کامل نہ ہوئے تھے کہ موت کے خوف نے تم کو گھیر لیا اور تم نظروں سے غروب ہو گئے۔ اے بھائی! اے میرے جگر کے ٹکڑے میں یہ نہ جانتی تھی کہ یہ سب تقدیر میں لکھا ہوا ہے۔

وجہ تشبیہ سر امام ہلال سے:

مومنین! سر امامؑ کو جنابِ زینب نے ہلال سے تشبیہ دی ہے اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ ہلال کا اطلاق تین روز تک ہوا کرتا ہے اور اُس سر کو جنابِ زینب نے تین دن کے

بعد دیکھا تھا یا اس وجہ سے ہو کہ جس طرح چاند کو دیکھنے کے وقت لوگ اُنکی سے بتایا کرتے ہیں اُسی طرح سرِ حسینِ اشقیاء کو فو اُنکی سے اشارہ کر کے بتاتے تھے دیکھو وہ حسین کا سر ہے۔

الحاصل اس کے بعد جناب ام کلثومؓ نے رورور کر باواز بلند ایک خطبہ پڑھا ہے وہ خطبہ طولانی ہے۔ میں مختصر اُس کے چند فقرات کا ترجمہ لکھتا ہوں فرمایا اے اہل کوفہ وائے ہو تم پر تم لوگوں کو کیا ہو گیا تھا جو حسینؑ کو بے پناہ کر کے قتل کر دیا۔ اُن کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ اُن کی عورتوں کو قید کیا۔ وائے ہو تم پر تم لوگ کچھ سمجھے کہ کتنے بڑے امر عظیم کے مرتکب ہوئے ہو کون سا خون تم نے بہایا کون سا مال تم نے غارت کیا۔ تم نے عورتوں کے سروں سے چادریں چھین لیں تم نے اُن لوگوں کو قتل کیا جو بعد پیغمبر کے سب خلائق سے افضل تھے۔ تم نے میرے بھائی کو چاروں طرف سے گھیر کے بے کس و مجبور کر کے قتل کر ڈالا۔ اب تم سب عذاب جہنم کے لئے مستعد رہو۔ اسی طرح کے کلمات اور بھی فرمائے یہ سن کر سب اہل کوفہ باواز بلند رونے لگے۔ ان کی عورتوں نے سر کے بال کھول دئے۔ اپنے سروں پر خاک ڈالتی تھیں اور منہ پر طمانچے مارتی تھیں۔

اس کے بعد امام زین العابدینؑ نے اُن لوگوں سے فرمایا۔ اب تم سب کے سب چپ رہو جب وہ لوگ چپ ہوئے تو کھڑے ہو کر ایک خطبہ ارشاد کیا بعد حمد و ثنا کے فرمایا ایہا الناس! جو مجھے پہچانتا ہے وہ تو پہچانتا ہے جو نہیں جانتا وہ جان لے کہ میں ہوں علی بن الحسین بن علی بن ابی طالبؑ اس کے بعد فرمایا: اَنَا اَبْنُ مَنْ اَنْتَھِکَ حَرِیْمٌ وَسَلْبُ نَعِیْمٌ وَ اَنْتَھَبَ مَلْکٌ وَ سَبِیْ عِیَالٌ اَنَا اَبْنُ مَنْ قُتِلَ سَبْرًا وَ کَفِیْ بِذَٰلِکَ فَخْرًا ایہا الناس! میں! میں! میں! فرزند اُس شخص کا ہوں جو بغیر کسی جرم و قصور کے فرات کے کنارے ذبح کیا گیا۔ میں فرزند اُس کا ہوں جس کی ہتک حرمت کی گئی اور مال و اسباب اس کا لوٹ لیا گیا،



عیال اُس کے قید کئے گئے۔ میں فرزند اس کا ہوں جو بے بس اور مجبور کر کے قتل کیا گیا اور یہ باعث فخر کا ہوا۔ ایسا الناس! میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم کو یاد نہیں ہے کہ تم نے میرے باپ کو خط لکھ لکھ کر بلایا اور تم لوگوں نے عہد کیا تھا کہ ہم اُن کی بیعت سے نہ پھریں گے جب وہ حضرت آئے تو مکرو فریب سے اُن کو قتل کر دیا۔ وائے ہو تم پر اب روز قیامت کیونکر رسول خدا سے ملاقات کرو گے اور کس آنکھ سے اُن کو دیکھو گے اور جب وہ حضرت تم سے فرمائیں گے کہ تم لوگوں نے میری عترت کو قتل کیا اور میری حرمت کو ضائع کیا۔ اب تم میری اُمت سے نہیں ہو تو اس وقت کیا جواب دو گے؟ یہ سن کر اہل کوفہ چیخ مار کر رونے لگے اور آپس میں کہتے تھے ہائے ہم سے کسی اغزش ہوئی کچھ نہ سمجھے کہ کیا کرتے ہیں دنیا کے واسطے حسین فرزند رسول کو قتل کر دیا۔ (لؤلؤ الاحزان، جلد ۲ ص ۳۰۹)

مولانا جعفر الزمان نقوی لکھتے ہیں:-

اور اب ۶۱ ہجری میں وہ وقت آ گیا۔ شب میں کسی وقت کر بلا سے لٹا ہوا کاروان مسجد حنانہ پہنچا۔ رات گذر گئی جیسے بھی گزری۔ صبح ہوئی۔ رواگکی کا طبل بجا، محل در مسجد پر آئے۔ بیمار کر بلا نے سب کو پھر سوار کرایا۔ ابن سعد ملعون نے فوراً ایک ایک شخص کو کوفے بھیجا کہ منادی کر آئے۔ آمدِ قافلہ کی منادی ہوئی خوشیوں کے طبل بجنے لگے۔ کوفے کی لاتعداد عورتیں صدر دروازے سے باہر انتظار کر رہی تھیں۔ کئی مرد اور بچے کھجوروں کے درختوں پر چڑھے تھے اور نیچے سے لوگ بار بار پوچھتے تھے کہ محل نظر آئے۔ اچانک نفاروں اور طلبوں کی آوازیں کانوں میں پڑیں۔ درختوں پر چڑھے لوگوں نے بتایا کہ کئی علم اور محل نظر آ رہے ہیں۔ عورتیں زمین پر بیٹھی تھیں محملوں کی جانب چل پڑیں۔ کافی دور مرد و زن نے قافلے کا استقبال کیا۔ کوفے میں عورتیں چھتوں پر چڑھ گئیں۔ ابن زیاد ملعون نے خولی بن یزید اصبحی ملعون کو حکم دیا کہ جس وقت



اسیروں کا قافلہ شہر میں داخل ہو تو توبہ سر اقدس لے کر قافلے کے ہمراہ شہر میں آنا۔
خولی ملعون سر اطہر کو نیزے پر چڑھائے ہوئے کوفے کے صدر دروازے کے باہر آ ملا۔
لوگوں کے ہجوم، میں سر اطہر کو لے کر لشکر کے سامنے آیا، ”نعرۂ تکبیر بلند کیا۔
حضرت زینب کی نگاہ پاک بھائی کے سر اقدس پر پڑی۔ عالم مظلومیت دیکھ کر محمل کی
چوب پر بے ساختہ اس طرح پیشانی ماری کہ ہائے حسین کی صدا کے ساتھ ہی نورانی
پیشانی خون سے رنگین ہو گئی۔ محمل کو دیکھتے ہی عورتوں کے ہوش آ گئے۔ سب کو
امیر المومنین کا دور یاد آیا۔ مسند پر بال بکھرا کر سب نے ماتم شروع کر دیا۔ جب پہلی
دفعہ تشریف لائیں تو ان ہی گلیوں میں خوشبوؤں کی صدائیں گونجتیں تھیں آج پورا کوفہ
صدائے ماتم سے غم کدہ بنا ہوا ہے۔

ابو جہلیہ اسدی البصری شیعان علی سے تھا روایت کرتا ہے کہ میں نے پہلی آمد کا
منظر بھی دیکھا تھا۔ انتظامات ہوتے دیکھے، کوفے کی گلیوں میں قاتلین لگتی دیکھیں اور
اسد کردگار ابو الفضل العباس کی طر تو اب طر تو اکی صدائیں بھی سنیں۔ کہاں وہ شاندار منظر
اور کہاں آج کی آمد۔ وہ کہتا ہے کہ میں اتفاقاً بصرے سے کوفے آیا تھا۔

سارے بازار بند تھے۔ سوچ رہا تھا کوفے والے کہاں گئے۔ میں حالات سے لا
علم تھا۔ ۱۲ محرم کا دن تھا جب میں کوفہ آیا راہ کوفہ و بصرہ میں کوئی نہ ملا جو مجھے باخبر کرتا۔
میں کناسہ کوفہ کی جانب پڑھ رہا تھا کہ گلیوں میں عورتوں کے کئی جلوس نظر آئے۔ بال
کھلے، سر میں خاک اور آنکھوں میں آنسو، میں حیران تھا کہ یہ کیا ہو گیا۔

میں گریہ کناسہ عورتوں کے پیچھے چل پڑا۔ کچھ دور چل کر اسی طرح کا ایک اور گروہ
ان میں شامل ہو گیا مگر اس گروہ کے پیچھے ایک سفید ریش بزرگ تھے، عمامہ گلے میں
تھا، کمر جھکی ہوئی تھی، روتے ہوئے آرہے تھے۔ میں نے سلام کے بعد پوچھا کہ آج



کوفہ کا تم کدہ کیوں بنا ہے؟ اُس نے جواب سلام کے بعد کہا کہ تمہیں علم نہیں نوا سہ رسولؐ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ میں نے کہا مجھے تو کوئی علم نہیں ہے۔ اُس نے بتایا کہ پاک پردہ داروں کو اُمت اپنے ظلم کا مہمان بنا کر کوفہ لا رہی ہے۔ کوفہ کی عورتیں رورہی ہیں اور دشمن جشن منا رہا ہے۔

میں نے پوچھا وہ کدھر سے تشریف لائیں گے۔ اُس نے بتایا کہ وہ باب بادیہ سے داخل ہو گئے اور کناسہ کوفہ میں روکے جائیں گے۔ ابو جہد اسدی کہتا ہے کہ میں اُس دروازے کی طرف چل پڑا۔ میرے آگے آگے عورتیں ماتم کرتی ہوئی جا رہی تھیں۔ بال کھلے تھے سر میں خاک تھی۔

جب ہم باب بادیہ پر جا کھڑے ہوئے تو لوگوں کا بڑا ہجوم تھا۔ باب بادیہ کے اندرونی طرف ایک بہت بڑا میدان تھا۔ فوجی اپنے ساتھیوں کے منتظر تھے۔ اس جگہ کوئی بھی قافلہ روانگی سے قبل خیمے لگا کر ایک دن شامل ہونے والوں کا انتظار کرتا تھا۔ ہم کھڑے تھے کہ باہر سے نقاروں اور طبل کی آوازیں سنائی دیں۔ دروازے کے باہر علم لہرا رہے تھے کئی گھوڑے سوار تھے جن کے پیچھے چالیں محمل تھے۔ ایک زمانے میں اُن کا شاہی استقبال ہوا تھا بڑا انتظام تھا آج غریبوں کا کوئی پُرساں حال نہ تھا۔ استقبال جیسے ہوا بس ہو گیا۔ میں نے کوشش کی کہ پیار کر بلا وارث دستارِ امامت سے جا کر تعزیت کروں۔ بڑی جدوجہد کے بعد اُس ناقد تک پہنچ سکا۔ جس پر سرکار سوار تھے۔ خاموش تھے ہاتھ میں جھکڑیاں تھیں آہستہ آہستہ لب جنش میں تھے۔ اللہ جانے کیا تلاوت کر رہے تھے؟

میں نے بڑھ کر اپنی پیشانی کو ناقے کے سینے سے مس کیا اور عرض کیا سرکار آپ کے بابا امام حسینؑ کو دیکھنے کا بڑا ارمان ہے۔ مجھے بتائیں کیا ہوا؟ سرکار سید الساجدین



نے فرمایا ہم خیمہ میں تھے کہ صدائے ذوالجناح کان میں آئی۔ خیمے کا پردہ اٹھا کر دیکھا ذوالجناح شدید زخمی تھا۔ زین ڈھلی ہوئی تھی ہم سمجھ گئے کہ ہم یتیم ہو گئے۔ اتنا حال سنانے کے بعد اونٹ چل دیئے میں ناقے کے ساتھ ساتھ چل پڑا۔ اچانک ایک ہیبت ناک آواز سنی۔

یا اهل الكوفة غضوا ابصاركم عن حرمة رسول الله۔
آواز بلند ہوتے ہی ہر آنکھ پیوند زمین ہو گئی۔ کوئی آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ سکتا تھا۔ وارث دستار امامت نے فرمایا اے ہاتفِ نبی کی صدا کون ہے ہمیں آگاہ کرو۔ جواباً عرض کیا

انا مملک من ملوک الجن الذی اسلمنا علی ید جدک علی علیہ الصلوٰۃ والسلام

میں شاہِ جنات سے ہوں جس کو آپ کے پاک دادا نے کلمہ پڑھایا تھا۔ جب امام مظلوم نے صدائے غربت بلند کی تھی۔

آتیتُ انا و قومی فی نصرت الحسینؑ فعاونا فی الطريق امرأ
میں برائے نصرت قوم سمیت حاضر ہوا تھا مگر میری نصرت قبول نہیں فرمائی گئی تھی۔ ہمارے اصرار پر ارشاد فرمایا تھا ہو سکے تو ہمارے پردہ داروں کی حفاظت کرنا۔ ہم پابند حکمِ قافلے کے ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔

﴿۸۶﴾... روایت سہل ابن حبیب اور

حضرت اُمّ کلثومؓ کا پردہ در بیان:

کچھ لوگوں نے سہل ابن حبیب کو سہل ابن سعد سمجھا ہے مگر درحقیقت سہل ابن سعد کا



واقعہ شام کا ہے اور کھل ابن حبیب شہزادی کا واقعہ کو نے کا ہے جو روایت کرتے ہیں۔

قال كنت في سنة التي قتل فيه الحسين قد اردت الحج واعتقت عنه
فلبثت بالكوفة۔

جس سال امام حسینؑ کو شہید کیا گیا میں حج کرنے گیا تھا۔ واپسی پر ارادہ کو نے کا تھا
مگر مدینے میں مجھے دیر ہوگئی۔ میں ۱۱ محرم کو کو نے شام کے وقت پہنچا۔ مجھے حالات کا
کچھ علم نہ تھا۔ تھا کا ہوا تھا جلد سو گیا۔ صبح سرائے سے باہر آیا تو لوگوں کی عجیب حالت
تھی۔ مجھے کوفہ دو حصوں میں منقسم نظر آیا۔

منهم من يبكي سراً ومنهم من يضحك جهراً
کچھ تو چھپ چھپ کے رو رہے تھے کئی ظاہر بظاہر خوش ہو رہے تھے ہنس رہے
تھے۔ کئی بہت خوش باش تھے جیسے ان کے لئے عید ہے۔ میں نے ایک بزرگ سے
پوچھا کہ اہل کوفہ کی کوئی عید ہے جس کا ہمیں علم نہیں۔ شیخ رو پڑا اور بولا مسافر معلوم
ہوتے ہو۔ حالات سے لاعلم بھی ہو۔ میں نے جواب دیا حج کرنے گیا تھا۔ واپس اپنے
وطن موصل جا رہا ہوں۔ اُس نے کہا اس سرزمین عراق پر ایک جنگ ہوئی ہے۔ ایک
لشکر فتح یاب ہوا دوسرے کو شکست۔ یہاں کے لوگوں کی ہمدردیاں تقسیم ہو چکی ہیں کچھ
فاتح لشکر کے ہمنوا ہیں کچھ کی ہمدردیاں مفتوح لشکر کے ساتھ ہیں۔ یہی وجہ ہے کچھ رو
رہے ہیں کچھ جشن منا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کیا بہت بڑی جنگ تھی؟

بزرگ نے کہا ہاں بہت بڑی جنگ تھی میں نے دونوں لشکروں کی تعداد دریافت
کی۔ جواب ملا ایک لشکر ایک لاکھ چالیس ہزار تھا دوسرا صرف ایک سو چوالیس افراد پر
مشتمل تھا۔ لڑنے کے قابل ۷۲ تھے باقی ۷۲ بچے تھے۔

میں نے کہا کیا جنگیں اس طرح ہوتی ہیں ایک طرف صرف ۷۲ دوسری طرف



لاکھوں۔ صاف صاف کیوں نہیں کہتا کہ راہ جاتے مسافروں کو دن دھاڑے لوٹ لیا گیا۔ یہ سُن کر وہ بزرگ روپڑے اور کہا حقیقت یہی ہے پہلے تو انھیں گھروں سے بلوایا جب وہ بمعہ پردہ دار اُن کے پاس آگئے تو جنگ کا بہانہ بنا کر شہید کر دیا۔ اب جشن منا رہے ہیں۔ میں نے مظلوم کا نام پوچھا۔ روتے ہوئے جواب دیا کہ اُس کا اسم گرامی حسین ہے۔ سہل کہتا ہے کہ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ کوئی فرزند رسول کو بھی شہید کر سکتا ہے۔ میں نے فوراً پوچھا کون حسین؟ وہ بزرگ بولا جس کا تو کلمہ پڑھتا ہے اُس رسول کریم کا نواسہ حسین۔ بس یہ جواب مجھ پر بجلی بن کر گرا۔ میرے ہوش جواب دے گئے۔ میں مزید کچھ نہ کہہ سکا بلکہ رونے لگا۔

ہوش بحال ہوئے کہ کانوں میں نقاروں، دفوں، ڈھولوں اور جنگی طبلوں کی آوازیں آنے لگیں۔ کوفے کے صدر دروازے سے ایک لشکر داخل ہوتا نظر آیا۔ علم لہرا رہے تھے۔ لشکر کی پشت پر چالیس محل تھے۔ محل نمودار ہوتے ہی لوگوں کی توجہ لشکر سے ہٹ کر محمولوں کی جانب ہو گئی۔ عین اُس وقت پہلے محل سے ایک پُر جلال آواز آئی۔

غضوا ابصارکم عن النظر الینا

نگاہیں زمین کی طرف کرو ہم ازلی پردہ دار ہیں۔ گویا یہ کن فیکون تھا کہ جس کے بعد فغضوا الناس ابصارهم الیهم لوگوں کی نگاہیں فرش زمین سے اٹھ ہی نہ سکیں۔ کہتا ہے میں پاک کاروان کے ساتھ چلتا رہا حتیٰ قال حتیٰ اوفقوا بباب خزیمۃ والراس علی القننا

میں نے دیکھا کہ سر حسین نے سورہ کہف کی تلاوت شروع کر دی۔ مجھے غش آ گیا اور میں زمین پر گر گیا۔ آنکھ کھلی تو معراج مصلیٰ سے آخری آیات کی تلاوت جاری تھی۔ محل سامنے تھے میں نے عرض کی مخدومہ معظمہ عالیہ بی بی میں آپ کا غلام کوئی خدمت



میرے لائق تو حکم فرمائیں۔ ارشاد فرمایا۔ (ترجمہ)

کافی دیر ہو گئی ہے مخلوق راستہ نہیں دے رہی ہے۔ رسول خدا کی بیٹیاں اور بہوؤں
میرے ساتھ ہیں غیرت درد بڑھا رہی ہے۔ ہو سکے تو مخلوق کو ہٹا دو بہت دیر ہو رہی
ہے۔ میری معصومہ بیٹی تھک گئی ہے جی تو آنسو بہا رہی ہے۔

(جاس انظرین علی روضۃ المظلومین... جلد ۲...)

﴿۸۷﴾... حضرت اُمّ کلثومؓ کا شام کی طرف سفر:

ابن زیاد نے جب یہ انتشار دیکھا تو شمر لعین، خولی شیت بن ربیع اور عمر بن سعد کو
طلب کیا اور ان کو حکم دیا کہ قیدیوں کو اور سروں کو یزید کے پاس لے جائیں اور اہل بیت
کی تشہیر کریں۔

﴿۸۸﴾... اہل بیت کا قادیہ میں ورود:

بعض معتبر تاریخوں میں ہے کہ اشقیانے اسیران اہل بیت اطہار کو ۱۵ محرم کو کوفہ
سے شام کی طرف روانہ کیا۔

جب وہ لوگ قادیہ پر پہنچے تو حضرت اُمّ کلثوم سلام اللہ علیہا نے عربی میں
ایک نوحہ پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے:-

”ہمارے مرد شہید ہو چکے ہیں اور ہمارے بزرگوں کا سایہ ہمارے سروں سے اٹھ
گیا اور پر سوز شیون کے بعد سوز و حسرتوں کا اضافہ کر دیا اور کمینوں نے یہ جان
بوجھ کر کہ ہم اس رسول کی اولاد ہیں جو ہدایت لے کر آئے تھے۔ ہم پر حملہ کر دیا ہم خالی
کجاؤں پر سفر کر رہے ہیں اور ان میں شرک و روم کے قیدیوں کی طرح نظر آ رہے ہیں
اے رسول اللہ! اے دنیا کو روشن کرنے والے جو کچھ سلوک ان لوگوں نے آپ کے



اہل بیت کے ساتھ کیا ہے وہ آپ پر گراں گزرتا ہے اے اشقیاء تم غارت اور ہلاک ہو جاؤ! تم نے تو ایسے رسول کی نافرمانی کی جس نے گمراہوں کو راستہ بتلایا
(مقتل ابی مخنف)

﴿۸۹﴾... اہل بیت کا تکریت میں ورود:

تکریت ایک مشہور شہر ہے جو بغداد اور موصل کے درمیان ہے تکریت اور بغداد کے درمیان تیس فرسخ کا فاصلہ ہے۔

ابو مخنف لوط بن یحییٰ نے روایت کی کہ اشقیاء اہل بیت اور سرہائے شہدا کو لے کر مشرقی جانب سے گزر کر تکریت کی طرف روانہ ہوئے اور اس شہر کے حاکم کو خط لکھا کہ خوراک اور چارہ مہیا کرے اور ہمیں شہر میں داخل ہونے کی اجازت بھی دے۔ حاکم تکریت نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ گلیاں، کوچے اور بازار سجالیں اور جھنڈے بھی اپنے ہاتھوں میں اٹھالیں شہر کے کافی لوگ استقبال کرنے کے لئے شہر سے باہر چلے گئے اور سپاہیوں سے جا ملے اہل تکریت سرہائے شہدا کے متعلق دریافت کرنے لگے۔ اشقیاء نے جواب دیا کہ ایک خارجی نے یزید بن معاویہ کے خلاف بغاوت کی عبید اللہ ابن زیاد نے اسے قتل کر دیا یہ اس کا سر ہے اور یہ سراس کے اصحاب کے ہیں جو یزید بن معاویہ کے پاس بھیجے جا رہے ہیں۔ نصرانیوں میں سے ایک مرد نے کہا کہ ”اے میری قوم کے لوگو! میں کوفہ میں موجود تھا کہ اس سر مبارک کو لائے تھے“۔ لوگوں نے جب یہ بات سنی تو اپنی رائے تبدیل کر لی اور ان سے بے توجہی کی۔ نصاریٰ نے انہیں دھتکارا اور روک دیا اور نصاریٰ کی جماعت بھی ان سے متفق ہو گئی اور ناقوس بجائے اور کہا ایک ایسے گردہ کو جس نے اپنے نبی کی دختر کے دلہند کو قتل کیا ہے ہم ہرگز اپنے شہر میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ جب اشقیاء نے یہ حالت دیکھی تو تکریت سے روانہ



ہو گئے۔

﴿۹۰﴾... اہل بیتؑ کا وادیِ نخلہ میں ورود:

بروایت لوط بن یحییٰ تکریت سے آگے بڑھ کر بڑے راستے اُعلیٰ اور وہاں سے بڑھ کر دیر عردہ اور دیر عروہ سے صلیتا ہوتے ہوئے وادیِ نخلہ میں جا پہنچے اور وہیں پڑاؤ ڈال کر شبِ باش ہو گئے اسی جگہ ان لوگوں نے جنوں کی عورتوں کو حسین علیہ السلام پر نوحہ خوانی کرتے ہوئے سنا جو یہ کہہ رہی تھیں ”اے جنوں کی عورتیں! زنانِ ہاشمیہ کا ساتھ دو جو احمد مصطفیٰ کی بیٹیوں کے ساتھ و فو ر غم سے روتی ہیں۔ وہی عورتیں اولادِ فاطمہ کے گھروں میں ماتم برپا کر رہی ہیں اور وہی سوگواری کے سیاہ لباس میں نظر آتی ہیں وہ اپنے رخساروں پر طمانچے مار مار کر حسینؑ پر گریہ و زاری کر رہی ہیں اور درحقیقت یہ مصیبتیں بہت ہی اہم ہیں بیشک وہ عورتیں محمد مصطفیٰؐ کی اولاد پر رورہی ہیں۔

(مقتل ابی جحیف)

﴿۹۱﴾... اہل بیتؑ کا موصل میں ورود:

موصل ایک بڑا شہر ہے اس کا نام موصل اس لئے رکھا گیا کہ وہ جزیرہ اور عراق کو ملاتا ہے موصل کے درمیان جنابِ جبرجیس نبی کا مزار ہے۔

بروایت ابی جحیف لوط بن یحییٰ ان لوگوں نے وادیِ نخلہ سے روانہ ہو کر ارمیا کے رخ کوچ کیا، چلتے چلتے جب ارمیا پہنچے جو اس زمانے میں آدمیوں سے بھرپور ہو رہا تھا تو وہاں کی پردہ نشین عورتیں، بوڑھے، نوجوان سب کے سب زیارتِ سرِ حسینؑ کے لئے نکل آئے سرِ حسینؑ دیکھ کر ان پر اور ان کے نانا اور دادا پر درود بھیجنے لگے اور اشیاء سے کہنے لگے ”اے اولادِ انبیاء کے قتل کرنے والو! ہمارے شہر سے نکل جاؤ یہ خبر سن کر وہ

لوگ وہاں سے کتر اگئے اور موصل کے حاکم کے پاس پیغام بھیجا کہ ہم سے آ کر مل جائے اس لئے کہ ہمارے پاس حضرت امام حسینؑ کا سر ہے۔ اس نے جس وقت یہ خط پڑھا حکم دیا کہ شہر میں اطلاع دے دی جائے فوراً ہی شہر آراستہ کیا گیا اور لوگ ہر سمت اور ہر گوشہ سے باہر نکلتا شروع ہو گئے حاکم شہر نے چھ میل آگے بڑھ کر رسم استقبال ادا کی بعض لوگ آپس میں دریافت کرنے لگے کہ کیا بات ہے، انہوں نے جواب دیا کہ ایک خارجی کا سر ہے جس نے سر زمین عراق میں سر ابھارا تھا عبید اللہ ابن زیاد نے قتل کر کے اس کا سر یزید کو بھیجا ہے۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا ”اے لوگو! یہ تو حسین کا سر ہے ان لوگوں کے نزدیک جب یہ ثابت ہو گیا تو اوس اور خزرج کے چار ہزار سوار جمع ہوئے اور آپس میں قول و اقرار کئے کہ ان سے لڑ کر امام کا سر لے لیں اور اپنے پاس ہی دفن کر لیں تاکہ قیامت تک بات رہ جائے۔ (ترجمہ مقتل ابی مخنف)

ملا حسین نے روضۃ الشہداء مطبع تہران صفحہ ۳۴۸ پر اور علامہ محمد تقی نے تاریخ التواریخ جلد ششم مطبع تہران صفحہ ۳۴۳ پر لکھا ہے کہ جب اہل بیت موصل کے نزدیک پہنچے تو شمر ذی الجوشن نے حکم موصل امیر عماد الدولہ کے پاس اپنا ایک آدمی بھیج کر پیغام بھیجا کہ تم شہر کے لوگوں کو حکم دے دو کہ وہ گلیاں اور بازار سجالیں اور تم شہر سے باہر رسم استقبال ادا کرو۔ سونے اور چاندی سے بھرے ہوئے طشت بھی اپنے ساتھ لے آؤ اور انہیں ہم پر نچھاور کرو۔ کیونکہ ہم تمہارے شہر میں آ گئے ہیں۔ تم اہل جزیرہ پر فخر کرو کیونکہ ہم تمہارے شہر کے نزدیک حضرت امام حسینؑ اور فرزند ان، برادران، اقربا اور دوستان حسینؑ کے سر اپنے ہمراہ لائے ہیں اور اس کے اہل بیت بھی ہمارے ساتھ ہیں حاکم موصل عماد الدولہ نے اہل شہر کو جمع کیا اور انہیں صورت حال سے آگاہ کیا اور کہا تم ہرگز ان باتوں کی طرف توجہ نہ دو اور اس بات کا آپس میں ذکر بھی نہ کرو اہل موصل نے



عمادالدولہ کے ساتھ اس بات پر اتفاق کر لیا اور ان کے لئے خوراک اور ان کی سواریوں کے لئے چارہ مہیا کر کے ان کے پاس بھیج دیا اور کہلا بھیجا کہ تمہارا ہمارے شہر میں آنا مناسب نہیں ہے کیونکہ اس شہر کے اکثر لوگ شیعیان علیؑ اور دوست آلِ عباس ہیں اگر تم اس شہر میں داخل ہو گے تو فتنہ و فساد برپا ہو جائے گا اس لئے اشقیاء نے اس شہر کے باہر ایک فرخ کی منزل پر سامان اُتارا اور اس مقام پر حضرت امام حسینؑ کے سر اقدس کو ایک پتھر پر رکھ دیا اور حضرت امام حسینؑ کے سر اقدس سے ایک خون کا قطرہ اس پتھر پر گر گیا اس کے بعد ہر سال عاشورا کے دن اس پتھر سے تازہ خون نکلتا تھا اور لوگ ہر طرف سے جمع ہو کر اس مقام پر عزاداری کی رسومات ادا کرتے تھے یہ سلسلہ عبد الملک بن مروان کے دور حکومت تک جاری رہا یہاں تک کہ اس پتھر کو اس مقام سے اٹھالیا گیا اور اس کی جگہ ایک دوسرا پتھر رکھ دیا گیا اس کے بعد کسی نے اس پتھر کے نشان کا تذکرہ نہیں کیا ہے لیکن اس جگہ ایک گنبد بنایا گیا ہے جس کا نام مشہد نقطہ رکھا گیا ہے اور ہر سال محرم کے مہینے میں لوگ وہاں جمع ہو کر رسومات عزاداری ادا کرتے ہیں۔

﴿۹۲﴾... نصیین میں اہل بیتؑ کا ورود:

بروایت ابی مخنف لوط بن یحییٰ لشکر ابن زیاد نے جب یہ سنا تو شہر میں پہنچ گئے بلکہ وہیں سے تل افرج کی راہ لی اور وہاں سے کوہ سنبار کو طے کرتے ہوئے نصیین پہنچ گئے اور وہیں پڑاؤ ڈال کر سر اور قیدیوں کو تمام شہر میں تشہیر کیا۔

ابی مخنف راوی ہیں کہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے بھائی کا سر دیکھا تو رو کر چند اشعار ارشاد فرمائے جن کا ترجمہ یہ ہے:-

ہمارے ہی نانا پر تو خدائے جلیل نے وحی نازل فرمائی اور ہم ہی کو تم جبراً و بدر پھرا رہے ہو تم نے مالکِ عرش اور اس کے نبیؐ کی نافرمانی کی اور ایسے بن گئے جیسے تمہارے



پاس کوئی رسول آیا ہی نہ تھا اے بدترین اُمت خداے عرش تم کو برباد کرے اور قیامت کے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں تمہاری ہی فریادیں بلند ہوں۔ (مقتل ابو جحف)

﴿۹۳﴾... اہل بیت کا عین الورد اور دعوات میں ورود:

ابی جحف لوط بن یحییٰ کہتے ہیں کہ اہل بیت محمدؐ کے اسیر قافلے کو اشقیاء لے کر عین الورد کی سمت روانہ ہوئے اور مقام دعوات کے قریب پہنچ کر اشقیاء نے وہاں کے حاکم کو اطلاع دی کہ ہمارے پاس حضرت امام حسینؑ کا سر ہے اس لئے یہاں پہنچ کر ہم سے مل لو اس نے یہ سن کر بگل بجائے کا حکم دیا اور شہر سے باہر نکل کر ان لوگوں سے جا ملا لشکر یزید نے سر امام حسینؑ کو تشہیر کر دیا اور دروازہ اربعین سے داخل کر کے رجبہ میں ظہر کے وقت سے عصر تک لٹکائے رکھا اہل دعوات میں سے بعض تو رو رہے تھے اور بعض ہنس ہنس کر پکار رہے تھے کہ یہ اس خارجی (معاذ اللہ) کا سر ہے جس نے یزید بن معاویہ سے جنگ کی طرح ڈالی تھی۔

ابی جحف لوط بن یحییٰ راوی ہیں کہ جس مقام پر حضرت امام حسینؑ کا سر نصب کیا تھا قیامت تک جو شخص ادھر سے گزرے گا اللہ تعالیٰ اس کی حاجت بر لائے گا۔

لشکر یزید شراب میں پور صبح تک وہیں پڑا رہا اور صبح ہونے پر پھر سفر شروع کر دیا اس وقت حضرت امام زین العابدینؑ نے دو شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

(کاش مجھ کو یہ پتہ چل جاتا کہ شب کی تاریکیوں میں کسی عظیمند نے

مصیبت زمانہ کے تذکرے میں شب بسر کی ہے کہ میں فرزند امامؑ

ہوں اور ہمیشہ میرا حق ان ظالموں میں ضائع اور برباد رہا ہے)۔

(مقتل ابو جحف)



﴿۹۴﴾... اہل بیتؑ کا قنسرین میں ورود:

شہر والوں پر حضرت اُمّ کلثومؑ کی نفرین

بروایت لوط بن یحییٰ وہاں سے روانہ ہو کر وہ اشقیاء مقام قنسرین پہنچے جو اس زمانہ میں بہت آباد تھا، وہاں کے باشندوں کو جب یہ اطلاع پہنچی تو شہر کے دروازے بند کر کے لعنت ملامت شروع کر دی اور لشکر یزید پر پتھروں کی بوچھاڑ کر کے کہنے لگے اے گنہ گارو! اے اولاد انبیاء کے قاتلو! خدا کی قسم ہم تم کو اپنے شہر میں نہیں گھسنے دیں گے لشکر نے یہ دیکھ کر وہاں سے کوچ کر دیا حضرت اُمّ کلثوم سلام اللہ نے یہ دیکھا تو رو کر فرمانے لگیں۔

اے ظالمو! تم کیوں ہمارے لئے اونٹوں پر برہنہ پالان کتے ہو؟ اس سلوک سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہم یہاں پر اہل روم کی اولاد ہیں۔ خدا تمہیں برباد کرے کیا ہم رسول اللہ کی بیٹیاں نہیں ہیں اسی رسولؐ نے تو تم کو ہدایت کی راہ دکھائی، اے بدترین گروہ تمہارے مقامات کبھی سر سبز نہ ہوں اور ایسے عذاب کے مستحق ہوں جس نے اہل عاد کو برباد کر دیا تھا (مقتل ابو مخنف)

﴿۹۵﴾... اہل بیتؑ کا معرۃ النعمان میں ورود:

بروایت لوط بن یحییٰ وہاں سے چل کر وہ لوگ معرۃ النعمان پہنچے وہاں کے رہنے والوں نے لشکر یزید کا استقبال کر کے شہر کے دروازے کھول دیئے اور آب و غذا اُن کے لئے مہیا کر دیا، لشکر یزید نے بقیہ دن وہیں گزار کر پھر کوچ شروع کر دیا (مقتل ابو مخنف)



﴿۹۶﴾... اہل بیت کا شیراز اور کفر طاب میں ورود:

بروایت لوط بن یحییٰ اس کے بعد شیراز جا کر ر کے جہاں ایک مرد بزرگ رہتا تھا جس نے اپنی قوم کو بلا کر یہ کہا کہ اے قوم! یہ امام حسین کا سر ہے۔ پس حلف اٹھا لو کہ ادھر سے نہ گزرنے پائے لشکر یزید یہ رنگ دیکھ کر وہاں نہیں گیا بلکہ وہاں سے روانہ ہو کر کفر طاب پہنچا جو ایک چھوٹا سا قلعہ تھا اس قلعہ کے لوگوں نے بھی دروازہ بند کر لیا اسی وقت خولی ملعون آگے بڑھا اور کہا کہ کیا تم لوگ ہماری اطاعت میں نہیں رہے اگر ہو تو پانی پلا دو ان لوگوں نے کہا خدا کی قسم چونکہ تم ہی نے حضرت امام حسین اور ان کے اصحاب کو پانی پینے سے روک دیا تھا اس لئے ہم تم کو ایک قطرہ پانی کا نہیں دیں گے۔ (مقتل ابو مخنف)

﴿۹۷﴾... اہل بیت کا سیبور میں ورود:

شہر والوں کے لئے حضرت اُمّ کلثوم کی دعا:

بروایت لوط بن یحییٰ لشکر یزید نے پھر سفر شروع کیا اور سیبور جا پہنچے حضرت امام علی بن حسین نے ارشاد فرمایا۔ کافر سردار بن گئے اور بیچ قوم شرفاء کے افسر بننے لگے عرب اس پر رضاء مند نہیں ہو سکتے۔ لوگوں ہم سے زمانہ جو برتاؤ کر رہا ہے اس پر کس قدر تعجب ہے اور اس سے زیادہ تعجب وہ امر کیا ہو سکتا ہے کہ آلِ رسول تو برہنہ پالان شتر پر سوار ہوں اور اولاد مروان کی سواری میں اسیل و نجیب گھوڑے رہتے ہیں۔

ابی مخنف لوط بن یحییٰ راوی ہیں کہ سیبور میں ایک بزرگوار تھے جنہوں نے زمانہ خلافت بھی دیکھا تھا انہوں نے اہل سیبور کو جمع کر کے ارشاد فرمایا کہ اے لوگوں یہ سر حسین بن علی کا ہے جن کو ان ملعونوں نے شہید کر دیا ہے۔



خدا کی قسم۔ ہمارے علاقوں میں سے اس کو نہ گزرنے دینا چاہیئے یہ سن کر وہاں کے امراء نے کہا کہ اے قوم! اللہ تعالیٰ شرارت کو ناپسند فرماتا ہے۔ یہ سر تمام شہروں میں گشت کر چکا ہے اور کسی نے اس کو روکا نہیں، تم بھی کچھ خیال نہ کرو۔ اپنے شہر میں سے بھی گزر جانے دو جو انہوں نے کہا خدا کی قسم! یہ ہر گز نہیں ہو سکتا۔ یہ قرار دے ڈھنڈھرا کر پل کی راہ روک دی اور خود لشکر یزید کے مقابلے میں مسلح ہو کر نکل آئے خولی نے ان کو دیکھا تو کہنے لگا کہ ہمارے سامنے سے ہٹ جاؤ لیکن ان لوگوں نے خولی اور اس کے لشکر پر دھاوا بول ہی دیا، بڑے معرکے کا رن پڑا خولی کے چھ سو آدمی کام آئے اور نوجوان سیبور کے بھی پچاس شہسوار رات ہی جٹ ہوئے حضرت اُمّ کلثوم سلام اللہ علیہا نے یہ واقعہ دیکھ کر دریافت فرمایا کہ اس شہر کا نام کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کی اسے سیبور کہتے ہیں۔ اسی وقت آپ نے یہ دعا فرمائی کہ:-

بارالہا! ان کے پانی شیریں اور ان کی مشکلیں آسان رکھنا اور ظالموں کی ان تک رسائی نہ رکھنا۔

ابی خنف لوط بن یحییٰ کہتے ہیں کہ خواہ دنیا ظلم و ستم سے بھر جائے لیکن اس شہر کے لوگ انصاف و عدالت ہی کے مالک رہیں گے (مقتل ابی خنف)

﴿۹۸﴾... اہل بیتؑ کا حماۃ میں ورود:

بروایت مقتل ابو خنف لشکر وہاں سے کوچ کر کے حماۃ میں پہنچا تو اہل حماۃ نے دروازہ شہر بند کر لیا اور فیصل پر چڑھ کر کہنے لگے کہ خدا کی قسم خواہ سب کے سب ہی کیوں نہ مارے جائیں لیکن ہم شہر میں نہیں گھسنے دیں گے۔ (مقتل ابی خنف)



﴿۹۹﴾... اہل بیت کا حص اور کنسیہ قسیس میں ورود:

بروایت لوط بن یحییٰ لشکر یزید یہ جواب سن کر وہاں سے کوچ کر کے حص پہنچا۔ وہاں کے حاکم کو جس کا نام خالد النشیط تھا لکھا کہ ہمارے پاس سر امام حسینؑ ہے اس نے جب یہ سنا تو حکم دیا کہ پھریرے اڑائے جائیں شہر آراستہ کیا جائے خالد لوگوں کو ہر طرف سے جمع کر کے استقبال لشکر یزید کے لئے شہر سے تین میل باہر نکل آیا لشکر سروں کو تشہیر کر کے شہر کی طرف بڑھا لیکن جونہی دروازے میں گھسنے لگا اہل شہر دروازے کی طرف ٹوٹ پڑے اور پتھر مار مار کے دروازے ہی میں چھبیس آدمیوں کو ذہیر کر کے دروازہ بند کر دیا لشکر یزید کہنے لگا کہ کیوں اسے قوم! کیا ایمان کے بعد تم لوگوں نے کفر اور ہدایت کے بعد گمراہی اختیار کی ہے اور کنسیہ قسیس کے پاس کو وہیں خالد النشیط کا مکان بھی تھا پڑاؤ ڈال دیا اہل شہر نے آپس میں حلف اٹھایا کہ خولی کو قتل کر کے اس سے سر حسین چھین لو کہ قیام قیامت تک یہ فخر ہمارے نصیب میں رہے (مقتل ابی جحف)

﴿۱۰۰﴾... اہل بیت کا بعلبک میں ورود:

بروایت لوط بن یحییٰ، لشکر نے جب یہ خبر سنی تو ڈر کے مارے وہاں سے بچ کر بعلبک پہنچا اور وہاں کے حاکم کو اطلاع دی کہ سر اقدس حضرت امام حسینؑ ہمارے ہمراہ ہے اس نے لونڈیوں کو دف بجانے کا حکم دیا شہر پر پھریرے اڑائے گئے۔ بگل بجائے گئے خوشبوئے خلوق، شکر اور ستو اُن کو پہنچا دیئے گئے۔ اس لشکر نے تمام شب شراب خوری میں بسر کر دی۔

حضرت اُمّ کلثوم سلام اللہ علیہا نے دریافت فرمایا کہ اس شہر کا کیا نام ہے؟ لوگوں نے عرض کی کہ ”بعلبک“ آپ نے ارشاد فرمایا کہ



”خداوند کریم یہاں کے رہنے والوں کو برباد کر دے اور یہاں کے

پانی کو تلخ فرما دے اور ہمیشہ یہاں ظالموں کی دسترس رکھے۔“

کہا جاتا ہے کہ خواہ دنیا میں عدل و انصاف ہوتا رہے لیکن یہاں سدا ظلم و ستم کا دور دورہ رہتا ہے۔ شب بسر کر کے صبح کو پھر لشکر نے کوچ کر دیا اور صومعہ راہب کے پاس جا پہنچے۔ حضرت امام زین العابدین نے اس وقت عربی کے اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے:-

یہ زمانہ ہی تو ہے کہ جس کا شرفاء کے ساتھ انوکھا پن کبھی ختم نہیں ہوتا اور نہ اس کی مصیبتیں کبھی کم ہونے میں آتی ہیں کاش، کچھ تو پتہ چلتا کہ کب تک یہ زمانہ ہم کو بلاؤں کی طرف دھکیلتا رہے گا۔ حالانکہ مالکِ خلق اس سے آگاہ ہے ہم کو تو برہنہ پالان شتر پر لئے جاتے ہیں اور اونٹوں کے ساربان تک کے لئے آرام و آسائش مہیا کیا جاتا ہے گویا ہم ان لوگوں میں اہل روم کی طرح ہیں اور خدائے رحمن نے جس قدر بھی ہمارے امور بیان فرمائے ہیں وہ سرے سے غلط ہیں۔ تم پر ہزار افسوس ہے کہ رسولؐ سے پھر گئے اے گروہ بدترین تمہارے تو ڈھنگ ہی بگڑ گئے۔ (جامع التواریخ جلد ۲..... صفحہ ۷۷ تا ۷۸)

﴿۱۰۱﴾... حضرت اُمّ کلثومؓ کی قوم جنات سے گفتگو:

جب یہ قافلہ منازل طے کرتا ہوا شہر بعلبک کے قریب پہنچا تو ان لعینوں نے پہلے شہر کے والی کو خط تحریر کیا کہ ہمارے استقبال کے لئے لوگ حاضر ہوں، یہ لوگ قریباً چھ میل پہلے خوشی اور سرود کے ساتھ ان سے ملے جناب اُمّ کلثوم صلوٰۃ اللہ علیہا نے ان لوگوں کو بددعا دی



اللہ تعالیٰ شہزادی ام کلثومؑ کو تباہ کرے اس وقت سید سجاد علی بن حسینؑ رو پڑے اور یہ اشعار پڑھے کہ مصائب اور مکروہات زمانے کے کم نہیں ہوتے کب تک ہم کشاکش میں گرفتار رہیں گے۔ ہم کو شتران برہنہ پر لئے جاتے ہیں۔ گویا ہم اسیران روم سے ہیں۔ اے قوم تم اپنے پیغمبر سے منکر ہو گئے۔ (بیان المودۃ صفحہ ۵۶۹)

ابو مخنف نے لکھا ہے کہ جس نیزے پر امام حسینؑ کا سر نصب تھا اس کو راہب کے گرجا کے قریب رکھ دیا انہوں نے نے ہاتف کی آواز کو سنا جو یہ اشعار کہہ رہا تھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

”اللہ کی قسم ہم آئے اور کیا دیکھا کہ میدان میں ایک شخص چھاڑا ہوا ہے جس کے رخسار غبار آلود ہیں اور وہ شتر کی مانند زخم کیا ہوا ہے اور اس کے ارد گرد کچھ جوان ہیں کہ جن کی گردنوں سے خون رواں ہیں وہ مثل چراغوں کے ہیں کہ جن کے نور نے تاریکی کو ڈھانپ دیا، حسینؑ ایک چراغ ہے جس کی ضیاء لی جاتی ہے اللہ جانتا ہے کہ میں کہنے میں سچا ہوں۔“

جناب ام کلثومؑ نے فرمایا اے آواز دینے والے تم کون ہو اس نے کہا میں جنات کا بادشاہ ہوں اور اپنی قوم کے ساتھ امام حسینؑ کی مدد کے لئے حاضر ہوا تھا ہم لوگوں نے آپ کے وارثوں کو مقتول پایا لشکر نے جن کی بات کو سنا اور ان کو یقین ہو گیا لیکن ان کے دل ختم اللہ علیٰ قلوبہم کے مصداق تھے۔ حقیقت کو دیکھتے ہوئے بھی حقیقت کو نہ پہچان سکے۔

سید طاووس علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جب اشقیاء مع سرہائے شہداء و مخدرات قریب دمشق پہنچے شہزادی ام کلثومؑ نے شمر سے فرمایا کہ:-



اے شرمیری ایک حاجت ہے اس نے کہا بیان کیجئے فرمایا ہم کو شہر
میں ایسی راہ سے لے جا کہ تماشائی کم ہوں اور حکم دے کہ سرہائے
شہداء کو ہم سے علیحدہ لے چلیں کیوں کہ تماشائی کے اثر و حام میں ہم
تماشا بنائے جا رہے ہیں

یہ سن کر شرمگرم کرنے اڑا کہ فرعون و عناد اس مخدومہ کے کہنے کے خلاف حکم دیا کہ سرہائے
شہداء قیدیوں کے ہمراہ لے جائیں اور ایسی راہ سے لے گئے جہاں تماشائیوں کا ہجوم تھا
ایسی حالت میں دروازہ دمشق تک پہنچے۔ (بخارا الانوار جلد ۲ صفحہ ۳۱)

سہل ساعدی کہتے ہیں کہ جب اسیروں کا قافلہ بازار شام سے گزر رہا تھا ہر طرف
تماشائیوں کا ہجوم تھا اونٹوں کی قطار کے آخری اونٹ پر ایک بی بی بیٹھی ہوئی تھی، اس
نے مجھے دیکھتے ہی نہایت ضعیف آواز میں پکارا اے سہل ذرا میرے قریب آئیے میں
نے قریب جا کر پوچھا آپ کس قبیلہ و قوم سے ہیں اس مخدومہ نے جواب دیا میں
عبداللہ بن عمیر کی زوجہ ہوں میرا شوہر نصرت حسین کے لئے کر بلا میں آیا وہ شہید کر دیا
گیا۔ خاندان رسالت تباہ ہو گیا اور زنان اہل حرم کے ساتھ ہمیں بھی قید کر لیا گیا۔

سہل کہتے ہیں میں نے پوچھا اس وقت بے کسی میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا
ہوں۔ انہوں نے فرمایا اے سہل مجھے تو کسی خدمت کی ضرورت نہیں۔ ہماری
شہزادیاں زینب و امّ کلثوم سرنگے اونٹوں پر بیٹھی ہیں اگر ممکن ہو کچھ چادریں لا کر ان کو
دوتا کہ وہ اپنا سر چھپالیں۔

سہل کہتے ہیں کہ جب میں نے سنا کہ اس قافلے میں زینب و امّ کلثوم ہیں میں نے
اپنا منہ پیٹ لیا میں دوڑتا ہوا گیا اور جس طرح ممکن ہوا چار چادریں حاصل کیں۔ وہ
میں نے جناب زینب کی خدمت میں پیش کیں۔ جب شہر نے دیکھا کہ بیبیوں کو



چادریں مل گئی ہیں اس نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ ان چادروں کو چھین لو ان ظالموں نے نیزوں کی انیوں سے بیسیوں کو زخمی کرنا شروع کر دیا میں نے دیکھا کہ ایک بی بی کا پہلو نیزہ کی انی سے زخمی ہو گیا ہے اور وہ پہلو کو ہاتھوں سے پکڑے فریاد کر رہی ہیں۔
وامحمد و اعلیاء و احسینا و عباسا میں نے کسی سے پوچھا یہ ستم رسیدہ بی بی کون ہیں معلوم ہوا یہ اُمّ کلثوم بنت علی ہیں۔ (مصباح المجالس جلد ۲ صفحہ ۲۹۲)

سہل کہتے ہیں کہ لوگ شہر دمشق باب خیزران سے داخل ہوئے میں بھی لوگوں کے ساتھ تھا میں نے دیکھا اٹھارہ سرنوک نیزہ پر بلند ہیں اور کچھ قیدی بے کجاہہ اُونٹوں پر سوار ہیں اور امام حسین کا سرمبارک شمر کے ہاتھ میں تھا اور کہتا تھا میں بڑے نیزے والا ہوں میں حقیقی دین کے مالک کا قاتل ہوں میں نے ہی سردار اوصیاء کے فرزند حسین کو قتل کیا اور میں ہی ان کے سرمبارک امیر المومنین (یزید) کے پاس لایا ہوں یہ سن کر حضرت اُمّ کلثوم نے فرمایا:-

”اے لعین ابن لعین تو نے غلط کیا خدا کی لعنت ہے اس قوم پر جو ظالم ہے“

ہجوم عام کجا آلِ بو تراب کجا

سر حسین کجا مجلسِ شراب کجا

اے شہر تجھ پر خدا کی لعنت تو ایسی ذات کو شہید کر کے فخر کرتا ہے جس کو گہوارے میں جبریل و میکائیل نے جھولا جھلایا اور جس کا نام پروردگار عالم کے عرش کے پردوں پر لکھا ہوا ہے جس کے نانا محمد مصطفیٰ پر خدا نے رسالت کو ختم کیا اور جس کا باپ علی کے ذریعے خدا نے مشرکین کا قلع قمع کیا دنیا میں کون ہے جو میرے نانا محمد مصطفیٰ میرے باپ علی مرتضیٰ اور میری ماں فاطمہ زہرا کے مثل ہوا تنے میں



ایک شخص سامنے آیا اور بولا کیا کہنا اس شجاعت کا اور آپ تو ایک بہادر شخص (حضرت علیؑ) کی صاحبزادی ہیں۔

(الشہداء صفحہ ۱۰، امجد رات اسلام صفحہ ۱۷)

علامہ حسن بن محمد علی یزدی ”صحیح الاحزان“ میں لکھتے ہیں:-

سید ابن طاووس لکھتے ہیں کہ جیسے ہی اسیران کربلا دمشق کے نزدیک پہنچے جناب ام کلثومؑ نے شرمelon سے فرمایا کہ:-

اے شرمelon تو جانتا ہے کہ ہم نئی زادیاں ہیں تو ہمیں شہر میں کسی ایسے راستے سے لے چل جہاں ہجوم کم ہو اور یہ بے شرم لوگ ہمیں نہ دیکھ سکیں۔ ہم پران کی نظریں نہ پڑیں۔ اور یہ بھی فرمایا نیزوں کو کہ جن پر شہیدوں کے سر ہیں حمل سے علیحدہ کر دے کہ ان کی وجہ سے عام ہجوم رہتا ہے اور ہمیں لوگوں کی نگاہوں میں شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔

شہر ولد الحرام نے کہا کہ سرہائے شہدائے محمولوں کے نزدیک رہیں گے تاکہ نظارہ کرنے والے نظارہ کر سکیں اور یہ صورت جب تک کہ ہم دروازہ دمشق پر پہنچیں برقرار رہے گی اور جامع مسجد کے دروازہ پر اسیران کربلا ٹھہریں گے۔ بعض روایات میں ہے کہ یزید ملعون جیرون میں تھا۔ یہ ایک مقام ہے کہ جو دمشق کے راستہ پر واقع ہے۔ جب اس ملعون نے وہاں پر یہ سنا کہ سرہائے شہدائے محمولوں اور اسیران دمشق ہوئے ہیں تو اس ملعون شقی نے یہ شعر پڑھا:-

لَمَّا بَدَّتْ تِلْكَ الْحُمُولُ وَأَشْرَقَتْ تِلْكَ الرُّؤُوسُ عَلَى رُمَى جَبْرُونِي
وَنَعَقُ الْغُرَابُ فَقُلْتُ صَحَّ وَلَا فَتَحَ قَضِيَّتِ مِنَ النَّبِيِّ رِيُونِي



یعنی کہ جیسے ہی اسیرانِ اہل بیت اطہار اور سرہائے شہداء علیہم السلام آتے ہوئے نظر آئے اور ان کی علامات نظر آئیں اور یہ قافلہ منزلِ چرون میں پہنچا تو اس حرام زادے نے اپنے شعر کو پڑھنا شروع کیا کہ نوحہ وزاری نہ کرو بلکہ خوشی کی صدائیں بلند کرو کہ میں نے دینِ رسولِ خدا کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ مقصد یہ تھا کہ میں جس طرح چاہوں دین کا تماشا بناؤں۔ (صحیح الاحزان..... صفحہ ۵۳۹ تا ۵۴۰)

﴿۱۰۲﴾... نصرانی کی شہادت پر حضرت اُمّ کلثومؓ کے تاثرات:

سہل سے روایت ہے کہ میں اپنے ایک نصرانی ساتھی کے ہمراہ بیت المقدس جا رہا تھا اور بازارِ شام میں اُس دن پہنچے جس دن اہل بیت کا اسیر قافلہ داخل ہو رہا تھا۔ میرے نصرانی ساتھی کے پاس تلوار تھی جو کپڑوں میں اس نے چھپائی ہوئی تھی۔ جب اس نے سرِ مظلوم کر بلا کو تلاوتِ قرآن کرتے دیکھا تو اس کی بصیرت کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ پس کلمہ شہادتین زبان پر جاری کر کے اسلام کے حلقہ میں داخل ہو گیا اور تلوار میان سے نکال کر ان ملائین پر حملہ آور ہو گیا۔ چنانچہ چند منافقین کو تہ تیغ کر کے جامِ شہادت پی کر رہی جنت ہوا۔ جب جنابِ اُمّ کلثومؓ نے شور و غل سنا اور پوچھا تو معلوم ہوا کہ ایک نصرانی آپ کی نصرت کے لئے جہاد کر کے شہید ہو چکا ہے۔ پس بی بی نے حسرت بھرے لہجے میں فرمایا کہ کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ نصرانی تو دینِ اسلام کے لئے غیرت کر رہے ہیں لیکن یہ لوگ اولادِ محمدؐ کو قتل کر کے اور ان کے اہلِ حرم کو قید کر کے خوش ہو رہے ہیں۔ (بخاری، ج ۱۳)

جب حضرت اُمّ کلثومؓ نے دیکھا کہ ایک مرد نصاریٰ مارا گیا۔ تو سہل سے دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہے۔ سہل نے اس کا سارا واقعہ بیان کیا۔

حضرت اُمّ کلثومؓ نے فرمایا: وَاَعْجَبُهُ النَّصَارَىٰ يَحْتَشِمُونَ لِدِينِ الْاِسْلَامِ



وَأُمَّةٌ مُحَمَّدٍ الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ عَلَى دِينِ مُحَمَّدٍ يَقْتُلُونَ أَوْلَادَهُ وَ
يَسْبُونَ حَرِيمَهُ تَعَجُّبُ هِيَ كَنَصَارَى تَوَاسِلَامِ كِي سِجَائِي كَعَمَرَفِ هِي وَ اُور اِس شَخْصِ
نصاری نے اسلام پر جان نثار کردی اور اُمت پیغمبر اسلام نے کہ جو دین محمدؐ پر ہے یعنی
آپ کا کلمہ پڑھتی ہے۔ اپنے نبیؐ کی اولاد کو قتل کر ڈالا اور ان کے اہل بیت کو قید کر لیا اور
نصاری کو قتل کر دیا۔

بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ جب اسیران کر بلا اور سر ہائے شہدا باب
الساعات پر پہنچے تو ہاں ٹھہر گئے۔ اس خیال سے کہ یزید ملعون سے اجازت لیں کہ
اہل بیت اطہار کو کہاں ٹھہرایا جائے۔ اسی اثناء میں مروان ابن حکم ملعون باہر آیا۔ جب
اس ملعون کی نظر امام حسینؑ کے سر مطہر پر پڑی تو خوشی کے مارے اس سے سنبھلا نہ گیا۔
اس وقت اس کا بھائی عبدالرحمن باہر آیا اور اس کی نظر سر مبارک امام حسینؑ پر پڑی۔ بے
ساختہ آنکھوں سے آنسو گرنے لگے اور اس کو گریہ گلو گیر ہو گیا۔ اور کہا بخدا یہ لوگ
آنحضرت سے بہت دُور ہو گئے۔ یعنی دین سے خارج ہو گئے پس اصل خارجی وہ ہیں
کہ جنہوں نے اولادِ رسول خدا کو قتل و غارت کیا اور کہا اے ابو عبد اللہ الحسینؑ مجھ پر کس
قدر گراں ہے یہ وقت کہ آپ کا سر مبارک نیزہ پر دیکھ رہا ہوں اس نے یہ شعر پڑھا۔

سُمِّيَّةَ أَمْنِي نَسْلَهَا عِدَدَ الْحِصْنِي

وَبِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ لَيْسَ لَهَا نَسْلٌ

سُمیہ زانیہ کی نسل۔ آنحضرتؐ کی اولاد کو قتل کرے اور اولادِ رسولؐ میں سے کوئی نہ بچا۔
واو یا اہ و احسرتا۔ اہل بیت رسولؐ شام کو روانہ کر دیئے گئے۔

شیخ صدوقؒ اور ایک دوسری جماعت نے بیان کیا ہے کہ جب اہل بیت اطہار شام
میں وارد ہوئے اور اہل شام کی نظر ان اسیروں پر پڑی تو ان کے چہروں سے آثارِ سجدہ و



بزرگی دیکھی۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ تم سے زیادہ نیک سیرت دوسرے قیدی نہیں دیکھے۔
 تم لوگ کون ہو کس شہر کے قیدی ہو کس قبیلہ سے تعلق ہے۔ جناب سیکندہ دختر امام حسین
 نے فرمایا کہ نَحْنُ سَبَاِیَا اِلِ مُحَمَّدٍ یعنی ہم قیدی آلِ رسول ہیں جب اہل بیت
 اطہار اسیری کی صورت میں وارد شام ہوئے تو حضرت سید الساجدین امام زین
 العابدین شتر برہنہ پر سوار تھے یعنی اس پر کوئی باضابطہ کجاوہ وغیرہ نہ تھا۔ بیمار کر بلا طوق
 زنجیر پہنے ہوئے تھے آپ نے فرمایا ہے

أَقَادَ ذَلِيلًا فِي دِمَشْقٍ كَمَا بِلَنِي مِنَ الزَّوْجِ عَبْدٌ غَابَ عَنْهُ نَصِيرٌ وَجَدِّي
 رَسُولُ اللَّهِ فِي كُلِّ مَشْهَدٍ وَ شَيْخِي أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ أَمِيرٌ

یعنی کہ مجھے دمشق میں باذلّت و خواری اس طرح لے گئے جیسے کسی غلام سیاہ رو کو
 لے جاتے ہیں حالانکہ میرے جد امجد حضرت رسول خدا ہیں اور میرے دادا علی ابن ابی
 طالب ہیں جو تمام مومنین کے امیر ہیں۔

سید ابن طاووس لکھتے ہیں کہ اسیروں کو مسجد اعظم میں لائے اور ان کو اسیری ہی کی
 حالت میں مسجد میں ٹھہرایا۔

شیخ فخر الدین طریحی لکھتے ہیں کہ جب اسیروں کی آمد کی خبر یزید پلید کو ہوئی اس
 وقت اس بد بخت کے پاس ایک طبیب بیٹھا تھا وہ اس کے معاملے کے لئے آیا تھا کہ
 اس کو خبر ملی کہ تیری آنکھیں روشن ہوں (نور ہوں) کہ سر حسین اور قیدی آگئے ہیں۔
 یزید لعین نے طبیب سے کہا کہ علاج میں تاخیر مت کر۔ اس ملعون نے ابن زیاد کا نام
 لیا اور پڑھنا شروع کیا۔ لیکن یزید انگشت بدندان رہ گیا اور وہ نامہ حاضرین میں سے
 کسی کو دے دیا۔ ناگاہ صدائے تکبیر کا غل بلند ہوا۔ اس غلغلہ میں لوگ تکبیر کی آواز نہ
 پہچان سکے۔ بروایت ہاتفِ نبی کی ندا آئی اور یہ اشعار سننے میں آئے:-



جَاءَ وَابْرَأَكَ يَا بَنِي مُحَمَّدٍ مَسْرُومًا بِسَدَائِسِهِ تَرْمِيلاً
وَكَاثِمًا بِكَ يَا بَنِي مُحَمَّدٍ قَتَلُوا جَهَارًا غَامِدِينَ رَسُولًا
یعنی کہ اے فرزند دختر رسول خدا تیرا سر مطہر خون و خاک میں آلودہ لایا گیا ہے اور
اے حسین تجھے قتل کر کے گویا رسول خدا کو قتل کر ڈالا۔

تَنَلُّوكَ عَطْشَانًا وَلَكَمَا يَرْتَبُونَ أَنِي قَتَلْتَ التَّائِيلَ وَالتَّنَزِيلَ
اے نور دیدہ پیغمبر خدا تو پیاسا شہید کر دیا گیا اور مطلقاً رعایت تنزیل کلام خدا نہ کی
حالانکہ آپ ہی کی ذات تاویل قرآن کی عالم ہے۔
بَانَ قُتِلْتَ وَأَنْتَ قَتَلْتُوا بِكَ التَّكْبِيرَ وَالتَّهْلِيلَ
کیا تیرا قتل ہونا سہل ہے نہیں بلکہ عظیم ہے اور تکبیر یہ کہتی ہے کہ حسین کا قتل دراصل
تکبیر و تہلیل کا قتل ہے۔

قطب راوندی منہال سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے کہ میں نے دمشق میں
سر حضرت امام حسین دیکھا کہ جو نیزہ پر تھا اور کوئی حضرت کے پیش رو سورہ کہف پڑھتا
تھا جب وہ اس آیت پر پہنچا کہ

أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا

تو حضرت سید الشہد اکا سر مبارک گویا ہوا اور فرمایا کہ میرا قصہ تو اصحاب کہف کے
قصہ سے بھی عجیب تر ہے۔ (یہ آیت امام حسین کی رجعت پر دلالت کرتی ہے کہ آپ کی
رجعت کے موقع پر حضرت صاحب الامر علیہ السلام کفار و منافقین اور قاتلان دشمنان
اہلیت سے انتقام لیں گے)۔ جب اہل بیت اطہار اسیری کی حالت میں دربار یزید
پلید میں پہنچے۔ اس وقت اس ملعون کا دربار آراستہ تھا۔ درباری لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔
جب دربار میں اہلیت پہنچ گئے تو محضر بن ثعلبہ عاندی نے کہا (معاذ اللہ) فاجر لوگ یہ



نزد امیر المومنین آگئے ہیں یہ جملہ اثنائے سفر میں کسی ملعون نے نہیں کہا تھا۔ جب امام زین العابدین نے یہ جملہ اس بد بخت لعین بد نہاد کی زبان سے سنا تو فرمایا۔ وَكَذَبْتُ اُمَّ مَحْضَرَ اَشَدُّ وَالْاَلَمُ کہ خدا پر اور اس کی مخلوق پر یہ ظاہر ہے کہ فاجر ولیم کون شخص ہے۔ جب سربریدہ امام حسین دربار میں بلایا گیا تو اس ملعون نے خوشی کے نعرے لگائے اور اظہارِ خوشی کرتے ہوئے کہا کہ اس سربریدہ کا صاحب (امام حسین) کہا کرتا تھا کہ میرا باپ (علی المرتضیٰ) یزید لعین کے باپ (معاویہ) سے بہتر ہے اور میری ماں اور میرا جد اس کی ماں اور نانا سے بہتر ہے اور میں یزید لعین سے بہتر ہوں اور یہ باتیں یزید پلید نے ازراہِ فاحش کہی تھیں۔ غرض کہ اہل بیت اطہار اور امام زین العابدین دربار میں کھڑے ہیں وامصبجہ آل رسول کجا اور دربار یزید لعین کجا ابنِ نما روایت کرتے ہیں کہ حضرت سید سجاد علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم بارہ اشخاص تھے کہ مجلس یزید لعین میں گئے۔ میں طوق وزنجیر میں محبوس تھا اور مخدرات عصمت و طہارت سب ہی رن بستہ تھے جو دربار میں لائے گئے۔ حضرت سید سجاد فرماتے ہیں کہ میں نے یزید سے کہا کہ اگر رسول خدا موجود ہوتے اور وہ ہم کو اس حال میں دیکھتے تو وہ کیا فرمائیں گے۔

سید ابن طاووس فرماتے ہیں کہ جس وقت اہل حرم اسیر ہو کر دربار میں آئے تو اس طرح کہ وَهُمْ مُقْرَنُونَ فِي الْجِبَالِ..... یعنی کہ مخدرات عصمت و طہارت رن بستہ تھیں۔ فَمَنْ مَّبْلَغُ الْكَرَارِ ذَا الْيَاسِ وَالتَّقَىٰ بِأَنَّ بَنِيهِ بَعْدَ عَزَّتْ ذَلُّوا یعنی کہ کون ہے کہ جو عقدہ کشائے عالم حیدر کرار کو خبر کرے کہ آپ کی اولاد ظاہرہ اور آپ کی بیٹیوں کو کہ جو ہمیشہ باعزت رہیں آج یزید ملعون نے قید کیا ہے۔ اور خوار کیا ہے۔

وَإِنَّ الْوَجْوهَ النَّيِّرَاتِ ذُودَ الْبِهَاءِ تَهَادَى إِلَى رَجَسٍ ذُودَ الْبِهَاءِ تَهَادَى إِلَى رَجَسٍ زَيْنِمٍ وَتَحْمِلُ

خبر کرو حیدر کرار علی مرتضیٰ علیہ السلام کو کہ ان کی اولاد طاہرہ کو مثل غلام و کنیز ہدیہ کیا گیا ہے اور دربار میں لایا گیا ہے۔

وَأَلْ يَزِيدَ فِي الْمَقَاصِيرِ وَخَبَائِطِ السُّورِ وَتُسَدُّ وَكُنْ بَنِي
الزُّهْرَاءِ بَنَاتِ مُحَمَّدٍ وَجُوهُهُمْ لِلنَّاسِ تَبْدُو تَبْدِلُوا لَعَنِي كَعُورَاتٍ وَدُخْرَانٍ
يزيد منحوس قصر باء عالیہ میں ہیں ان کے پردہ کا خاص اہتمام ہے اور دخترانِ فاطمہ بغیر
چادروں کے دربار میں رسن بستہ موجود ہیں۔ اور بدترین خلق تماشائی ہے۔

اَيَا غَيْرَ هُدًى بَنَاتُ مُحَمَّدٍ يُلَا حِظَّهُنَّ النَّاسُ وَالْأَعْبُدُ الرُّدْلُ

آیا کوئی صاحبِ غیرت نہیں ہے کہ جو اپنے منہ پر طمانچہ لگائے، اپنا گریبان چاک
کرے۔ آنکھوں سے اشک برسائے اور رذیل لوگ ہمارا تماشا دیکھ رہے ہیں۔ شیخ
فخر الدین طریحی لکھتے ہیں کہ جب اسیرانِ اہلبیت دربارِ یزید ملعون میں تھے تو حضرت
امام حسین کی دختر فاطمہ ثانی نے یزید سے کہا تو نے دخترانِ رسول خدا کو اسیر کیا ہے اور
دربار میں بلایا ہے حالانکہ ان کے سر کھلے ہوئے ہیں یہ من کر حاضرینِ دربار میں اکثر
لوگ رونے لگے اور صدائے گریہ بلند ہوئی اور عوراتِ یزید لعین کے رونے کی آواز اس
کے گھر سے بلند ہوئی۔ اس وقت حضرت امام زین العابدین علیہ السلام طوق وزنجیر میں
مفتد تھے فرمایا کہ مجھے اجازت دے کہ کچھ بیان کروں۔ وہ بد بخت کہنے لگا کہ ہذیان نہ
کہنا۔ آپ نے فرمایا کہ ہم اہلبیتِ نبوت میں سے ہذیان کا کیا تعلق؟

مَا ظَنَنْتُكَ بِرَسُولِ اللَّهِ لَوْ يَرَانِي فِي الْغُلِّ..... یعنی کہ کیا تیرا گمان ہے کہ
رسول خدا اگر مجھے طوق وزنجیر میں دیکھیں تو کیا محسوس نہ کریں گے۔ اس ملعون نے کہا
کہ طوق وزنجیر کھول دی جائیں چنانچہ طوق وزنجیر اتار لی گئیں۔

حضرت امام جعفر صادق سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب سر بریدہ امام



حسین علیہ السلام کو یزید ملعون کے سامنے لایا گیا تو اس وقت ہمارے جدِ نامدار حضرت زین العابدین طوق وزنجیر پہنے ہوئے تھے۔ یزید لعین نے کہا اے علی ابن الحسین خدا کا شکر اور اس کی حمد ادا کرتا ہوں کہ تمہارے باپ حسین قتل کر دیئے گئے۔ آپ نے فرمایا کہ خدا میرے پدر بزرگوار کے قاتل پر لعنت کرے۔ ان پر لعنت ہو کہ جنہوں نے میرے پدر کو قتل کیا۔ وہ ملعون غصہ میں بھر گیا اور جلا دے کہا کہ علی ابن الحسین کو قتل کرے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تو مجھے قتل کرے گا تو دخترانِ رسولِ خدا کو ان کے گھروں تک کون پہنچائے گا کہ سوائے میرے ان کا کوئی والی و وارث اور محرم نہیں ہے۔ اس ملعون نے شرمندہ ہو کر کہا کہ تم ہی ان کو لے جاؤ گے۔

سید ابن طاووس فرماتے ہیں کہ حکم دیا اسیرانِ اہلبیت اطہار میں عورتوں اور بچوں کو پس پردہ لے جاؤ تا کہ سر سید الشہدایان کی نظر نہ پڑے۔ ناگاہ سید سجاد کی نظر سر بریدہ بزرگوار پر پڑی اور آپ نے ایک سرد آہ کھینچی اور اشک خوں آنکھوں سے جاری ہو گئے اور اس کے بعد کبھی گلہ گو سفند پر نظر نہیں ڈالی۔ یہ بھی روایت میں وارد ہوا ہے کہ جب اہلبیت اطہار کی نظر سر بریدہ پر پڑی گریہ و بکا کا شور برپا ہو گیا۔ جناب سیکندہ خاتون نے فرمایا:

یا یزیدُ البَشْرُکَ هَذَا آیا تو اس سر کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ ابنِ نما کہتے ہیں کہ جب زینب خاتون کی نظر اپنے بھائی کے سرِ مطہر پر پڑی فریاد کی۔

یا حسینُ یا حَبِیبَ قَلْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ یا بنِ مَتَحَةٍ و مَنیْ یَا بُنِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَا یا بنِ سَیِّدَةِ النِّسَاءِ یا بنِ بِنْتِ المِصْطَفٰی

یعنی کہ یا حسین! یا حبیبِ قلبِ رسول، اے فرزندِ فاطمہ اے فرزندِ سیدہ زنانِ عالمین اے جگر گوشہ خاتم النبیین۔ اے نورِ دیدہ علی مرتضیٰ بس اس کلام سے دربار میں



کہرام مچ گیا۔ یزید ملعون خاموش تھا اس وقت ایک زن مومنہ جو یزید لعین کے گھر میں تھی نوحہ و فریاد کرنے لگی اور کہتی تھی یا حسیناہ اے بزرگ اہل بیت رسول خدا اے فرزند محمد مصطفیٰ، اے فریاد رس مسافرانِ قیاموں اور بیوگان کی فریاد سننے والے اے کشمکشِ جفا۔ اولادِ زنا کا رنے آپ کو قتل کر ڈالا۔ پس پھر دوبارہ رونے کی صدائیں بلند ہوئیں۔ لیکن یزید بے حیا پر کچھ اثر نہ ہوا۔ اور وہ ملعون خیزران کی چھڑی آپ کے دندان مبارک پر لگاتا اور خوش ہوتا اور کہہ رہا تھا۔

رَحِمَكَ اللَّهُ يَا حُسَيْنٌ لَقَدْ كُنْتَ حَسَنَ الْمُضْحَكِ کہ اے حسین تجھ پر خدا رحمت کرے کس قدر خوب تر دندان مبارک ہیں۔ ابو بردہ اسلمی نے کہا۔

وَيَحْكُ يَا يَزِيدُ اَنْتَ كَبُ بِقَضِيْبِكَ بِاَثْقَرِ الْحُسَيْنِ ابْنِ فَاطِمَةَ

یعنی کہ وائے ہو تجھ پر اے یزید پلید تو حسین ابنِ فاطمہ کے لب و دندان پر چھڑی لگا رہا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول خدا ان کے لب اور دندان مبارک چوما کرتے تھے۔ یعنی بوسہ دیتے تھے۔ (از مترجم: آنحضرت حسین علیہ السلام کے لبوں اور دندان مبارک کو بوسہ دیتے تھے لیکن آج مقصرین علماء کہتے ہیں کہ روضہ مبارک سید الشہد اکو بوسہ دینا اور عتبہ عالیہ پر پیشانی رکھنا ناجائز ہے۔ حالانکہ شیعہ علماء نے حق کا یہ فیصلہ ہے کہ ضریح عالیہ مبارکہ پر سجدہ کرنا صرف اس لئے ہے کہ خدا نے سجدہ کرنے والے کو توفیق عطا کی اور وہ حاضر دربارِ حسینہ ہوا اور اسی نیت سے وہ سجدہ کرتا ہے۔ پس سجدہ کرنا شکر خدا کے لئے ہے اور یہ عمل کفر پر مبنی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ جب رسول خدا حسین کے لبوں اور دندان مبارک کو بوسہ دیتے تھے تو رسول خدا کا سر مبارک بھی تو جھکتا تھا۔ و با حسین بذاتِ خود موجود تھے جو اللہ کی پاک مخلوق ہیں اور یہاں جب ہم عتبہ عالیہ پر پیشانی جھکاتے ہیں تو حسین کی طرف نسبت برقرار ہے اور عتبہ عالیہ پر پیشانی



رکھتے ہوئے ذکر تسبیح نہیں کی جاتی۔ کیونکہ یہ سجدہ تعظیمی ہے اور ایسا ہی سجدہ تعظیمی فرشتوں نے جناب آدم کو کیا تھا۔ جس میں از روئے روایات ذکر تسبیح نہیں پایا جاتا۔ حسین اور ان کے بھائی کو رسول خدا نے جو انان بہشت کا سردار فرمایا ہے، ابو بردہ سلمیٰ کا یہ کلام سن کر یزید ملعون برہم ہو گیا اور حکم دیا کہ اس کو دربار سے نکال دیا جائے۔ جب اس کو دربار سے باہر کھینچتے ہوئے لے جایا جا رہا تھا حضرت زینب خاتون نے کھڑے ہو کر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ اَجْمَعِیْنَ
پس زینب خاتون نے اول حمد و ثناء الہی ادا کی اور اپنے نانا پر درود و سلام بھیجا اور برہمی کے عالم میں یزید لعین سے خطاب کیا۔

اَمِنْ الْعَدْلِ یَا ہِنَ الطَّلَاقِ کہ اے آزاد کردہ رسول خدا کی اولاد، جفا کار و بدکار کیا یہی عدل ہے کہ تیری عورتیں تو پردہ میں رہیں اور نبی زادیاں برہنہ سر دربار میں موجود ہوں۔ یزید ملعون زینب کے کلام کی فصاحت و بلاغت دیکھ کر حیران و ششدر رہ گیا۔ پھر حضرت زینب نے فرمایا کہ توب و دندان حسین مظلوم کو چھری لگا رہا ہے اور فرزند رسول خدا کے سر مبارک کے ساتھ بے ادبی کر رہا ہے۔ پھر فرمایا

فَکِدَ کَیْدَکَ وَاَسَعَ سَعِیْکَ وَجْهَکَ فَوَاللّٰہِ لَا تَمَحُوْا ذَکْرَنَا وَلَا تَمِیْتُ
وَحِیْنَا وَلَا تَدْرُکُ اَمْدَنَا وَلَا یَرْحُضُ عَنْکَ عَارِهَا

پس تیرا ہر ایک کمر و دعا اور تیری کوششیں خواہ کس قدر ہی ہمارے بارے میں خلاف ہوں لیکن تیرا کوئی عمل ہمارے ذکر خیر کو ہمارے منازل وحی کو اور ہماری فیض رسانی کو نہیں مٹا سکتا۔ تو ہمیں ذلیل و خوار نہیں کر سکتا۔ خدا کی راہ میں قتل ہونا عزت ہے۔ اور تو عنقریب دیکھے گا کہ لوگ تجھ پر لعنت کریں گے۔



یہ سند معتبر ابن بابویہ نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب سر مطہر امام حسین کو یزید لعین کی مجلس شراب میں لے گئے۔ اس وقت وہ ملعون اپنے رفقا بدکردار کے ہمراہ شراب نوشی میں مشغول تھا۔ جب وہ شراب سے فارغ ہوا تو اس نے حکم دیا کہ سر مطہر کو طشت میں رکھا جائے اور اسے تخت کے نزدیک رکھا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ طشت طلاء میں سر مطہر رکھا گیا۔ بساط شطرنج کھلی ہوئی تھی اور وہ بدنباد شطرنج کھیلنے میں مشغول تھا۔ سر مبارک کو دیکھ کر خوش ہوتا تھا۔

اور کبھی کبھی سر مبارک کے ساتھ بے ادبی کرتا تھا اور پیالہ میں بچی ہوئی شراب کو سر مطہر پر ڈال دیتا اور کہتا تھا کہ یہ میرے دشمن کا سر ہے۔ (حضرت فرماتے ہیں کہ جو ہمارے شیعوں میں سے ہے اسے لازم ہے کہ شطرنج اور شراب دونوں سے بیزار رہے ان کے پاس نہ جائے اور شطرنج پر نظر بھی نہ ڈالے بلکہ اگر شطرنج پر نظر پڑ جائے تو یزید ملعون پر لعنت کرے تو خداوند عالم اس کے تمام گناہ بخش دے گا۔ کہاں ہیں رسول خدا اس ملعون کو دیکھتے کہ کس طرح سر مطہر پر شراب پھینک رہا ہے اور شطرنج کھیل رہا ہے۔ روایت ہے کہ جب اسیران کر بلا دربار یزید ملعون میں پہنچے تو اس نے نگاہ اٹھا کر ان کی طرف دیکھا اور ہر ایک اسیر کے بارے میں دریافت کیا کہ یہ کون ہے یہ کون ہے تو شروالد الحرام نے بتایا کہ

هَذَا زَيْنَبُ هَذِهِ أُمُّ كَلْثُومٍ، وَهَذِهِ صَفِيَّةٌ وَهَذِهِ أُمُّ هَانِيٍّ، وَهَذِهِ رَقِيَّةُ بَنَاتِ عَلِيٍّ وَهَذِهِ سَكِينَةُ، وَهَذِهِ فَاطِمَةُ بِنْتُ الْحُسَيْنِ

یعنی کہ یہ زینب خاتون ہیں یہ اُمّ کلثوم ہیں۔ یہ اُم ہانی، یہ رقیہ دختران علی ابن ابی طالب ہیں یہ سکینہ خاتون اور یہ فاطمہ کبریٰ دختران امام حسین علیہ السلام ہیں۔

(منہج الاحزان صفحہ ۵۴۳ تا ۵۵۲)



محترمہ محمودہ نسرین صاحبہ اپنی کتاب ”ہماری شہزادیاں میں للہتی ہیں:-

کوفے میں ایک دن قیام کر کے اور اس کے بعد پے در پے اٹھارہ منزلیں طے کرتے ہوئے اسیران اہل حرم نہایت خراب و خستہ اور پریشان کن حالات میں شہر شام میں داخل ہوئے۔ یزید کے حکم سے شہر کی خوب آئینہ بندی کی گئی تھی اور اس لئے ہوئے قافلے کو دیکھنے کے لئے تمام سڑکیں اور بازار ہجومِ خلافت سے بھرے ہوئے تھے۔

بازار شام میں سرہائے شہد اور اہل بیت کی تشہیر کرنے کے بعد شہر و عمر سعد نہایت فاتحانہ انداز سے ان تمام اسیران کو لے کر دربارِ یزید میں حاضر ہوئے۔ جس وقت اہل حرم یزید کے سامنے لائے گئے تو یہ بد بخت درباریوں کے حلقے میں بیٹھا ہوا شراب کے جام پر جام اُڑا رہا تھا اور شہرِ نج کھینے میں مصروف تھا۔

اہل حرم مجرموں کی طرح یزید کے سامنے کھڑے کئے گئے امام حسینؑ کا سر دیکھ کر اُس نے کہا کہ اسے میرے تخت شاہی کے نیچے رکھ دیا جائے۔ سر امام مظلوم کی بے ادبی کرتے ہوئے یزید بد نہاد امام زین العابدینؑ سے مخاطب ہو کر بولا تمہارے باپ اور دادا نے اس کی تمنا کی تھی کہ حکومت ان کے ہاتھ آئے لیکن شکر ہے اُس خدا کا جس نے انہیں قتل کر لیا۔ یہ ناشائستہ کلمات سن کر امام علیہ السلام نے فرمایا۔ اے پسرِ معاویہ یہ خلافت اور حکومت ہم اہل بیت کے لئے ہی مخصوص ہے۔ تو اُس وقت پیدا بھی نہ ہوا تھا جب معرکہ بدر۔ اُحد اور خندق میں حضرت رسولؐ خدا کا علم ہمارے ہی دادا کے ہاتھ میں تھا۔ اے یزید اگر تو اس ظلم کو سمجھتا ہے جو تو نے میرے باپ، بھائیوں، چچا اور چچا زاد بھائیوں پر کیا۔ تو مجھے یقین ہے کہ دیوانہ ہو کر جنگوں اور پہاڑوں میں نکل جاتا اور ہمیشہ خاک پر بیٹھا نالہ و فریاد کیا کرتا۔ افسوس میرے باپ فرزندِ علیؑ و فاطمہؑ کا سر مبارک تیرے جیسے فاسق و فاجر کے تخت کے نیچے رکھا جائے اور تو اسے دیکھ کر خوشی منائے اور



بے ادبی کرے اب اُس اذیت کے لئے تیار ہو جا جو میرے سچے خدا کی جانب سے تجھے جلد ملنے والی ہے اور تیرے لئے اُس وقت سوائے کفِ افسوس ملنے کے کوئی چارہ نہ ہوگا۔

امام زین العابدین کا یہ کلام سن کر یزید سخت غضب ناک ہوا اور حکم دیا کہ ان تمام اسیروں کو اس قید خانے میں قید کیا جائے جو میرے محل کی دیوار کے نیچے ہے۔

جس قید خانے میں اسیرانِ خاندانِ نبوت کو قید کیا گیا وہ ایک زمین دوز تہہ خانہ تھا جس میں روشنی اور ہوا کا گزر بہت کم تھا اور برسوں سے خالی پڑا ہوا تھا۔ آہ! اولادِ رسولؐ چھوٹے چھوٹے بچے۔ فلک ستائی پہیاں اور اس قدر تنگ و تاریک قید خانہ۔

اس قید خانے میں ہر روز شام کے وقت تھوڑا سا کھانا اور تھوڑا سا پانی اہلبیت کے لئے بھیج دیا جاتا تھا۔ یہ کھانا مقدار میں اس قدر کم ہوتا تھا کہ سب شکم شیر ہو کر نہ کھا سکتے تھے۔ بی بیوں کو پہلے کھلا دیتی تھیں جو بچتا تھا وہ رو رو کر خود کھا لیتی تھیں۔ کسی کو اجازت نہ تھی کہ ان بیکسوں سے ملنے کے لئے قید خانہ میں جاسکے۔ بیبیوں کو زور زور سے رونے کی بھی سخت ممانعت تھی ایک سال تک اہلِ حرم اتنے تنگ و تاریک قید خانے میں مقید رہے۔ جس تکلیف اور مصیبت سے یہ وقت گذرا اُس کا اندازہ ہو ہی نہیں سکتا۔ (کتاب "ہماری شہزادیاں")

ڈاکٹر زاہد حیدری... کتاب "مخدراتِ اسلام" میں لکھتے ہیں:-

سید بن طاووس لہوف میں تحریر فرماتے ہیں کہ اہلِ بیت رسولؐ جب شہر شام کے بالکل قریب پہنچ گئے جناب اُمّ کلثومؑ نے شمر کو طلب کیا اور فرمایا اے شمر ہم کو شہر میں ایسے دروازے سے داخل کر جہاں تماشاخیوں کا زیادہ ہجوم نہ ہو اور سرہائے شہد اکو ہم سے آگے لے جاتا کہ لوگ شہیدوں کے سروں کی طرف متوجہ ہو جائیں اور اہلِ بیت



رسولؐ خدا کا تماشا نہ کر سکیں۔ اس دشمن خدا و رسولؐ نے برعکس اس کے آل رسولؐ کو دروازہ ساعات سے داخل کیا جو کہ شہر کا سب سے بڑا دروازہ تھا جہاں پر لاکھوں تماشا ئی بوڑھے جوان، عورتیں بچے اس لئے ہوئے قافلہ کو دیکھنے کے لئے جمع ہوئے تھے۔ شمر ملعون نے سرہائے شہر کو جو کہ نیزوں پر بلند تھے اس قافلہ کے سامنے رکھا جس بڑے نیزے پر امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک تھا وہ نیزہ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اہل شام کو مخاطب کرتے ہوئے بلند آواز میں یہ کہتا جاتا تھا کہ میں ہوں فرزند سید الاوصیاء کا قاتل میں نے حسین ابن علیؑ کو قتل کیا ہے اور یہ سر تحفۂ نازید کے پاس لے جا رہا ہوں۔

اہل بیت رسولؐ کے لئے یہ نئی مصیبت کچھ کم نہ تھی۔ برہنہ پشت اونٹوں پر رسولؐ اللہ کی نوایاں کھلے سر بے مقنع و چادر تشریف رکھتی تھیں گرد آلود لباس چہروں پر خاک، معصوم بچوں کا گریہ و ماتم ادھر تماشا ئیوں کا بے پناہ ہجوم جو کہ قیمتی اور خوش رنگ پوشاک میں ملبوس تھے شہادت حسین کی عید شام میں منائی جا رہی تھی اس طرح اہل بیت رسولؐ دروازہ ساعات سے شہر شام میں داخل ہوئے۔ اس موقع پر سیدہ ام کلثوم نے شمر کو یوں مخاطب کیا کہ ”اے شقی تیرے منھ میں خاک ہو اور خدا کی ہزار ہزار لعنت تو فخر کرتا ہے کہ تو نے حسین ابن علیؑ کو شہید کیا اے ملعون تو نے اس برگزیدہ خدا کو شہید کیا جس کی گہوارہ جنابانی کا شرف جبریل امین کو حاصل تھا جس کا نام نامی عرش خداوند جلیل پر لکھا ہوا ہے۔ جس کے نانا پر خداوند عالم نے نبوت ختم فرمادی جو کہ رحمت اللعالمین تھے۔ افسوس تو ایسے بزرگ کو قتل کر کے خوش ہو رہا ہے۔ اے شمر کیا تو ہمارے ماں باپ دادا وادی کی سی مثال پیش کر سکتا ہے۔ ہم اس خاندان سے ہیں جس کی پردہ عالم میں مثال نہیں“۔ خولی اچھی یہ ملعون جناب ام کلثوم کے سواری کے بالکل قریب ہی تھا اس شہرادی کو مخاطب کر کے کہنے لگا کہ ”اے ام کلثوم واقعی آپ شجع ترین زنان



عالم سے ہیں کیوں نہ ہو کہ آپ کے والد کا شجاعت میں کوئی ثانی نہ تھا۔

(مخدرات اسلام)

ڈاکٹر احمد ہشتی اپنی کتاب ”مثالی خواتین“ میں لکھتے ہیں:-

دمشق میں داخلہ کے وقت حضرت اُمّ کلثومؓ نے شمر کو طلب کیا اور فرمایا: یہ دمشق ہے، ہمیں ایسے دروازہ سے شہر میں لے چلو کہ جہاں تماشا نیوں کی تعداد کم سے کم ہو۔ شہیدوں کے سر ہم سے الگ رکھو تا کہ دیکھنے والے سروں کی طرف متوجہ رہیں اور حرم رسولؐ پران کی نگاہیں مرکوز نہ ہو سکیں۔

شمر نے آپؓ کی یہ بات سن کر حکم دیا کہ سروں کو محمولوں سے قریب کر دو۔ اور انھیں دروازہ ساعات سے کہ جہاں بے پناہ مجمع تھا۔ شہر میں داخل کرو تا کہ زیادہ تماشا دیکھیں۔ باوجودیکہ دمشق مرکز خلافت تھا۔

اور یزید نے پوری طاقت کے ساتھ اس پر کنٹرول کر رکھا تھا۔ جب تک اُمّ کلثومؓ اس شہر میں رہیں حقیقت کو بیان کرتی رہیں اور یزید کی حکومت اور اس کے کارندوں سے جرات کے ساتھ مبارزہ کرتی رہیں۔

آخر کار حریت پسندوں کے سردار امام حسینؑ کے پسماندگان کو رہائی ملی اور وہ اپنے اصلی وطن مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ مدینہ اسلام کے مقدس ترین شہروں میں سے ایک ہے، اس شہر سے رسولؐ اسلام نے وحی کے ملکوتی ساز کو لوگوں کے کان تک پہنچایا اور اس شہر میں اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی۔

جس دن اس شہر سے حسینی قافلہ چلا تھا اس دن دنیائے اسلام کے لئے جاہلیت کے تاریک دور کی طرف بازگشت کی گھنٹی بجنے لگی تھی۔ امت کی زمام ایک اموی کے ہاتھوں میں پہنچ گئی تھی اور اموی اسلام و بنی ہاشم کے سخت دشمن تھے۔



امام حسینؑ نے اسلام و مسلمانوں کی حفاظت کے پیش نظر اس رجعت پسند حکومت کی اطاعت نہ کی اور مدینے سے مکے اور وہاں سے عراق چلے گئے۔

عراق میں سرزمینِ کربلا پر حسینؑ اور آپ کے پاک دامن و جرأت مند اصحاب و انصار کو یزید کی فوج نے شہید کر دیا۔ ان کی عورتوں اور بیٹیوں کو اسیر کر لیا۔ شہادت و اسیری و قوی عوامل تھے جنہوں نے یزید کی حکومت کو متزلزل کر دیا کیونکہ ملتِ اسلامیہ کی نابودی کے لئے سب سے بڑا خطرہ عام لوگوں کی حالات سے بے خبری اور روشن فکر طبقہ کی خاموشی تھی۔ شہادت اور اس کے بعد لرزادینے والے اسیری کے پروگرام نے عوام کو بیدار کر دیا اور روشن فکر طبقہ کے منہ پر لگی ہوئی مہر سکوت کو توڑ دیا۔ حسین ابن علیؑ کے لئے جو کہ اپنے نانا اور والد و بھائی کے اسلام اور مسلمانوں کے محافظ تھے۔ یہ عظیم کامیابی تھی۔ (مثالی خاتین)

﴿۱۰۳﴾... بازارِ شام میں داخلہ:

جناب زینبؑ عالیہ کو اس وقت بازارِ شام میں لایا گیا جب کہ پانچ لاکھ فاسق و فاجر امیہ پرستوں کا ہجوم جمع ہو گیا تھا سارا دن بی بی کو بازار عبور کرنے میں گزر گیا کسی شخص نے امام زین العابدینؑ سے دریافت کیا کہ آپ کو بازار سے گزرنے میں اتنی دیر کیوں لگ گئی امام خون کے آنسو رو دیئے اور فرمایا۔

اوقفونا فی السکک والشوارع والدور ویجتمع علینا الجہال
 بالطنابیر والمزامیر یضربون بآرجلہم علی الارض
 ہم کو ہر گلی ہر کوچہ اور ہر بازار میں روک لیا جاتا تھا اور شام کے جاہل لوگ طنبورہ سارنگیاں لے کر ہمارے ارد گرد جمع ہو جاتے اور رقص کرنے لگتے تھے۔

(مرآۃ الایقان جلد اول صفحہ ۱۸۳ طبع ایران)



خدا جانے شرم و حیا کی ملکہ حضرت زینب اور وفا پیکر بی بی حضرت اُمّ کلثوم نے بازار شام کی سخت ترین مصیبت کو کس طرح برداشت کر کے اتنا وقت صبر و رضا کا دامن تھامے رکھا چشمِ فلک نے فاطمہ زہرا کی بیٹیوں کو کس قدر عظیم و جسیم امتحان سے گزرتے دیکھا بازار شام کے چشم دید منظر کو ایک صحابی رسول ہل بن سعد ساعدی انصاری نے اس طرح بیان کیا ہے۔

میں اپنے شہر شہروز سے بیت المقدس کی طرف سفر کر رہا تھا کہ دمشق سے میرا گزر ہوا میں نے دیکھا کہ شہر کے دروازے کھلے ہوئے ہیں دکانیں بند ہیں گھوڑوں پر زینیں کسی ہوئی ہیں جھنڈے لہرا رہے ہیں لوگوں کا اتنا ہجوم ہے کہ شہر کی تمام گلیاں اور بازار کچا کچھ بھرے ہوئے ہیں ہر شخص لباس فاخرہ میں ملبوس ہے ہر کسی کے چہرے سے خوشی کے آثار نمایاں ہیں ہر طرف سے ہنسی خوشی کی آوازیں آرہی ہیں میں نے کسی شخص سے پوچھا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آج کوئی عید ہے حالانکہ مجھ کو آج تو کوئی عید معلوم نہیں ہوتی اس نے جواب دیا کہ عید تو کوئی نہیں ہے میں نے کہا پھر کیا وجہ ہے کہ تمام لوگ ہشاش بشاش نظر آ رہے ہیں لوگوں نے کہا تم کوئی نو وارد معلوم ہوتے ہو میں نے کہا کہ ہاں میں مسافر ہوں انہوں نے بتلایا کہ آج ہمارے امیر کو عظیم فتح حاصل ہوئی ہے میں نے کہا کیا فتح حاصل ہوئی ہے انہوں نے بتلایا کہ عراق میں ایک باغی (نعمو باللہ) نے امیر شام کے خلاف خروج کیا تھا وہ قتل ہو گیا ہے میں نے کہا اس باغی (نعمو باللہ) کا نام کیا تھا انہوں نے کہا کہ حسین بن علیؑ میں نے کہا وہی حسین جو فاطمہ بنت رسول اللہ کے فرزند ہیں انہوں نے کہا ہاں میں نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون کیا یہ خوشیاں فرزند رسول مقرر کرنے پر کی جارہی ہیں کیا فرزند رسول کا قتل ہی کافی نہ تھا کہ تم لوگوں نے ان کو باغی بھی کہنا شروع کر دیا۔ انہوں نے کہا اے شخص



خاموش رہ یہاں حسین بن علی کا ذکر خیر کرنے والے کو قتل کر دینے کا حکم نافذ ہے میں روتا ہوا آگے بڑھا میں نے دیکھا کہ ایک بڑے دروازے سے لوگ جھنڈے اور طبل اندر لارہے ہیں لوگوں نے بتلایا کہ اسی دروازے سے سر لایا جا رہا ہے میں وہاں کھڑا ہو گیا جو نبی سر نیزے پر دروازہ کے اندر داخل ہوا لوگوں میں فرح و مسرت کی آوازیں بلند ہوئیں میں نے دیکھا تو میں نے پہچان لیا کہ یہ سر تو امام حسینؑ کا ہے جس سے اس قدر نور کی شعاعیں بلند ہو رہی ہیں جس طرح جناب رسول اللہ کے چہرے سے بلند ہوا کرتی تھیں میں نے یہ دیکھ کر منہ پیٹ لیا اور کہا رسول اللہ آپ آکر دیکھئے کہ آپ کے فرزند کے سر سے کیا سلوک کیا جا رہا ہے آہ حسینؑ کے چہرے پر خاک پڑی ہوئی ہے ریش مبارک خون سے آلودہ ہو گئی ہے یا رسول آکر دیکھئے کہ آپ کی شہزادیوں کو بے پالان اونٹوں پر سوار کر کے شام کے بازاروں میں برسر عام پھرایا جا رہا ہے علی بن ابی طالب کہاں ہیں۔ کاش وہ اپنی عصمت مآب بیٹیوں کا حال دیکھتے میرے گریہ کی آواز سن کر اکثر لوگ رونے لگے اچانک میری نگاہ ان عورتوں پر پڑی جو بے پالان اونٹوں پر بے پردہ بیٹھی تھیں اور ان میں سے ایک بی بی کہہ رہی تھی۔

و اما محمدۃ و اعلیٰہا و احسنہا و احسینہا

کاش آپ دیکھتے کہ دشمنوں نے ہمارے ساتھ کیا کیا یا رسول اللہ آپ کی بیٹیوں سے وہی سلوک کیا جا رہا ہے جو یہود و نصاریٰ کی عورتوں سے کیا جاتا ہے وہ شہزادی درد بھری آواز سے کبھی شیر خوار بچے کو یاد کر کے روتی کبھی کسی بزرگ کو یاد کر کے روتی تھی کبھی کس بے کفن و دفن گلو بریدہ شہید کو روتی تھی میں جا کر محمل کے قریب کھڑا ہو گیا اور بلند آواز سے کہا۔

السلام علیکم یا اہلبیت محمد و رحمۃ اللہ وبرکاتہ



میں نے پہچان لیا کہ یہ شہزادی علی کی بیٹی اُمّ کلثومؓ تھی کہا اے شخص تم کون ہو ہم پر سلام کرنے والے جب سے میرے بھائی کر بلا میں شہید کئے گئے ہم پر کسی نے سلام نہیں کیا میں نے کہا بی بی میں آپ کے نانا کا صحابی ہل بن سعدی ہوں میرا وطن شہروز ہے بی بی نے رو کر کہا اے ہل تم دیکھ لو کہ رسول اللہ کی نواسیوں سے کیا سلوک کیا جا رہا ہے۔ خدا قسم اگر ہم ایسے زمانے میں ہوتے جس زمانے میں آنحضرتؐ کو نہیں دیکھا گیا تو ہم سے اس طرح کا سلوک نہ کیا جاتا ان میں سے بعض نے میرے بھائی حسینؑ کو قتل کر دیا اور بعض نے ہم کو اس طرح قید کر دیا جس طرح سے غلاموں اور کنیزوں کو قید کیا جاتا ہے اور ہم کو بلا پردہ بے عاری اونٹوں پر سوار کیا گیا میں نے کہا اے میری شہزادی خدا کی قسم یہ قیامت خیز مصائب و آلام آپ کے جد امجد اور آپ کے والد بزرگوار اور آپ کی ماں زہراؑ پر کس قدر ناگوار گزر رہے ہوں گے۔ شہزادی نے کہا اے ہل ذرا ہمارے محملوں کے نگران سے کہہ دو کہ سروں کو آگے بڑھائے تاکہ لوگوں کی نگاہیں ہم پر نہ پڑ سکیں چونکہ تماش بینوں کی کثرت سے ہم بہت ہی آزرده اور پریشان ہیں میں آگے بڑھا اور میں نے اس شخص کو اللہ کا واسطہ دے کر کہا کہ سروں کو آگے بڑھاؤ مگر اس نے مجھ کو ڈانٹ دیا اور سروں کو آگے کرنے سے انکار کر دیا ہل کا بیان ہے کہ میرے ساتھ ایک نصرانی تھا جو میرے ساتھ بیت المقدس جا رہا تھا جب اس نے امام حسینؑ کے سر کو قرآن پڑھتے دیکھا تو کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور تلوار کھینچ کر قومِ اشتیاء پر حملہ کر دیا اور ساتھ ہی وہ رو رہا تھا کہ حتیٰ کہ اکثر ملعونوں کو فی النار کر دیا جب جناب اُمّ کلثومؓ نے شور و غل سنا تو پوچھا کہ یہ کیا شور و غل ہے میں نے بتلایا کہ بی بی ایک نصرانی نے آپ کی نصرت میں جوش میں آ کر حملہ کر دیا ہے اور اکثر ملعونوں کو فی النار کر دیا ہے بی بی نے رو کر فرمایا۔ کس قدر باعثِ تعجب ہے کہ نصاریٰ دین اسلام



کی عزت کر رہے ہیں اور اپنے آپ کو امت محمدی کہلانے والی قوم نے رسول اللہ کی اولاد کو قتل کر دیا ہے اور ان کی بیٹیوں کو قید کیا ہے۔

(معانی السبطین جلد دوم صفحہ ۸۴ الدمعہ الساکبہ ص ۳۳۳ ریاض القدس جلد دوم ص ۳۸۷ الطراز المذہب ۲۹۹ الدمع السجوم ترجمہ نفس المہوم صفحہ ۲۴۱)

﴿۱۰۴﴾... زندانِ شام میں ہند کی آمد:

ہند بنت عبد اللہ بن عامر بن کریم اپنے باپ کے مرنے کے بعد جناب امیر المومنین کے پاس رہی جب امام عالی مقام کی شہادت ہو گئی تو امام حسن کے پاس رہی اور پھر جب امام حسن کو زہر سے شہید کیا گیا تو گردشِ دوراں نے اس کو معاویہ کے پاس پہنچا دیا اور معاویہ نے اس کی شادی یزید سے کر دی یہ مسلسل یزید کے پاس رہی تھی کہ اسیرانِ آلِ محمد علیہم السلام کا قافلہ شام میں آیا تو اس کو امام حسین کی شہادت کا کوئی علم نہ تھا۔ جب اسیرانِ حرمِ شام میں پہنچے تو ایک عورت ہند کے پاس گئی اور کہا اے ہند ابھی ابھی ایک اسیروں کا قافلہ آیا ہے نہ معلوم کہاں کا رہنے والا ہے بہتر ہے کہ تم جا کر دیکھو شاید تمہاری وجہ سے ان کو رہائی حاصل ہو جائے۔

فقامت ہند ولبست افخر ثیابہا و تخمرت نجمارہا ولبیست ازارہا و امرت خادتہ لہا ان تحمل الکرسی

پس ہند اٹھی اور اپنے لباسِ فاخرہ میں ملبوس ہوئی چادر اوڑھی اور ایک خادمہ کو حکم دیا کہ کرسی لے کر اس کے ساتھ چلے جب یہ زندان میں آئی تو دیکھا کہ کچھ عورتیں زمین پر بیٹھی ہیں آئی اور کرسی بچھا کر بیٹھ گئی۔

فلما راتھا زینبُ التفَّت الی اختھا أم کلثومُ وقالت اختیہ تعرفین
ہذہ الجارتہ قالت لا واللہ قالت لہا اختیہ غدی خادمتنا ہند بن عبد اللہ



فسكنت أم كلثوم و نكت راسها و كذا لك زينب

جب جناب زینب نے ہند کو دیکھا تو جناب ام کلثوم کی طرف متوجہ ہوئیں ہند نے پوچھا اے بہن اس عورت کو پہچانتی ہو بی بی نے کہا بخدا میں نہیں پہچانتی جناب زینب نے فرمایا اے بہن یہ ہماری خادمہ ہند بن عبد اللہ ہے یہ سن کر دونوں شہزادیوں نے سر جھکا لیا۔ پس ہند نے کہا اے بہنو! تم نے سر کیوں جھکا لیا شہزادیوں نے کوئی جواب نہ دیا پھر کہا۔

اختیه من ای البلاد انتم

اے میری بہن تم کس شہر کی رہنے والی ہو۔

فقال لها زينب من بلاد المدینت

جناب زینب نے فرمایا ہم مدینے کے رہنے والے ہیں جو نبی مدینہ کا نام آیا تو ہند نے کرسی چھوڑ دی اور تعظیم کے لئے اٹھی جناب زینب نے فرمایا تم کرسی سے کیوں اتر گئیں ہند نے کہا اہل مدینہ کی تعظیم میں کرسی سے اترتی ہوں پھر ہند نے کہا

اریدان اسئلک عن بیت فی المدینت

اے بی بی میں تم سے مدینہ کے ایک گھر کے متعلق دریافت کرنا چاہتی ہوں بی بی نے فرمایا پوچھ لو اس نے کہا۔

اسئلك عن دار علی

میں تم سے علی کے گھر کے متعلق دریافت کرتی ہوں جناب زینب نے فرمایا تم کس طرح علی بن ابی طالب کے گھر سے واقف ہو ہند نے کہا۔

كنت خادمته عندهم

میں ان کے پاس خادمہ رہ چکی ہوں جناب زینب نے پوچھا



عن اکا تسنلین

اس گھر کے کس شخص کے متعلق تم دریافت کرنا چاہتی ہو ہند نے کہا

عن الحسینؑ و اخوته و اولاده و عن بقية اولاد علی عن سیدتی
زینبؑ و عن اختها اُم کلثومؑ و عن بقية مخدرات فاطمة الزهراءؑ

میں تم سے امام حسینؑ اور ان کے بھائیوں اور ان کی اولاد اور باقی حضرت علیؑ کی
اولاد کے متعلق دریافت کر رہی ہوں اور میں تم سے اپنی سیدہ معظمہ جناب زینبؑ اور ان
کی بہن جناب اُم کلثومؑ اور دیگر فاطمہ کی شہزادیوں کے متعلق دریافت کر رہی ہوں۔

فبکت عند ذلک زینبؑ بکا شدیداً

یہ سن کر جناب زینبؑ بہت روئیں اور فرمایا۔

ان سنلت عن دار علی فقد خلفنا هاتنعی اهلها و اما ان سنلت عن
الحسینؑ فهذا راسه بین یدی یزید و اما ان سنلت عن العباس و من
بقية اولاد علی فقد خلفنا هم علی الارض مجزین کالاضاحی بلا
رؤس و سنلت عن زین العابدینؑ فها هو علیل نحیل لا یطیق النهوض
منکثرة الامراض والاسقام فان سنلت عن زینبؑ فانا زینبؑ وهذه اُم
کلثومؑ وهؤلاء مخدرات فاطمة

اگر تم علیؑ کے گھر کے متعلق پوچھتی ہو تم تو ہم جب چلے تو وہاں کہرام ماتم برپا تھا اگر
حسینؑ کے متعلق پوچھتی ہو تو ان کا سر یزید کے سامنے پڑا ہے اگر عباسؑ اور دیگر اولاد علیؑ
کے بارے میں پوچھتی ہو تو میں ان کو کربلا کی تپتی ہوئی ریت پر ان کی ذبح شدہ۔
سر بریدہ لاشوں کو بے گور و کفن چھوڑ آئے ہیں اگر زین العابدینؑ کے متعلق پوچھتی ہو تو
وہ بیمار اور کمزور ہیں اور کثرت مرض سے انھنے کی طاقت بھی نہیں رکھتے اگر تم زینبؑ کے



بارے میں پوچھتی ہو تو لو میں زینب ہوں اور یہ میری بہن اُمّ کلثوم ہے اور یہ دیگر شہزادیاں ہیں۔ جونہی ہند نے یہ ماجرا سنا تو ایک مرتبہ چھین مار کر رونا شروع کر دیا اور زندان میں

وا حسیناہ وامامہ واسیداہ

کی آوازیں بلند ہوئیں اور کہرام ماتم برپا ہو گیا ہند نے کہا کاش میں اندھی ہو جاتی اور فاطمہ کی بیٹیوں کو اس طرح نہ دیکھتی پھر ایک پتھر لیا اور اپنے سر پر مارا حتیٰ کہ سارا چہرہ خون سے بھر گیا اور بے ہوش ہو گئی جب ہوش آیا تو جناب زینب قریب گئیں اور فرمایا اے ہند جلدی اپنے گھر واپس چلی جاؤ ایسا نہ ہو کہ تمہارا شوہر تم کو تکلیف دے ہند نے کہا خدا کی قسم میں جب تک اپنے سردار پر ماتم نہ کر لوں ہرگز گھر نہیں جاؤں گی پس ہند نے سر سے چادر اتار پھینکی اور گریبان کو پھاڑ دیا اور پا برہنہ یزید کے دربار میں چلی گئی اور کہا اے یزید تو نے حکم دیا ہے کہ امام حسینؑ کے سر کو نیزہ پر سوار کیا جائے اس وقت یزید جواہرات سے لٹکے ہوئے قیمتی تاج میں ملبوس بھرے دربار میں تخت پر بیٹھا تھا جونہی اس نے اپنی زوجہ کو سر برہنہ دربار میں دیکھا تو دوڑا اور اُس کے سر پر چادر ڈال دی ہند نے فوراً چادر اتار پھینکی اور کہا

ویلک یا یزید فلم لا اخذتک الحمیة علی بنات الزہرأ حتی حتکت

ستورهن وابدیت وجوههن وانزلتھن فی دار خربتہ

تیرے لئے ہلاکت ہو اے یزید تجھ کو میرے پردے کا اتنا خیال ہے اور تجھ کو فاطمہ کی بیٹیوں پر غیرت نہ آئی کہ تو نے ان کی چادرین چھنوا دیں اور ان کو برہنہ سربازوں اور درباروں میں پھرایا اور تو نے ان کو ایک اجاڑ قید خانے میں قید کر دیا۔

(الطراز المذہب)

﴿۱۰۵﴾... حضرت اُمّ کلثومؓ دربارِ یزید میں:

آخر وہ منحوس گھڑی آپہنچی جب اہل بیتؑ رسولؐ دربارِ یزید میں گئے۔ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ دمشق میں ایک خاص تفریح گاہ تھی جہاں وہ اکثر عیش و عشرت منانے جایا کرتا تھا۔ اس تفریح گاہ میں ایک وسیع عمارت تھی جو بے شمار ستونوں پر کھڑی تھی جب یزید کو اہل بیتؑ کے دمشق پہنچنے کی اطلاع ہوئی تو اس نے اس عمارت میں دربار لگوا یا اہل بیتؑ کو وہاں لانے کا حکم دیا بعض کتب میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے جب ہم کو یزید بن معاویہ کے دربار میں لے چلے تو اشقیاء نے ہم کو رسیوں سے کس کر باندھ دیا جیسے بھیڑ بکریوں کو باندھتے ہیں میرے گلے میں اور پھوپھی اُمّ کلثومؓ کے گلے میں رسی تھی پھوپھی زینبؓ اور دوسری بیٹیوں کے بازوؤں میں رسی باندھی ہوئی تھی ہم کو پھڑی سے ہانکا جا رہا تھا اگر ہم سے کسی کی چال ست ہو جاتی تو کوڑے لگائے جاتے یہاں تک کہ ہم دربار میں پہنچے یزید تخت شاہی پر بیٹھا تھا۔ بحر المصاب میں روایت ہے کہ اسیران اہل بیتؑ دربارِ یزید میں لائے گئے تھے ان کی تعداد چوالیس تھی جب اہل بیتؑ طہارت دربار میں داخل ہوئے اور سر ہائے شہداء کو دیکھا تو میں نے واہ محمد و اعلیاء کہہ کر نالہ و فریاد بلند کی اس وقت اُمّ کلثومؓ نے یزید سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا اے یزید کیا تجھے شرم و حیا نہیں آتی کہ تو نے اپنی عورتوں کو پس پردہ رکھا ہے اور رسول اللہؐ کی بیٹیوں کی اس طرح تشہیر کر رہا ہے۔

(مختدرات اسلام صفحہ ۶۴)

ناخ التواریخ میں ہے کہ جب اہل بیتؑ اطہار دربارِ یزید میں لائے گئے تو سب استادہ تھے ایک شامی نے جناب فاطمہ کبریٰ بنت الحسینؑ کو بتا کر یزید سے درخواست کی کہ اس لڑکی کو مجھے دے دے یہ سن کر جناب فاطمہؑ کا منہ لگیں اور جناب زینبؑ کا

دامنِ تھام کر عرض کیا پھر بھی اماں میں یتیم ہو گئی اور اب کنیز بنائی جا رہی ہوں۔

جنابِ زینبؓ نے اس شامی کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تو جھوٹا ہے اگر تو مر بھی جائے تو اپنے مقصد کو نہیں پہنچ سکتا اور نہ یزید کی یہ مجال ہے کہ لڑکی کو تجھے دے۔ یزید نے جب یہ سنا تو جنابِ زینبؓ سے کہا نعوذ باللہ خدا کی قسم تم جھوٹی ہو یہ میرا اختیاری معاملہ ہے اگر میں چاہوں تو اس کو کر دکھاؤں جنابِ زینبؓ نے ارشاد فرمایا تو ہرگز ایسا نہیں کر سکتا جنابِ زینبؓ نے با کمالِ علم و حلم و صبر ارشاد فرمایا تو حاکم ہے اور دشنام دے کر اپنے ظلم اور سلطانی قہر کا مظاہرہ کر رہا ہے آپ کا یہ کلام سن کر یزید شرمندہ ہو گیا۔ جب جنابِ زینبؓ اور یزید کی گفتگو ختم ہو گئی تو پھر اس شامی نے یزید سے مکرر درخواست کی یزید نے برہم ہو کر کہا خدا تجھے ہلاک کرے دور ہو مردود جنابِ ام کلثومؓ نے فرمایا اے ملعون خاموش ہو جا خدا تیری زبان کو قطع کرے تیرے ہاتھوں کو خشک کر ڈالے اور تجھے جہنم میں پہنچائے، اے مردود انبیاء کی اولاد حرام زادوں کی باندی غلام نہیں ہو سکتی۔ راوی کہتا ہے خدا کی قسم ابھی حضرت ام کلثومؓ کی یہ دعا ختم بھی نہیں ہونے پائی تھی کہ فوراً خدا نے سب باتیں پوری کر دیں اس وقت وہ شامی گونگا ہو گیا فوراً اس کی آنکھیں اندھی ہو گئیں ہاتھ خشک ہو گئے اور وہ فالج زدہ ہو کر مر گیا۔

(مخدراتِ اسلام صفحہ ۶۵، مجالسِ خاتون حصہ ۲ صفحہ ۱۸۲، بحارِ الانوار حصہ ۲ صفحہ ۴۱)

گواشتقیاء نے اہل بیت کی عظمتوں پر پردے ڈالنے حق کو چھپانے کی بے شمار کوششیں کیں مگر حق تو ہمیشہ سے بلند ہوتا آیا ہے اور بلند ہوتا رہے گا، گلشنِ زہرا کا ہر پھول اپنے اندر اتنی مہک لئے ہوئے ہے جو قیامت تک ختم نہیں ہو سکتی۔

ابی مخنف سے روایت ہے جب اہل بیت رسالت دربارِ یزید میں داخل ہوئے تو وہ شقی کچھ دیر تک سرینچے کئے بیٹھا رہا۔ پھر سر اٹھایا اور جنابِ ام کلثومؓ سے مخاطب ہو کر کہا

کہ تم نے دیکھا کہ خدا نے مجھے کیسی فتح دی اور جناب اُمّ کلثوم نے جواب دیا اے آزاد کردہ کے بیٹے (یہ اشارہ ابوسفیان کی طرف ہے) تو ایسی بات نہ کر کہ خدا تیرا منہ توڑے افسوس ہے تجھ پر اے ملعون کہ تیری عورتیں اور کنیریں تو اس مجلس میں پس پردہ رہیں اور رسول کی بیٹیاں شتران بے کجاوہ پر بٹھائی جائیں اور اس طرح دربار عام میں بے پردہ لائی جائیں کہ اچھے برے لوگ انہیں دیکھیں اور یہود و نصاریٰ صدقات دیں۔

یزید جناب اُمّ کلثوم کا یہ کلام سن کر برہم ہوا۔ عبداللہ بن عمر عاص جو اس کے قریب بیٹھا تھا یزید پر غصہ کے آثار پا کر اپنی جگہ سے اٹھا اور یزید کے سر کا بوسہ لے کر کہا کہ اے یزید اس بی بی نے جو کچھ کہا ہے وہ کوئی ایسا کلام نہیں کہ جس کا مواخذہ کیا جائے اور پھر یہ ستم رسیدہ بی بی ہے عبداللہ کی اس گفتگو سے یزید کا غصہ کا فور ہوا۔

(مختدرات اسلام صفحہ ۶۷)

جب مختدرات اسلام ابھی دربار یزید میں تھے تو وہ ملعون دندان مبارک کو اپنی چھڑی سے بے ادبی کر رہا تھا، اس وقت حضرت اُمّ کلثوم نے اٹھ کر کہا اے یزید اگر تو اجازت دے تو میں اپنے بھائی امام حسین کا سر ہاتھ میں لے کر اس کی آخری زیارت کر لوں۔ یزید نے اجازت دے دی۔ جناب اُمّ کلثوم نے بڑھ کر امام حسین کا سر اٹھا لیا اور حضرت کے منہ پر منہ رکھ کر اتار دیں کہ بیہوش ہو گئیں۔ یزید نے پوچھا کہ یہ عورت بھی حسین کی بہن ہے۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ (مجلس خاتون جلد ۲ صفحہ ۲۸۶)

پھر یزید ملعون نے انہیں ایسے قید خانے میں قید کیا جہاں حشرات الارض عام تھے اس قدر تاریک تھا کہ نہ دن کی روشنی تھی۔

جس پہ نازل ہوا قرآن نواہی اسی کی

قیدی امت کی بنی شام کے زندان گئی



اس شہزادی نے قید خانہ میں صعوبتیں اٹھائی جناب سیکڑہ کو زندانِ شام میں کھویا اور پھر جب اہل حرم نے قید خانہ شام میں ایک سال گزرا، دورانِ قیام جناب سیکڑہ نے شہادت پائی۔ اہل بیت رسولؐ ایک سال تک مصائبوں کے پہاڑ اٹھاتے رہے۔ یزید نے ملکی حالات کے پیش نظر اہل بیت رسولؐ کو رہائی کا حکم دیا اس نے اسی مقصد کے لئے امام عالی مقام کو دربار میں بلایا اور کہا کہ آپ اب رہا ہیں چاہے شام میں رہیں اب آپ کی مرضی ہے مدینہ واپس چلے جائیں امام عالی مقام نے جب پھوپھی سے اس بات کا تذکرہ کیا پھوپھی جان یزید نے رہائی کا حکم دیا ہے۔ کوئی بی بی رہا ہونے پر آمادہ نہ تھی۔ امام نے فرمایا پھوپھی مدینے میں ہمارا کوئی انتظار کر رہا ہے جناب زہنبت و ام کلثومؑ نے فرمایا بیٹا یزید سے کہہ دو۔ جب سے ہمارے وارث شہید ہوئے ہیں ہم انہیں جی بھر کر نہ رو سکے ہمارے لئے ایک مکان خالی کروادے مکان خالی ہوا، شہداء کے سر ملے، ہر بی بی نے اپنے اپنے شہید کا سر لیا ربابؑ نے جب علی اصغرؑ کا سر لیا تو فرمایا آمیرے لال آج جی بھر کے لوریاں دوں گی، ام لیلیٰ نے سر علی اکبرؑ لیا فرمایا میرے غروب ہونے والے چاند بتا ظالم نے کس طرح برجھی کا پھل تیرے سینے میں لگا۔ ام فروہؑ قاسم کا سر لے کر بین کر رہی ہیں۔ سر حسینؑ جناب زہنبت کے پاس تھا اس کے بعد جب سر عباسؑ آیا جناب ام کلثومؑ نے ہاتھ پھیلا کر آگے بڑھیں اور فرمانے لگیں بھیا عباسؑ آپ کر بلا میں میری طرف سے ماں جائے حسینؑ کا فدیہ بنے تھے۔ دکھیا بہن آپ کے سر کے قربان جائے میری آغوش میں آئیں اس کے بعد آپ نے بے پناہ گریہ کیا۔ (مصباح المجالس جلد ۱، صفحہ ۲۶۵، توضیح عز صفحہ ۳۷، ذکر العباس صفحہ ۲۹۴)

﴿۱۰۶﴾... دربارِ شام میں حضرت ام کلثومؑ کا معجزہ:

اہل بیت کا لٹا ہوا قافلہ جب شام کے دربار میں پہنچا اور حاکم شام نے کسی بات پر



ناراض ہو کر زین العابدینؑ کو کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ جب عابد بیمار کی پشت کو کوڑوں سے زخمی کیا جا رہا تھا حضرت کلثومؑ سے دیکھنا نہ گیا۔ بندھے ہاتھوں کو بلند کر کے عرض کی خداوند! میں تیرے حبیب کی نواسی ہوں۔ میں علیؑ و فاطمہؑ کی بیٹی کلثومؑ ہوں۔ میرے تمام سہارے ٹوٹ چکے ہیں۔ صرف ایک سہارا باقی ہے بیمار کر بلا کا اس کی جان بھی خطرے میں ہے۔ اے خدا اس کوڑے مارنے والے کے ہاتھ شل کر دے۔ تاکہ میرے بیمار بھتیجے کی پشت کوڑوں سے بچ جائے۔ ادھر بد دعا کی ادھر اس کے ہاتھ شل ہو گئے۔

زین العابدینؑ کی آواز آئی پھوپھی اماں آپ نے وعدہ کیا تھا کہ آپ صبر کریں گی۔ پھوپھی اماں! صبر کیجئے۔ عابد کی اس آواز کو کوڑے مارنے والے شامی اور درباریوں نے سنا سمجھے کہ یہ قیدی کوڑے کھانے میں خوش ہے چنانچہ اس شامی نے جس کا ہاتھ خشک ہو گیا تھا۔ اپنے دوسرے ہاتھ سے کوڑے مارنے شروع کئے۔ حضرت اُم کلثومؑ اور بے تاب ہو گئیں۔ پکاریں ”خداوند! میں اُس کی نواسی ہوں جس نے چاند کے دو ٹکڑے کئے تھے۔“

میں اس کی بیٹی ہوں جس نے ڈوبے ہوئے سورج کو لوٹایا تھا، خداوند! میں تجھ سے سوال کرتی ہوں کہ اس کا دوسرا ہاتھ بھی شل کر دے۔ اس بد دعا کے فوراً بعد اس شامی کا دوسرا ہاتھ بھی شل ہو گیا۔

یہ دیکھ کر وہ کہنے لگا نعوذ باللہ یہ جادو گروں کا خاندان ہے۔ غصے میں آکر اس نے دوسرے آدمی کو حکم دیا کہ اس بد دعا کرنے والی پر کوڑے برسائے۔ حکم ملتے ہی آپ پر کوڑے برسے لگے۔ مگر اس صابرہ بی بی نے سر نہیں اٹھایا فرماتی تھیں مجھے اپنی پشت پر کوڑے برسنا گوارا ہیں مگر عابد بیمار کی پشت پر کوڑے پڑنا برداشت نہیں۔



کچھ درباری کہنے لگے اے بی بی اب اس کوڑے مارنے والے کے ہاتھ کیوں نہیں شل ہوئے۔ آپ نے یہ سن کر بد دعا کی بخدا اس مارنے والے کے ہاتھ بھی شل ہو گئے۔ اب درباری سمجھ گئے کہ یہ جادوگر نہیں بلکہ کچھ عظیم ہستیاں ہیں۔

مگر جناب زینب پکاریں کلثوم میری مانجائی! میری بہن! صبر سے کام لو۔ اگر تمہارے سہارے ٹوٹ گئے ہیں تو میرے بھی دونوں بازو کٹ گئے ہیں۔ صبر سے کام لو اور اللہ کی رضا پر راضی ہو جاؤ۔ حضرت کلثوم نے آسمان کی طرف نظری اور رو کر فرمایا خداوند! میں تیری رضا پر راضی ہوں۔ (کتاب حضرت ام کلثوم از ڈاکٹر عطیہ بتول)

کتاب منتخب اور مقتل ابی جحیف میں ہے کہ یزید نے سیکینہ خاتون سے کہا کہ اے سیکینہ تمہارے بابا حسین میرے حق کا انکار کرتے تھے اور میرے لئے قطع رحم کرتے تھے اور میری سلطنت کے بارے میں نزاع کرتے تھے۔ تو نے دیکھا کہ ان کے سر پر کیسی مصیبت آئی۔ جناب سیکینہ گوا کر چہ یزید کی یہ گفتگو انتہائی دل شکن تھی۔ جو کہ گراں گزری مگر فرمایا اے یزید میرے بابا کے قتل کرنے پر خوش مت ہو میرے بابا مطیع خدا اور رسول تھے۔ مقرب بارگاہ ایزدی تھے۔ خدا نے ان کو داعی الحق بنایا تھا وہ شہید ہو کر فائز المرام ہوئے ہیں۔

اور اے یزید تجھے روز قیامت اپنے اعمال زشت کے جواب دہی کے لئے تیار رہنا چاہئے کیونکہ روز حساب ضرور ہے اس نے مردود نے جناب سیکینہ کو جھڑک دیا اور خوش کر دیا اس وقت ایک شخص گروہ لخم سے کھڑا ہوا اور کہا اے یزید اس دختر کو میری کنیزی میں دے دے۔ جناب سیکینہ نے سنا تو اپنی پھوپھی اماں زینب خاتون سے لپٹ گئیں اور کہا کیا اماں جان۔ نبی زادیاں بھی کنیز بنتی ہیں؟ حضرت ام کلثوم نے بڑی غضب آلود نگاہ سے اس مرد ناہنجار کو دیکھا اور فرمایا کہ خوش ہو جا۔ خدا تیری زبان



قطع کرے اور تجھے اندھا کر دے اور تیرے ہاتھ خشک ہو جائیں تو اولاد محمد مصطفیٰ پیغمبر خدا کو کنیزی میں طلب کرتا ہے راوی کہتا ہے فواللہ ما استتم کلامها حتی اجاب اللہ دعائہا کہ بخدا ابھی جناب اُمّ کلثومؓ کا کلام تمام نہ ہوا تھا کہ خداوند عالم نے دعا قبول کی۔ اور اس ملعون نے چیخ ماری اس کی زبان خود اس کے دانتوں سے کٹ گئی۔ اور اس کے دونوں ہاتھ اس کی گردن میں مثل طوق ہو گئے اور اس کی آنکھیں جاتی رہیں یعنی بینائی سلب ہو گئی۔ اس وقت حضرت اُمّ کلثومؓ نے فرمایا کہ

الحمد لله الذي عجل عليك العقوبة في الدنيا قبل الآخرة
 دختران رسول کی بے حرمتی کرنے والے کی یہ سزا ہے۔

بہر حال حضرت زینبؓ خاتون ہوں یا جناب اُمّ کلثومؓ ہوں دونوں ہی خداوند عالم کی بارگاہ میں مقرب ہیں اور خاص مرتبہ رکھتی ہیں۔ (ریاض القدس... صفحہ ۹۵۶، ۹۵۷)

﴿۱۰۷﴾... دربارِ شام میں حضرت اُمّ کلثومؓ کا دوسرا معجزہ:

ناخ التواريخ میں ہے کہ جب اہل بیت اطہار دربارِ یزید میں کھڑے تھے۔ ایک شامی نے یزید سے کہا۔ اے یزید حسین کی بیٹی کبریٰ میری کنیزی میں دے دے۔ حضرت کبریٰ نے تڑپ کر اپنی پھوپھی کا دامن تھام لیا۔ پھوپھی اماں! مجھے ان کے شر سے بچائیے۔ کیا یہ لوگ مجھے کنیز بنائیں گے حضرت زینبؓ نے شامی کو جواب دیا: اے بد بخت! اگر تو مر بھی جائے تب بھی تیری خواہش پوری نہیں ہو سکتی اور نہ یزید کی مجال ہے جو اس لڑکی کو تیرے حوالے کر سکے۔

یزید یہ سن کر کہنے لگا (نعوذ باللہ) تو جھوٹی ہے۔ اگر میں چاہوں تو اس معاملہ کو ابھی کر دکھاؤں۔ یہ میرا اختیاری معاملہ ہے۔

جناب زینبؓ نے بہ جلال فرمایا: تو ایسا ہرگز نہیں کر سکتا۔ تو محض گالیاں دے کر اپنے



جبر و ظلم کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ آپ کے کلام کا اُس کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ وہ خاموش اور شرمندہ ہو گیا۔

شامی نے پھر یزید سے کہا۔ اے یزید! یہ لڑکی مجھے دے دے۔ اس کی دوبارہ اس جسارت کرنے پر حضرت اُمّ کلثوم کو جلال آ گیا فرمایا:

اے مردود! اے ملعون! خاموش ہو جا، خدا تیری زبان کو قطع کرے۔ تیرے ہاتھوں کو خشک کرے اور تجھے جہنم رسید کرے۔ اے مردود! انبیاء کی اولاد حرام زادوں کی کنیز نہیں ہو سکتیں۔

راوی کہتا ہے خدا کی قسم ابھی حضرت اُمّ کلثوم کی یہ بددعا پوری نہ ہوئی تھی کہ فوراً خدا نے سب باتیں پوری کر دیں۔

پہلے اس شامی کی زبان بند ہوئی۔ پھر وہ اندھا ہوا، پھر اس کے ہاتھ خشک ہو گئے۔ اس کے بعد اس کے جسم پر قانچ لگرا اور وہ زمین پر گرتے ہی واصل جہنم ہو گیا۔

جب بھی وہ چاہتیں اک حشر اٹھا سکتی تھیں کاخ کو بنت علی خاک بنا سکتی تھیں پوری دنیا کے یزیدوں کو مٹا سکتی تھیں نوح کی طرح سے طوفان بھی لاسکتی تھیں

بنت زہرا تھیں نبوت کی ادا تھی اُن میں

قوت صبر و رضا، حد سے سوا تھی اُن میں

(کتاب حضرت اُمّ کلثوم... ذاکر عطیہ بتول... صفحہ ۶۸۴ تا ۶۸۵)

﴿۱۰۸﴾... یزید ملعون کے محل میں اسیرانِ اہلبیتؑ کے

زنانِ بنی امیہ سے مکالمے:

یزید ملعون نے اپنی بہن ہند اور اپنی بیٹی عاتکہ واپنی زوجہ اُمّ حبیبہ کو تیار کیا کہ وہ فاخرہ لباس پہن کر اور حج دھج کر آلِ رسول کو اپنی بنی امیہ کی شان دکھائیں اور یزید کی



بہن امام حسینؑ کی بہن کو اور یزید کی بیٹی امام حسینؑ کی بیٹی کو اور یزید کی زوجہ امام حسینؑ کی زوجہ کو مخاطب کر کے اپنا فخر جتائیں تاکہ اہل بیتؑ کی تحقیر و توہین ہو اور بنی امیہ کو فوقیت حاصل ہو جائے، بنی ہاشمؑ پر اور مستورات بنی ہاشمؑ کا تمسخر اڑایا جائے چنانچہ اس نے اسیران اہلبیتؑ کے مختصر قافلہ کو اپنے محل میں بھجوا دیا جنھیں فرش زمین پر بٹھایا گیا۔

﴿۱۰۹﴾... یزید کی بہن کا مکالمہ اُمّ کلثومؑ خواہرِ حسینؑ سے:

(شععی نے روایت کی ہے از کتاب الدمدۃ الساکبہ)

یزید کی ایک بہن بھی تھی جس کا نام ہند تھا جب اموی عورتوں کے اصرار پر دخترانِ زہراؑ کو خانہ یزید میں لے جایا گیا تو خواہرِ یزید ہند نے کہا۔

تم میں سے اُمّ کلثومؑ زینب بنت علیؑ کون ہے؟

دخترِ زہراؑ نے فرمایا۔ امام زکی، ہمام مثنیٰ، امیر المومنین علیؑ جس کی اطاعت کو اللہ نے اپنی اور اپنے نبیؑ کی اطاعت کے ساتھ واجب قرار دیا ہے۔ جس کی نافرمانی کو اللہ نے اپنی نافرمانی فرمایا ہے، جس کی ولایت اللہ نے شہری اور دیہاتی پر واجب قرار دی ہے جس نے اپنے ہر مدّ مقابل کو جہنم رسید کیا، جس کے سر اللہ نے ہمیشہ فتح کا سر اسجایا اور جس نے لات، منات اور ہبل کے ککڑے کیے اس کی بیٹی اُمّ کلثومؑ زینب صغریٰ میں ہوں۔ ہند خواہرِ یزید نے کہا، اے اُمّ کلثومؑ! یہی وہ باتیں تھیں جن کی وجہ سے تمہارا مواخذہ کیا گیا اور وہی انتقام تھے جو تم سے لئے گئے اور تمہاری توہین کی گئی۔ اے بنی عبدالمطلب تمہارا کیا خیال ہے کہ ہمیں ربیعہ، عتبہ اور ابو جہل جیسے روسائے مکہ کے خون بھول گئے تھے۔

کیا جنگِ بدر میں تیرے باپ نے جو کچھ کیا تھا بھلا ہم اسے بھول سکتے ہیں؟ جناب اُمّ کلثومؑ زینب صغریٰ نے فرمایا۔ اے بدترین اولاد کی بدترین ماں اور جگر خوار



ماں کی بیٹی یقیناً تجھے یہ معلوم ہوگا کہ بنی ہاشم کی کوئی بھی مستور تمہاری طرح بدکرداری میں شہرت نہیں رکھتی اور نہ ہی ہمارے مرد تمہارے مردوں کی طرح اپنے ہاتھ سے تراشے ہوئے بتوں کے سامنے بیٹھ کر ہاتھ جوڑتے ہیں۔

کیا ابوسفیان تیرا ہی دادا نہ تھا جس نے آنحضرتؐ کے خلاف قدم قدم پر آتش جنگ سلاگنی؟

کیا وہ تیری ماں نہ تھی جس نے اسد اللہ حضرت حمزہؓ کو قتل کرنے کے عوض اپنے آپ کو ایک وحشی غلام کے سپرد کر دیا تھا؟

کیا وہ تیری ماں ہند نہ تھی جس نے اسد اللہ اور سید الشہداءؓ حضرت حمزہؓ کا کچا کلیجہ چبایا تھا؟

کیا وہ تیرا باپ نہ تھا جس نے امام حق کے خلاف بغاوت کی تھی؟
کیا یہ تیرا بھائی نہیں ہے جس نے راکب دوش نبیؐ کو تین دن کا پیاسا شہید کیا ہے؟
یاد رکھ! آج دنیا میں جتنا بھی تمہارے پاس ہے آخرت میں اس کی ایک رتی بھی تمہارے پاس نہ ہوگی۔

ہند اپنا سامنہ لے کر رہ گئی اور کوئی جواب نہ دے سکی۔

(شہادتِ عظمیٰ.... مولوی سید بوعلی زیدی)

﴿۱۰﴾... رسم عزاداری کی بنیاد:

عزاداری سید الشہداءؓ کی بنیاد بھی حضرت زینبؓ نے ڈالی چونکہ یہ شہزادی مدت سے بھائی کے ماتم کو ترس رہی تھی مگر کوئی ایسا موقع نہ ملا تا کہ شہزادی جی بھر کر بھائی کا ماتم کرے چنانچہ یزید سے اپنی دوسری حاجت اس طرح طلب کی۔

با یزید نحن فاء رقننا الحسین وهو جسد بلا راس ولم یمكننا



عبید اللہ بن زیاد ان تنوح علیہ و نند بہ

اے یزید ہم نے بھائی حسینؑ کی لاش کو اس حالت میں چھوڑا جب کہ وہ سر بریدہ تھی اور ہماری حسرت تھی کہ ہم جی بھر کے لاش پر ماتم کریں گے مگر عبید اللہ بن زیاد نے ہمیں اتنی مہلت نہ دی تاکہ ہم نوہ خوانی کر سکیں اور بھائی پر آنسو بہا سکیں اس کے علاوہ ہمارے جگر پر دختر حسینؑ کی بی بی کی وفات کا غم ابھی تک تازہ ہے ہمارے لئے کوئی مکان علیحدہ کرایا جائے تاکہ ہم بھائی کے سوگواری کے لئے جمع ہو سکیں۔ نیز تمام دختران قریش اور زنان بنی ہاشم کو اجازت دی جائے تاکہ وہ بھی ہمارے ساتھ ماتم داری میں شرکت کر سکیں۔ پس یزید نے حکم دیا کہ ایک وسیع عمارت خالی کرائی جائے تمام دمشق میں منادی کرائی جائے اور تمام عورتیں سیاہ لباس پہن کر جناب زینبؑ عالیہ کو پرسہ دینے آئیں جب تمام عورتیں جمع ہو گئیں تو جناب زینبؑ عالیہ نے امام زین العابدینؑ کا ہاتھ پکڑا اور ان کو سید الشہداء کی مسند پر بٹھا دیا اور ایک قیامت خیز منظر بن گیا اور اس قدر گریہ و زاری ہوئی کہ عرش کانپ گیا جناب زینبؑ عالیہ نے شام کی عورتوں کی طرف منہ کر کے فرمایا اے اہل عزا دیکھو یہ تمہارے سامنے شہدا کے سر ہیں ظالموں نے علیؑ کی اولاد سے کیا وحشیانہ برتاؤ کیا ہے تم نے وہ قیامت خیز مناظر تو نہیں دیکھے جو روزِ عاشور بچوں کی پیاس کی وجہ سے ہم پر گزرے اور حضرت سجادؑ کن کن زبردست مصائب سے دوچار ہوئے بی بی کے ان درد بھرے الفاظ نے ایک قیامت برپا کر دی مندرہ عالیہ نے بھائی حسینؑ کے سر مبارک کو سینے سے لگایا اور بقیع کی طرف منہ کر کے ماں زہراؑ کو خطاب کیا۔ بحر المصائب میں ہے کہ جناب زینبؑ نے یزید سے کہلا بھیجا کہ شہدا کو بلا کے سروں کو بھی مجلس عزاء میں بھیجا جائے جناب اُمّ کلثومؑ نے حضرت عباسؑ کے سر مبارک کو گود میں لیا اور فرمایا۔



یا عباس یا عزالارامل ویا کھف العفاة المستکین ایا حامی الحمی
حاشاک تقتل اخواتک فی الاعادی سائبین

اے عباس اے بہنوں کے آسرے اور اے یکس غرباء کی جائے پناہ اے ہمارے
محافظ تم قتل ہونے کے لائق نہ تھے۔ تمہارے بعد تمہاری بہنوں کو دشمنوں نے اسیر
کر دیا۔ (الطراز المذہب... ص ۳۸۶، ۳۹۰ بحوالہ بحر المصاب و توضیح عز ۱۰۰ ص ۳۸۲)

ابو جحیف نے ”مقتل کبیر“ میں روایت کی ہے کہ سوگواری کے سات روز مکمل ہونے
کے بعد آٹھویں روز یزید نے اسیران آل رسول کو مدینہ روانہ کرنے کے انتظام کئے
محمل ترتیب دیئے گئے ان کو ریشم کے قیمتی کپڑوں سے مزین کیا گیا۔

جناب حضرت زینب و اُم کلثوم سے اسی وقت یزید نے بہت سامان و متاع جمع کر
کے کہا کہ آپ کو مجھ سے جو تکالیف پہنچی ہیں ان کے عوض میں یہ مال لے لیں جناب اُم
کلثوم نے فرمایا اے یزید تو کس قدر بے حیا ہے کہ میرے بھائی حسین کو شہید کر کے ہم کو
اس کا عوض دے رہا ہے پس آپ نے وہ سب اموال ٹھکرا دیئے۔ یزید نے ایک
ساربان بلوایا اور اس کے ہمراہ ایک جماعت روانہ کی جو بروایت پانچ سو یا بروایت
صرف تیس عدد اشخاص پر مشتمل تھی۔ نیز یزید نے دو ہزار سرخ سونے کے مشقال بھی
امام علیہ السلام کو دیئے مگر امام نے ان کو قبول کرنے سے انکار کر دیا پس یزید نے امام
حسین کے سر مبارک کو مشک کا فور سے مزین کر کے جناب سجاد علیہ السلام کے سپرد کیا۔
صاحب بیت الاحزان نے روایت کی ہے کہ جب محملوں کے ریشم و دیا کے قیمتی
پارچہ جات سے آراستہ کیا گیا تو جناب زینب عالیہ نے دیکھا تو فرمایا۔

اجعلوها سوداء حتی یعلم الناس اننا فی مصیبة و عزالقتل اولاد الزهرا
ان محملوں کو سیاہ لباس سے آراستہ کرو تا کہ لوگوں کو معلوم ہو سکے کہ ہم فاطمہ زہرا کی



اولاد کے قتل ہونے کی وجہ سے عزاد مصیبت میں ہیں۔

صاحب کامل البہائی نے روایت کی ہے کہ ساربان کا نام عمرو بن خالد قرشی تھا لیکن سجاد الانوار حرقتہ الفواد طوفان الریکا، فخر الریکا، محرق القلوب وغیرہ کی مشہور روایت کے موجب وہ شخص صحابی رسول نعمان بن بشیر تھا صاحب طراز نے ایک روایت کے موجب ساربان کا نام بشیر بن حدلم بھی نقل کیا ہے اور سید ابن طاووس نے بھی یہی نام لکھا ہے۔ (الطراز المذہب صفحہ ۳۹۸، ۴۰۵)

صاحب طراز المظفری کا بیان ہے کہ نہایت ہی احترام و احتشام سے اہل بیت علیہم السلام کا اسباب سفر مہیا کیا گیا تمام اہل شام کی عورتیں سیاہ لباس میں ملبوس ہو کر گلیوں اور بازاروں میں جمع ہو کر انتظار کرنے لگیں اُس وقت شہزادیوں کا اُجڑا ہوا قافلہ روانہ ہوا تمام اہل شام سادات کو الوداع کرنے کے لئے جمع ہو گئے۔ اتنے میں یزید کے دربار سے امام سجادؑ برآمد ہوئے اور شہزادیاں بھی سرائے یزید سے نکلیں ان کے ہمراہ آل ابی سفیان کی خواتین بھی شہزادیوں کے مشایعت کے لئے نکلیں اور ہر طرف آہ و بکا کی صدائیں بلند ہوئیں جب شہزادیاں محملوں کے قریب پہنچیں اور جناب زینبؑ کی نگاہ محملوں پر پڑی تو شاید وہ وقت یاد آیا جب کہ عباسؑ نے دوزانو ہو کر شہزادی کو سوار کیا تھا اور دائیں بائیں جناب علی اکبرؑ اور جناب قاسمؑ اور دیگر جوانان بنی ہاشم تھے۔ شہزادی کی فریاد نکل گئی اور بے تحاشا گریہ وزاری فرمانے لگیں اور ایک کینر کو پیغام دے کر بھیجا کہ عمار یوں پر سیاہ پردے لٹکا دو۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو سکے کہ اہل بیت کا اُجڑا ہوا قافلہ سوگواری سید الشہد امیں مشغول ہے۔

جب تمام شہزادیاں سوار ہونے لگیں تو مدینے سے روانگی کا منظر یاد کر کے رونا شروع کر دیا۔ امام زین العابدینؑ نے جناب زینبؑ کو صبر کی تلقین کی اور تسلی دی صاحب



ریاض نے لکھا ہے کہ بی بی جب سوار ہو چکیں تو زنانِ شام کی طرف رخ کر کے فرمایا اے شام کی عورتو زینبِ تم میں اپنے بھائی کی نشانی چھوڑ کر جا رہی ہے اور وہ میرے حسین کی کم سن مظلوم بیٹی سیکنہ جو زندان میں انتقال کر گئی تھی تم اس کی قبر سے غافل نہ رہنا۔ (ریاض القدس جلد ۲ صفحہ ۳۲۷)

نہایت ہی اندوہ ناک چہروں اور اشکبار آنکھوں میں یہ ستم رسیدہ قافلہ شام سے چلا اور دروازہ شام تک آہ و بکا کی فلک شکاف صداؤں کی وجہ سے قیامت برپا تھی جب تک یہ قافلہ آنکھوں سے اوجھل نہ ہو گیا۔ یہ قیامت خیز منظر برپا رہا۔ یونہی یہ اُجڑا ہوا قافلہ سفر کرنے لگا اور نہایت ہی احترام و احتشام سے شہزادیوں کی حاجات پوری کی گئیں اور پوری طرح ان کے آرام و آسائش کا خیال کیا گیا۔ جس منزل پر بھی یہ قافلہ قیام کرتا تھا غیر مردور ہو جاتے تھے اور شہزادیاں ماتم برپا کرتی تھیں حتیٰ کہ زمین ان کے آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی۔

(الطراز المذہب مؤرخ مظفری صفحہ ۴۰۴ تا ۴۰۷ طبع جدید ایران)

بحر المصائب میں بحوالہ ابن طاووس و مجلسی منقول ہے کہ جب یہ قافلہ حدود عراق میں داخل ہوا تو ایک مقام ایسا آیا جہاں سے دور راستے جدا ہو رہے تھے ایک یثرب کو جاتا تھا اور دوسرا کربلا معلیٰ کو۔ جناب زینب نے ساربان سے دریافت کیا کہ یہ راستے کہاں کہاں جا رہے ہیں ساربان نے بتلایا کہ ایک راستہ کوفہ و کربلا جا رہا ہے اور دوسرا مدینہ منورہ جو نبی حضرت ثانی زہراؑ شہزادی نے کربلا کا نام سنا تو رنج و الم کا طوفان دل میں اُٹھا اور آہ و بکا شروع کر دی اور فرمایا کہ ہمیں کربلا کی طرف لے جاؤ اس مقام پر اتفاق سے نعمان بن بشیر پیچھے رہ گیا اس کا انتظار کیا گیا۔ جب وہ آیا تو جناب زینب عالیہ نے اُمّ کلثوم سے فرمایا کہ اس شخص نے ہمارے ساتھ نیک سلوک کیا ہے اس کا



اس کو عوض دینا چاہئے چنانچہ جناب اُمّ کلثومؓ نے اپنا زیور پیش کر دیا۔ اسی طرح دیگر مستورات بنی ہاشم نے بھی زیورات پیش کر دیئے بی بی نے نعمان بن بشیر کو بلا کر یہ تمام زیورات اس کے حوالے کر دیئے اور عذر پیش کیا نعمان رونے لگا اور کہا میری جان و مال اور میری اولاد آپ پر قربان ہو جائے میں نے تو خوشنودی پروردگار کے لئے آپ کو پہنچایا ہے اگر میں مال و دنیا کی طمع کروں تو میری آنکھیں اندھی ہو جائیں پس نعمان نے کہا یہ آپ نے قافلہ کیوں روک لیا ہے۔ شہزادیوں نے کہا ہم کر بلا جانا چاہتے ہیں۔ پس تم ہم کو کر بلا تک پہنچا دو پس نعمان اس قافلہ ستم رسیدہ کو لے کر کر بلا میں وارد ہوا۔ (الطراز المذہب صفحہ ۴۱۹)

﴿۱۱۱﴾... حضرت اُمّ کلثومؓ کا چہلم کے روز ورو کر بلا

جب یہ قافلہ شام سے روانہ ہونے لگا زید نے آراستہ محملیں حاضر کیں اور ریشمی فرشوں پر اموال اندیل دیئے اور جناب اُمّ کلثومؓ سے کہا کہ جو مصائب آپ کو پہنچے ہیں ان کے بدلے یہ اموال قبول کریں جناب اُمّ کلثومؓ نے یہ سن کر فرمایا کہ اے زید تو کتنا بے حیا اور ڈھیٹ ہے تو نے میرے بھائی اور گھر والوں کو قتل کر ڈالا، اس پر ان کا خون بہا دیتا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ اُمّ کلثومؓ جب مدینہ جانے لگیں تو روتی تھیں۔

(بحار الانوار حصہ دوم باب ۲ صفحہ ۸۳)

جب اہل بیت رسولؐ کا قافلہ ۲۰ تاریخ صفر کی ۶۲ھ میں کر بلا پہنچا تمام بیبیاں شہداء کی قبروں سے لپٹ گئیں مدتوں سے پتھروں کی ملاقات عجب انداز سے ہوئی یہ وہ کر بلا کی سر زمین تھی جس پر سال گزشتہ زہرا کا گھر اند آ کر صرف دس دن کے لئے رُکا تھا۔ اب وہی زمین تھی جس پر قبروں کے ڈھیر تھے تمام بیبیاں تڑپ تڑپ کر بین کر رہی تھیں، حضرت اُمّ کلثومؓ گریہ کرتی ہوئی بھائی کی لاش پر پہنچی۔ دونوں ہاتھوں سے



رخساروں پر طمانچے مارتی ہوئی چلا چلا کر کہتی جاتی تھیں آج محمد مصطفیٰ نے انتقال کیا آج علی مرتضیٰ نے رحلت کی آج میری ماں فاطمہ الزہراءؑ نے وفات پائی۔

(لؤلؤ الاحزان جلد ۲ صفحہ ۳۷۵)

محترمہ محمودہ نسرین صاحبہ اپنی کتاب ”ہماری شہزادیاں میں لکھتی ہیں:-

ایک سال کا زمانہ گزرنے کے بعد ایک روز یزید نے امام زین العابدینؑ کو بلا کر کہا کہ میں نے تم سب کو رہا کیا۔ اب تم کو اختیار ہے کہ چاہے یہاں رہو چاہے مدینے چلے جاؤ۔ انہوں نے فرمایا اے یزید ہم آج تک اپنے شہیدوں کو جی بھر کر نہیں رو سکے۔ ہمارے لئے یہیں ایک مکان خالی کرادے تاکہ ہم صفِ ماتم بچھا کر اچھی طرح سے رو لیں۔ چنانچہ بہتر شہدا کے سوگوار قید خانے سے نکل کر ایک مکان میں آئے اور اپنے شہیدوں کو یاد کر کے نوحہ خوانی شروع کر دی۔ دن رات سوائے رونے اور ماتم کرنے کے انہیں اور کوئی کام نہ تھا۔ تمام دمشق میں قریشی یا ہاشمی خاندان کا کوئی آدمی ایسا نہ تھا جس نے وہاں آکر امام مظلوم کا پُرسا نہ دیا ہو۔ جو لوگ یزید کے خوف سے شہادتِ حسینؑ پر آف نہ کر سکے تھے اب وہ گروہ درگروہ پڑ سے کے لئے آرہے تھے اور رو رو کر اپنے قصور کی معافی چاہتے تھے۔ اب دمشق کے ہر گھر میں قتلِ حسینؑ پر افسوس تھا اور یزید اور اُس کے مشیروں کو بُرا کہا جا رہا تھا۔

قید یزید کے بعد اہل حرم نے ایک ہفتہ دمشق میں قیام کیا اور پھر اپنے وطن مدینہ روانہ ہو گئے۔ (ہماری شہزادیاں صفحہ ۱۸۲.....)

﴿۱۱۲﴾... جنابِ زینبؑ اور اُمّ کلثومؑ دوبارہ کربلا میں:

شام کے جاناکاہ مصائب و آلام برداشت کرنے کے بعد جنابِ زینبؑ عالیہ ۲۰ صفر المظفر کو کربلا کی اس سرزمین پر پہنچیں جہاں چشمِ فلک نے اس جلیل القدر خاتون کا



وقت بھی دیکھا جب کہ جناب عباس علی اکبر اور دیگر جوانان بنی ہاشم کی زیر حفاظت نہایت ہی عزت و احترام سے اس زمین پر اتریں اور وہ وقت دیکھا جب کہ وہ شہزادی تمام اعزاء و اقارب کی شہادتوں کے المناک خونی مناظر دیکھ کر امام زین العابدین کی زیر نگرانی اسیر ہو کر سوار ہوئیں اور شام کی طرف چلیں۔

جیسے ہی بی بی کی نگاہ کربلا کی سرزمین پر پڑی تو روز عاشور کا خوفناک منظر سامنے آگیا اور تمام شہزادیوں میں

وا غوثاہ و امصیبتاہ و اقتلاہ و اضیعتاہ و حسیناہ

کے جگر خراش نعرے بلند ہونے لگے جوں جوں مقتل قریب آتا گیا آہ و بکاء کی المناک صدائیں بڑھتی گئیں۔ حتیٰ کہ سید الشہداء کی قبر پر پہنچیں تمام مستورات بے اختیار قبر پر گر پڑیں اور جناب زینب عالیہ نے ایک نہایت ہی دردناک لہجہ میں فرمایا۔

یا اخاہ یا اخاہ وابن اماء و قرۃ عیناہ ہای لسان اشکو الیک من الکوفۃ و ایداہ القوم الثام و من ای المصائب الشرح من الضرب و الشتم و شماتۃ اهل الشام

اے میرے برادر اے میرے برادر اے میری اماں زہرا کے لختِ جگر میں کس زبان سے تم کو کوفہ کے حال سناؤں اور کیونکر بتلاؤں کہ رذیل قوم نے ہم کو کیا کیا اذیتیں پہنچائیں ہیں اور میں تم کو کیا کیا سناؤں کہ کس طرح ہم پر ظلم و ستم کیا گیا ہماری شان میں گستاخی کی گئی اور اہلِ شام نے ہمارے مصائب و آلام پر شہادت کا مظاہرہ کیا گیا اور شہزادی نے اپنے مصائب کو نہایت ہی درد بھرے انداز میں بیان کیا اور ان اشعار سے اپنی سرگزشت بیان کی۔

یا نور عینی و الدنیا و زینتہا یا نور مسجدنا یا نور دنیانا و اضیعتی یا



اخی من ذایلا حطناً من کان یکفلنا من ذایدارینا

خلقتنا للهدی ما بی صننادینا و بین ساجننا او بین سابتنا کنا فرجیث

للشدات و انقلب بنا اللیالی فخاب الظن راجینا

یا لتینی مت لم انظر مصارکم و لم نر الطف ما عثنا و لاجینا

یسرونا علی الفتاب عاریة کاننا لم نسید فیهم دنیا

(۱) میرے دین و دنیا کے نور اور زینب اور اے ہمارے مسجد اور دنیا کے نور

(۲) اے برادر تمہارے بعد ہم ضائع ہو گئے ہیں کون ہے جو ہمارے حفاظت

کرے کون ہے جو ہماری کفالت کرے اور ہماری دلجوئی کرے۔

(۳) تم ہم کو دشمنوں کے درمیان چھوڑ گئے کوئی ہم پر ظلم و ستم ڈھا رہا ہے۔ کوئی

ہم کو قید کر رہا ہے۔

(۴) مصائب و آلام میں ہماری تم سے ہی امیدیں وابستہ تھیں اور راتیں ہمارے

لئے تبدیل ہو گئیں اور ہمارے آرزوؤں پر پانی پھر گیا۔

(۵) کاش کہ میں مرجاتی اور تم کو شہید ہوتا نہ دیکھتی اور ساری زندگی مجھ کو کربلا کی

زمین دیکھنے کا اتفاق نہ ہوتا۔

(۶) ہم کو بے مقصد و چادر بے کجاوا اونٹوں پر اسیر کرتے ہیں گویا کہ ہم نے دین

کے قواعد کی پابندی نہیں کی تھی۔

مورخ بصیر شیخ حسین بن محمد تبریزی اپنے مقتل قرۃ العیون میں روایت کرتے ہیں۔

روی ان اُمّ کلثوم القت نفسها علی قبر اخيها الحسين وصاحت

وقالت یا اخاه جعلت فلاك قتلوك فما عرفوك وترکوك عریاناً

وذبوحك عطشاناً ولم یوجد احدان یرحمك ویرحم عیالك



روایت ہے کہ جناب اُمّ کلثومؓ نے اپنے آپ کو اپنے بھائی امام حسینؑ کی قبر پر گرا دیا اور فریاد کی اے برادر جان میں آپ پر قربان ہو جاؤں۔ ظالموں نے آپ کو شہید کر دیا مگر آپ کی قدر و منزل نہ پہنچانی اور آپ کو پیا ساذبح کر دیا گیا۔ مگر کوئی ایسا شخص نہ تھا جو آپ پر اور آپ کے اہل و عیال پر رحم کرتا۔

پس اسیران آل رسولؐ کے واہلا سے گرد و نواح کی تمام عورتیں بھی جمع ہو گئیں اور گریہ و زاری میں مشغول ہو کر بنت زہراؑ کو پر سہ دینے لگیں۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جو نبی شہدا کی قبریں نظر آئیں۔ تو مخدرات عصمت نے اپنے تئیں اونٹوں سے گرانا شروع کر دیا اور آہ و فغاں کا ایک فلک شکاف شور بلند ہوا۔ صاحب مسیح الاحزان لکھتے ہیں کہ جناب زینبؑ جب اپنے بھائی امام حسینؑ کی قبر اقدس پر پہنچیں تو اخاہ و احبیب رسول اللہؐ کے نعرے بلند کرتی ہوئی قبر پر گریں اور یوں مرثیہ پڑھا۔

اليوم مات ابى على المرتضى

اليوم حل النكل بالزهر

صاحب مقتل الشہدا کی روایت ہے کہ تمام شہدا مقصدہ کے سر ہائے مبارک بھی اہل بیت کے ہمراہ تھے جب ان کو نمایاں کیا گیا تو درد انگیز اور قیامت خیز منظر برپا ہو گیا اور تمام زائرین اور اہل بیت نے گریہ و زاری کی۔ جناب زینبؑ عالیہ نے حضرت عباسؑ کے مزار مقدس پر جگر خراش مین کئے اور ان کو اپنے مصائب و آلام سے آگاہ کیا۔ علامہ مجلسی اور علامہ عبد اللہ بحرانی صاحب عوالم اور سید ابن طاووس اور ابن طریح نجفی اور ابواسحاق اسفرآینی وغیرہ فریقین کے مورخین نے لکھا ہے کہ جب آل رسولؐ کا اجڑا ہوا قافلہ کربلا پہنچا تو جناب جابر بن عبد اللہ انصاری اور بنی ہاشم کی ایک جماعت بھی زیارت کے لئے وہاں پہلے سے موجود تھی اور دونوں ایک ہی وقت میں کربلا میں جمع



ہو گئے۔

﴿۱۱۳﴾... حضرت اُمّ کلثومؓ کی مدینے واپسی:

کر بلا سے رخصت ہو کر یہ قافلہ ۸ ربیع الاول ۶۲ھ مدینہ میں پہنچا اس وقت جناب اُمّ کلثومؓ آبدیدہ ہو گئیں اور اسی حالت بے قراری میں آپ نے ہر درد و تقریر فرمائی۔

﴿۱۱۴﴾... مدینے کے درود یوار کو دیکھ کر اُمّ کلثومؓ کا نوحہ و غم:

مختصرہ محمودہ نسreen صاحبہ اپنی کتاب ”ہماری شہزادیاں“ میں لکھتی ہیں:-

سید الشہداء حضرت امام حسینؑ اور جوانانِ بنی ہاشمؑ کی موت کا داغ اپنے دلوں پر لئے ہوئے کر بلا کا لٹا ہوا قافلہ کوفہ و شام کی در بدری کے بعد جب اپنے وطن مدینہ پہنچا اور اہل قافلہ کی نظریں شہر مدینہ کے درود یوار پر پڑیں تو مظلوم حسینؑ کی درد رسیدہ اور غم نصیب بہن جناب اُمّ کلثومؓ بے اختیار ہو کر آب دیدہ ہو گئیں اور اسی حالت بے قراری میں آپ نے جو تقریر فرمائی اُس کا مفہوم کچھ اس طرح تھا:-

شہر مدینہ سے خطاب کرتے ہوئے دکھانے فرمایا۔ اے ہمارے نانا کے شہر ہمیں اندر نہ بلا۔ اس لئے کہ ہم مصیبتوں اور حسرتوں کے حامل ہیں۔

ہاں اتنا احسان کر کہ ہماری داستانِ غم جناب رسولِ خداؐ کے گوش گزار کر دے اور وہ دکھ درد جو ہمیں اپنے بھائی حسینؑ اور جوانانِ بنی ہاشمؑ کے متعلق اٹھانا پڑا ہے وہ ہمارے جدِ امجد کو سنا دے۔

اے شہر مدینہ ایک دن وہ تھا کہ ہم بھرے گھر کے ساتھ یہاں سے نکلے تھے اور آج اس حال میں واپس آئے ہیں کہ ہمارے مردوں کا سایہ ہمارے سروں سے اٹھ چکا ہے اور بچوں سے گودیں خالی ہو چکی ہیں۔



اُن دنوں خدا کی امان ہم سب پر سایہ کئے ہوئے تھے اور آج حالت یہ ہے کہ ہم انتہائی نا اُمیدی اور کسمپرسی کے عالم میں اس جگہ ڈرتے ڈرتے قدم رکھ رہے ہیں۔

اے ہمارے وطن مدینہ! جس دن ہم تجھ سے رخصت ہوئے تھے حسینؑ سا آقا ہمارے ساتھ تھا۔ مگر اب وہ کہاں؟ انہیں تو ہم کربلا میں سوچ آئے ہیں۔

اے مدینہ! ہم اب وہ نہیں رہے بلکہ اب تو بالکل لا وارث اور برباد ہو چکے ہیں۔ صرف اپنے بھائی حسینؑ اور جوانانِ بنی ہاشم پر رونا پیٹنا ہی ہمارا مشغلہ اور زندگی کا حصول ہے۔

اُم کلثومؑ کرب و زاری سے پھر اپنے نانا رسولِ خدا شہنشاہِ مدینہ سے خطاب کرتی ہیں ”اے نانا جان! آپ مدینہ میں گنبدِ خضرا کے نیچے آرام سے سو رہے ہیں۔ اٹھئے اور اپنے خاندان کی فلک ستائی اور ستم رسیدہ بہو بیٹیوں کی خبر لیجئے۔ میدانِ کربلا سے ہم یہ سنائی لے کر آئی ہیں کہ آپ کے جگر پارے حسینؑ کو آپ کی اُمت نے تین دن بھوکا پیاسا رکھ کر شہید کر دیا اور ہمارے ساتھ سختی و بد سلوکی کرنے میں ذرا بھی خوفِ خدا نہ کیا۔“

”اے نانا جان! بھائی حسینؑ کے شہید ہونے کے بعد آپ کے گھرانے کی عورتوں کو بے پردہ کر دیا گیا۔ ان کو بے کجا وہ اونٹوں پر بٹھا کر سر بازارِ مجمع عام میں پھرایا گیا۔ خاندان کی بزرگ اور قابلِ تعظیم خاتون جنابِ زینبؑ کی عظمت و فضیلت کا بھی کوئی لحاظ نہ کیا گیا اور اُن کی بھی بے مقنعہ و چادرِ تشہیر کی گئی۔“

”اے نانا جان! آپ کی بے رحم اُمت نے نہ صرف آپ کے آغوش کے پالے حسینؑ کو ہی شہید کر ڈالا بلکہ آپ کے خاندان کے تمام مردوں اور بچوں تک کو قربانی کے جانوروں کی طرح ذبح کر دیا اور ذرا بھی آپ کا پاسِ ادب نہ کیا۔“

”اے نانا جان! ظالموں نے آپ کی بہو بیٹیوں کو اسیر کر کے اور قیدی بنا کر قید



خانے بھیج دیا اور اس بے عزتی سے بھیجا کہ اسیروں کا یہ قافلہ سرو پابرہنہ تماشا یوں کے ہجوم کے درمیان عام شاہراہوں سے گزر رہا تھا۔“

”اے نانا جان! کاش آپ اپنی آنکھوں سے یہ دلگداز اور خونی منظر ملاحظہ فرماتے تو آپ بیتاب ہو کر خون کے آنسو روتے۔“

اس کے بعد جناب ام کلثومؓ اپنے بھائی کے نورِ نظر، سید الشہد کی آخری نشانی امام چہارم حضرت زین العابدینؑ سے متوجہ ہوتی ہیں اور فرماتی ہیں کہ:-

”بیٹا سجاد! ذرا تم ہی بقیع چلے جاؤ اور اپنے امام حسنؑ سے پکار کر کہو کہ اے حبیبِ خدا کے لاڈلے فرزندِ دلہند، اے ہمارے بزرگوار چچا۔ اے پاکیزہ صفاتِ حسنِ مجتبیٰ اٹھئے اور دیکھئے کہ آپ کے بھائی کی عیال کو تباہ و برباد کر دیا گیا ہے اور خود آپ کا بھائی حسینؑ آپ سے بہت دُور..... کر بلا کی دکنی ہوئی اور سنگلاخِ زمین پر بے کس و مجبور پڑا ہوا ہے۔ ستم تو یہ ہے کہ ظالموں نے لاش پر سر بھی تو نہیں رہنے دیا۔ اب جنگل کے جانور اور فضا کے طائر دن بھر لاش پر پہرہ دیتے ہیں۔“

”بیٹا سجاد! بقیع میں اپنی دادی اماں جناب فاطمہ زہراؑ سے بھی جا کر فریاد کرو اور اُن کو بھی اپنی اور ہماری یہ دکھ بھری کہانی سناؤ۔ اُن کی قبرِ مطہر سے لپٹ کر کہو کہ اے مادرِ گرامی آپ کی بہو بیٹیاں آپ کے فرزند حسینؑ کو اُمتِ رسولؐ کے ہاتھوں شہید کروا کر کر بلا میں سوئپ آئی ہیں۔“

”میرے بیٹے! دادی اماں سے یہ بھی کہنا کہ جس طرح آپ کی بہو بیٹیوں کو قیدی بنا کر شہر بہ شہر اور قریہ بہ قریہ پھرایا گیا اور ذلیل و رسوا کیا گیا اُس کے اظہار سے کچھ منہ کو آتا ہے باوجود عظمت و بزرگی کی جائز وارث ہونے کے اُن کی اتنی بیقداری کی گئی اور اُن کو ایسی حالت تک پہنچایا گیا کہ عامۃ الناس اور نامحرم لوگ انہیں بلاروک ٹوک دیکھ



سکتے تھے۔

”میرے لعل! مادرِ محترم سے یہ گزارش بھی کرنا کہ اے ماں! جو مصائب ہم نے برداشت کئے ہیں اور نانا جان کی اس بے وفادار دنیا سے رحلت کے بعد اُمتِ رسولِ صلعم نے جو ناروا سلوک ہم سے کیا ہے اُس کا عشرِ عشر بھی دنیا کے کسی انسان کے حصے میں نہیں آیا۔“

”اے ماں! اب آپ کی بہو بیٹیاں اُمتِ محمدیٰ اور کلمہ گو یانِ رسولؐ کے جو رستم کا نشانہ بننے اور خاندان کے سب چھوٹے بڑے مردوں کو تیغِ ظلم سے شہید کروانے کے بعد پریشان گُن اور خستہ حالات میں واپس اپنے وطن آئی ہیں۔ آئیے۔ ان کی خبر گیری کیجئے اور ان کے غم خوردہ دُکھی دلوں کو تسکین دیجئے۔“

یہاں تک کہنے کے بعد جنابِ اُم کلثومؓ کو اپنے اسلاف کی شان یاد آ جاتی ہے چنانچہ آپ نہایت مضطربانہ حالت سے فرماتی ہیں:-
”اگرچہ ان مصائب نے ہمارے اسلاف کے غم کو تازہ کر دیا ہے اور ہماری ذلتوں نے ہمیں خون کے آنسوؤں لایا ہے پھر بھی ہم آلِ یسین و طہ ہیں کہ شہر ہو سکتا ہے کہ ہم خاندانِ عصمت و طہارت سے نہیں ہیں۔“

بے شک ہم ہی وہ ہیں جنہیں ہر طرح کی کٹافتوں سے پاک و صاف رکھا گیا ہے۔ صداقت۔ راستی۔ تحمل و بردباری اور عامۃ الناس کا مفاد ہمارا شیوہ اور مصائب پر صبر و شکر بجالانا ہمارے حصے میں آیا ہے۔“

اے اہلِ مدینہ! ہم نے کبھی صبر کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ نام کے مسلمانوں نے ہم پر جو ظلم و ستم کئے اس کا بدلہ قیامت کے دن خدائے واحد ہی لے گا اور داؤدِ محشر کے سامنے ہی یہ لوگ اپنے کئے کی سزا پائیں گے۔“



جناب اُم کلثوم کا یہ نوحہ غم سن کر حاضرین دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ ایک کبرام برپا ہو گیا اور ہائے حسین، وائے حسین کی جگر خراش چیخوں سے مدینہ رسول کے در و دیوار کانپ اُٹھے۔

کتنی درد انگیز یہ تقریر جو اُم کلثوم نے کر بلا اور زندانِ شام سے رہا ہونے کے بعد مدینہ منورہ میں پہنچ کر کی۔ اس سے یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ ہماری شہزادیاں فصاحت و بلاغت میں اپنی نظیر آپ تھیں۔ (ہماری شہزادیاں.... صفحہ ۸۹ تا ۹۵)

﴿۱۱۵﴾... واپس مدینے آنے کے بعد نبی زاد یوں کے حالات:

محترمہ محمودہ نسreen صاحبہ اپنی کتاب ”ہماری شہزادیاں“ میں لکھتی ہیں:-
 کر بلا کے خونچکاں واقعہ کوفہ و شام کی بحالت اسیری در بدری اور تشہیر نیز دمشق کے قید خانے میں ایک سال تک قید رہنے کے بعد اہلبیت علیہم السلام کا اُٹھا ہوا قافلہ جب اپنے نانا رسول اللہ کے شہر مدینہ منورہ واپس پہنچا تو مردوں میں حضرت امام زین العابدین اور بچوں میں امام محمد باقر باقی رہ گئے تھے ان کے علاوہ صفِ ماتم کی سوگوار مظلوم عورتیں تھیں جو میدانِ کر بلا میں اپنا سب کچھ جناب فاطمہ زہرا کے جگر بند حضرت حسین پر قربان کر کے اور قیدِ یزید کی انتہائی سختیاں برداشت کر کے نہایت خستہ اور ناگفتہ بہ حالت میں اپنے غیر آباد گھر میں داخل ہوئیں۔

ہائے وہ گھر جو کبھی جوانانِ علوی، فاطمی، جعفری اور عقیلی سے بھرا ہوا تھا وہ اب سونا اور ویران نظر آ رہا تھا اس کے در و دیوار سے وحشت و حسرت برس رہی تھی کتبہ موئی بیبیاں۔ غم نصیب بیبیاں، دل شکستہ بیبیاں جو کہ اب اس گھر کی مکین تھیں انہوں نے جس طرح رور و کر اور کر بلا کے خونی واقعہ کو یاد کر کر کے اپنی زندگیوں کو ختم کر دیا۔ شاید دنیا کے کسی خاندان نے ایسی بے کیف اور غم آلود زندگی بسر نہ کی ہوگی۔



وہ گھر جس کے دروازے پر فرشتے بچہ سائی کرتے تھے جہاں اہل ایمان درسِ روحانی حاصل کرنے کے لئے آتے تھے۔ جہاں صبح و شام ”السلام علیکم یا اہل البیت“ کی صدائیں گونجتی تھیں۔ اب اس مکان کا دروازہ بند تھا۔ بنی ہاشم کا محلہ سنسان تھا اور اس پر قبرستان کا سا گمان ہوتا تھا وہ گھر جو علیؑ و فاطمہؑ کا مسکن تھا اور جسے بیت الشرف ہونے کا فخر حاصل تھا وہ اب ویران نظر آ رہا تھا اس گھر کے قدردان اس آستان مبارک کو بوسہ دینے والے اب اس دنیا میں موجود نہ تھے کوئی یہ بھی پوچھنے والا نہ تھا کہ ان غم نصیب فلک ستائی بی بیوں پر کیا گزر رہی ہے۔ امام زین العابدینؑ کس حال میں ہیں۔ کبھی کبھی کوئی مردِ مؤمن تعزیت کے لئے آگیا تو کہرام برپا ہو گیا۔ دلوں کے زخم تازہ ہو گئے کر بلا کا خونِ واقعہ آنکھوں کے آگے آگیا۔ کس کی طاقت ہے کہ اہل حرم کی اس پُرمحن اور دردناک زندگی کا حال بیان کر سکے۔ جس کسی پر غم و الم کے پہاڑ گرے ہوں وہی اسے جان سکتا ہے۔

اس اجڑے گھر کے رہنے والے اب کون ہیں؟ مردوں میں امام زین العابدینؑ اور محمد باقرؑ۔ آنے جانے والوں میں حضرت محمد حنفیہؑ اور جناب عبداللہ بن جعفرؑ۔ بی بیوں میں جناب اُمّ سلمیٰؑ جواب کافی بوڑھی اور ضعیف ہو چکی تھیں اور جناب اُمّ البنینؑ مادرِ حضرت عباسؑ علمدار۔

فلک ستائی اور کر بلا سے واپس آئی ہوئی بی بیوں میں۔ جناب زینبؑ۔ جناب اُمّ کلثومؑ، جناب فاطمہ کبریٰؑ، جناب فاطمہ بنتِ حسنؑ، جناب ربابؑ، جناب اُمّ لیلیٰؑ، جناب اُمّ فروہؑ، جناب رقیہ زوجہ حضرت مسلمؑ، جناب کلثومؑ دختر حضرت زینبؑ، جناب زینب صغریٰؑ زوجہ محمد بن عقیلؑ، حمیدہ بنت مسلمؑ زوجہ جناب عبداللہ اکبر بن جناب مسلم بن عقیلؑ جناب فضتہ وغیرہ۔ ان مخدرات کی تعداد بعض کتب میں ۲۵، بعض میں ۱۹ اور



بعض میں سترہ پائی جاتی ہے ان میں بیوائیں بھی تھیں اور یتیم لڑکیاں بھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان سب نے کئی سال ایک ہی گھر میں رہ کر شہدائے کربلا پر گریہ و زاری کی اور مظلوم کربلا کا پر سہ لیا۔

یہ لکھتے ہوئے کلیجہ منہ کو آتا ہے کہ ان مخدرات نے اپنی اس بے کیف زندگی کے باقی ماندہ ایام کس طرح گزارے مختصر طور پر یہ منظر بھی آپ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تاکہ آپ کو نئی زادیوں کی بیکسی اور لذات دنیا سے نفرت اور بے رخی کا علم ہو جائے۔

واقعہ کربلا نے ان بی بیوں کو اتنا متاثر اور غم آلود کر دیا تھا کہ انہیں سوائے اس مصیبت عظمیٰ کو یاد کر کے آنسو بہانے کے اور کوئی کام اچھا نہ لگتا تھا۔ انہوں نے آنکھوں میں سرمہ لگانا۔ بالوں میں کنگھی کرنا، خوشبو لگانا بالکل ترک کر دیا تھا۔ ٹھنڈا پانی پینا چھوڑ دیا تھا۔ برسوں تک یہ حال رہا کہ جب ان بی بیوں کے سامنے پانی آتا تو کلیجے کٹ جاتے اور کربلا والوں کی پیاس یاد کر کے اتنا روتیں کہ آنسوؤں کے تار بندھ جاتے۔ تقریباً چار پانچ سال کسی نے اس گھر سے دھواں اُٹھنے نہ دیکھا۔ ہاں آہوں کا دھواں ضرور بلند ہوتا تھا۔ تنور روشن کرنے اور روٹیاں پکانے کی ان غم نصیبوں کو فرصت کہاں تھی۔ ان کو تو گریہ و بکا سے ہی فراغت نہ ملتی تھی۔ صرف حفاظت جان کے لئے کسی نہ کسی وقت تھوڑا سا بھٹا ہوا غلہ کھا لیا اور کبھی بازار سے چند روٹیاں منگوا کر ایک ایک ٹکڑا کھا کر اور دو چار گھونٹ پانی پی کر گزرا رہا کیا۔

جناب زینب، جناب اُمّ کلثوم، جناب اُمّ البنین، جناب رباب، جناب اُمّ لیلیٰ، جناب اُمّ فروہ اور جناب رقیہ کا تو یہ حال تھا کہ زیادہ تر دھوپ میں ہی بیٹھی رہتی تھیں اگر کوئی انہیں سایہ میں جانے کے لئے کہتا تو وہ رو رو کر کہتیں۔ آہ! ہمارے وارثوں کی لاشیں تو دھوپ میں پڑی رہیں اور ہم سایہ میں آرام سے بیٹھیں۔ یہ ہم سے نہ ہوگا۔



اس دکھ بھری زندگی نے ان بیویوں کے اجسام کو حد درجہ نحیف و کمزور بنا دیا تھا۔ اُن کے چہروں کی رنگت بدل گئی تھی۔ انہیں آسانی سے پہچانا بھی نہ جاسکتا تھا۔ تمام عمر سیاہ لباس ہی پہنے رکھا۔ اگرچہ ابن زیاد اور عمر سعد کے قتل کے بعد اُن کے سروں کے آنے سے تین سال کے بعد صفِ ماتم اور سوگ بڑھا دیا گیا تھا۔ لیکن ماتمی لباس تا زندگی ان غمزہ مخدرات کے جسم سے جدا نہ ہوا۔ خاندانِ بنی ہاشم میں ہر قسم کی خوشی کی تقاریب عرصہ دراز تک بند رہیں۔ انتہا تو یہ ہے کہ ہنسی کا کیا ذکر ان کے لبوں پر مسکراہٹ تک نہ آتی تھی۔ روتے روتے رخسار تک ان دکھیا بیویوں کے آنسو بہہ بہہ کر گل گئے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ واقعہ کربلا نے اہل حرم کی زندگیوں کا خاتمہ کر دیا تھا۔ انہوں نے اپنے ایامِ زندگی رو دھو کر گزار تو دیئے مگر زندہ درگور ہو کر۔ آہ! یہ ناپائدار اور ناجار دنیا۔ (ہماری شہزادیاں صفحہ ۱۸۳ تا ۱۸۸)

ڈاکٹر زاہد حیدری کتاب ”مخدراتِ اسلام“ میں لکھتے ہیں:-

جب خانوادہٴ رسالتِ مدینہ کے قریب پہنچا اور جنابِ امِ کلثومؓ کی نگاہ دور سے شہر پر پڑی آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور آپ کی زبان سے بے ساختہ اشعار بطور مرثیہ جاری ہوئے۔

جس کے مشہور دو شعر درج ذیل کئے جاتے ہیں:-

مَدِينَةُ جَدِّنَا لَا تَقْبَلِينَا فَبِالْحَسْرَاتِ وَالْأَحْزَانِ جِئْنَا
خَرَجْنَا مِنْكَ وَالْأَهْلِيْنَ جَمْعًا رَجَعْنَا لِرَجَالٍ وَلَا بَنِيْنَا
مرزا دبیر نے اس مفہوم کو یوں ادا کیا ہے:-

تُنا کے آئے ہیں نانا کے سب گھرانے کو
نہ کر قبولِ مدینہ ہمارے آنے کو



آپ کے اس مرثیہ سے اہل بیت رسولؐ میں کہرام برپا ہو گیا۔ اس بین سے زمین و آسمان کانپ اٹھے۔ جب اہل بیت رسولؐ قبر مطہر جناب سیدہ فاطمہ زہراؑ پر پہنچے جناب ام کلثوم نے ایک جگر سوز مرثیہ پڑھا ہر سمت سے واحسینا و احسینا کی صدا بلند تھی روتے روتے ہر ایک پر غشی کا عالم طاری تھا۔ اہل مدینہ خصوصاً بنی ہاشم سر و سینہ پیٹ رہے تھے۔ ایک محشر تھا جو برپا تھا۔ آپ کی وفات کب واقع ہوئی اس کی تحقیق صحیح طور پر نہ ہو سکی۔

اور کسی تاریخ سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ آپ نے مدینہ سے باہر انتقال فرمایا ہو۔ ہر ایک مورخ اس امر پر متفق ہے کہ آپ مدینہ ہی میں دفن ہوئیں۔

سَلَامُ اللّٰهِ عَلَیْهَا وَعَلٰی جَدِّهَا وَأُمِّهَا وَأَبِیْهَا وَأَخَوِیْهَا

(مختصرات اسلام..... صفحہ ۱۹۵۱۳)

ڈاکٹر احمد ہشتی اپنی کتاب ”مثالی خواتین“ میں لکھتے ہیں:-

جب اسیروں کا قافلہ مدینے کے قریب پہنچا تو ام کلثومؑ نے طولانی سفر اور قافلہ کی پُر آشوب روداد اہل مدینہ کو سنائی۔ مدینہ والوں نے شہادت و اسیری کے کم و بیش حالات سنے تھے لیکن اس روداد کو کسی ایسے آدمی سے سننا چاہتے تھے جو روانگی کے وقت سے واپسی تک ساتھ رہا، جس کے سامنے تمام حوادث گزرے ہوں۔

آپ فرماتی ہیں:

نانا کے مدینے! ہمارا آنا قبول نہ کر، بہت رنج و محن کے ساتھ واپس آئے ہیں۔ رسولؐ کو خبر کر دے کہ ہم اپنے بھائی کے غم میں مبتلا ہیں۔ ہمارے مردوں کے جسد سر بریدہ کر بلا میں چھوڑ دیئے گئے ہمارے بیٹوں کے سر قلم کر لئے گئے، ہمارے نانا سے بتادے کہ ہمارا مال و اسباب لوٹ لیا گیا اور ہمیں اسیر کیا گیا۔



اے اللہ کے رسول! آپ کے عزیزوں کے جسد بے گور و کفن کر بلا کی سر زمین پر چھوڑ دیئے گئے۔ اے اللہ کے رسول! حسین کا سر قلم کر لیا گیا اور آپ کی حرمت کا خیال نہ رکھا گیا۔ زینب کو خیمہ سے باہر نکالا گیا اور فاطمہ کو زلایا گیا۔ سیکنہ روتی تھی اور کائنات کے پروردگار سے فریاد رسی کی دعا کرتی تھی، عابد کے ہاتھ پاؤں میں زنجیر پہنائی۔ انھیں قتل کرنا چاہتے تھے۔ یہ ہے ہمارے سفر کی روداد۔ سننے والو! ہمارے حال پر گریہ کرو۔ اس کے بعد اپنی والدہ حضرت فاطمہ زہرا کی قبر پر گئیں اور آہ و گریہ کے ساتھ کہا: اے فاطمہ! کاش آپ دیکھتیں کہ آپ کی بیٹیوں کو قید کر کے کس طرح شہر بہ شہر پھرایا گیا اگر آپ کی عمر وفا کرتی تو اس مصیبت پر آپ قیامت تک روتیں۔ (مثالی خواتین)

﴿۱۱۶﴾... حضرت اُمّ کلثومؓ نانا رسول خدا کے روضے پر:

راوی بیان کرتا ہے کہ جب شہزادی اُمّ کلثوم مدینے میں پہنچی تو مدینے کو دیکھ کر یوں خطاب فرمایا:

اے ہمارے نانا کے مدینہ تو ہم کو قبول نہ کر کیونکہ ہم غم و اندوہ لے کر آئے ہیں اے مدینہ! رسول خدا کی خدمت میں ہماری طرف سے عرض کر کہ ہم اپنے والد بزرگوار کی مصیبت میں گرفتار ہوئے۔ اے مدینہ ہمارے مرد کر بلا میں بے سر پڑے ہیں اور فرزند ہمارے ذبح ہو گئے۔ ہمارے جد کو خبر کر کہ ہم گرفتار کر کے قیدی بنائے گئے اور اے خدا کے رسول! آپ کا خاندان کر بلا میں بے گور و کفن پڑا ہے ان کے لباس تک چھین لئے گئے اور حسین کو شہید کیا اور آپ کی رعایت ہمارے باب میں نہ کی۔ اے رسول اللہ! پردہ و حجاب کے بعد یہ نوبت پہنچی کہ لوگ ہمارے تماشے کے لئے آئے۔ یا رسول اللہ! آپ ہماری حفاظت و نگہداشت فرماتے تھے آپ کے بعد دشمنوں نے ہم پر هجوم کیا ہے۔ اے فاطمہ کاش آپ اپنی بیٹیوں کو دیکھتیں کہ کس طرح شہر بہ شہر اسیر کر کے



پھر ائی گئی۔ اے فاطمہ کاش آپ دیکھتیں کہ راتوں کو بیداری نے ہم کو اندھا کر دیا ہے۔ اے فاطمہ جو مصائب ہم نے دشمنوں کے ہاتھوں برداشت کئے ہیں ان مظالم سے کہیں سوائیں۔ جو آپ نے اپنے دشمنوں سے اٹھائے تھے۔ اے فاطمہ اگر آپ زندہ ہوتیں تو ہماری حالت دیکھ کر قیامت تک روتیں اور نوحہ کرتیں۔ ذرا جنت البقیع میں جا کر فرزند حبیب خدا کو پکارو اور کہو چچا آپ کا ماں جایا آپ سے بہت دور کر بلا کی ریگ پر بغیر سر کے آرام کر رہا ہے۔ جس پر پرندے و درندے نوحہ و بکا کرتے ہیں۔ اے آقا! کاش کہ آپ وہ منظر دیکھتے جب کہ بے یار و مددگار اہل حرم کو شتران بے کجاوہ پر تشہیر کیا جا رہا تھا۔ اس وقت آپ اپنے عیال و اطفال کو سر برہند دیکھتے۔ اے ہمارے نانا کے مدینے! اب ہم تجھ میں رہنے کے قابل نہیں رہے کیونکہ بڑے رنج و غم لے کر آئے ہیں۔ جب ہم تجھ سے نکلے تھے تو تمام اہل و عیال و اطفال کے ساتھ نکلے تھے، اور اب جو پلٹے ہیں تو نہ مردوں کا سایہ ہمارے سروں پر ہے نہ بچے ہماری گودیوں میں ہیں۔ مدینے سے نکلتے وقت ہم سب اکٹھا ہو کر نکلے تھے لیکن جب پلٹے تو سر برہند ہو چکے تھے۔ ہماری چادریں جھیننی جا چکی تھیں۔ مدینے سے نکلتے وقت ہم اللہ کی امان میں تھے جب پلٹے تو خائف و ترساں ہیں۔ جب ہم نکلے تھے ہمارا والی و وارث حسین ہمارے سر پر موجود تھے اور اب ان کو کر بلا میں دفن کر کے آ رہے ہیں۔ ہم وہ ہیں جن کو شتران برہند پر در پھرایا گیا۔ ہم یسین و طہ کی بیٹیاں ہیں۔ ہم اپنے باپ کی نوحہ گر ہیں۔ ہم وہ پاکیزہ مخدرات ہیں جن کی طہارت پر قرآن نازاں ہے۔ ہم خالص برگزیدہ ہیں۔ ہم بلاؤں پر صبر کرنے والے ہیں۔ ہم صدق و صفا والے ہیں۔ اے نانا آپ کی اُمت نے حسین کو مار ڈالا اور آپ کی کوئی رعایت نہ کی۔ اے نانا دشمن اپنی مراد کو پہنچ گئے اور ہمارے بارے میں انہوں نے اپنی شقاوت کی انتہا کر دی۔ انہوں نے اپنی



عورتوں کی بے حرمتی کی اور یہ ظلم و قہر کہ اُنہوں نے زمین کو خیمے سے باہر نکالا فاطمہؑ گریاں ہیں۔ سیکندہ سوزشِ غم سے فریاد کنتاں تھی اور پروردگار عالم کو مدد کے لئے پکار رہی تھی اور سید سجادؑ کے قتل کا ارادہ کیا ان مرنے والوں کے بعد زندگی دنیا پر خاک ہے۔ کیونکہ اسی دنیا کا رن ہم کو موت کا جام پلایا گیا ہے یہ ہے ہماری داستانِ غم اور میری شرح حال اے سننے والو! ہم پر گریہ دہکا کرو۔

(بخارالانوار جلد ۲، باب ۲ صفحہ ۸۴، مظلومہ کربلا صفحہ ۳۸۹، سیرت جناب فاطمہؑ از ہر صفحہ ۳۲۲)

ان اشعار مرثیہ کے تاثرات جو ساکنانِ مدینہ پر طاری ہوئے اور ان کا اندازہ لگانا محال ہے اس جگر خراش، دل سوز کلام کو سن کر اہل مدینہ کے دل پگھل گئے۔ شرب کی مقدس سرزمین لرز اٹھی، مدینے کے درو دیوار سے رونے کی صدائیں بلند ہوئیں اس کے بعد یہ لٹا ہوا قافلہ روضہ رسولؐ پر پہنچا شہزادی اُمّ کلثومؑ نے نانا سے اپنی داستانِ غم بیان کی ماں سے اُمت کے مظالم بیان کئے۔ کربلا و کوفہ و شام کی داستانِ غم بیان کی جب یہ لٹا ہوا قافلہ محلّہ بنی ہاشم میں آیا۔ بند حجروں کو دیکھا ہر شہید کی یاد تازہ ہو گئی۔ اس اجڑے گھر میں ایک کبرام برپا تھا۔ جنابِ زینبؑ و کلثومؑ کی صورتیں پہچانی نہیں جاتی تھیں۔ آہ کس زبان سے کہوں کہ آئندہ اہلِ حرم نے اپنی دردناک زندگی کے دن کس طرح گزارے نہ کسی کے لب پر ہنسی آئی نہ سوائے ذکرِ کربلا کسی سے کوئی بات کی کبھی کسی نے ٹھنڈا پانی پیتے نہ دیکھا، آنکھوں میں سرمہ نہ لگایا، کسی نے کنگھی نہ کی لباس کے بدلنے کی خواہش نہ کی گھر کا دروازہ بند رہتا۔ (مجالسِ خواتین صفحہ ۱۸۶، بخدات اسلام صفحہ ۱۸)

﴿۱۱۷﴾... حضرت اُمّ کلثومؑ نے نانا کو پرسہ دیا:

راوی کہتا ہے کہ تمام مرد و زن مدینہ میں امام حسین علیہ السلام کی مصیبت پر نوحہ و ماتم کرتے تھے یہاں تک کہ پندرہ دن تک ماتم و عزاء اُس مظلوم کا پیار ہا آہ یہ حال تو اہل



مدینہ کا تھا اور اہل بیت رسالت تو مدتِ العمر اس غم میں رویا کیے

وَأَقْبَلْتُ أُمَّ كَلْثُومٍ إِلَى مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ بِأَكْيَةِ الْعَيْنَيْنِ حَزِينَةً الْقَلْبِ
فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا جَدَاهُ إِنِّي نَاعِيَةٌ إِلَيْكَ بِوَكْدِكَ الْحُسَيْنِ

غرضیکہ جب اہل بیت رسالت قریبِ روضہ اقدس کے پہنچے تو اُس وقت جناب
اُمّ کلثوم طرفِ مسجد رسول خدا کے متوجہ ہوئیں۔ اس طرح سے کہ آنکھوں سے آنسو
جاری تھے اور نہایت حزین اور اندوہناک تھیں پس قبرِ انور اُن حضرت کی طرف خطاب
کر کے عرض کی کہ سلام ہو آپ پر اے جدِ بزرگوار میں خبر مرگ سنانے آئی ہوں اور
پُر سادیقی ہوں آپ کو آپ کے فرزند امام حسین علیہ السلام کا آہ وہ پارہ جگر آپ کا دست
ظلمِ اشقیائے امت سے صحرائے کربلا میں تشنہ لب شہید ہوا۔

قَالَ فَحَنَّ الْقَبْرُ حَنِينًا عَالِيًا وَضَحَبَتِ النَّاسُ بِالْبُكَاءِ وَالنَّحِيبِ
راوی کہتا ہے کہ اُس وقت قبرِ مطہر رسول خدا سے آواز رونے کی بلند ہوئی یہ سن کر
سب لوگ فریاد کرنے لگے اور شدت روتے تھے۔

﴿۱۱۸﴾... اُمّ کلثومؓ ماںِ فاطمہؓ زہراؓ کے مزار پر:

اس کے بعد جنابِ زینبؓ عالیہ اور جنابِ اُمّ کلثومؓ اپنی ماںِ فاطمہؓ زہراؓ کے مزار پر
آئیں اور شہزادیِ زینبؓ نے فرمایا:-

يَا امَاة رَجَعْنَا وَقُلُوبُنَا مَقْرُوحَةٌ وَجَفُونَا مِنَ الْبُكَاءِ مَجْرُوحَةٌ وَرَجَلَانَا
مَقْتُولَةٌ وَأَمْوَالُنَا مَنْهُوبَةٌ

اے اماں ہم واپس آ گئے ہیں اور ہمارے دل کربلا و شام کے صدمات سے زخمی
ہیں اور ہماری آنکھیں رورو کر زخمی ہو چکی ہیں اور ہمارے مرد قتل ہو گئے ہیں اور ہمارے
مال لوٹ لئے گئے ہیں۔



صاحب ریاض القدس نے لکھا ہے کہ جناب زینب عالیہ نے امام حسینؑ کی خون سے بھری قمیص قبر مادر پر رکھ دی اور فرمایا اے امی جان میں تمہارے حسینؑ کو ساتھ لے کر گئی تھی مگر افسوس کہ ان کے لاش کو کربلا میں چھوڑ آئی ہوں ہاں اپنے بھائی کی ایک نشانی لائی ہوں پس بی بی نے چادر کو نیچے ہاتھ ڈالا اور خون آلود قمیص نکال کر قبر پر رکھ دی اچانک قبر پھٹی اور ایک ہاتھ نکلا اور قمیص کو لے کر قبر میں غائب ہو گیا۔

صاحب ریاض القدس لکھتے ہیں کہ فطرتاً ہی اپنے دل کے تمام راز اپنی ماں کو بتلاتی ہے جونہی شہزادی کی نگاہ اماں کی قبر پر پڑی بی بی نے اپنے آپ کو قبر پر گرادیا اور اپنے دردناک مصائب و آلام ماں کی قبر پر بیان کر دیئے۔

اس کے بعد جناب اُم کلثومؑ نے اس طرح ماں سے خطاب کیا:-

افاطم مالقیمت من عداک والا قیراط مما قد لقینا
 افاطم لو نظرت الی البسایا یناتک فی البلاد مشینا
 افاطم لو نظرت الی الینامی ولو ابصرت زین العابدینا
 ولداعت حیاتک ولم تنزالی الی یوم القیامة تندبین
 اے اماں زہراؑ آپ کو بھی دشمنوں سے صدمات پہنچے تھے مگر ہمارے صدمات اور مصائب آپ پر واقع ہونے والے مصائب سے کئی حصے زیادہ ہیں۔

اے اماں زہراؑ کاش کہ آپ دیکھتیں جب کہ آپ کی بیٹیاں قید ہو کر شہر شہر بازاروں اور درباروں میں پھرائی جا رہی تھیں۔

اے فاطمہؑ کاش کہ آپ یتیموں کو دیکھتیں اور امام زین العابدینؑ کو دیکھتیں۔
 اگر آپ کی زندگی ہمیشہ رہتی تو آپ ہمارے مصائب پر قیامت تک آنسو بہاتیں۔



﴿۱۱۹﴾... اس کے بعد شہزادیاں امام حسنؑ کے مزار پر آئیں:

تمام مورخین لکھتے ہیں کہ پندرہ روز تک مدینے میں ماتم قائم رہا۔ اور حضرت اُمّ کلثومؑ نے فرمایا، بخدا ہمارے پاس کوئی چیز نہیں رہی جو ہم اس کو دیں صرف چند زیورات باقی ہیں۔ بی بی نے دو نگین، دو بازو بندی بی کے اپنے زیور تھے کینر کے ذریعے بھجوائے اور فرمایا اگر ہمارے پاس اس سے زیادہ ہوتا تو بھی ہم ضرور دے دیتیں مگر نعمان نے یہ قبول نہ کئے اور کہا کہ میں نے تو صرف خوشنودی خدا کے لئے ایسا کیا ہے۔ اس کے لئے میرے لئے دعائے مغفرت کریں اور قیامت کے دن مجھ کو فراموش نہ کریں۔

علامہ محمد علی کاظمینی صاحب کتاب لسان الواعظین اپنی دوسری تصنیف سرور المؤمنین میں لکھتے ہیں کہ بشر نے جب زینب عالیہ کی خدمت میں گزارش کی کہ مجھ کو کوئی ایسی چیز عطا فرمائیے جو میرے لئے باعث نجات ہو بی بی نے ایک خون سے بھرا ہوا رومال دے دیا۔ جس پر شگاف پڑے تھے اور فرمایا یہ وہی رومال جو شہزادہ علی اصغرؑ کی گردن میں بندھا ہوا تھا مگر جب ان کی گردن پر تیرا لگا تو یہ تیر کی وجہ سے پھٹ گیا اور خون سے بھر گیا۔

﴿۱۲۰﴾... رستی کے نشان:

بعض معتبر مقاتل سے نقل ہے کہ جناب زینب عالیہ کے بازوؤں پر ابھی تک رسیوں کے نشان باقی تھے جب شہزادی محمد بن حنفیہ سے ملیں تو ہاتھوں کو چھپا لیا جب مدینہ کی عورتیں آپ کے ہاتھوں پر بوسہ دینے کی کوشش کرتی تھیں تو آپ ہاتھوں کو چھپا لیتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ میرے ہاتھ بوسہ کے قابل نہیں ہیں۔ بعد میں جب آپ کی کلائیوں پر یہ نشانات دیکھے گئے تو معلوم ہوا کہ اسی وجہ سے بی بی ہاتھوں کو چھپا لیا کرتی تھیں۔ (مجموعہ تارہ... ص ۳۹ جلد ۲)



﴿۱۲۱﴾... مدینے کے اُجڑے مکان:

جب شہزادیاں مزارات سے فارغ ہو کر گھروں میں تشریف لائیں تو ان گھروں کو خالی اور سنسان پایا جو پہلے امام حسینؑ اور جناب عباس علی اکبرؑ جیسے جلیل القدر شہزادوں کی بدولت آباد تھے جہاں سے تلاوت قرآن کی صدائیں سنائی دیتی تھیں مگر آج خاک اُڑتی ہوئی نظر آئی اور تمام دکھیا ری شہزادیوں کے رنج و الم کے داغ پھر سے ہرے ہو گئے مورخین کی ایک جماعت نے اپنی کتاب مقاتل میں لکھا ہے کہ اسی اثناء میں ایک حجرے سے جناب اُم سلمہ اُم المومنین روتی ہوئی برآمد ہوئیں اور ان کے ایک ہاتھ میں وہ شیشی تھی جس میں خاک و خون سے تبدیل ہوئی تھی اور دوسرے ہاتھ میں امام مظلومؑ کی دختر بیمار جناب فاطمہ صغریٰ تھیں ایک دوسرے سے گلے ملیں اور بہت گریہ و زاری ہوئی۔ (معالی السطین، الدمعۃ الساکبہ)

صاحب ناسخ نے لکھا ہے کہ جب جناب عباسؑ کی والدہ گرامی اُم البنینؑ کو قافلہ کی آمد کا علم ہوا تو وہ بھی تشریف لائیں اور آتے ہی بجائے اپنے لخت جگر کے فاطمہ کے لخت جگر امام حسینؑ کے متعلق دریافت کیا چونکہ حضرت اُم البنینؑ کو جناب عباسؑ کی بجائے امام حسینؑ سے والہانہ محبت تھی (ناسخ التواریخ، مسافرہ شام... ص ۳۳۷، ۳۳۸)

جب حضرت امام زین العابدینؑ، حضرت زینبؑ اور حضرت اُم کلثومؑ اپنے عزیزوں کے مکانات میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ وہ زبانِ حال سے نوحہ کر رہے ہیں اور اس ماں کی طرح جس کی گود اُجڑ جائے اور گود خالی ہو جائے، اپنے مکینوں کے لئے رورہے ہیں اور یہ بین کر رہے ہیں اے آنے والو! تم نے ہمارے مکینوں کو کہاں چھوڑا؟ رونے میں ہمارا ساتھ دو اور ماتم میں ہمارے شریک ہو جاؤ ان کی جدائی نے ہم کو گھلادیا اور ان کے کریمانہ اخلاق کی یاد نے ہماری آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا بہا



دیا۔ انہیں سے رات بھر ہماری دلچسپی تھی۔ وہی ہمارے اندھیرے کے اندر چراغ تھے ان کے ہوتے ہوئے ہمیں سورج و چاند کی ضرورت نہ تھی۔ انہیں کے دم سے ہم اشرف تھے، انہیں کی قوت سے ہم کو قوت حاصل تھی، انہیں کی بدولت ہماری زینت تھی اور انہیں کی عطا و سخا سے مالا مال ہونے کے سبب خلقت کی نظروں میں ہماری عزت تھی۔ انہیں کی عبادت و مناجات سحری سے ہم مسجدیں بن گئے تھے۔ انہیں کے صدقہ میں خدا نے ہم کو اپنے اسرار اور احکام کے اُترنے کی جگہ قرار دیا تھا، آج ان کے نہ ہونے سے ہم ویران پڑے ہیں۔ کل تک ان کے دم سے آباد تھے اور گلزار بنے ہوئے تھے ہم سراپا سعادت تھے، ہر بلا سے محفوظ تھے نحوست کا نام نہ تھا۔ زبانوں پر ہماری رفعت و شوکت کے چرچے تھے اور انہیں وجوہ سے ہم دنیا کے تمام قصروں اور محلوں پر فخر کرتے تھے، ہمارے ہی دروازوں سے گراہوں کو ہدایت نصیب ہوتی تھی۔ زمانہ ہماری آبادی اور خوشحالی نہ دیکھ سکا اور موت نے آخر ان کو ہم سے چھین لیا۔ مدینہ سے ان کو نکالا گیا اور وہ آوارہ وطن ہو کر دشمنوں کے زعمہ میں گھر گئے۔ پھر ان نازنین جسموں پر تیر و تلوار کے وار ہونے لگے اور ہر عضو کے کٹنے کے ساتھ خوبیاں مٹنے لگیں۔ انگشت مبارک کے قطع ہو جانے سے تسبیح خدا میں فرق آ گیا، ہاتھ کٹتے ہی دنیا سے جود و کرم اُٹھ گیا زبان بند ہوتے ہی وعظ و نصیحت کا خاتمہ ہو گیا، سر کٹتے ہی اسلامی دنیا سے سرداری رخصت ہو گئی، بہتر گھنٹے کی بھوک اور پیاس میں گردن کی رگیں کٹتے ہی دنیا کی نعمتوں سے برکت جاتی رہی، حسین علیہ السلام قتل ہو گئے تو اسلام نے جامع شریعت کی نقش پر رو کر یہ بین کئے۔

کس قدر خداوند تعالیٰ کے اخلاق کا مظہر تھی وہ ہستی جس کا خون ظالموں نے کربلا میں گھیر کر ناحق بہا دیا کس درجہ اوصاف انبیاء کی جامع تھی وہ ذات جس کو مسلمانوں نے



خاک میں ملادیا، افسوس باعث ایجاد عالم کا نواسہ تین دن کا بھوکا پیاسا قتل ہو جائے اور اُمت کو آنسو بہانے سے بھی دریغ ہو اور روئے تو کون بے زبان مکانِ مدینہ کے چشیل میدان، مسجد کی محرابیں، سنت اور واجب نمازیں، مدینہ والو! کربلا میں رسولِ خدا کا گھر اجڑ گیا عالم میں تہلکہ پڑ گیا، مگر تمہیں مطلق خبر نہیں، اپنی اس بے خبری کا اگر تم کو کچھ بھی احساس ہو جائے تو تمہاری آنکھوں میں خونِ منظر کا وہ نقشہ پھر جائے جو تمہارے دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور ہمیشہ کے لئے حزن و ملال میں مبتلا کر دے بلاؤں نے ہم کو گھیر لیا اور دشمنوں کو ہم پر ہنسنے کا موقع ہاتھ آ گیا۔ کاش! ہم اپنے آقا کی تربت پر پہنچ سکتے یا ہم ان کی تربت بن جاتے بلکہ ہم اگر انسان ہوتے تو ان پر یہ ظلم ہونے ہی نہ دیتے اور وفاداری و خدمت گزاری کا حق ادا کر دیتے ہائے ہمارا کوئی ارمان نہ نکلا اور اب حشر تک ہمارے لئے ان کی جدائی کا صدمہ اٹھانا ہے۔

ان مکانات پر جب ابنِ قتیبہ کا گزر ہوا تو وہ بے قرار ہو گئے اور رو رو کر کہنے لگے ”افسوس ان گھروں میں کل تک تو بڑی چہل پہل تھی آج یہ ویران پڑے ہیں خدایا! جس طرح مسلمانوں نے تیرے نبیؐ کا گھر اجڑا ہے اسی طرح تو دشمن کا گھر بھی اجڑا لے واضح رہے کہ اصل فتح تو حسین اور اصحابِ حسینؑ نے ہی تین دن کی بھوک اور پیاس میں قتل ہو کر حاصل کی ہے اور اسی فتح سے انہوں نے تمام عالم کو مسخر کر لیا رونا تو اس بات کا ہے کہ آلِ رسولؐ جو ہر مظلوم کی فریاد کو پہنچا کرتے تھے جب وہ خود زعماءِ اعدا میں گھر گئے تو ان کی فریاد کو کوئی بھی نہ پہنچا حسینؑ کے غم میں سورج کو گہن لگ گیا زمین لرز گئی اور ملکوں میں قحط پڑ گیا تعجب ہے کہ قاتل کا ہاتھ مظلوم کر بلا کیونکر اٹھا اور اس بے رحم نے کیونکر فرزندِ رسولؐ جگر گوشہ علیؑ و بتول پر تلوار چلائی۔ کاش کہ وہ ہاتھ جو مظلوم کر بلا پر وار کرنے کے لئے اٹھائل ہو جاتا (مقتلِ لبوف..... از سید علامہ ابن طاووس،



منتخب طریقی.... از علامہ فخر الدین طریقی نجفی، (جامع التواریخ.... جلد دوم... ص ۱۲۲ تا ۱۲۳)

﴿۱۲۲﴾... مدینے کی خواتین شہزادیوں کی قدمبوسی کو آئیں ہیں:

ایک روایت میں وارد ہوا ہے جب اہل بیت عصمت و طہارت قید غربت و مصیبت سے رہائی پا کر وارد مدینہ طیبہ ہوئے اور خواتین شہر مطلع ہوئیں کہ نور دیدہ رسول و راحت جان علی و بتول خواہر امام تشنہ لب جناب زینب تشریف لائی ہیں جس عورت نے جہاں سے سنا جس حالت میں تھی چھوڑ کر فوراً دولت سرائے جناب رسالت میں حاضر ہوئی اور بہ اشتیاق تمام خدمت جناب زینب و اُمّ کلثومؓ میں حاضر ہو کر آداب خدمت بجالائی کسی نے سر تسلیم خم کیا کسی نے قدم لئے کسی نے دست حق پرست کو آنکھوں سے لگانے کا قصد کیا راوی کہتا ہے کہ جب عورات مدینہ نے چاہا کہ جناب زینب کے ہاتھوں کو بوسہ دیں اُس وقت اُس خدومہ نے اپنے دست مبارک کو زیر چادر چھپا لیا اور روکے فرمایا اب میں اس قابل نہ رہی کہ تم لوگ دست بوسی کرو فاطمہ صغریٰ فرماتی ہیں میں نے بہ لجاجت تمام دست مبارک اپنی پھوپھی کے آنکھوں سے لگائے دیکھا دونوں ہاتھ میری پھوپھی کے نیلے ہیں اور ریسمان ظلم کا نشان نمایاں ہیں اُس وقت سمجھی کہ میری عمہ عالی مقدار نے اسی وجہ سے اپنے ہاتھ زنانہ مدینہ سے پوشیدہ کئے تھے۔ (بحوالہ نمہ.... جلد ۳.... ص ۷۸۶)

﴿۱۲۳﴾... قاتلانِ حسینؑ کے انجام کے بعد حضرت زینبؑ

اور حضرت اُمّ کلثومؓ کی وفات ہوئی تھی:-

حضرت مختار نے جب قاتلانِ حسینؑ کو گرفتار کیا اُن میں سے جن ظالموں نے حضرت امام حسینؑ کی لاش پر گھوڑے دوڑائے تھے اور آپ کا سر کاٹا تھا، آپ کا پیرا ہن



لوٹا تھا۔ جن ظالموں نے حضرت علی اکبرؑ، حضرت عباسؑ اور حضرت قاسمؑ کو قتل کیا تھا، جن ظالموں نے شہزادی زینبؑ اور حضرت اُمّ کلثومؑ کے خیموں کو جلایا تھا اور شہزادیوں کی چادریں لوٹی تھیں انھیں چُن چُن کر قتل کیا ابن زیاد جس نے اپنے دربار میں شہزادیوں کو قیدی بنا کر اذیت دی تھی اُس کو سخت سزا دے کر قتل کیا اور ان قاتلوں کے سر محمد حنفیہ کی خدمت میں روانہ کئے۔

حضرت محمد حنفیہ نے سجدہ شکر کرنے اور حضرت مختار و ابراہیم کو دعائیں دینے کے بعد ابن زیاد، عمر سعد، حصین بن نمیر اور شمر ذی الجوشن وغیرہم کے سر کو حضرت امام زین العابدینؑ کی خدمت میں ارسال فرمایا:

حضرت امام زین العابدینؑ کی خدمت میں جس وقت ابن زیاد وغیرہ کا سر پہنچا اور آپ کی نگاہ ان سروں پر پڑی آپ نے فوراً سجدہ شکر کے لئے اپنی پیشانی جھکا دی اور خدا کی بارگاہ میں آپ عرض پرداز ہوئے:- الحمد للہ الذی ادرک لی ثاری من عدوی

تمام تعریفیں اُس خدا کے لئے ہیں جس نے ہمارے دشمنوں سے دنیا میں فی الجملہ بدلہ لینے کی مختار کو توفیق عطا فرمائی۔ (رجال کشی، دمعہ الساکبہ، نور الابصار، مجالس المؤمنین، اخذ الثار، ابو مخنف، اسرار اللغات)

پھر سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد آپ نے فرمایا، جز اللہ المختار خیراً کہ خداوند عالم مختار کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے پوری جانفشانی اور مشقت سے ہمارے دشمنوں کو قتل کیا، علامہ ابن نما کا بیان ہے کہ جس وقت ابن زیاد کا سر امام زین العابدینؑ کی خدمت میں پہنچا اُس وقت آپ ناشتہ فرما رہے تھے۔ آپ نے فوراً سجدہ شکر ادا کر کے حضرت مختار کو دعا دی۔ (ذوب البهار، کشف الغمہ، واخذ الثار)



مختار نے ابن زیاد کا سر حضرت امام زین العابدینؑ کی خدمت میں بھیج دیا جس وقت سر پہنچا آپ کھانا تناول فرما رہے تھے (عقد فرید..... ج ۲)

علماء مورخین کا بیان ہے کہ حضرت امام زین العابدینؑ نے سجدہ شکر سے سر اٹھانے کے بعد مختار و ابراہیم کو دعا دی اور فرمایا کہ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے میری وہ دعا قبول فرمائی جو میں نے دربار کوفہ میں کی تھی، آپ نے فرمایا کہ جس وقت فرزند رسول حضرت امام حسینؑ کا سر مبارک طشت طلا میں رکھا ہوا تھا اس وقت یہ ابن زیاد ملعون ناشتہ کر رہا تھا۔ میں نے اس وقت دعا کی تھی۔

”اللَّهُمَّ لَا تَهْتِنِي حَتَّى تَرِيَنِي رَأْسَ ابْنِ زِيَادٍ“

خدا یا مجھے اس وقت تک موت نہ دے جب تک مجھے ابن زیاد کا سر کٹا ہوا نہ دکھا دے (اصدق الاخبار، اخذ الآثار، نور الابصار، مجالس المؤمنین)

علامہ مجلسی تحریر فرماتے ہیں کہ قتل ابن زیاد سے تین سال قبل حضرت امام زین العابدینؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا تھا کہ وہ زمانہ قریب ہے کہ مختار ابن عبیدہ ثقفی ابن زیاد جیسے ملعون کا سر کاٹ کر میرے پاس بھیجیں گے اور جس وقت وہ سر میرے پاس پہنچے گا میں اس وقت اپنے اصحاب کے ہمراہ ناشتہ کر رہا ہوں گا، پھر جب وہ زمانہ قریب آیا جس کا حوالہ حضرت نے دیا تھا تو بہت سے اصحاب آپ کی خدمت میں جمع ہو گئے اور وہ لوگ اس وقت کا انتظار کرنے لگے جس وقت سر ابن زیاد بقول امامؑ آنے کا یقین تھا۔ ایک دن ناشتہ کا کھانا کھاتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ فلاں تاریخ اور فلاں دن ابن زیاد وغیرہ کا سر میرے پاس پہنچ جائے گا۔

جب وہ دن آیا اور حضرت تعقیب نماز صبح سے فارغ ہوئے تو آپ کے اصحاب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ان لوگوں کے لئے ناشتہ طلب فرمایا جو نبی



ناشتہ لا کر رکھا گیا وہ سر جن کا آپ نے حوالہ دیا تھا لائے گئے، آپ کی نگاہ جیسے ہی اُن سروں پر پڑی آپ فوراً خداوند عالم کا شکر ادا کرنے کے لئے سجدہ میں چلے گئے، پھر سر اٹھانے کے بعد آپ نے فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے دنیا سے اب تک نہ اٹھایا تھا کہ میں نے آج ان ملعونوں کا سر دیکھ لیا، اس کے بعد آپ بار بار اُن سروں کی طرف دیکھنے لگے اور انتہائی خوشی کی حالت میں بار بار حمدِ خدا کرنے لگے، آپ کا دستور تھا کہ ناشتہ کے بعد آخر میں آپ اپنے مہمانوں کے لئے حلوہ منگوا کر تے تھے، اصحاب ناشتہ کرنے کے بعد اس اُمید میں تھے کہ اب حلوہ لایا جائے گا، لیکن حضرت حلوہ منگوانے کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ کیونکہ آپ اُن سروں کو دیکھنے میں مشغول تھے جب مہمانوں کو حلوہ نہ ملا تو ان میں سے کسی نے درخواست کی اور حضرت کی بارگاہ میں حلوہ کی یاد دہانی کرائی، آپ نے فرمایا کہ اے میرے اصحاب آج حلوہ کیا مانگ رہے ہو، ارے اس وقت ان سر ہائے دشمنانِ خدا کے دیکھنے سے زیادہ اور کون سا حلوہ شیریں ہوگا، اے میرے اصحاب:-

لَا تَزِيدُ حُلُوهَا حُلًى مِّنْ نَّظَرِنَا إِلَىٰ هَذِهِ الرَّاسِ

میں ان دونوں سروں کے دیکھنے سے زیادہ کسی حلوے میں شیرینی اور لذت نہیں پاتا

(جلاء العیون، بحار الانوار... ج ۱۰)

بالآخر وہ سر ایک روایت کی بنا پر جلا ڈالے گئے اور ایک روایت کی بنا پر اسے شہر کی کسی گھاٹی میں ڈال دیا گیا (بحار الانوار... ج ۱۰)، علامہ سروی کا بیان ہے کہ ان سروں کے لئے حضرت محمد حنفیہ نے حکم دیا کہ انہیں نمایاں جگہ پر آویزاں کر دیا جائے۔

(روضۃ الصفا)

سروں کے پہنچنے کے بعد حضرت امام زین العابدینؑ انتہائی مسرت کے عالم میں



داخل خانہ ہوئے اور آپ نے اپنی مختار رات عصمت و طہارت کو حکم دیا کہ اب غم کا لباس اُتار دو آنکھوں میں سرمہ لگانا اور سروں میں تیل ڈالنا شروع کر دو۔ چنانچہ مختار رات عصمت و طہارت نے غم کے کپڑے بدل ڈالے اور آنکھوں میں سرمہ لگانا، سروں میں تیل ڈالنا شروع کر دیا، حضرت امام جعفر صادق ارشاد فرماتے ہیں کہ واقعہ کربلا کے بعد سے ہماری عورتوں نے اس وقت تک نہ سر میں تیل ڈالا تھا نہ خضاب کیا تھا نہ آنکھوں میں سرمہ لگایا تھا نہ گھر میں چولہا روشن کیا تھا جب تک ابن زیاد قتل نہیں ہو گیا۔ حضرت فاطمہ بنت امیر المومنین کا بیان ہے کہ ہم لوگوں نے اس دن سر میں تیل ڈالا، بالوں میں کنگھی کیا، آنکھوں میں سرمہ لگایا، بالوں میں خضاب کیا اور گھر میں چولہا جلایا جس دس مختار بن ابی عبیدہ ثقفی نے ابن زیاد وغیرہ کا سر حضرت امام زین العابدین کے پاس ارسال کیا تھا۔ روایت کے عیون الفاظ یہ ہیں:-

”مرزبانی اپنے اسناد سے بیان کرتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ کسی ہاشمیہ نے اُس وقت تک سرمہ نہیں لگایا اور خضاب نہیں کیا گھر میں چولہا نہیں جلایا جب تک ابن زیاد قتل نہیں ہو گیا اور یہ سلسلہ واقعہ کربلا کے بعد پانچ گھنٹوں کے گزرنے تک جاری رہا۔“

یہی بن ابی راشد کا بیان ہے کہ حضرت فاطمہ بنت علی نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تک مختار نے ابن زیاد کا سر نہیں بھیجا اُس وقت تک ہم میں سے کسی عورت نے نہ کوئی خوشی منائی ہے نہ آنکھوں میں سلانی پھیری ہے نہ بالوں میں کنگھی کی ہے۔

(دمعة الساکبة، صدق الاخبار، مجالس المومنین، نور الابصار، جلاء العیون، ذوب النصار، رجال کشی)
علامہ ابو عمر محمد بن عمر بن عبد العزیز الکشی تحریر فرماتے ہیں کہ ابن زیاد کے سر کے ہمراہ عمر بن سعد اور بہت سے قاتلان حسین کے سر حضرت امام زین العابدین کی



خدمت میں بھیجے گئے تھے (رجال کشی)

علامہ مجلسی تحریر فرماتے ہیں کہ ابن زیاد کے سر کے ہمراہ عمر سعد کا بھی سر تھا (جلاء العیون، بحار الانوار... ج ۱۰) علامہ ابن نما تحریر فرماتے ہیں کہ عمر سعد کا سر دیکھ کر حضرت محمد حنفیہ نے سجدہ شکر ادا کرنے کے بعد دونوں ہاتھوں کو بلند کرتے ہوئے کہا

اللّٰهُمَّ لَا تُنْسِ هَذَا الْيَوْمَ لِلْمُخْتَارِ

خدا یا اس دن کو مختار کے لئے فراموش نہ فرمانا اور انہیں اہل بیت رسول کی طرف سے جزائے خیر عنایت فرما۔ (ذوب البھار)

مذکورہ روایت اور تاریخی شواہد سے دو باتوں کا ثبوت ملتا ہے، ایک تو یہ کہ جس تاریخ کو ابن زیاد، عمر سعد اور دیگر ملائین کے سر حضرت امام زین العابدین کی خدمت میں پہنچے تھے اُس دن خوشی منانی چاہیئے، تحفۃ العوام مصدقہ علماء کرام مطبوعہ نظامی پریس لکھنؤ کے صفحہ ۶۸ میں نويس ربیع الاول کو بحوالہ سرکار ناصر الملت علی اللہ مقامہ قتل عمر سعد و عید شجاع مرقوم ہے، دوسرے یہ کہ قید خانہ شام سے اہل بیت حسینی ۶۲ھ میں رہا ہو کر کر بلا پہنچے تھے، کیونکہ مدینہ پہنچنے کے بعد سے پانچ حج کے گزرنے کے بعد ربیع الاول ۶۷ھ ہجری میں مندرات عصمت نے ظاہری سوگ بڑھایا تھا۔

حضرت زینب اور حضرت اُمّ کلثوم نے جب قاتلوں کے سر دیکھ لئے اس کے بعد ۶۷ھ ہجری میں حضرت زینب کی وفات ہے۔ حضرت اُمّ کلثوم کی وفات ۸۰ھ ہجری میں ہوئی۔ پروردگار عالم کی مشیت تھی کہ شہزادیاں ظالموں کا انجام دیکھیں پھر دنیا سے رخصت ہوں۔ ان ظالموں سے اصل انتقام حضرت امام مہدی لیس گے اور آخری انتقام محشر کے میدان میں حضرت فاطمہ زہرا کی خوشنودی کے لئے پروردگار خود لے گا۔ (مختار آل محمد..... ۳۸۱ تا ۳۸۶)



حضرت محمد حنفیہ اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں سرابن زیاد وغیرہ کے پہنچنے سے متعلق حضرت شاعر اجل سید سرفراز حسین صاحب خیر لکھنوی ارشاد فرماتے ہیں:-

(حضرت امام زین العابدینؑ نے حضرت زینبؑ سے فرمایا)

جزائے خیر دے مختار کو خدائے جلیل یہ سر نہیں عوض فرق سرور جبریل
کہا امام نے تائید حق تھی اس کی کفیل یہی محبت آل رسولؐ کی ہے دلیل
ہے اُس کو فکر کہ دل سے غبار غم دھو جائے

سب اس لئے تھا کہ خوش عترت نبی ہو جائے

اگرچہ باغ نبیؐ بن میں یوں ہوا ہے تباہ کہ روند ڈالے کوئی جس طرح سے خشک گیاہ
ہے کم جو کیجئے تا روزِ حشر نالہ و آہ اُتاریے مری خاطر سے اب لباسِ سیاہ

یہی نہیں کہ حضور اس جہاں میں روتی ہیں

یہ حال دیکھ کے زہراؑ جہاں میں روتی ہیں

یہ سن کے صبر کی کشتی ہوئی جو طوفانی پکاریں زینبؑ مضطر باشک افشانی
پھریں گے نہر سے عباسؑ لے کے جب پانی میں تب بڑھاؤں گی سوگ اے حسینؑ کے جانی

نہ کھانا کھانے کا حظ ہے نہ پانی پینے کا

حسینؑ لے گئے سب لطف میرے جینے کا

پھریں گے رننے پر ادوت میں بڑھاؤں گی سوگ ملیں گے قاسمؑ و جعفرؑ تو میں بڑھاؤں گی سوگ
پلٹ کے آئیں گے اصرؑ تو میں بڑھاؤں گی سوگ منائیں گے مجھے اکبرؑ تو میں بڑھاؤں گی سوگ

گلے لگاؤں گی منہ آنسوؤں سے دھو دھو کے

دکھاؤں گی انہیں شانوں کے نیل رورو کے



مرزا دیر کہتے ہیں :-

حضرت امام زین العابدینؑ کے سامنے ملعون ابن زیاد کا سر لایا گیا، آپ نے سر کو دیکھ کر فرمایا ”جب قیدی بنے دربار میں اس کے سامنے کھڑے تھے یہ ہم کو دکھا دکھا کر کھانا کھا رہا تھا، ہم آنسو بہا رہے تھے اور یہ مزے لے لے کر کھانا کھا رہا تھا۔

حضرت امام زین العابدینؑ بزم اصحاب سے اُنھ کے حرم سرا میں تشریف لے گئے اور اپنی دونوں پھوپھیوں حضرت زینبؑ اور حضرت اُمّ کلثومؑ کو مختار ثقفی کا خط پڑھ کر سنایا۔ اس وقت حضرت زینبؑ نے زانو سے سر اٹھایا اور بیعت کو پاس بلا کر آہستہ سے پیشانی پر بوسہ دے کر فرمایا میرے لعل کیا میں اپنے بھائی شیر خوار کے فرزند کا سوگ بڑھاؤں لیکن اے میرے نورِ نظرات کو میں نے خواب میں انماں کو کھلے سر دیکھا، وہ کالے لباس میں بال پریشان کھڑی تھیں اور کہہ رہی تھیں میں سیاہ لباس نہیں بدلوں گی اور میں قیامت تک اپنے حسین کا ماتم کروں گی زینب کیا تم میرا ساتھ دے سکتی ہو، میں نے ابھی تک سوگ نہیں بڑھایا۔

میں نے لہناں سے کہا میں بھی تاحشر غم حسینؑ مناؤں گی میں بھی مرتے دم تک سیاہ لباس پہنوں گی اور سوگ کے کپڑوں میں بھائی سے فردوس میں ملاقات کروں گی۔

سید سجادؑ انماں سے میں یہ وعدہ کر چکی ہوں، اب جو تمہاری مرضی ہو تم امام وقت ہو۔

امام زین العابدینؑ گھر کے دروازے پر تشریف لائے اور اپنے خادم سے کہا کہ مدینے کے شیعوں سے میرا یہ پیغام کہو کہ آج ہمارے گھر مجلس ہے ایک سید ایک مسافر مجلس میں آکر شریک ہو جاؤ، جس جس کو مجلس میں شرکت کرنا ہے وہ جلدی آئے مدینے کی عورتوں سے کہو وہ بھی سوگوار بن کر آئیں اور سیدانہوں کے ساتھ شریک غم ہوں۔ سیدانیاں آج مجلس کے بعد سر پر دوپٹہ ڈالیں گی، آؤ لو سوگ بڑھا جاؤ حسینؑ



ابن علی کا۔

مجلس منعقد ہوئی سیدانیاں مجلس میں تشریف لائیں، بنی ہاشم کی تمام عورتیں بھی بصد غم آگئیں سوگ بڑھانے کا اہتمام ہوا، زینب و اُمّ کلثوم نے آپل سے منہ ڈھانپ کر بین کئے، مجلس میں حضرت فاطمہ زہرا کی آواز گریہ بھی آنے لگی، ناگاہ حضرت عابدہ نے کھانا منگوایا، اس وقت حضرت زینب نے فرمایا مجھے بھائی کی وصیت یاد آگئی، آپ نے فرمایا تھا زینب بھول نہ جانا شربت پر میرا فاتحہ دلوانا۔

مجلس غم میں شربت لایا گیا، حضرت سید سجاد نے شربت پر فاتحہ دیا اس وقت حضرت زینب نے فرمایا شربت پر میرے لعل علی اکبر کا فاتحہ بھی دو۔

سوگ بڑھانے کے لئے سرمہ لایا گیا، شہزادی زینب نے فرمایا اگر میں نے یہ سرمہ آنکھ میں لگا لیا کیا میرے بھائی مجھے نظر آئیں گے؟

میں سر میں کنگھی کیسے کروں، میرے بھائی کی زلفیں نیزے سے باندھی گئی تھیں میں تاحشر ماتم کروں گی، جنت میں جا کر امتاں سے سرگندھواؤں گی۔

میرے بھائی کے ہاتھ کانٹے گئے میں اپنے ہاتھ میں مہندی کیسے لگاؤں گی مجھے بھائی کی خوں بھری انگلیاں یاد آتی ہیں میں اگر مہندی لگاؤں گی امتاں شکوہ کریں گی کہ تم نے سوگ بڑھا دیا۔

مرزا دبیر کے غیر مطبوعہ مرثیے سے اقتباس:-

عابد تو یہ فرماتے تھے سب کرتے تھے فریاد آیا جو سر ابن زیادِ ستم ایجاد
تب شکر کے سجدے کو جھکے حضرت سجاد فرمایا کہ ایک روز وہ تھا ہم پہ تھی بیداد

لالا کے ہمیں دُور سے دکھلاتا تھا کھانا

ہم آگے کھڑے روتے تھے یہ کھاتا تھا کھانا



پھر اٹھ کے حرم میں وہ گیا شاہ کا جایا ایک ایک کو پڑھ کر خطِ مختار سنایا
 سرز انو سے تب بت ید اللہ نے اٹھایا آہستہ سے پاس اپنے بھتیجے کو بلایا
 منہ کہنے لگی چوم کے اُس ماہ لقا کا
 میں سوگ بڑھاؤں پسر شیر خدا کا

یہ رات کا ہے تذکرہ اے عابدِ ذیشان سر کھولے ہوئے رات کو آئیں میری امتاں
 کالی کفنی پہنے تھیں اور بال پریشان کہتی تھیں کہ یہ کپڑے نہ بد لوگی میں نالاں
 تا حشر نہ ماں رونے سے دم لیوے گی زینب
 کب تک تو میرا ساتھ بھلا دیوے گی زینب

تب میں نے کہا دل کو جو جائے گا سنبھالا بھولیں گے نہ تا حشر غم سید والا
 مرجاؤں گی اس غم سے اگر کر کے میں نالا مرقد میں بھی رنگوا کے کفن پہنوں گی کالا
 تا مرگ یہ کالی کفنی پہنے رہوں گی
 بھائی سے میں جا کر انہی کپڑوں سے لوں گی

امتاں سے تو اقرار یہ میں کر چکی واری اب تو میں ہوں دکھیا ری جو مرضی ہو تمہاری
 اس رسم سے آگاہ تو یہ خلق ہے ساری مرجاتا ہے دنیا میں جو اے عاشقِ باری
 اُس شخص کی تربت جہاں بخواتے ہیں بیٹا
 سب سوگ بڑھانے کو وہاں جاتے ہیں بیٹا

القصہ کہ سمجھا کے پھوپھی کو بدل زار گھر سے گئے دروازے پہ سجادِ خوش اطوار
 خادم سے کہا شیعوں سے کر جا کے یہ اظہار برپا ہوئی ہے مجلسِ شاہنشاہِ ابرار
 یہ قبرِ پیمبر کے مجاور کی ہے مجلس
 سید کی ہے مجلس یہ مسافر کی ہے مجلس



منظور ہو جس جس کو عزائے شہِ مضطر کچھ دیر نہ ہو آئیں سرِ قبرِ پیمر
عورات سے کہنا کہ چلو تم بھی کھلے سر منہ ڈھانپیں گی سیدانیاں سب ساتھ دوا کر

موجود ہے غم حشر تلک سبطِ نبی کا

لو سوگ بڑھا جاؤ حسین ابنِ علی کا

اک مرتبہ اظہار ہوئی مجلسِ ماتم سیدانیاں آئیں وہاں بادیدہ پُر غم
عوراتِ بنی ہاشمہ ساتھ بصد غم اسباب ہوا سوگ بڑھانے کا فراہم

منہ ڈھانپ کے زینب جو لگی بین سنانے

بیٹے کا دیا ساتھ بتولِ عذرا نے

ناگاہ یہ عابد نے کہا بادلِ ناچار لو فاتحہ دلاؤ کہ کھانا ہوا تیار
زینب نے کہا ٹھہرو ذرا عابدِ بیمار بھائی کی وصیت مجھے یاد آئی ہے دلدار

فرمایا تھا یہ بھول نہ تم جایو زینب

شربت پہ میرا فاتحہ دلاؤ زینب

عابد نے کہا جا کے بنالاکوں میں تالاں وہ بولی کہ ہاں صدقے گئی مجھ پہ ہے احساں
حاضر ہوا بس کھانا بھی شربت بھی اسی آں اور فاتحہ دلاؤ کا ہونے لگا سماں

رونے لگیں سیدانیاں ہاتھ آنکھوں پہ دھر کے

عابد ہوئے استاد وضو جلدی سے کر کے

جب فاتحہ سب دے چکے سجاد حق آگاہ دو چار قدم واں سے چلے ہونگے کہ ناگاہ
چلا کے یہ فرمانے لگی بنتِ ید اللہ بیٹوں سے تو مطلب نہیں اے عابدِ ذی جاہ

زینب سے دعا جینے کی لیتے ہوئے جاؤ

اکبر کا میرے فاتحہ دیتے ہوئے جاؤ



اس بات سے سجادِ حزیں بھی ہوئے نالاں اور سوگ بڑھانے کا سھوں نے کیا ساماں
 سرمہ کی طرف دیکھ کے زینب ہوئی گریاں کرنے لگی یہ بین بصد نالہ و انفاں
 کیوں صاحبِ صورت مجھے دکھائیں گے بھائی
 سرمہ میں لگاؤں نظر آجائیں گے بھائی

کنگھی میں کروں بالوں میں یہ کب ہے سزاوار وابستہ ہوئی نیزہ سے زلفِ شہ ابرار
 حاشا نہیں مجھ کو یہ گوارا نہیں زہار دل شانہ کی مانند ہوا جاتا ہے افکار
 پیٹوں گی میں تا مرگ شہِ جن و بشر کو
 فردوس میں گندھواؤں گی اماں سے میں سر کو

بھائی کے کٹیں ہاتھ لگاؤں میں جنا آہ یہ مجھ کو گوارا نہیں اے عابدِ ذی جاہ
 وہ خوں بھری انگلیاں یاد آتی ہیں والدند اماں نہ کہیں گی مجھے کیا سوگ رکھا واہ
 اس آتشِ اندوہ سے دن رات جلوں گی
 مہندی کے عیوض میں کفِ افسوس ملوں گی

خاموش دیرِ اب نہیں قابو میں دلِ زار مولا سے یہ کر عرض کہ یا سیدِ ابرار
 دینداری مختار کا صدقہ میرے مختار کہلاتا ہوں تیرا تو ہے مالکِ مرا غفار
 اب یہ ترا الطاف بس اے شاہِ شہاں ہو
 طاقت ہو مجھے نظم کی اور زورِ بیاں ہو

﴿۱۲۲﴾... حضرت اُمّ کلثومؓ تاحیات عزائے حسینؑ میں

سوگوار ہیں:

جناب مولوی میر سید علی ”مجالسِ علویہ“ میں لکھتے ہیں:-



زرارہ سے منقول ہے کہ کہا اُس نے، فرمایا مجھ سے جناب صادق علیہ السلام نے کہ اے زارہ بہ تحقیق کہ آسمان رویا مصیبت میں امام حسینؑ کی چالیس دن بخون، اے زارہ بہ تحقیق کہ زمین بھی روئی اُس امام مظلومؑ پر چالیس روز بہ سیاہی اور چالیس دن آفتاب کو گہن رہا اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور دریا جوش و خروش میں آئے اور فرشتہ آسمان بھی چالیس روز تک روئے امام حسینؑ کو، اے زارہ جب سے میرے جد مظلوم شہید ہوئے اُس روز سے کسی عورت نے عورات بنی ہاشم سے نہ خضاب کیا اور نہ مہندی لگائی اور نہ سر میں تیل ڈالا اور نہ کنگھی کی اور نہ آنکھوں میں سرمہ لگایا جب تک سر عبید اللہ ابن زیاد کا کٹ کر ہمارے پاس نہ آیا، ہائے ہائے مومنین یہ عورات بنی ہاشم کا حال ہوا کہ سوگ جب اُتر آجب ابن زیاد کا سر آیا عزیزوں میں سے کسی کا سوگ نہیں اُتر انصور کیجئے کہ سوگ کون اُتارے۔

جناب زینبؑ سوگ اُتاریں گی جناب اُمّ کلثومؑ سوگ اُتاریں گی فاطمہؑ صغریٰ، فاطمہؑ کبریٰ، دُھن جناب قاسمؑ کی آہ آہ یہ سب معظمتا جب تک بقید حیات رہیں ماتم امام حسینؑ میں دن رات رویا کیں اور کسی بی بی سوگوار نے نہ سر میں کنگھی کی اور نہ سر میں تیل لگایا نہ سرمہ دیا آنکھوں میں نہ ہاتھوں میں مہندی لگائی اور نہ سیاہ پوشاک اُتاری یہاں تک کہ اسی حالت غم میں دنیا سے رحلت کی۔ (مجلس علویہ صفحہ ۴۲۳، ۴۲۴)

﴿۱۲۵﴾... حضرت زینبؑ کی وفات کا صدمہ

حضرت اُمّ کلثومؑ نے بہن کا جنازہ دیکھا:

صاحب لسان الواعظین لکھتے ہیں کہ واقعہ کربلا کے چند سال کے بعد مروان ابن حکم نے یزید کو لکھا ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ علی بن الحسینؑ فوج جمع کر کے عنقریب تجھ



سے اپنے باپ بھائیوں کے خون کا بدلہ لائیں گے اور اپنی ماں بہنوں کی طرح تیرے ناموس کو بھی در بدر پھرائیں گے پس بروایت یزید نے مسلم بن عقبہ کو لشکر گران کا سردار کر کے امام زین العابدین کی گرفتاری کے واسطے مدینہ روانہ کیا اُس شقی نے جا کر اس قدر کشت و خون کیا کہ مدینہ کے کوچوں میں خون کا دریا بہنے لگا اور ایک روایت میں ہے کہ یزید نے افسران فوج کو جمع کر کے کہا تم میں کون ایسا ہے کہ پھر اہل بیت رسولؐ کو مقید کر کے میرے دربار میں لائے کسی نے کچھ جواب نہ دیا مگر شمر ملعون کہنے لگا اگر چالیس ہزار نو آرمودہ کار میرے ساتھ ہوں تو البتہ میں اس مہم کو سر کر سکتا ہوں۔ غرض شمر مع چالیس ہزار سوار کے داخل مدینہ ہوا اور بیمار کر بلا سے کہنے لگا یزید کا حکم ہے کہ پھر آپ کو طوق و زنجیر میں گرفتار کر کے مع اہل بیت اطہار شام میں پہنچاؤں جناب زینبؑ نے جو یہ حال سنا بازار شام میں بلوائے عام میں سر برہنہ پھر نایا د آگیا نہایت مضطرب ہوئیں امام زین العابدینؑ نے عرض کی پریشان نہ ہو جئے انشاء اللہ آپ دوبارہ شام تک نہ جائیں گی یہ کہہ کے خود روضہ رسولؐ میں گئے اور عرض کی یا جداء ابھی تک یزید ہماری ایذا رسانی سے باز نہیں آیا دیکھئے پھر اشتیاء ہمیں آپ کے روضہ سے چھڑاتے ہیں اور طوق و زنجیر میں گرفتار کر کے لئے جاتے ہیں غرض آپ مرقد رسولؐ سے رخصت ہو کے مع اہل بیت شام کی طرف روانہ ہوئے اثنائے راہ میں جناب زینبؑ کو تپ آگئی جب تھوڑی دور شام باقی رہ گیا عارضے نے شدت کی غش پر غش آنے لگے بیمار کر بلا نے مصلحتاً توقف کیا اور شمر وہیں اسیروں کو مع لشکر چھوڑ کے خود شام میں گرفتاری اہل بیت کی یزید کو خوشخبری دینے گیا۔ یہاں جناب زینبؑ نے سب اہل بیت کو جمع کر کے وداع کیا اور وصیت بہ صبر فرمائی اور بعض مقاتل میں مرقوم ہے کہ جناب زینبؑ نے فرمایا اس شب میں نے اپنے بھائی حسینؑ کو خواب میں دیکھا ہے کہ وہ جناب



سر جھکائے خاک پر بیٹھے ہیں اور میری طرف نہ دیکھتے ہیں نہ بات کرتے ہیں میں حیران ہوئی کہ مجھ سے کیا خطا ہوئی جو حضرت میری طرف متوجہ نہیں ہوتے بے تاب ہو کے عرض کی اے بھائی آپ کیوں خفا ہیں میری طرف دیکھتے بھی نہیں میں نے تو آپ کے بعد سیکھنے و ریت کی پرستاری میں کبھی کوتاہی نہ کی خود برابر اعدا کے ظلم اٹھاتی رہی مگر حتی الامکان آپ کے اطفال سے غافل نہ ہوئی یہ سن کر حضرت کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہوئے اور فرمایا اے بہن میں تم سے آزرہ نہیں بلکہ شرمندہ ہوں کیونکہ آنکھ چار کروں میں نے تمہیں دشمنوں میں اکیلا چھوڑ دیا اور تم نے میری وجہ سے بڑی بڑی مصیبتیں اٹھائیں بازارِ شام میں بلوائے عام میں پھرائی گئیں قید خانے میں رہیں اب بھی میرے ہی فرزند کی محبت میں سفر کی صعوبتیں بیماری کی اذیتیں اٹھاتی یہاں تک نظر بند ہو کر آئی ہونا گاہ پہلو سے میری ماں فاطمہ زہرا کی آواز آئی اے زینب نہ گھبرا سختیوں کے دن گذر گئے آج کی رات تو میرے پاس ہوگی غرض جناب زینب نے اُمّ کلثوم سے فرمایا اے بہن جب میں دنیا سے گذر جاؤں تو اس وقت میری آنکھیں بند کر دینا اور گوشہ چادر سے سر میرا چھپا کر قبلہ کی جانب پاؤں پھیلا دینا اور اے اُمّ کلثوم جس طرح میں اپنے بھائی کے بچوں کی خدمت گذاری کرتی رہی تم بھی اطفالِ حسین سے غافل نہ ہونا اور جب بھائی حسین کی مجلس برپا کرنا تو زینب کو بھی یاد کر لینا بعد اس کے جناب زینب نے سب سے فرمایا اس وقت مجھے اکیلا چھوڑ دو کہ اپنی ماں کی طرح وقت آخر خدا سے کچھ راز و نیاز کی باتیں کر لوں۔

جناب اُمّ کلثوم فرماتی ہیں حسب وصیت میں نے اپنی بہن کو تنہا ایک خیمے میں چھوڑ دیا اور بیرون در ایک کنیز کو بٹھا دیا وہ کنیز کہتی ہے کہ میں نے سنا کہ نزع کے وقت میری بی بی دعا کرتی ہیں بار الہا زینب کو اسیری کی تاب نہیں اور اس سے زیادہ بھائی حسین کی



جدائی کا قتل نہیں تیری رحمت سے امیدوار ہوں کہ مجھے میرے آباؤ اجداد سے ملحق کر پھر کلمہ شہادتین زبان پر جاری کیا اور طائر روح گلشنِ جنت کو پرواز کر گیا جب اہل بیت کو معلوم ہوا کہ جنابِ زینبؓ نے قضا کی بی بیوں نے بچوں نے گریبان اپنے پھاڑ ڈالے چادریں سروں سے پھینک دیں جنابِ امام زین العابدینؓ نے روتے روتے اپنی عجیب حالت بنائی بار بار فرماتے تھے آہ اپنے برادرِ مظلوم کے بچوں کی چاہنے والی یموں کی پرستاری کرنے والی دنیا سے گذر گئی الغرض حضرت سجادؓ نے اُس قریہ سے جہاں قیام پذیر تھے مومنات کو بلوایا اور اپنی پھوپھی کی تجہیز و تکفین کا سامان کیا لکھا ہے کہ جب حضرت اُمّ کلثومؓ نے جب کفن پنہایا تو بدن میں نیلے داغ دکھائی دیتے تھے شانوں پر گردن میں رسیوں کے نشان تھے پشت پر نیزوں کے، تازیانوں کے داغ معلوم ہوتے تھے الغرض اہل بیت نے اُسی مقام پر جنابِ زینبؓ کو دفن کر دیا چنانچہ دو فرسخ پر شام سے آپ کا روضہ اقدس بنا ہوا ہے زوار جاتے ہیں اور شرفِ زیارت سے فیض یاب ہوتے ہیں اور صاحبِ خلاصۃ المصابیح نے جو روایت آپ کی وفات کی لکھی ہے اُس میں لکھا ہے کہ آپ راہِ شام میں جس درختِ نخل کی شاخ سے ملا کہ جنابِ امام حسینؓ کا سر بریدہ رکھا گیا تھا اُسی شاخ سے جنابِ زینبؓ لپٹی اپنے بھائی کے غم میں روتی تھیں زبیر بن تمیم ملعون کو کہ اُس باغ کا باغبان تھا یہ معلوم ہوا کہ جنابِ زینبؓ خواہرِ امام حسینؓ درخت سے لپٹی روتی ہیں اُس شقی نے پسِ پشت سے آ کے ایک بیچہ اس روز سے جنابِ زینبؓ کی پشت مبارک پر مارا کہ وہیں آپ کی روحِ مطہرہ جنت کو پرواز کر گئی اور اُسی سرزمین پر جنابِ زین العابدینؓ نے اپنی پھوپھی کو دفن کیا اور وہیں سے حضرت مدینہ کو تشریف لے گئے جنابِ فضلہؓ نے اپنی شہزادی کی قبر منور سے مفارقت نہ کی اور کئی برس کے بعد انتقال کیا اور جنابِ زینبؓ کے پائینِ پادشہ ہوئیں۔

(بحر الغمہ جلد ۳..... صفحہ ۷۷۹، ۷۸۱)



حضرت زینب کی شہادت ۲۷ جمادی الاول کو ہوئی، ۱۵۱۱ھ جب جو مشہور ہے وہ زینب بنت احمد بن عبد اللہ بن جعفر بن محمد حنفیہ بن علی بن ابی طالب کی وفات ہے۔ یہ زینب محمد حنفیہ کی اولاد میں سے تھیں قبر پر کتبہ لگا ہے اور اس پر شجرہ لکھا ہے۔ مصر میں بوہری اور خو جے آباد ہیں۔ برصغیر ہندوستان و پاکستان کے خو جے بھی یہ سمجھتے ہیں کہ یہ زینب حضرت علی کی بیٹی ہیں اس لئے تمام خو جے ۱۵۱۱ھ جب کو حضرت زینب کی وفات پر مجلس کرتے ہیں۔ خو جوں میں علمی و ادبی تحقیق اور ریسرچ سے بالکل دلچسپی نہیں ہے اور کسی کی بات بھی نہیں مانتے ہیں۔ اور نہ یہ دینی اردو کی کتابیں پڑھتے ہیں۔ اس لئے زیادہ تر خو جے کم علم ہیں اور ضدی بھی بہت ہیں۔

﴿۱۲۶﴾... حضرت اُمّ کلثوم کی وفات

تاریخ بتلاتی ہے کہ غم کا اثر سب سے زیادہ اس بی بی نے لیا مدینے میں واپسی کے اٹھارہ برس کے بعد آپ نے داعی اجل کو لبیک کہی آپ کے وفور غم و الم کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ زندگی کے آخری لمحات میں بھی شہیدانِ کربلا کی یاد آپ کے دلِ مغموم سے محو نہ ہوئی اور زندگی کے آخری لمحوں میں بھی یہ کلمات آپ کے در زبان رہے۔

ٹھہرو۔ اے مسافر! عدم ہمیں وداع کر لو قبل اس کے ہم سے دور رہو۔ کشادہ زمین تمہارے بعد ہم پر قید خانہ بن گئی۔

تم پر سلام اے شہیدانِ کربلا! تمہارا فراق کس قدر تلخ ہے؟

جب آفتاب طلوع کرتا ہے تو اہل وطن تم یاد آتے ہو اور جب غروب کرتا ہے تو تمہاری وجہ سے غم تازہ ہو جاتا ہے۔ (مظلومہ کربلا صفحہ ۳۹۹)

جب حضرت مختار نے قاتلانِ حسینؑ کے سر بھجوائے اس کے بعد ۲۴ صفر ۸۰ ہجری میں حضرت اُمّ کلثوم نے وفات فرمائی اور کسی تاریخ سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ آپ نے



مدینے سے باہر انتقال فرمایا ہے۔ ہر ایک مورخ اس امر پر متفق ہے کہ آپ مدینے ہی میں دفن ہیں۔

مگر شام میں آپ کا مزار موجود ہے۔ ہو سکتا ہے یہ روضے کی شبیہ ہو۔

حقیقتاً اہل بیت اور حسین کا امتحان موت کی اندھیری وادیوں میں لیا جا رہا تھا ظاہر تو یہی ہے جب آپ قید سے آزاد ہوئیں تو شہزادی اُمّ کلثوم کی حالت پر غور کریں نہ تو والدین کا سہارا تھا اور نہ سرتاج کا سہارا اور نہ کوئی ایسا بھائی رہا جو سر پر دست شفقت رکھتا نہ اولاد جو کہ اُمید کا چراغ ہوتی ہے، فرزند قاسم بن عون کر بلا میں شہید ہو گیا۔

سواب اس بی بی کی کیا حالت ہوئی ہوگی جس کی کوئی منزل نہ ہو۔ اگر منزل ہو تو موت کا سفر تھا۔ امام زین العابدین کے مصائب اور بڑھ گئے پھوپھی کا جنازہ اٹھایا، نماز جنازہ پڑھی۔ امام حسن کے پہلو میں پھوپھی کو دفن کر دیا۔

اُمّ کلثوم بنت علی جو کہ اپنے حصے کا فریضہ تو حید اور کرچکی تھیں کیا وہ بی بی اس قدر غم برداشت کر سکتی تھیں اور حقیقت ہے فاطمہ کی مالا کے موتی اس طرح بکھرے کہ حقیقت آج تک کوئی جان نہ سکا۔

﴿۱۲۷﴾... مرثیہ در حال وفاتِ حضرت اُمّ کلثوم صلوٰۃ اللہ علیہا

مرثیہ نگار حسینی نے حضرت اُمّ کلثوم کی وفات کے موضوع پر مرثیہ تصنیف کیا ہے:-
رحلت بنتِ مرضیٰ ہے آج ، غم سے محض مصطفیٰ ہے آج
فاطمہ صاحبِ عزا ہے آج ، شہ کی خواہر کا غم بپا ہے آج
ہائے کیا کیا اذیتیں سہہ کے
انھیں کلثوم آج دنیا سے



تھی ازل ہی سے غم زدہ دکھیا ۲ داغ پہلے اٹھایا نانا کا
بھائی محسن کا حادثہ دیکھا ہائے پھر ماں کا ساتھ بھی چھوٹا
ہائے کیا کیا اذیتیں سہ کے

انھیں کلثوم آج دنیا سے
فرق حیدر کو دیکھ کر زخمی ۳ پیٹ کر سر کو خاک اڑاتی تھی
پڑ گئی سر بلا یتیمی کی غم میں بابا کے سوگوار رہی
ہائے کیا کیا اذیتیں سہ کے

انھیں کلثوم آج دنیا سے
جانگزا تھے یہ داغ سینے پر ۴ ہوا درپیش کربلا کا سفر
راہ کی آہ سختیاں سہ کر بچی کرب و بلا میں وہ مضطر
ہائے کیا کیا اذیتیں سہ کے

انھیں کلثوم آج دنیا سے
آتے ہی کربلا میں اعدا کا ۵ ہائے نزعہ جو بیکسوں پہ ہوا
بیٹھا نہر فرات پر پہرا پانی بھی ساتویں سے بند ہوا
ہائے کیا کیا اذیتیں سہ کے

انھیں کلثوم آج دنیا سے
ہوا عشرے کو خاتمہ سب کا ۶ ذبح ہوتے حسین کو دیکھا
سر کھلا قید ہو گیا کنبہ گئی دربار میں بھی وہ دکھیا
ہائے کیا کیا اذیتیں سہ کے

انھیں کلثوم آج دنیا سے



قید میں مر گئی سیکنڈ بھی دے گئی اپنا داغ وہ بچی
قید سے چھٹ کے کر بلا آئی سب کو دفن کے پھر وطن پہنچی

ہائے کیا کیا اذیتیں سہ کے

انھیں کلثوم آج دنیا سے

جھولا اصغر کا ساتھ لا نہ سکیں گیسو اکبر کے پھر بنا نہ سکیں
اپنی چادر کو خود ہی پا نہ سکیں اتنے غم تھے کہ تاب لا نہ سکیں

ہائے کیا کیا اذیتیں سہ کے

انھیں کلثوم آج دنیا سے

دیکھ کر سونے گھر کو روتی تھیں یاد میں شہ کے جان کھوتی تھیں
دن کو راحت نہ شب کو سوتی تھیں ۹ منہ کو بس آنسوؤں سے دھوتی تھیں

ہائے کیا کیا اذیتیں سہ کے

انھیں کلثوم آج دنیا سے

روز و شب رنج سے تڑپتی تھیں بھائی کے غم میں سوگوار و حزیں
غم زدہ آہ سوئے غلہ گئیں ۱۰ اے حسیتی ہیں آج سب غمگین

ہائے کیا کیا اذیتیں سہ کے

انھیں کلثوم آج دنیا سے

اور جناب زینب و ام کلثوم کی ایسی قربانیاں ہیں جو قیامت تک فراموش نہیں کی جا
سکتیں، جن کے ویلے سے اسلام زندہ و جاوید ہو گیا۔ خداوند عالم تیرے حضور التجا ہے
کہ خاندان رسالت کی قربانیوں کا واسطہ اسلام اور محافظ اسلام کو ہمیشہ بلند رکھنا۔



﴿۱۲۸﴾... حضرت اُمّ کلثومؓ کی وفات واقعہ کربلا کے بعد ہوئی:

اب حضرت اُمّ کلثومؓ کے سال وفات کی تحقیق بھی کر لو تو کل غبار ہٹ جائے اور آفتاب حقیقت صاف چمکتا ہوا نظر آنے لگے۔ حضرت اُمّ کلثومؓ کا واقعہ کربلا میں جو ۶۱ھ میں ہوا موجود رہنا، امام حسینؑ کا اُن سے باتیں کرنا، بہن کا بھائی کی شہادت پر رونا، کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام تک یزید کے دربار میں جانا ایسا ہی یقینی ہے جیسا حضرت امام حسینؑ کا بروز عاشور شہید ہونا۔ چنانچہ مقتل ابی مخنف، مشہد ابی اسحاق اسفرائی و روضۃ الشہداء املا حسین کا شفی و روضۃ الصفا اور حبیب السیر وغیرہ میں بہ تفصیل تمام مرقوم ہے۔ ابو مخنف کی عبارت کا ترجمہ یہ ہے۔ ”حضرت اُمّ کلثومؓ آنکھوں سے روتی ہوئی اور دل سے تڑپتی ہوئی مسجد رسولؐ کی طرف متوجہ ہوئیں اور کہا السلام علیک یا جداء۔ اور کتاب مشہد ابی اسحاق میں ہے ”آگے بڑھیں حضرت اُمّ کلثومؓ اور کہا اے یزید تجھ پر دائے ہو“ اور روضۃ الشہداء میں ہے

”ناگاہ حضرت اُمّ کلثومؓ یزید کے سامنے کھڑی ہو گئیں اور ارشاد فرمایا اے یزید اجازت دے کہ میں اپنے بھائی کے سر کو اٹھا کر اُس کا آخری دیدار حاصل کر لوں۔“ یزید نے پوچھا یہ زبان دراز عورت کون ہے؟ اس سے کہا گیا حسینؑ کی بہن اُمّ کلثومؓ ہیں۔ یزید نے کہا، کیوں اُمّ کلثومؓ! تم نے دیکھ لیا کہ خدا نے تم لوگوں کا خیال کس طرح جھوٹا کر دیا؟ حضرت اُمّ کلثومؓ نے جواب دیا کہ خدا نے تو منافقوں کو جھوٹا کہا ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ یقیناً منافقین جھوٹے ہیں اور کتاب روضۃ الاحباب میں ہے جس کو شاہ عبدالعزیز دہلوی سیرۃ کی بہترین کتاب میں فرماتے ہیں۔

اُمّ کلثومؓ و زینبؓ خواہرانِ امام حسینؑ را پیش بردند۔



زینب را کہ چشم بر حسینؑ افتاد۔ الی ان قال ناگاہ ام کلثوم بر پائے خواست گفت اجازت ده۔ الی قال یزید گفت ایس زن۔ زبان دراز ہم خواہر حسینؑ است؟ گفتند آری ام کلثوم است۔ (روضۃ الاحباب جلد ۳.... صفحہ ۵۸۵)

ترجمہ: امام حسینؑ کی دونوں بہنوں حضرت زینبؑ و حضرت ام کلثومؑ کو یزید کے سامنے لے گئے۔ زینبؑ کی نظر جب امام حسینؑ کے چہرے پر پڑی ناگاہ ام کلثوم کھڑی ہو گئیں اور کہا اے یزید مجھے اجازت دے کہ میں اپنے بھائی کے سر کو اٹھا کر اس کا آخری دیدار حاصل کر لوں۔

یزید نے پوچھا یہ زبان دراز عورت بھی کیا امام حسینؑ کی بہن ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں یہی حضرت ام کلثومؑ (اُن کی چھوٹی بہن) ہیں۔

جناب شاہ عبدالعزیز دہلوی مصنف کتاب تحفۃ الثاشریہ نے واقعہ شہادت کے متعلق ایک نہایت قابل قدر کتاب سر الشہادتین لکھی ہے اور اُن کے محترم شاگرد جناب شاہ سلامت اللہ دہلوی نے اس کتاب کی شرح فارسی زبان میں تحریر کی ہے جس کا نام ہے تحریر الشہادتین۔ اس میں مدوح لکھتے ہیں:-

روایت کردہ اند کہ دمے کہ اسیران اہل بیتؑ را بہ حضور ابن زیاد حاضر کردند گفت الحمد للہ الذی اکرب و اکربہ حضرت ام کلثومؑ جواب داد الحمد للہ الذی اکرمنا بحمد و طہرنا تطہرا۔ ابن زیاد گفت کیف رأیت قدرۃ اللہ۔ ام کلثوم در جواب فرمودند بیجمع اللہ بیننا و بینکم و ینصف بیننا و بینکم۔



کوفیان حال خرابی دو دمان نبوت دیدند و گریستند۔ اُم کلثوم گفت کہ اے مردم کوفہ حالا برائے چہ گریہ می کنید؟

لوگوں نے روایت کی ہے کہ جس وقت حضرات اہل بیتؑ اسیر کر کے ابن زیاد کے پاس لائے گئے تو اُس نے کہا خدا کا شکر ہے کہ اُس نے تم لوگوں کو دردِ داندوہ میں مبتلا کیا۔ حضرت اُم کلثومؑ نے جواب دیا خدا کا شکر ہے کہ اُس نے ہم لوگوں کو حضرت محمدؐ سے عزت دی اور ہمیں خوب پاک و پاکیزہ کیا۔ ابن زیاد بولا کہوا تم نے خدا کی قدرت کیسی دیکھی؟ اُم کلثومؑ نے جواب دیا بہت جلد اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان انصاف فرمائے گا۔

جب کوفہ کے لوگوں نے خاندانِ رسالت کی تباہی و بربادی دیکھی تو رونے لگے۔ اُم کلثومؑ نے اُن سے کہا اے کوفہ والو! اب کیوں روتے پٹتے ہو؟ اور جب یزید کے پاس یہ حضرات پہنچے۔

یزید پر سید کہ ایس کدام زن است۔ گفتند زینب خواہر حسینؑ دختر فاطمہ زہرا است پس ازاں اُم کلثوم برخواست ابرسر حسینؑ افتادہ لب و دندان چندان مالید کہ بے ہوش بر زمین غلطید۔ چون بہ ہوش آمد دعائے بد در حق یزید کرد و گفت کہ اے یزید تمتع از دنیا نیا بی و چنان کہ مارا در بلا افگندی تو ہم و در دینار و عقبیٰ روے راحت نہ بینی یزید پلید گفت مگر ایس زن ہم خواہر حسینؑ است؟ گفتند آری ایس ام کلثوم دختر فاطمہ



اسست۔ (کتاب تحریر اشہاد تین مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۷۷)

یزید نے لوگوں سے پوچھا یہ کون عورت ہے؟ لوگوں نے کہا امام حسینؑ کی بہن اور فاطمہ زہراؑ کی بیٹی حضرت زینبؑ ہیں۔ اس کے بعد جناب اُمّ کلثومؑ کھڑی ہو گئیں اور امام حسینؑ کے سر پر اپنے کو گرا دیا۔ پھر حضرت کے ہونٹ اور دانتوں پر اپنا منہ اس درجہ ملا کہ بیہوش ہو کر زمین پر لوٹنے لگیں۔ جب ہوش میں آئیں تو یزید کے حق میں بددعا کرنے لگیں اور کہا اے یزید تو دنیا سے زیادہ نفع نہیں اٹھا سکے گا اور جس طرح ہم لوگوں کو مصیبت میں ڈال دیا تو بھی دنیا و آخرت میں آرام کا منہ نہیں دیکھے گا۔ یزید پلید نے پوچھا کیا یہ عورت بھی امام حسینؑ کی بہن ہی ہے؟ لوگوں نے جواب دیا ہاں یہ اُمّ کلثومؑ حضرت فاطمہ زہراؑ کی (چھوٹی) صاحبزادی ہیں۔

اور علامہ ابن اثیر نے لکھا ہے:-

فی حدیث اُمّ کلثوم بنت علی
قالت لاهل الکوفة انذرون امی کبد فرثتم لرسول اللہ
الفرث تقیث الکبد بالغم والاذی فیہ۔

(کتاب نہجہ وریان لغت فرث صفحہ ۲۶۸)

حضرت علیؑ کی (چھوٹی) صاحبزادی جناب اُمّ کلثومؑ نے (واقعہ کربلا کے بعد) کوفہ والوں سے کہا تم بھی ہو کہ حضرت رسول خدا صلعم کے کیسے جگر کو تم نے پارہ پارہ کر دیا؟

اور علامہ شیخ محمد طاہر گجراتی نے اپنی کتاب مجمع بحار الانوار جلد ۳ صفحہ ۶۲ لغت فرث میں بھی یہی عبارت لکھی ہے اور جناب مولوی وحید الزماں خاں حیدر آبادی نے لکھا ہے ”حضرت اُمّ کلثومؑ حضرت علیؑ کی صاحبزادی نے کوفہ والوں سے فرمایا جب انھوں



نے امام حسینؑ کو شہید کر دیا، ارے تم جانتے ہو؟ تم نے آنحضرت کے کس جگر کو پارہ پارہ کیا؟ ایسے جگر گوشہ کو جس سے آنحضرت صلعم کو عالم برزخ میں پریشانی ہوئی۔

(انوار اللغۃ: پارہ ۲۰ صفحہ ۳۱)

اور علامہ شیخ سلیمان قندوزی لکھتے ہیں:

امام کلثوم فعین توجہت

الی المدینۃ جعلت تبکی و تقول

مدینۃ جدنا لا تقبلینا

فبالعسران والاحزان جدنا

خرجنا منك بالاهلین جمعا

رجعنا لا رجال ولا نبینا

حضرت اُمّ کلثومؑ جب کربلا کو فدو شام سے واپس ہو کر مدینے کے قریب پہنچیں تو اس شہر کی طرف منہ کر کے رونے اور نوحہ پڑھنے لگیں (جس کا ترجمہ یہ ہے) اے ہمارے نانا کے شہر مدینہ! تو اپنے میں ہم لوگوں کے آنے کو قبول نہ کر کیونکہ ہم لوگ حسرتوں اور مصیبتوں کا انبار لے کر واپس آئے ہیں۔ جب ہم تجھ سے نکلے تھے تو اپنے خاندان بھر کے ساتھ گئے تھے لیکن اب وہاں سے اس طرح پلٹے ہیں کہ نہ ہمارے مرد باقی رہے اور نہ بیٹے ہی بچے۔ سب شہید کر دیے گئے۔

ان تمام عبارتوں سے واضح ہے کہ حضرت اُمّ کلثومؑ واقعہ کربلا میں موجود تھیں اور وہاں سے مدینے بھی واپس گئیں۔ بلکہ آپ اس کے بعد بھی بہت دنوں تک زندہ رہیں۔

(کتاب عقدا اُمّ کلثوم بنت ابوبکر... مولانا سید علی حیدر)



﴿۱۲۹﴾... حضرت اُمّ کلثومؓ و شعر و ادب

اس باب میں ہم نے شہزادی اُمّ کلثومؓ کی نثر کا نمونہ لکھا ہے جو بہت مقفیٰ ہے۔ کلمات بہت موزوں ہیں غرض نظم و نثر دونوں پر شہزادیؓ کو دسترس حاصل ہے یوں تو دنیا میں ایسے بہت سے شاعر ہیں جو اچانک شعر۔ فی البدیہہ کہہ دیتے ہیں لیکن یہ شعر۔ فنون بدیعہ سے خالی ہوتے ہیں۔ (ان میں صنائع و بدائع شعری خوبیاں نہیں ہوتی ہیں) اور اگر شاعر یہ چاہے کہ میں اپنے شعر میں ہر قسم کی خوبیاں صنائع و بدائع کی بھر دوں تو رساترین اور موزوں الفاظ ہوں مقفیٰ عبارت ہو تو یہ کام بہت ہی مشکل ہے اور ہر ایک شاعر یا شخص ایسا نہیں کر سکتا ہے لیکن صرف چند شاعر ہو گئے جن کے کلام میں یہ تمام خوبیاں پائی جاتی ہوگی۔ ایسے گنتی کے چند شاعر ہی ہو سکتے ہیں۔ یہ شعر و شاعری ایسی عام چیز نہیں ہے کہ ہر کوئی اسے پاسکے بلکہ خدا کی طرف سے چند قبیلوں کو یہ خوبی دی جاتی ہے مثلاً عربی حضرات زیادہ اچھے شعر کہہ لیتے ہیں اور عجمی یعنی ایرانی لوگ اتنے اچھے شعر نہیں کہہ پاتے ہیں کچھ ہی شاعر احساسات کو قالب میں ڈھال سکتے ہیں جسے کہا جاتا ہے کہ:-

﴿۱۳۰﴾... کلمات السادات، سادات الکلمات:

غرض خاندانِ اہل بیتؑ کی شاعری کا ڈھنگ ہی نرالا ہے۔ جس میں ہر طرح کی خوبیاں بھری ہوتی ہیں اور ان کا مقابلہ کرنا مشکل ہے۔

اور ایسی شاعرانہ کہ جس میں تمام صفاتِ حسنہ شعری موجود ہوں۔ شہزادی جناب اُمّ کلثومؓ صلوٰۃ اللہ علیہا ہیں کہ ان کو اللہ کی طرف سے علم ملا ہے یہ نظم اور نثر دونوں ہی میں قادر الکلام ہیں۔ گویا قابلیت کے اعتبار سے اپنی والدہ گرامی حضرت فاطمہ زہراؑ اور



والدِ گرامی حضرت علیؑ اور اپنی ہمیشہ حضرت زینبؑ اور دونوں بھائیوں حسنؑ اور حسینؑ کی طرح سے قابل ترین ہیں شعر و ادب سخن میں بہت بلند مقام رکھتی ہیں کہ قابل سے قابل ترین شعرا آپ کے کلام کو سن کر دنگ رہ جاتے ہیں اور شہزادی کے کلام کا مقابلہ کرنا ممکن نہیں ہے۔ شہزادی اُمّ کلثومؑ نے مرثیے و مصیبت کے چند شعر کہے ہیں جن سے تصور غم ہوتا ہے۔ ان سے دل پر گہرا اثر ہوتا ہے۔ واقعہ مکر بلا پر جناب اُمّ کلثومؑ کے کچھ شعر پیش کئے جائیں گے حضرت علیؑ اصغرؑ کی شہادت پر بی بی نے معصوم علیؑ اصغرؑ کی لاش دیکھی تو اُس مصیبت میں مرثیہ پڑھا ہے۔

یا لہف قلبی علی الصغیر الظامی فطمته السہام قبل انقطاع
غر غرۃ بدمعہ و هو طفل یا لہف قلبی علیہ فی کل عام
احرقوا قلب والدیہ علیہ ورمۃ بذلۃ و انتقام
فاللہ یحکم بیننا و بینہم

لدى الحشر عند فصل الخصام

اور شہزادی فرماتی ہیں کہ جب میرے بھائی حسینؑ شہید ہو گئے تو ہاتھ نیچی کی صدا آئی اور یہ شعر پڑھے۔ مگر کسی پڑھنے والے کی صورت نظر نہیں آئی۔ مرثیہ حسینی جو ہاتھ نیچی نے پڑھا ہے۔

واللہ ماجنتکم حتی بصرت بہ بالطف معفر الخدین منحورا
وحولہ فتمۃ تدمی لحوارہم مثل المصابیح یطفون الدجی نورا
وقدر کضت رکابی کی اصافہ من قبل یلثم وسط الجنة الحورا
فردنی قدر واللہ بالغہ وکان امر قضاء اللہ مقدورا
کان الحسین سراجاً یتضاء بہ واللہ یعلم انی لم اقل زورا



جناب اُمّ کلثومؓ فرماتی ہیں کہ جب ہاتھ نہیں نے یہ مرثیہ پڑھا تو میں نے اُسے قسم دی کہ تم کون ہستی ہو جو ہمارے بھائی حسینؑ کے غم میں ایسا مرثیہ پڑھ رہے ہو ہمارے سامنے آؤ۔ تو آواز آئی کہ۔ میں ایک فرشتہ جن (آسمانی ہوں) یعنی میں جن ہوں جنات میں سے۔ اور جب بعد شہادت امام حسینؑ ذوالجناح باگیں کٹا ہوا زخمی تیر لگا ہوا میدان جنگ سے روتا چیختا ہوا آیا ہے اور خیمے کے در پر ذوالجناح نے آواز دی ہے تو اُس کی آواز سن کر خیمے کے اندر سے تمام زنان عصمت و طہارت و بچے باہر آ گئے ہیں اور جب ذوالجناح کا ماتھا خون سے رنگین پایا۔ باگیں کٹی ہوئی دیکھیں تو سمجھ گئیں کہ بھائی حسینؑ شہید ہو گئے اُس حالت پر جناب اُمّ کلثومؓ نے یہ مرثیہ پڑھا ہے۔

مصیبتی فوق ان ارثی باشعاری وان یحبط بہا علمی وافکار
شریت بکاس فی اخی فجعت بہ وکنت من قبل اوعی کل ذی جار
فالہوم انظرہ بالتراب منجدلا لولا التعمل طاشت فہ افکار
کان صورۃ فی کل ناحیۃ بشخص یتلیم اوہامی واخطاری
جاء الجواد فلا اهلا بمقدمہ الا لوجہ حسین طالب الثار
یا نفس صبرا علی الدنیا و محنتا ہذا الحسین الی رب السما ساری
مال الجواد لحآۃ اللہ من فرس ان لا یجدل دون الضیفم انصاری
ابی تحف نے یہ اشعار بی بی اُمّ کلثومؓ سے منسوب کر کے لکھے ہیں:-

لقد حملتنا فی الزمان نوابیہ ومزقنا انہابہ ومخالہ
واخبا علینا الدھر فی دار غریۃ ودبت ہما نخشی علینا عقاریہ
وافجعنا بالاقربین وشتت یداء لنا شملا عزیز مطالبہ
واودی اخی والمرتجی لنوائیہ وعمت رزایا وجلت مصاہیہ



حسین لقد امسى به التراب مشرقاً
واظلم من دين الاله مزاهبه
لقد حل بي منه الذی لو يسره
انا ح علي رضوی تداعت جوانبه
ويحزنني اني اعيش وشخصه
مغيب في تحت التراب ترائبه
فكيف يعزى فاقد شطر نفسه
فجانبه حي وقدمات جانبه
فلم يبين لي ركن الود بركنه
اذا غابني في الدهر مالا اغاليه
تمزقنا ايدي الزمان وجدنا
رسول الذي عم الانام مواهبه
اور یہ اشعار بی بی جناب اُمّ کلثومؑ سے منسوب کئے جاتے ہیں کہ آپ نے اپنی
بہن حضرت زینبؑ کے خطبے کو سن کر جوش میں مرثیہ پڑھا ہے۔

الا يا اخی قد سبتنا الاعادی
مثل سبی العبيد بين اليوادی
قد سبوا مهجتي بقتل حسين
وهو سؤلي و بغيتي و مرادی
ابن بنت الرسول وابن علي
فهو هادي الوري الطريق الرشاد
ثم اعلوا براسه فوق رمح
له نور كقدر الزناد
وبني احمد يقادون قهراً
بطعن الاعادی علی الاجساد
وكذا نحن بعد كم تهتكونا
ورمونا بمقتهم والعناد
مارعوا حرمة الممجد احمد
سيدنا فاق بالهدى والرشاد
ظلموا فاطمة البطول وعاقوا
جدنا منهم بكل عناد
وعلى المرتضى فقد فجمعه
بحسين ورهطه في الجلال
يا بن سعد قد ارتكبت ذللاً
وناراً من الله يوم المعاد
اور پھر یہ شعر بھی اُمّ کلثومؑ سے منسوب ہیں کہ اپنے نانا سے رورور خطاب فرمایا ہے۔
یا جدنا شکوا الیک امة
فقد بالغوا فی ظلمنا و تبدعوا



ایا جلدنا لوان رأیت مصابنا لکنت تری امرأ له الصخر یصدع
ایا جلدنا هذا الحسین معفر علی الثراب مجزور الورد یقطع
فجثمانه تحت الخیول ورأسه عناداً بالطراف الاسنة یرفع
ایا جلدنا لم یترکوا من رجالنا کبیراً ولا طفلاً علی الثدی یرفع
ایا جلدنا لم یبرکوا للنساننا خمراً ولا ثوباً ولم یبق برقع
ایا جلدنا سرنا عرایا حواسرا کانا سبایا الروم بل نحن اوضع
ایا جلدنا لوان ترانا اذلة اساری علی اعدائنا نتضرع
ایا جلدنا نسترحم القوم لم نجد شفیعاً ولا من ذا الاسانة یدفع
ایا جلدنا زین العباد مکبل علیل سقیم مد نفسا متوجع

ناگاہ چشم دختر ہر امام حسینؑ کے لاشے پر پڑ گئی تو بے اختیار ہو کر منہ سے نعرہ مارا،
ہائے حسینؑ اور دل میں غم کی آگ لگ گئی پھر آپؑ نے مدینہ رسولؐ کی طرف رخ کر
کے فرمایا کہ اے نانا جان دیکھئے کہ آپؑ کے حسینؑ کا رنگ گرم پر بے سر لاشہ پڑا ہوا
ہے اور یہ حسینؑ کے آس پاس جو خون بکھرا پڑا ہے اسی خون میں آپؑ کے حسینؑ نے
ہاتھ پیر مارے ہیں اور یہ درخت چنستانِ زہراؑ آتشِ جانسوز میں جلا دیا گیا جس کا
دھواں تمام عالم میں پھیل گیا ہے اور اے نانا یہ آپؑ کا حسینؑ خون میں اس طرح تیرا
ہے جیسے مچھلی پانی میں تیرتی ہے اور اس کے جسمِ نازنین پر بے شمار زخم لگے ہیں اور تنہا
حسینؑ نے ہی شہادت نہیں دی ہے بلکہ ان کے عزیز یاور و انصار بھی شہید ہو چکے ہیں
اور ان کے خون سے ہی چمنِ اسلام سرسبز و تازہ ہے یہ آپؑ کا حسینؑ فرات کے کنارے
تین روز کا بھوکا پیاسا شہید کر دیا گیا ہے اور اُس کے خون سے بھی ایک دریا موج مار رہا
ہے اور اے نانا یہ آپؑ کا حسینؑ جب میدانِ حق میں آیا تو چند لوگوں نے ہی ان کی مدد



کی اور زیادہ لوگ تماشہ ہی دیکھتے رہ گئے حالانکہ حسین کو دشتِ غربت میں زلزلہ لاکر شہید کر دیا گیا اور یہ ریگ گرم پر شہدا کے لاشے بے سر بے کفن و دفن کے پڑے ہوئے ہیں اور ان ہی گڑھوں میں ان کی قبریں بنادی گئی ہیں۔

جنابِ اُمّ کلثومؓ نے داخلہِ مدینہ کے وقت یہ مرثیہ پڑھا ہے۔

مدینۃ جدنا لا تقبلینا	فبالحسرات والاحزان جننا
الافاخر رسول اللہ عنا	بائنا قد فجعنا فی ایمننا
وان رجالتنا بالطف صرعی	بلا رؤس وقد ذبحوا البیننا
واخبر جدنا اننا اسرنا	وبعد الاسر یا جدنا سیمننا
ورھطک یا رسول اللہ اضحوا	عرا یا بالطفوف مسلیننا
وقد ذبحوا الحسین ولم یراعوا	جنابک یا رسول اللہ فیمننا
فلو نظرت عیونک للاساری	علی اقتاب الجمال محملیننا
رسول اللہ بعد الصون صارت	عمیون الناس ناظرۃ الیننا
وکنت تحوطنا حتی قرت	عمیونک تارت الاعداء علیننا
افاطم لو نظرت الی السبایا	بناتک فی البلاد مستعیننا
افاطم لو نظرت الی الحماری	ولو ابصرت زین العابدیننا
افاطم لورایتینا سہاری	ومن سہر الیالی قد عمیننا
افاطم مالقمینی من عداکی	ولا فیراط مما قد لقمیننا
فلو دامت حمواتک لم تزالی	الی یوم القیمۃ تنذیننا
وعرج بالبقیم وقف و نادى	ابن حبیب رب العالمیننا
وقل یا عم بالחסین المزکی	عمال اخیک اضحوا ضایعیننا



ایا عماء ان احاک اضحی
بعیداً عنک بالرمضاء رهینا
بلارأس تنوح علیه جهراً
ظهور والوحوش الموحشینا
ولو عایننت یامولای ساقوا
حریماً لا یجدن لهم معینا
علی متن النہاق بلا وطاء
وشاہدت العہال مکشفینا
مدینۃ جدنا لا تقبلینا
وبالحسرات والاحزان جینا
خرجنا منک بالاہلین جمعاً
رجعنا لارجال ولا بنینا
وکنافی الخروج بجمع شمل
رجعنا حاسرین مسلینا
وکنافی امان اللہ جهراً
رجعنا بالعطیعة خائفینا
ومولانا الحسین لنا ایس
رجعنا والحسین له رهینا
فنحن الضایعات بلا کفیل
ونحن النائحات علی اخینا
ونحن السایرات علی المطایا
لشال علی جمال مبغضینا

ونحن بنات یس وطہ

ونحن الباکیات علی ایہنا

ونحن الطاہرات بلا خفیا
ونحن المخلصون المصطفوننا
ونحن الصابرات علی البلیا
ونحن الصادقون الناصحونا
الا یس جدنا قتلوا حسینا
ولم یرعوا جناب اللہ فینا
الا یس جدنا بلغت عدانا
مناہا واستقی الاعداء فینا
لقد هتکوا النساء و حملوها
علی الاقتاب قهراً جمعینا
وزینب اخرجوها من خیاہا
وفاطمة واللہ تبدی الانینا
سکینۃ تشتکی من جرجد
تتادی الغوث رب العالمینا



وزین العابدین بقید ذل و داموا قتله اهل الحقونا

فبعدہم علی الدنیا تراب فکاس الموت فیہا قد سقمنا

وہذی قصتی مع شرح حالی

الایا سامعون ابکوا علینا

(کتاب حضرت زینبؓ کبریٰ.... از عماد زادہ.... صفحہ ۲۰۲ تا ۲۱۰)

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina



﴿۱۳۱﴾... حضرت عبداللہ ابن جعفرؑ (حضرت زینبؑ کے شوہر)

حضرت عونؑ محمد ابن جعفرؑ (حضرت ام کلثومؑ کے شوہر) سید ہیں

﴿۱۳۲﴾... کلمہ سید کا لغوی و اصطلاحی مفہوم:

علامہ سید ثار عباس نقوی کتاب ”نخ السادات فی اکفاء البنات“ میں لکھتے ہیں:-
سید کے لغوی معنی رب، مالک، شریف، فاضل، کریم، علیم، زوج اور رئیس کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔

سَادَ قَوْمَهُ فَسَيُوقَهُمْ سَيَاكَةً فَهُوَ سَيِّدٌ هُمْ

کلمے سے لفظ سید مشتق ہے اس کی جمع سادات و سادات اور سادات ہے۔
اکثر متکلمین کا اتفاق ہے کہ سید قابل عزت، مستحق اطاعت اور مالک کو کہا جاتا ہے۔
اضافت کے ساتھ بھی استعمال ہوتا ہے مثلاً سید القوم، سید العرب والعجم وغیرہ۔
بغیر اضافت کے بھی استعمال ہوتا ہے مثلاً

جَاءَ سَيِّدٌ سَيِّدًا يَا سَيِّدُ أَمَامُنَا

سید ہمارا پیشوا ہے۔

بعض لوگ اپنی جہالت کی وجہ سے کہتے ہیں کہ خود سرکار دو جہاں آنحضرت محمد مصطفیٰ اور حضرت علیؑ سید نہیں ہیں اور جناب زینب سلام اللہ علیہا کا عقد معاذ اللہ ایک غیر سید جناب عبداللہ بن جعفر طیار سے ہوا لہذا اس جواز پر عقد سید زادی باغیر سید جائز ہے۔ عقد سید زادی غیر سید کے ساتھ قطعاً مطلقاً حرام ہے اور یہ مخالفت قرآن اور فرمان معصوم ہے۔



”مطالب السؤل“ میں ہے کہ جو اولاد علی و فاطمہ زہرا سے نہیں ہے وہ اولاد بھی سید ہے لیکن ہم انہیں شرفی سادات کہیں گے کیوں شرافت نور یہ وجود یہ میں حضرت علی علیہ السلام حضرت رسالت مآب کے برابر شریک ہیں اس لئے حضرت عباسؓ حضرت محمد حنفیہ دیگر اولاد کو سید کہا جاوے گا یہ الگ بات ہے کہ شرف سیادت میں اولاد فاطمہ کے برابر ہیں۔

کتاب لوا مع التزیل ج ۳ ص ۴۱ پر رقم ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی جملہ اولاد کو سید جانتے ہیں لیکن درجات میں فرق ہے ہم اس فرق کے قائل ہیں اس لئے علماء انساب نے علوی اور قاطمی میں تفریق کی ہے۔

سرکارِ دو عالم سے دریافت کیا گیا کہ صدقہ کس پر حرام ہے تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر صدقہ حرام ہے۔ آلِ علیؑ پر صدقہ حرام ہے۔ آلِ جعفرؑ پر صدقہ حرام ہے، آلِ عقیلؑ پر صدقہ حرام ہے۔ ثابت ہوا کہ آلِ جعفرؑ پر صدقہ حرام ہے تو جناب عبداللہ و عون محمد جعفر طیار کے بیٹے ہیں اور جناب سیدہ زینب سلام اللہ علیہا جناب ام کلثوم سلام اللہ علیہا دونوں سیدہ ہیں ان پر بھی صدقہ حرام ہے۔ علوی شرفی سید ہیں۔

اولاد علی و فاطمہ ان کی سیادت نسبی ہے جو ان کی اولاد سے مخصوص ہے۔

﴿۱۳۳﴾... سیادت کی اقسام:

سیادت کی دو قسمیں ہیں:

(۱) سیادت نسبی (۲) سیادت شرفی

سیادت شرفی: علی علیہ السلام کی اولاد کے لئے ہے۔

سیادت نسبی: سیادت نسبی صرف اولاد فاطمہ زہرا کے لئے ہے اور یہی مخصوص عرفا

سید ہیں۔



لفظ سید علی و فاطمہ سلام اللہ علیہا سے جو اولاد ہوگی اُن کے لئے مختص ہے۔
حضرت عبداللہ ابن جعفر کا عقد جناب زینب سلام اللہ علیہا سے اس لئے ہوا کہ دونوں پر
حرمت صدقہ کا اطلاق ہوتا ہے۔

کتاب ”من لا یحضر الفقیہ“ میں فرمان رسالت مآب ہے۔
بَنَاتِنَا لِبَیِّنِنَا وَبَنُوْنَا لِبَنَاتِنَا
ہماری بیٹیاں ہمارے بیٹوں کے لئے ہیں اور ہمارے بیٹے ہماری بیٹیوں کے
لئے ہیں۔ اس لئے جناب زینب سلام اللہ علیہا کا عقد جناب عبداللہ بن جعفر طیار سے ہوا۔
مگر آج تک اصحاب و اولاد اصحاب بلکہ اُمت محمدیہ پر صدقہ حلال ہے اس لئے کہ
ان کے لئے لفظ ”سید“ وارد نہیں ہوا۔

اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ۔
سرکار امیر المومنین کی دوسری اولاد جبکہ وہ ”شرعی سید“ ہیں لیکن سید کہہ کر پکارا
کیوں نہیں جاتا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ وہ سادات شرعی ہیں انہیں سید پکارا جائے تو کوئی جرم نہیں
ہے لیکن چونکہ ذہنی طور پر اولاد فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کو سید قبول کر لیا جا چکا ہے اور
یہ کلمہ سید مختص ہو چکا ہے اس لئے دوسروں کو سید نہیں کہا جاسکتا۔
اس کی ایک مثال یہ ہے:

کہ لفظ ”صلوٰۃ جس کے معنی دعا کے ہیں لیکن جب یہ لفظ ”صلوٰۃ بولا جاتا ہے تو
ذہن دعا کی طرف نہیں جاتا بلکہ نماز کی طرف جاتا ہے اس لئے کہ یہ مختص ہو چکا ہے
معروف ہو چکا ہے نماز کے ساتھ یہ منسوب ہو چکا ہے نماز کے ساتھ۔ اس لئے لفظ
”سید“ اولاد زہرا سلام اللہ علیہا سے مختص ہو چکا ہے حالانکہ معافی کئی ہیں۔



﴿۱۳۴﴾... کلمہ ”سید“ صرف اولادِ ہر ا کے لئے مختص ہے:

معتز یہ کہتے ہیں کہ لفظ ”سید“ کے معنی مختلف ہیں اسے مخصوص کسی کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں ہے لہذا یہ لفظ اولادِ فاطمہ زہرا کے لئے مختص نہیں ہے؟

جواب: لفظ سید کے کئی معنی ہیں ایسے بہت سے الفاظ ملتے ہیں لیکن جب وہ کسی ایک کے ساتھ مختص ہو جاتے ہیں تو پھر حقیقت کا درجہ مل جاتا ہے۔

مثلاً لفظ ”ذنب“ ہے اس کے کم از کم سترہ معنی ہیں لیکن جب لفظ ذنب بولا جاتا ہے تو خیال صرف اور صرف ”گناہ“ کی طرف جاتا ہے اسی طرح لفظ ”ضال“ کے کئی معنی ہیں لیکن لفظ سن کر انسان فوراً متوجہ ہوتا ہے گمراہی کے معنی کی طرف۔ اس طرح کتب لغات اٹھائیے اور دیکھئے۔

ایک لفظ ہے ”عین“ اس کے معنی تقریباً ستر سے زیادہ ملتے ہیں۔

- | | |
|-------------------------|-----------------------------|
| (۱) ”عین“ بمعنی آنکھ | (۲) ”عین“ بمعنی گھنٹہ |
| (۳) ”عین“ بمعنی سورج | (۴) ”عین“ بمعنی روشنی آفتاب |
| (۵) ”عین“ بمعنی گھروالے | (۶) ”عین“ بمعنی اہل شہر |
| (۷) ”عین“ بمعنی جاسوس | (۸) ”عین“ بمعنی دیکھنے والا |
| (۹) ”عین“ بمعنی جماعت | (۱۰) ”عین“ بمعنی چشمہ |

لیکن جب لفظ ”عین“ بولا جاتا ہے تو نہ کسی کے ذہن میں سورج کا تصور آتا ہے نہ روشنی نہ گھروالے نہ اہل شہر نہ جاسوس نہ جماعت نہ دیکھنے والا نہ چشمہ نہ ساعت بلکہ ہوتا یوں ہے اُدھر لفظ ”عین“ نا فوراً تصور آنکھ کی طرف جاتا ہے یہی حقیقی معنوں کی دلیل ہے کیونکہ عین مختص ہو چکی ہے آنکھ کے ساتھ۔

اسی طرح لفظ ”سید“ بے شک کئی معنوں پر مبنی کلمہ ہے لیکن یہ جناب فاطمہ الزہرا



کی اولاد کے ساتھ مختص ہو چکا ہے۔ ذریت رسول اللہ کے ساتھ لفظ سید آتے ہی فوراً آنکھوں میں اولاد ہر کی عزت و حرمت گردش کرنے لگی۔

حالانکہ لفظ سید کے معنی سردار، شریف، حلیم، رئیس قوم، بزرگ خاندان، نخی کریم، مصائب برداشت کرنے والا، دوست، رب، زوج وغیرہ۔

(مجمع البحرین۔ مفردات راغب اصفہانی)

حالانکہ سید حقیقت میں وہ ہوتا ہے جس کے اندر یہ سارے معانی پائے جائیں۔ لیکن جب بھی کلمہ سید زبان پر آتا ہے تو ذہن صرف اولاد رسول کی طرف پلٹ کر جاتا ہے۔

المنجد بیروت صفحہ ۳۷۲ سید، صاحب سیادت کو کہتے ہیں۔

و عند المسلمین من کان سلالۃ بینہم

مسلمانوں کے نزدیک سید وہ ہے جو ان کے نبی کی اولاد اور نسل سے ہوں۔

”المنجد“ لفظ سلالۃ کے معنی خلاصہ، نسل اور فرزند کے ہیں۔ یہ لفظ چونکہ ازل سے

ہی خاندان پیغمبر اسلام کے ساتھ منسوب ہے اور قیامت تک رہے گا۔

صاح الاخبار فی نسب السادة الفاطمة الاخيار، ص ۱۲۰ میں ہے:

خَصَّ بَيُوتَ النُّبُوَّةِ بِالسَّادَةِ ثَبَتَ لَهُ نُبُوَّةُ النُّبُوتِ سَيِّدٌ

”خداوند عالم نے ہر نبی کے گھر والوں کو سیادت کے لئے مخصوص کیا لہذا جس فرد و

بشر کے لئے یہ لفظ استعمال ہو جائے تو وہ نبی کی اولاد ہے لہذا وہ سید ہوگا۔“

متحدہ شیعہ کتب میں سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک مشہور حدیث

موجود ہے:

نَحْنُ اَهْلُ الْبَيْتِ لَا يَقَاسُ بِنَا أَحَدٍ

”ہم اہل بیت ہیں ہم پر کسی اور کو قیاس مت کرو۔“



پھر جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں:

لَا يُقَاسُ بِأَلِ مُحَمَّدٍ مِنْ هَذِهِ الْأَمَةِ أَحَدٌ

تہذیب امتین: اس امت میں کسی کا بھی آل محمد سے قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

قارئین کرام! جب آل محمد کو قیاس نہیں کیا جاسکتا تو اولاد رسول و علی و بتوں کا عقد غیر سید سے کس قیاس کے تحت کیا جاسکتا ہے۔

بعض لوگ یہ سہارا لیتے ہیں کہ کلمہ ”سید صفت“ ہے اور قرآن حکیم میں ارشاد رب العزت ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يُشْرِكُ يُحْيِي مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا
مِنَ الصَّالِحِينَ (سورہ آل عمران آیت ۳۹)

”اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا کو خوشخبری دی یحییٰ کی، جو کلمہ عیسیٰ کی تصدیق کرے گا۔

سید و سردار ہوگا اور صالح نبی ہوگا عورتوں کی طرف راغب نہیں ہوگا۔

ا۔ اس آیت میں نبی کا نام یحییٰ ہے۔

ب۔ تصدیق کرنے والا کلمہ عیسیٰ کی

ج۔ سید ہونا

د۔ حضور یعنی عورتوں کی طرف راغب نہ ہونا۔

ہ۔ صالحون میں شمار ہونا۔

یہ سب صفات ہیں نام نہیں جس پر حضور دو عالم کی اولاد کے متعلق لفظ ”سید“ بطور

نام کیسے آسکتا ہے۔ یقیناً ”کلمہ سید“ صفت ہے مگر سرکار سرور کائنات اور ان کی آل

کے لئے یہ بطور صفت ہی نہیں بلکہ بطور ”نام“ بھی استعمال ہوا۔

☆ قرآن حکیم میں ایک لفظ ”دابۃ“ یعنی زمین پر ریگنے والے، چلنے والے کو کہا جاتا



ہے اس کے لغوی معنی ہیں ”ہر چلنے والا“ مگر بولا صرف چوپائیوں کے لئے جاتا ہے۔
 ☆ صلوٰۃ کے معنی ”دعا“ ہے مگر اسلامی لغت میں اسے مکمل نماز کا نام دیا جاتا ہے
 اور جب بھی لفظ صلوٰۃ بولا جاتا ہے تو اس سے مراد عابر گز نہیں بلکہ نماز مراد ہوتی ہے۔
 ☆ لفظ اسم وسم سے ہے جس کے معنی ”نشان“ کے ہیں لیکن اب مکمل طور پر کسی
 کے نام کے لئے بولا جاتا ہے اور زبان ”صرف و نحو میں اسم کو کہتے ہیں جو اپنے معنی خود
 بیان کر سکے اور اس میں کوئی زمانہ نہ پایا جائے۔“

اسی طرح لفظ ”سید“ سردار و مالک کے لئے وضع کیا گیا تھا۔ مگر اب سردار و جہاں
 سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اور ان کی آل پاک کے لئے مخصوص
 کر دیا گیا ہے جنہیں آج شرف و سرداری حاصل ہے خود سرکار و جہاں کو سید الانبیاء، سید
 المرسلین اور جناب امیر المومنین کو سید الاوصیاء کہا جاتا ہے اور ان کی اکلوتی بیٹی کو سیدۃ
 النساء العالمین کہا جاتا ہے اور سرکار کے نواسوں کو سید اشباب اہل البیت کہا جاتا ہے۔
 پس یہ لفظ اور ذریت رسول کے لئے مخصوص ہو گیا منقولات الہی اسی کو کہا جاتا ہے
 جو حقیقت ہے۔

اولاد رسول و بتول کو سید کہا جاتا ہے۔

اس لئے آج بھی ان پر صدقہ حرام ہے زکوٰۃ حرام ہے۔

ان پر خمس واجب ہے اور تا قیامت ایسا ہی رہے گا۔

یہی وجہ ہے کہ آج بھی کائنات میں رہنے والے لوگ سادات کی عزت، توقیر
 احترام کرتے ہیں چاہے کوئی بڑا نواب، رئیس اعظم ہی کیوں نہ ہو تو یہ بھی معجزہ
 سید الانبیاء ہے کہ قیامت تک ان کی اولاد کو ہر غیرت مند مقروض رسالت عزت سے
 یاد کرتا ہے۔



جس طرح سرکار رسالت مآب سرکار سیدہ کائنات اور امیر المومنین پر صدقہ حرام ہے اسی طرح قیامت تک کے لئے ان کی اولاد پاک پر بھی صدقہ حرام ہے۔ حیرت اس بات پہ ہے کہ صدقہ خور کا عقد اُس کے ساتھ کیسے ہو سکتا ہے جن پر صدقہ حرام ہے۔ کیا یہ معجزہ نہیں کہ آج چاہے کتنا بڑا امیر، رئیس، نواب، وزیر، غریب، شہنشاہ ہو سب اپنے آپ کو باعتبار نسب سید سے حقیر سمجھتے ہیں اور تعظیم سادات بجا لاتے ہیں۔ حضور اکرم ارشاد فرماتے ہیں:

”لوگ مختلف نسلوں سے ہیں میرا اور علی کا شجرہ ایک ہے، نسب ایک ہے، نسل ایک ہے“ کیا یہ معجزہ نہیں ہے؟ کہ ایک سید چاہے کتنا گناہگار ہی کیوں نہ ہو وہ کہہ سکتا ہے کہ میری نسل میں ازل سے ابد تک کوئی کفر و شرک کا ذرہ تک شامل نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت فرماتے ہیں:

كُلُّ نَسَبٍ مَقْطُوعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا نَسَبِي
”قیامت کے دن سب کے سب نسب کٹ جائیں گے لیکن میرا نسب نہیں کٹے گا“
اور پھر ارشاد فرمایا:

أَعْمَانُ ذُرِّيَّتِي فَقَدْ أَحْسَنُ إِلَيَّ وَأَعَانَتِي وَ مَكَافَاتُهُ عَلَيَّ
”جس نے میری ذریت کی مدد کی اور اُن پر نیکی کی اُس نے میری مدد اور مجھ پر نیکی کی ہے اس کی مدد کرنا میری ذمہ داری ہے۔“

﴿۱۳۵﴾... سادات کے شرعی معنی:

عارف آل محمد علامہ سید عارف حسین لکھتے ہیں:
”اسلام میں سید کائنات باعث ایجاد ممکنات فائز البرکات اور ان کی آل کا علم



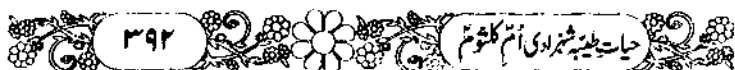
”نام“ ہو گیا ہے بعض نے شرعی معنی یوں تحریر کیے ہیں اور وہ نور پاک جو جامع جمیع خیرات و برکات و صفات کمالیہ و جلالیہ اور تمام ظاہری و باطنی نقائص سے پاک و منزہ ہے یعنی سید موجودات فخر کائنات حضرت محمد مصطفیٰؐ اور علیؑ ابن ابی طالبؑ ہیں جو سارے جہاں کے مرجع و ماویٰ ہیں ان کا نور جن اصلااب طاہرہ و ارحام مطہرہ (صلب عالم ملکوت رحم عالم جبروت) مراد ہیں منقلب ہوتا رہا وہ سردار تھے اس لئے کہ ظرف مظروف کے مطابق ہوتا ہے چنانچہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جہاں جہاں سے ہمارا نور گزرا ہے سب پاک و پاکیزہ ہیں۔

چونکہ مظروف سے ظرف کی مطابقت ضروری ہے لہذا حضرت عبداللہؑ اور جناب ابوطالبؑ بھی سردار تھے اس شرافت اور نجابت کا یہ اثر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد قیامت تک سید قرار پائی۔ مگر خاتون قیامت سیدہ النساء العالمین سے جو نسل چلی ان کا علم ”نام“ ہے۔ سید قرار دیا گیا اس لئے یہ نسل اس گھر سے چلی جہاں نانا، ماں، باپ اور خود شہزادے جوانانِ جنت کے سردار ہیں۔

قارئین کرام! سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”آل عبدالمطلبؑ پر بھی صدقہ حرام ہے۔ آل ابی طالبؑ علیہ السلام پر بھی صدقہ حرام ہے۔ اور خود سرکار عبدالمطلبؑ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

نَحْنُ آلُ اللَّهِ۔ ہم آل اللہ ہیں، ہم خانوادہ خدا ہیں اسی بنا پر اولاد جعفر طیار اور اولاد جناب عقیلؑ کے ساتھ امیر المومنینؑ کی دختران کے عقد ہوئے اس لئے یہ ”شرعی کفو تھے انہیں کے متعلق حضورؐ نے ارشاد فرمایا تھا:

بَنَاتُنَا لِبَيْنِنَا وَبَنُونَنَا لِبَنَاتِنَا



ہماری بیٹیاں ہمارے بیٹوں کے لئے ہیں اور ہمارے بیٹے ہماری بیٹیوں کے لئے

ہیں۔ (من لا یحضر الفقیہ)

﴿۱۳۶﴾... سادات کی امتیازی حیثیت:

۱۔ سید کے لغوی معنی السید یُفوقُ الكل فی الخیر سید ہر امر خیر میں سب پر

فائق ہے۔

ب۔ لفظ سید شرعاً حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ہے۔

ج۔ سید اولاد عبدالمطلب کا اسم وصفی ہے اور اولاد بتول کا اسم ذاتی ہے۔

د۔ جب بھی سید یا سیدہ کا ذکر ہو بغیر اسباب خارجی مراد اولاد رسول لی جاتی ہے۔

ہ۔ حضور نبی کریم سے محبت رکھنے والے جتنے امیر و کبیر اور باعزت ہوں مگر

سادات کی توقیر واجب سمجھتے ہیں چاہے وہ علمی فضیلت رکھتے ہوں یا نہ رکھتے ہوں۔

و۔ صحیح النسب سید کا سلسلہ نسب آنحضرت تک منتہی ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے

سادات کا احترام کیا جاتا ہے۔

ز۔ اولاد علی فاطمہ سلام اللہ علیہما کا یہ شرف قیامت تک باقی رہے گا۔

ح۔ بروز قیامت ہر نسب منقطع ہو جائے گا سوائے نسب رسول اللہ کے۔

ط۔ صحیح النسب سید زادہ اگرچہ مجرم بھی ہو تو توبہ کر کے دنیا سے انتقال کرتا ہے۔

ی۔ سادات پر جو بھی نیکی کرے اس کی اعانت کرے یا حسن سلوک کرے وہ

سمجھتے ہیں یہ نیکی حسن سلوک اعانت رسول اللہ کی ہے۔

ک۔ صحیح النسب سید پر آتش دوزخ حرام ہے۔

ل۔ صحیح النسب اگر ظالم نفسہ کیوں نہ ہو اسے تنگ مقام پر رکھنے کی سزا دے کر

جنت میں داخل کیا جائے گا۔



م۔ حضرت نبی کریمؐ نے اپنی ذریت کی بخشش کی دعا کی ہے اور وہ قبول ہو چکی ہے۔

ن۔ حسب فرمان رسولؐ و ذاتِ معصوم اولاد رسولؐ مغفور ہوگی۔

﴿۱۳۷﴾... بنی فاطمہؑ اور بنی ہاشم میں فرق:

ہر فاطمیؑ ہاشمی ہو سکتا ہے مگر ہر ہاشمی فاطمی نہیں ہو سکتا۔ حضرت ہاشم کے تین فرزند تھے:

(۱) حمیہ: الحمد جناب عبدالمطلب

(۲) وہب (۳) اسد

حضرت عبدالمطلب کی انیس عدد اولادیں ہیں جن میں حضرت عبداللہ جن کے بیٹے سرکار نبی معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ حضرت عبدالمطلب کے دوسرے فرزند بھی صاحب اولاد ہیں جو مومن ہوئے وہ سید ہیں وصف اور شرفی سید اور مستحقِ خمس بھی ہیں چونکہ سید ہونا صفت ہے ذاتی نام نہیں اس لئے وہ اسلام کے دائرہ میں داخل نہیں ہیں وہ سید نہیں ہیں نہ ہی مستحقِ خمس ہیں۔ بعض میراثی الباشمی خرابی دماغ کی وجہ سے اپنے آپ کو حقدارِ خمس سمجھتے ہیں جو کہ غلط ہیں۔

خمس کے حقدار صرف شرفی وصفی سادات اولاد عبدالمطلب، اولادِ جعفر و عقیل ہیں۔ حضرت ہاشم کی باقی اولاد خمس کی حقدار نہیں ان پر صدقہ بھی حلال ہے لہذا کوئی ہاشمی جو فاطمی الباشمی نہیں وہ اس غلط فہمی کا شکار نہ ہو۔ فضائل السادات میں آیۃ اللہ محمد باقر داماد لکھتے ہیں۔

کہ حضرت عبدالمطلب نے یہ ارشاد فرمایا نحن آل اللہ ہم خاندان خدا ہیں اور یہی جملہ مفاتیح البچان میں زیارات معصومین میں وارد ہے۔ السلام علیکم یا آل اللہ اے خاندان خدا ہمارا سلام ہو یہ جملے مفاتیح میں زیارت سرکار امام علی نقی علیہ السلام میں موجود ہیں۔



يَا ثَارَ اللّٰهُ وَابْنَ ثَارٍ

”اے خونِ خدا اے خونِ خدا کے فرزند ہمارا سلام ہو“

تو جو خونِ خدا ہوں خونِ خدا کے فرزند ہوں آل اللہ ہوں اُن کا عقد غیر آل اللہ، غیر سادات سے قطعی حرام ہے۔

﴿۱۳۸﴾... ساداتِ شرفی اور ساداتِ نسبِی:

ساداتِ نسبِی اور ساداتِ شرفی میں فرق کیا ہے آئیے قرآنی تناظر میں اسے دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جیسا کہ شہرہ آفاق قول کے مطابق انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی تعداد عرف عام میں ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے اور یہ تمام فرقوں کا بلا اختلاف فیصلہ ہے کہ سب انبیاء و مرسلین معصوم ہیں۔

اب ان تمام انبیاء و مرسلین میں سے تین سوتیرہ رسول ہیں۔ ان تین سوتیرہ رسولوں میں صرف پانچ رسول ایسے ہیں جو کہ اولیٰ العزم کہلاتے ہیں۔ یہ سب کے سب معصوم ان میں سے ایک لاکھ تیس ہزار چھ صد نو اسی (۱۲۳۶۸۹) انبیاء ہیں۔ تین سوتیرہ (۳۱۳) رسول ہیں۔ ان میں پانچ اولیٰ العزم رسول ہیں۔ ۱۲۳۶۸۹ کو تین درجوں میں تقسیم کیا گیا۔

عام انبیاء علیہم السلام ۱۲۳۶۸۹

رسول ہیں ۳۱۳

اولیٰ العزم رسول ۵

لیکن درجہ عصمت پر سب کے سب فائز ہیں۔

۱۲۳۶۸۹ انبیاء ہیں جو معصوم ہیں مگر ان میں افضل تین سوتیرہ رسول ہیں۔ یہ سب مرسلین بھی معصومین ہیں مگر ان سے افضل ترین پانچ رسول اولیٰ العزم ہیں جو

قرآن حکیم نے فیصلہ سنایا:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ (پ ۳، آیت ۱)
 ”ہم نے بعض رسولوں کو بعض سے افضل بنایا ہے“

اسی لئے مسئلہ ساداتِ عظام کا ہے۔

علی علیہ السلام کے تمام فرزندِ معصوم ہیں معدّ خیران علیہا السلام۔ پھر جن بیٹوں کو حکمِ الہیہ سرکارِ رسالت مآبؐ نے اپنے بیٹے کہا ہے اولیٰ العزم کے درجہ پر فائز ہو گئے۔

☆ اب جو اولادِ ہر اسلام اللہ علیہا فرزندانِ رسولؐ کہلائے انہیں ہم کہیں گے نبی سادات۔

☆ اور جو اولادِ آغوشِ بتوں سے تعلق نہیں رکھتی انہیں ہم شرفی سادات کے نام سے یاد کریں گے۔

☆ اسی طرح شہزادہ پاک علی اکبر علیہ السلام، شہزادہ علی اصغر علیہ السلام یا سیدہ محترمہ حضرت زینبؑ یا سیدہ اُمّ کلثوم سلام اللہ علیہا یا شہزادہ پاک حضرت قاسمؑ یا ان کی مثل دوسری اولادیں بھی درجہ عصمت پر فائز ہیں۔

انبیاء و مرسلین کے اللہ تعالیٰ نے درجات مقرر کر کے سمجھایا یہی ہے کہ یہ سب کے سب معصوم ہیں مگر رسولؐ ۳۱۳ ہیں یہ رسولؐ سارے کے سارے معصوم ہیں مگر اولیٰ العزم صرف پانچ ہیں۔

اسی طرح سرکارِ عقیل علیہ السلام ہوں یا سرکارِ جعفر طیار علیہ السلام یہ بھی درجہ عصمت پر فائز اور آلِ عمران میں شامل مصطفیٰ اور معصوم ہیں ان پر بھی صدقہ حرام ہے یہ سب سادات شرفی ہیں۔ اسی لئے حضورِ دو جہاں نے فرمایا ”بِنَا تِنَا لِبَنِيْنَا“ ہماری بیٹیاں صرف ہمارے ہی بیٹیوں کے لئے ہیں۔



برطانیق قرآن مجید آل عمران اور آل ابراہیم دونوں مصطفیٰ ہیں اور مصطفیٰ، مرتضیٰ، محبتی جیسے کلمات پر اگر غور کیا جائے تو مفہوم عصمت سمجھنے میں دیر نہیں لگتی۔ چونکہ جناب عبد اللہ علیہ السلام یا سرکارِ عون علیہ السلام بن جعفر طیار بن حضرت عمران علیہ السلام آل عمران ہیں۔ مصطفیٰ ہیں یعنی معصوم بھی ہیں سید بھی ہیں۔ اسی لئے امیر المومنین کی دختران کے کفو ٹھہرے۔

آئیے ذرا ہم کلمہ مصطفیٰ پر تھوڑی بحث کا آغاز کرتے ہیں تاکہ شکوک و شبہات دور ہو سکیں۔ آئیے ان تین کلمات کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

(۱) مصطفیٰ کسے کہتے ہیں۔

(۲) محبتی کسے کہتے ہیں۔

(۳) مرتضیٰ کسے کہتے ہیں۔

سرکارِ علامہ سید محمد سبطین سروسوی اعلیٰ اللہ مقامہ اپنی شہرہ آفاق کتاب ”کشف الاسرار“ ص ۱۳۹ پر یوں رقم کرتے ہیں۔ قرآن حکیم میں مندرجہ بالا تینوں الفاظ استعمال ہوئے۔

مصطفیٰ، محبتی اور مرتضیٰ: علمائے لغت نے لاپرواہی سے کام لیتے ہوئے ان تینوں کا ایک نبی معنی کیا ہے یعنی پاک، پاکیزہ برگزیدہ: حالانکہ ان تینوں کے الگ الگ معنی ہیں تینوں لفظوں کا مادہ الگ الگ ہے۔ جب مادہ الگ تو معنی ایک کیسے ہو سکتا ہے جیسا کہ۔

ا۔ مصطفیٰ مشتق ہے صفا سے۔

ب۔ محبتی بنا ہے حبا سے۔

ج۔ اور مرتضیٰ ہے رضا سے۔

اس لئے صفا۔ حبا اور رضا کے معنی الگ الگ ہیں۔ چونکہ محبتی اور مرتضیٰ یہاں زیر



بحث نہیں ہیں ہم کو اس مقام پر کلمہ مصطفیٰ پر تبصرہ کرنا ہے۔

کیونکہ آل عمران اور آل ابراہیم دونوں پر مصطفیٰ کا اطلاق ہوتا ہے۔ چونکہ آل عمران سے جناب جعفر طیار اور جناب عبداللہ کا ارتباط ہے لہذا ہمارا موضوع گفتگو مصطفیٰ ہے۔ زبان عرب کا قاعدہ ہے جب کوئی لفظ ثلاثی مجرد سے مزید فیہ میں منتقل ہو تو اصلی معنی مصدری عدثی اس میں محفوظ رہتے ہیں لہذا اصطفاء، اجتباء اور ارتضا میں صفا، جہا اور رضا کے معنی ملحوظ ہیں۔

سورہ آل عمران کے تناظر میں اللہ تعالیٰ نے ابراہیم اور آپ کی آل کو مصطفیٰ فرمایا اور پھر جناب عمران اور آپ کی آل پاک کو مصطفیٰ فرمایا ہے۔

مصطفیٰ کا معنی ہوتا ہے پاکیزہ، برگزیدہ، چنا ہوا، معصوم، اب ہم قرآنی آیات کے تناظر میں اس لفظ مصطفیٰ پر کچھ دلائل پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

﴿۱۳۹﴾...اصطفاء اور قرآن:

سورہ مبارکہ حج میں ارشاد ہوتا ہے:

اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ

”اللہ نے کچھ رسول ملائکہ سے مصطفیٰ بنائے کچھ انسانوں سے مصطفیٰ بنائے“

اس آیت مبارکہ میں لفظ رسول مشترک ہے اور کلمہ اصطفاء استعمال کیا ہے۔ اگر مصطفیٰ کے معنی پاکیزہ، مطاہر، برگزیدہ معصوم نہ ہوتے تو اللہ کبھی ملائکہ کے لئے اصطفاء کا لفظ استعمال نہ کرتا بلکہ مصطفیٰ ایسے معصوم کو کہتے ہیں جو نطفے کی غلطیوں سے پاک ہو، میرہ ہو اس لئے یہ کلمہ اصطفاء ملائکہ پر استعمال ہوا۔

قَالَ يَمُوسَىٰ إِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَتِي وَبِكَلَامِي

(سورہ مبارکہ ”اعراف“ آیت ۱۴۳)



فرمایا: ”اے موسیٰ! ہم نے تجھے مصطفیٰ بنایا ہے لوگوں پر اس لئے کہ تو میرا رسول بھی ہے اور میرا کلام بھی ہے۔“

آیہ کریمہ میں قائلِ غور بات یہ ہے کہ جنابِ موسیٰ کو علی الناس لوگوں پر مصطفیٰ بنایا ہے۔ من الناس یعنی لوگوں میں سے مصطفیٰ نہیں بنایا، لوگوں پر بنایا ہے، لوگوں میں مصطفیٰ بننا اور بات ہے لوگوں پر مصطفیٰ بننا اور بات ہے۔

يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلَى النِّسَاءِ الْعَالَمِينَ
(سورہ مبارکہ مریم آیت ۴۲)

”اے مریم! اللہ نے تجھے اصطفیٰ کیا پھر طاہر بنایا پھر مصطفیٰ کیا عالمین کی عورتوں پر“

اس آیت مبارکہ میں جنابِ مریم سلام اللہ علیہا کو دو مرتبہ مصطفیٰ کہا گیا ہے۔

(۱) ایک مصطفائی جنابِ مریم کی ذاتی کہ وہ خود بتول تھیں۔

(۲) دوسری مصطفائی یہ کہ ماں بننے کے باوجود اولادِ نطفے کی نجاست سے

پاک تھیں۔

مفہومِ آیت یہ ہے کہ اے مریم! ہم نے تجھے مصطفیٰ بنا کر بتول بنایا اور پھر مصطفائی عطا کی، ایسی اولاد دے کر جو نطفے سے نہیں تھی۔ قرآن نے یہ تصور دیا کہ مصطفیٰ وہ ہوتا ہے جو نطفے کی نجاستوں سے پاک و پاکیزہ ہو۔

اس لئے میرے مولا امیر المومنین علیہ السلام خطبہ معرفۃ نورانیہ، مشارق انوار الیقین میں فرماتے ہیں۔

لَا نِلْدُ وَلَا نُؤَلَّدُ فِي الْبُطُونِ

”ہم اور ہمارے بچے بطنوں اور رحموں سے پیدا نہیں ہوا کرتے“

یہاں مولا نے اپنی تمام اولادِ پاک کی سند عصمت عطا فرمائی ہے۔ یہ سب کے



سب معصوم ہیں لہذا سرکار عبد اللہ ابن جعفر طیار اور سرکار عون محمد ابن جعفر طیار ان دونوں شہزادوں کا تعلق آل عمران سے ہے اور آل عمران مصطفیٰ ہے۔ پاکیزہ ہیں برگزیدہ ہیں ان ہی شہزادوں کی طرف دیکھتے ہوئے سرکار ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔

بَنَاتِنَا لِبَيْتِنَا وَبُعُونَا لِبَنَاتِنَا مَنْ لَا يَحْضُرُ الْفَقِيه

”ہماری بیٹیاں ہمارے بیٹوں کے لئے ہیں اور ہمارے بیٹے ہماری بیٹیوں کے لئے ہیں۔“

آل عمران سادات شرفی ہیں غیر سادات نہیں ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ

(سورہ آل عمران... آیت ۳۲)

آیہ مجیدہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے آدم کو مصطفیٰ کہا ہے۔ آل آدم کو نہیں۔ صرف نوح کو مصطفیٰ بنایا۔ آل نوح کو نہیں لیکن ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل کو بھی مصطفیٰ بنایا جناب عمران علیہ السلام اور آپ کی آل کو مصطفیٰ بنایا۔“

اور آل عبدالمطلب پر صدقہ حرام قرار دے کر ان کے سادات شرفی ہونے کی گواہی دی۔ نسب سادات صرف اولاد رسول علی و بتول سلام اللہ علیہا ہیں۔ علی علیہ السلام کی باقی اولاد اسی طرح معصوم ہے اور سید ہے جس طرح ایک لاکھ ۲۴ ہزار انبیاء مرسلین میں ۳۱۳ رسول ہیں اور اولاد بتول اس طرح نسب سادات ہے جس طرح ۳۱۳ میں ۵ اولی العزم رسول ہیں لیکن سب کے سب معصوم ہیں۔

اب ہم امیر المومنین علیہ السلام کی باقی اولاد جو جناب سیدہ کی آغوش مطاہرہ سے تعلق نہیں رکھتی یا ان چہارہ معصومین علیہم السلام کے علاوہ سرکار عباس علمدار، سرکار محمد حنفیہ، سرکار شہزادہ علی اکبرؑ، جناب شہزادہ قاسمؑ، جناب شہزادہ علی اصغرؑ، جناب زینبؑ



سلام اللہ علیہا، جناب ام کلثوم سلام اللہ علیہا، جناب حضرت معصومہ قم سلام اللہ علیہا کے متعلق چند مختصر ادلائل عصمت پیش خدمت کریں گے تاکہ جو انہیں معصوم نہیں مانتے یا ان کو سادات میں شامل نہیں کرتے ان کی عقل ٹھکانے آجائے۔

چونکہ یہ موضوع بڑا وسیع و عریض ہے اس کے لکھنے کے لئے مجھ جیسے کم علم کو بھی ہزاروں صفحات درکار ہیں۔ انشاء اللہ میرے مالک امام زمانہ علیہ السلام عجل اللہ فرجہ الشریف کی بارگاہ میں منظوری ہوئی تو اس پر بھی ضرور کام کریں گے۔

﴿۱۲۰﴾... عصمت جناب زینب سلام اللہ علیہا:

سرکار محمد وآل محمد علیہم السلام منجانب اللہ عصمت کی فیصل مطلقہ پر قائل ہیں لیکن مقصرین و ناصبین محمد وآل محمد علیہم السلام کے ظاہری و باطنی دشمن ہیں اور ان ذوات عالیہ کی عصمت مطلقہ کے قائل نہیں ہیں۔ انہیں اپنی میزان بشریت میں تولتے ہیں جس طرح جتہ البہیہ کا بھیجا جانا اُس ذات الہی پر واجب ہے اسی طرح اُن کو نقائص نبوب سے پاک رکھ کر عصمت کے تاج سے سرفراز کرنا بھی اُس پر واجب ہے۔

مقصرین و ناصبین ان ذوات مقدسہ کے فضائل ظاہریہ و باطنیہ کا انکار کرتے ہوئے اکثر کہتے ہیں کہ یہ ذوات مقدسہ نعوذ باللہ گناہ کر سکتے ہیں مگر کرتے نہیں ہیں۔

حضرت امام زمانہ علیہ السلام عجل اللہ فرجہ الشریف فرماتے ہیں:

قلوبنا اوعیة المشیمة اللہ فاذا آشاء شیئنا واللہ یقول مَا تَشَاوُنَ الْاَنْ
یَشَاءُ اللہ (بحار الانوار، ج ۵۲، ص ۵۱)

”ہمارے قلوب مشیت خدا کے محل ہیں جو وہ چاہتا ہے وہ ہم چاہتے ہیں“

چونکہ گناہوں کا صدور ارادت قلبی سے متعلق ہے اس لئے معصوم عجل نے فیصلہ فرما دیا کہ ہمارے قلوب ہی مشیت الہی کا محل ہیں۔ اگر ذات واجب سے گناہ سرزد ہو سکتا



ہے تو پھر ان سے بھی ہو سکتا ہے کیونکہ جو وہ چاہتا ہے وہی تو یہ چاہتے ہیں۔ اللہ چونکہ کسی سے بھی گناہ نہیں کروانا چاہتا لہذا جو ذوات خود قلب اللہ ہوں وہی تو عصمت کلیہ مطلقہ پر فائز ہوتے ہیں۔

السلام علی نفس اللہ القانمہ فی بالسنن
”لہذا نفس اللہ سے گناہوں کا صدور ہونا ممکنات سے ہے“

﴿۱۴۱﴾... عصمت جناب سیدہ زینبؓ و جناب اُمّ کلثومؓ:

ہمارا ایمان ہے کہ ہر معصوم کی مادر گرامی ”بتول“ ہوتی ہے وہ ایام نجاست سے پاک و پاکیزہ ہوتی ہیں کیونکہ ظرف عصمت کبھی غیر معصوم نہیں ہوتا۔ سیدہ خندومہ جناب زینب سلام اللہ علیہا بافضل جناب زہرا سلام اللہ علیہا کی نائبہ ہیں۔ آپ کی تخلیق ظہور نور عالم بشریت سے بالکل مختلف اور جدا ہے۔

آپ چونکہ مرتبہ امامت پر فائز نہیں ہیں مگر عصمت ”ولایت“ علم مآکان وما یکون، علم لدنی۔ عالمۃ غیر معلمۃ اور قرب امامت کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہیں۔ ان کے ظہور نزول کی مکمل تاریخ پیش کرنا ہمیں اپنے مقصد سے بہت دور لے جائے گا بہر حال جن حضرات کو آپ کی عصمت پر کچھ تحقیق چاہیے وہ مندرجہ ذیل کتب سے استفادہ کریں:

۱۔ جامع زندگانی حضرت زینبؓ، ج ۳، ص ۱۳۹

۲۔ بحار الانوار، ج ۵۱، ص ۲۶

۳۔ حق الیقین، ص ۳۱۳

۴۔ مدیۃ المعاجز، ج ۲، ص ۵۸۸

۵۔ جلاء العیون، ص ۵۸۴



۶۔ ناخ التوارخ زندگی حضرت زہنب کبریٰ، ج ۱ ص ۴۴

۷۔ الطراز المذہب فی احوال سیدتنا زہنب، ج ۱ ص ۴۳۔

۸۔ صحیفۃ الابرار، ج ۱ ص ۲۸۹

۹۔ الہدیۃ الکبریٰ، ص ۱۸۰، بیروت

عصمت و طہارت میں یہی مقام جناب اُمّ کلثوم سلام اللہ علیہا کا ہے۔ ان کا ظہور اور طریقہ نزول عین عصمت ہے اس لئے ایسی پارسا کائنات کی معراج زندگی کے لئے سرکار عبد اللہ سرکارِ محمد علیہم السلام بن جعفر طیار کا انتخاب کیا گیا۔

(نچ السادات فی اکفاء البنات... صفحہ ۶۳۳)

﴿۱۴۲﴾... ذریتِ رسول کی فضیلت اور قرآن:

علامہ سیدنا ربیع نقوی کتاب ”نچ السادات فی اکفاء البنات“ میں لکھتے ہیں:-

إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ
ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

(سورہ آل عمران... آیت ۳۳، ۳۲)

”یقیناً خدا آدم، نوح اور آلِ ابراہیم اور آلِ عمران تمام جہانوں میں مصطفیٰ بنایا بعض

کی اولاد کو بعض سے۔ خداوند عالم سنے والا اور جاننے والا ہے۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت آلِ ابراہیم ہیں۔ آلِ عمران سے

مراد آلِ محمد علیہم السلام ہیں۔

بلکہ تفسیر درمنثور... ج ۲، مطبع مصر میں یہاں تک الفاظ موجود ہیں کہ آیت میں آلِ

عمران کے بعد آلِ محمد کے الفاظ موجود تھے۔

اہل بیت کی تفسیر میں آلِ عمران کے بعد ”وآلِ محمد علی العالمین“ موجود



ہے۔ (تفسیر مجمع البیان، ج ۱، ص ۲۲۳)

تفسیر لوامع التنزیل کی روایت کے مطابق اس آیت میں آل عمران سے مراد آل ابوطالب ہیں۔

سرکار صادق آل محمد علیہ السلام سے منقول ہے کہ حدیث قدسی میں ہے کہ حضرت عبداللہ، حضرت آمنہ سلام اللہ علیہا، حضرت ابوطالب، حضرت فاطمہ بنت اسد سلام اللہ علیہا پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔

حضرت ختمی مرتبتؑ نے اولاد عبدالمطلبؑ کو ارشاد فرمایا کہ میں بھی اولاد عبدالمطلبؑ سے ہوں۔ سید الشہداء حضرت حمزہ، حضرت جعفر طیار، جناب علیؑ، جناب سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا، سرکار حسن علیہ السلام، حضرت امام حسین علیہ السلام تا قائم آل محمد علیہم السلام سب اولاد جناب عبدالمطلبؑ سے ہیں۔

فضائل السادات میں آیت اللہ محمد باقر داماد لکھتے ہیں۔ ”سب سے پہلے حضرت عبدالمطلبؑ نے ارشاد فرمایا۔ نحن آل اللہ ہم آل اللہ ہیں، ہم خاندان خدا ہیں۔ پھر فرمایا اولاد عبدالمطلبؑ خواہ مرد ہوں یا عورتیں سب پر صدقہ حرام ہے۔ اولاد عبدالمطلبؑ میں مومنین حقدار خمس ہیں۔

اولاد ابوطالبؑ سادات ہیں ان پر صدقہ حرام ہے اور بنی فاطمہؑ کی طرح خمس کے حقدار ہیں۔

یہی وجوہات ہیں جن کی بنا پر حضرت عبداللہ بن جعفر طیار اور سرکار عون محمد بن جعفر طیار امیر المومنین کے گئے بھتیجے ہیں۔ اس لئے سرکار عالمہ غیر معلمہ سیدہ زینبؑ و سیدہ اُمّ کلثوم سلام اللہ علیہا کے مماثل اور کفو ہونے کی بنا پر یہ عقد سرانجام پائے۔ اس لئے انہیں غیر سید کے رشتہ کے جواز میں دلیل بنانا جہالت ہے اور ”من لایحضر



الفقیہہ“ کی حدیث مبارکہ کے پیش نظر ”بِنَاتِنَا لِبَنِينَا وَبُنُونَنَا لِبَنَاتِنَا“ ہماری بیٹیاں ہمارے بیٹوں کے لئے اور ہمارے بیٹے ہماری بیٹیوں کے لئے۔

اس لئے علم سے کور جہالت سے آراستہ ابو جہلوں کو سوچنا چاہئے کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں۔ (نَج السادات فی اکفاء البنات... صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

﴿۱۲۳﴾... سادات کو جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کا سلام:

علامہ سید نثار عباس نقوی کتاب ”نَج السادات فی اکفاء البنات“ میں لکھتے ہیں:-

القطرہ، ج ۱، ص ۵۲، بحار الانوار، ج ۴۳، ص ۲۱۲ حدیث ۴۴

”جناب سیدہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے وصیت کرتے ہوئے فرماتی ہیں یا علیؑ میں دنیا و آخرت میں آپ کی زوجہ ہوں۔ مجھے حنوط، غسل اور کفن رات کے وقت دیجئے گا۔ میرا جنازہ رات کو اٹھائیے گا مجھے دفن رات کے وقت کیجئے گا جس کا کسی کو علم نہ ہو۔“

وَاقْرَأْ وَلَدِي السَّلَامُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

”اور قیامت تک آنے والی میری اولاد کو میرا سلام کہہ دیجئے گا۔“

☆ مندرجہ ذیل وصیت نامہ کے راوی جناب عبداللہ ابن عباس ہیں۔

☆ یہ وصیت دراصل جناب سیدہ کا نزاغی بیان ہے۔

☆ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے تا قیام قیامت آنے والی ذریت کو سلام پہنچا کر ان کی بخشش کی ضمانت دی ہے۔

☆ قیامت تک آنے والی اولاد کو سلام کا مفہوم لفظ فاطمہ کا ترجمہ سمجھانا ہے۔

☆ یہ ثابت ہو گیا جس اولاد کو جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سلام کہہ دیں اُس کے ساتھ غیر سید کا نکاح حرام ہوتا ہے۔



جھوٹے یا سچے سادات سے اوپل کرتا ہوں کہ وہ اپنی جدہ طاہرہ کے آخری سلام کی لاج رکھتے ہوئے غیر سادات سے رشتہ مت جوڑیں ایسا نہ ہو کہ بروز محشر جناب سیدہ سے شرمندہ ہونا پڑے اور نوح کے بیٹے کی طرح اولاد سے خارج ہونا پڑے اور جہنم میں جانا واجب ہو جائے۔

توبہ کا دروازہ بند ہونے سے پہلے توبہ النصوح کر لو۔ میدان محشر بڑا مشکل دن ہے۔ (نیج السادات فی اکفاء البنات... صفحہ ۱۰۳)

﴿۱۳۴﴾... اولاد رسولؐ کو اذیت دینے پر جنت حرام ہو جاتی ہے:

علامہ سیدنا رعباس نقوی کتاب ”نیج السادات فی اکفاء البنات“ میں لکھتے ہیں:-

عمدة صحاح الاخبار فی مناقب الائمة الابرار۔ القطره.... ج ۲... ۱۱۰

طویل سلسلہ اسناد کے بعد جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا:

حرمت الجنة علی من ظلم اهل بیتی واذانی فی عترتی

”جس نے میرے اہل بیتؑ پر ظلم کیا، میری اولاد کو اذیت دی اُس پر جنت حرام ہے“

کیا اس کا حرام میں آپ تو شریک نہیں ہیں۔

(نیج السادات فی اکفاء البنات... صفحہ ۱۰۸)

﴿۱۳۵﴾... ہماری بیٹیاں صرف ہمارے بیٹوں کے لئے ہیں:

علامہ سیدنا رعباس نقوی کتاب ”نیج السادات فی اکفاء البنات“ میں لکھتے ہیں:-

مَنْ لَا يَحْضُرُ الْفَقِيْهَ مَبْحَثَ نِكَاحٍ وَتَرْوِيْجٍ دَرِ بَابِ الْاَكْفَاءِ وَنَظَرٍ

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ اِلَى اَوْلَادِهِ عَلٰى وَجَعَفَرُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَقَالَ

بَنَاتُنَا لِبَنِيْنَا لِبَنِيْنَا وَبَنُوْنَا لِبَنَاتِنَا



”آنحضرتؐ نے فرمایا اولاد علیؑ و جعفر علیہما السلام کی طرف دیکھ کر ہماری بیٹیاں صرف ہمارے ہی بیٹوں کے لئے ہیں اور ہمارے بیٹے ہماری بیٹیوں کے لئے ہیں۔“

حضور سرکارِ دو عالم کے فرمانِ مقدس نے یہ وضاحت فرمادی کہ ہماری بیٹیوں کے کفو صرف ہمارے ہی بیٹے ہیں۔ کوئی غیر سیدان کا کفو نہیں ہو سکتا۔ لہذا اگر کوئی صدقہ خور فرمانِ رسالت کی خلاف ورزی کرتا ہے تو صریحاً کفر کا مرتکب ہے۔ اولادِ رسولؐ کا نکاح غیر سید سے قطعی حرام ہے۔ نکاح پڑھنے والا بھی شرعی مجرم ہے، پڑھانے والا بھی مجرم ہے۔ (نہج السادات فی اکفاء البنات... صفحہ ۱۱۸)

﴿۱۲۶﴾... خصوصیات سادات:

علامہ سیدنا ربیع نقوی کتاب ”نہج السادات فی اکفاء البنات“ میں لکھتے ہیں:-

کتاب فضائل السادات میں علامہ محمد باقر داماد لکھتے ہیں۔ حضور نبی کریمؐ نے فرمایا:

”میری اولاد میری ذریت“ کی خصوصیت یہ ہے جو اللہ کی طرف سے ہمیں عطا ہوئی

ا۔ جس گھر میں ہماری ذریت کی عداوت ہوگی وہ گھر تباہ ہو جائے گا۔

ب۔ جو کتا میری ذریت پر حملہ کرے گا وہ خارش کے مرض میں مبتلا ہو کر مرے گا۔

ج۔ جو بھیڑیا میری ذریت پر حملہ کرے گا اس پر کتے مسلط ہو جائیں گے۔

آزمائش شرط ہے:

عداوت سادات رکھنے والا گھر تباہ ہو جائے گا۔ بنو امیہ سے لے کر بنو عباس تک کا تاریخی جائزہ لیں۔ دشمنانِ سادات تباہ و برباد ہوئے ہیں یا نہیں۔

اُن کی قبروں کے کھنڈرات گواہ ہیں آج اُن کا نام گالی بنا ہوا ہے۔

سادات سے اُلجھنے والا جب کتا محفوظ نہیں ہے تو پھر سادات کی



حرم کی دھجیاں اُڑانے والے بھی یقیناً بغضِ آلِ محمدؐ کی خارش
میں مبتلا ہو کر خود بخود مر جائیں گے۔

(نہج السادات فی اکفاء البنات... صفحہ ۱۳۰)

﴿۱۳۷﴾... اولادِ رسولؐ پر مال خرچ کرنا

جنت میں جوارِ اہل بیتؑ میں مقام:

علامہ سیدنا رحمہما نقوی کتاب ”نہج السادات فی اکفاء البنات“ میں لکھتے ہیں:-

کتاب ”فضائل السادات“ ص ۱۰۱، ۱۰۲ علامہ میر باقر داماد لکھتے ہیں:-

ہشام بن حکم کہتا ہے کہ شام کے شہروں میں ایک شہر ”جبل“ کا رہنے والا ایک
مالدار آدمی امام جعفر صادقؑ کے پاس حج کے دنوں میں آیا۔ حضرت نے مدینے میں
اپنے گھر میں اُس کو رہنے کے لئے جگہ دی۔ اُس کے حج اور نزول کے عرصے نے طویل
مدت اختیار کی جب جانے لگا تو اُس نے مبلغ دس ہزار درہم امام علیہ السلام کی خدمت
میں پیش کئے اور عرض کی کہ سرکار آپ میرے لئے ایک علیحدہ گھر خریدیں تاکہ آئندہ
ایام حج میں سرکار کو تکلیف نہ ہو۔

جب اگلے سال حج سے فارغ ہو کر امام علیہ السلام کی خدمت میں مدینے حاضر ہوا
عرض کیا میری جان آپ پر فدا ہو کیا آپ نے میرے لئے علیحدہ گھر خرید لیا ہے جس کی
میں نے استدعا کی تھی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا ہاں! یہ رجسٹری ہے اسے لے لو جب اُس شخص نے وہ
نوشتہ پڑھا تو اُس پر لکھا تھا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



یہ سند ہے جعفر بن محمد کی طرف سے فلاں بن فلاں جبلی کے لئے جس کے لئے میں نے بہشت میں ایک گھر خریدا ہے جس گھر کا حدود اور بعد اس طرح ہے کہ اُس کے ایک طرف رسول اللہ کا گھر ہے، دوسری طرف امیر المومنین علیہ السلام کا گھر ہے، تیسری طرف حسن مجتبیٰ کا گھر ہے اور چوتھی جانب حسین علیہ السلام کا گھر ہے۔

جب اُس دولت مند نے نوشتہ پڑھا تو کہنے لگا ہر حالت میں خوش ہوں۔ سرکارِ امام علیہ السلام نے فرمایا میں نے بھی تیرے مال کو اولاد حسن اور اولاد حسین میں تقسیم کر دیا ہے۔ اُمید رکھتا ہوں کہ خداوند عالم قبول فرمائے گا اور تجھ کو اس مال کے عوض بہشت عطا فرمائے گا۔

راوی کہتا ہے وہ شخص جبلی گھر پہنچا وطن میں جا کر بیمار ہو گیا یہاں تک سکرات موت اُس پر طاری ہوئے تو اُس نے اپنے عزیز و اقرباء کو جمع کیا اور کہا میں تم کو قسم دے کر وصیت کرتا ہوں میرے امام کے اس نوشتہ کو میرے کفن میں رکھ کر دفن کر دینا۔ انہوں نے وصیت پر عمل کیا دوسرے دن جب اُسے رشتہ دار قبر پر حاضر ہوئے تو قبر کے اوپر انہوں نے اُس نوشتہ کو دیکھا جب اٹھایا تو اُس کی دوسری طرف یہ لکھا ہوا تھا:

وفی لی واللہ جعفر بن محمد بما قال

”قسم خدا کی جعفر بن محمد نے جو وعدہ میرے ساتھ کیا تھا وہ پورا کر دیا“

وہ دس ہزار دینار جو سرکارِ امام صادقؑ نے اولاد حسن اور حسین علیہما السلام کے غرباء میں تقسیم کئے اللہ نے اُس کے عوض جبلی کو اصحابِ خمسہ نجباء کے درمیان جنت میں گھر عطا کیا۔ یہ ہوتا ہے اولادِ رسول کی اعانت کا صلہ۔

(نَج السادات فی اکفاء البناات... صفحہ ۱۵۷، ۱۵۸)

﴿۱۲۸﴾... مسئلہ عقد سیدزادی اعتقاد کا مسئلہ ہے

اس میں اجتہاد کی کوئی گنجائش نہیں:

علامہ سیدنا ربیع بن نعیم نقوی کتاب ”نہج السادات فی اکفاء البنات“ میں لکھتے ہیں:-
اپنے ”اعتقادیہ“ میں شیخ صدوق علیہ عقد سیدزادی کے متعلق یوں عقیدت کا اظہار کرتے ہیں:

اعتقاد نافی العلویہ اَنَّهُمْ آلِ رَسُولِ اللَّهِ وَأَنَّ مَوَدَّتَهُمْ وَاجِبَةٌ لِأَنَّهُا أَجْرُ
الرسالة قَالَ اللَّهُ تَعَالَى

قُلْ لَّأَسْأَلَنَّكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ - (سورہ شوریٰ آیت ۲۳)
”شیخ علیہ رحمہ فرماتے ہیں ہم امامیہ کا اعتقاد اولاد علیؑ کے متعلق یہ ہے کہ وہ آلِ رسولؐ ہیں۔ تحقیق مودۃ اور محبت اُن کی واجب ہے کیونکہ مودۃ بدلہ اور اجر ہے رسالت کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اے حبیب کہہ دیجئے کہ میں کچھ بھی اجر رسالت نہیں چاہتا مگر مودۃ رکھو میرے قریبی سے۔“

آپ علیہ رحمہ فرماتے ہیں:

”صدقہ چونکہ لوگوں کے ہاتھوں کا میل ہے اور ان کے لئے باعثِ طہارت باطنی ہوتا ہے اس لئے صدقہ اُن سادات پر حرام قرار دیا گیا ہے مگر اولادِ رسولؐ کا صدقہ دوسرے لوگوں پر حلال ہے بلکہ ان کے غلاموں اور کنیزوں پر بھی حلال ہے چونکہ زکوٰۃ بھی اولادِ رسولؐ پر حرام ہے اس لئے اس کے عوض میں مالِ خمس اولادِ رسولؐ کے حلال قرار دیا گیا ہے۔“

(نہج السادات فی اکفاء البنات... صفحہ ۲۲۵، ۲۲۶)



﴿۱۴۹﴾... آلِ یسین سادات ہیں:

علامہ سید ثار عباس نقوی کتاب ”نجم السادات فی اکفاء البنات“ میں لکھتے ہیں:-

سورہ مبارکہ صافات: آیت ۷۸، آیت ۱۰۹، آیت ۱۲۰

ارشاد خداوندی ہے:

سَلَامٌ عَلٰی نُوحٍ فِی الْعَالَمِیْنَ

سَلَامٌ عَلٰی اِبْرٰهٖمَ

سَلَامٌ عَلٰی مُوسٰی وَ هٰرُونَ

ذاتِ احدیت نے جن انبیاء پر سلام کیا ہے وہ سب اولوالعزم ہیں۔ پورے قرآن میں غیر اولوالعزم رسولوں پر اللہ نے سلام نہیں کیا۔ جناب موسیٰ کے ساتھ حضرت ہارون پر سلام بھیج کر یہ مسئلہ بھی حل کر دیا ہے کہ اولوالعزم رسولوں کے وحی بھی اولوالعزم رسولوں کا درجہ رکھتے ہیں۔

پورے قرآن میں جتنے بھی انبیاء کا ذکر ہے کسی پر اللہ تعالیٰ نے سلام نہیں بھیجا۔ مگر اولادِ فاطمہ زہرا کی عظمت کے کیا کہنے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا ہے:

سَلَامٌ عَلٰی آلِ یسین

”آلِ یسین پر سلام ہو“۔

تو اللہ تعالیٰ نے آلِ یسین پر سلام کر کے ناقائم قیامت اولادِ فاطمہ کو نوازا ہے۔ اب یہ ماننا پڑے گا کہ اولادِ زہرا کی عزت و عظمت اولوالعزم رسولوں سے کم نہیں ہے۔

☆ علامہ فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں ابنِ عباس سے روایت کی ہے کہ آلِ



یٰسین سے مراد اولادِ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہے۔

☆ احقاق الحق میں علامہ حلی نے لکھا ہے کہ آلِ یٰسین سے مراد ذریتِ نبی ہے۔

☆ فضل ابن روز بہان نے جہاں علامہ حلی کی ہر بات کا جواب دیا ہے وہاں اس نے آلِ یٰسین کے سلسلے میں ایک لفظ بھی نہیں لکھا بلکہ تسلیم کیا ہے کہ آلِ یٰسین سے مراد ذریتِ رسول ہے۔

☆ علامہ آیۃ اللہ مرعشی نے احقاق الحق کے حاشیہ پر علماء اہل سنت کی دس تفاسیر کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ”آلِ یٰسین“ سے مراد صرف اور صرف ذریتِ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہے۔

☆ ابن حجر عسقلانی نے صواعقِ محرقہ میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولادِ ہر اکو جن خصوصیات سے نوازا ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ذریتِ فاطمہ زہرا پر ”سلام“ علیٰ آلِ یٰسین کے ذریعے سلام کیا ہے اور یہ سلام تاقیامت ہے۔

رجالِ نجاشی، بابِ را میں ریان بن ابوصلت ہروی کے ذریعے روایت کی ہے کہ ایک دن مروین مامون رشید کے پاس گیا دیکھا کہ مامون نے سرکارِ امام رضا علیہ السلام سے مناظرے کی خاطر علماء کو جمع کر رکھا ہے۔ مختلف موضوعات پر مباحثہ جاری تھا۔ جب میری باری آئی تو مامون نے کہا کہ اولادِ ہر اکو کے معاملے میں قرآن میں کوئی صریح آیت نہیں ہے۔ میرے کچھ کہنے سے پہلے حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا بالکل ہے۔

پھر مولا امام رضا علیہ السلام نے علماء کو مخاطب کر کے فرمایا:

یٰسین والقرآن الحکیم

اس آیت میں یٰسین سے مراد کیا ہے۔ سب نے کہا کہ سرورِ کائنات کے القاب



میں ایک لقب ہے۔

سرکارِ امام رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

”کہ جو شخص قرآن حکیم پر گہری نظر رکھتا ہے اور قلب سلیم سے قرآن کو سمجھتا ہے اور تسلیم کرتا ہو کہ اس متفق علیہ نبوی لقب کے ذریعے ذاتِ احدیت نے ”ساداتِ بنی فاطمہ“ کو وہ فضیلت دی ہے جس میں ان کا کوئی سہم اور شریک نہیں ہے“

مامون اور دیگر علماء نے کہا یہ لقب خاتم الانبیاء کا ہے اور آپ اس سے ساداتِ بنی فاطمہ کی فضیلت کیسے گردان رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا ابھی آپ سب میری بات کی تصدیق کریں گے۔ آپ نے مامون سے مخاطب ہو کر فرمایا کیا ذاتِ احدیت نے قرآن میں کسی نبی پر سلام کیا ہے۔ مامون نے کہا ہاں اولوالعزم رسولوں پر سلام کیا ہے۔

سرکارِ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا وہ آیات آپ کے ذہن میں ہیں۔ مامون نے کہا، جی ہاں!

سَلَامٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعَالَمِیْنَ، سَلَامٌ عَلٰی اِبْرٰہِیْمَ، سَلَامٌ عَلٰی مُوسٰی و ہارون

سرکارِ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: کیا کسی نبی کی آل پر سلام کیا ہے۔

مامون نے کہا ہمارے ذہن میں ایسی کوئی آیت نہیں ہے۔ سرکارِ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا تمہارے ذہن میں ایسی بات نہ ہوگی لیکن قرآن میں ہے۔

”سَلَامٌ عَلٰی آلِ یٰسِیْنَ“

مامون نے کہا ہاں یہ بات قابلِ تسلیم ہے بعض عدوانِ آلِ محمدؐ نے اتنا اعتراض کیا ہے کہ آلِ یسین کا لفظ نہیں بلکہ ”الیاسین“ ہے لیکن تفاسیر نے اس سے مراد آلِ یسین ہی مراد لیا ہے۔ اس آیت سے مندرجہ ذیل نتائج موصول ہوئے ہیں۔



۱۔ ابتدائی پانچ صدیوں تک تمام علماء آلِ یسین تسلیم کرتے تھے اور کوئی ایک بھی ”إلیاسین“ کا قائل نہ تھا۔

۲۔ آلِ یسین سے صرف اور صرف ساداتِ بنی فاطمہ مراد ہیں۔

۳۔ آلِ محمد صرف اور صرف جنابِ زہرا کی اولاد ہیں۔

۴۔ ذاتِ احدیت نے قرآن میں اولوالعزم انبیاء کے ساتھ اولادِ جنابِ زہرا کو یسین کے نام سے سلام کیا ہے۔

۵۔ ذاتِ احدیت کے سلام کا مقصد صرف ساداتِ بنی فاطمہ کی عزت افزائی ہے۔ عظمتِ سادات کے ہر پہلو کو اجاگر کرنا ہے۔

۶۔ قرآن حکیم پر ذرا غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اولوالعزم رسولوں پر صرف ایک مرتبہ سلام کیا ہے لیکن آلِ محمد کو دو مرتبہ سلام کیا ہے۔

مناقبِ ابنِ شہر آشوب میں ابوصالح نے جنابِ ابنِ عباس سے اس آیت کے متعلق روایت کی ہے۔

سَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ

اللہ کے مصطفیٰ افراد جن پر اللہ نے سلام کیا ہے۔

اُن میں حضرت علیٰ جنابِ فاطمہ زہرا سرکارِ امام حسن سرکارِ امام حسین اور تاقیامت آنے والی تمام اولاد ہے یہ اللہ تعالیٰ کے مصطفیٰ افراد ہیں جنہیں اللہ نے سلام کیا ہے۔

ہذا لفظِ اہلِ بیت سے مراد صرف معصوم ائمہ نہیں ہیں بلکہ تاقیامت آنے والے تمام سادات ہیں۔ بنی فاطمہ ہی مصداقِ اہلِ بیت ہیں۔

☆ ساداتِ بنی فاطمہ قیامت تک کے لئے مصطفیٰ ہیں۔

☆ ذاتِ احدیت نے ساداتِ بنی فاطمہ کو دو مرتبہ سلام کیا ہے۔

(نہج السادات فی اکفاء البنائت... صفحہ ۲۶۱ تا ۲۶۳)



﴿۱۵۰﴾...علیٰ وفاطمہ کی اولاد سے محبت کا اجر:

علامہ سیدنا رباعباس نقوی کتاب ”نہج السادات فی اکفاء البنات“ میں لکھتے ہیں:-

قال رسول الله صَلَّى الله عليه وآله وسلم إِنَّ اللهَ لَهُ
الْحَمْدُ عَرْضُ حَبِّ عَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ الزَّهْرَا سَلَامَ اللهَ عَلَيْهَا
وَفَرِيَّتُهُمَا عَلَى الْبَرِيَّةِ فَمَنْ بَادَرَهُمَا بِالْإِجَابَةِ جَعَلَ مِنْهُمْ
الرَّسُلُ، وَمَنْ أَجَابَ بَعْدَ ذَلِكَ جَعَلَ مِنْهُمْ الشَّيْعَةُ وَمَنْ أَجَابَ
بَعْدَ ذَلِكَ مِنْهُمْ الْأَصْفِيَاءُ وَكَانَ اللهُ جَمْعَهُمْ فِي الْجَنَّةِ

”بے شک اللہ تعالیٰ کی تمام حمد اسی کے ساتھ مخصوص ہے۔ خدا نے
علیٰ وفاطمہ اور ان کی اولاد کی محبت لوگوں کے سامنے رکھی ان میں سے
جنہوں نے جلدی مثبت جواب دیا انہیں رسول بنا دیا گیا جنہوں نے بعد
میں اقرار کیا انہیں شیعہ بنا دیا گیا اور جنہوں نے ان کے بعد اقرار کیا
انہیں اصفیاء کے طور پر منتخب کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو بہشت میں جمع
کر دیا۔“

(مجالس المؤمنین سید نور اللہ شوستری، المناقب المرتضویہ ص ۹۷، احقاق الحق ص ۱۹۱، القطرۃ

... ج ۲، ص ۱۱۴، نہج السادات فی اکفاء البنات... صفحہ ۳۱۷)

﴿۱۵۱﴾...نحوی طریقہ سے اس فقرہ کا مفہوم:

علامہ سیدنا رباعباس نقوی کتاب ”نہج السادات فی اکفاء البنات“ میں لکھتے ہیں:-

نَلَتْ مِنْ صَهْرِهِ مَا لَمْ يَنْالَاهُ

”تم آنحضرت کی ایک قسم کی دامادی میں ہو جو وہ دونوں نہ حاصل کر سکتے“

یہ ایک قسم کی دامادی میں ہو۔ کیا مطلب یعنی تم اصل داماد نہیں ہو۔ پھر اس جملہ میں



لفظ ”من“ استعمال ہوا ہے جو یہاں پر من بھضیہ ہے۔ یعنی جیسی وہ بیٹیاں تھیں ویسا تو داماد ہے۔

اسی لئے یہ ترجمہ ہوا کہ تم کو آنحضرتؐ کی ایک قسم کی دامادی حاصل ہے۔ حالانکہ داماد صرف داماد ہوتا ہے یعنی جس طرح وہ لڑکیاں بیٹیاں کہلا رہی ہیں ویسے تم داماد کہلا رہے ہو۔ نہج البلاغہ کے اس جملہ میں بھی حضرت عثمانؓ اصلی داماد ثابت نہیں ہو رہے۔ مفتی جعفر حسین مرحوم کے ترجمہ میں ”ایک قسم“ کا لفظ بتا رہا ہے کہ آنحضرتؐ کی حقیقی دختر ان نہ تھیں ورنہ ایک قسم کا دامادی نہ لکھتے بلکہ صاف لفظوں میں داماد لکھتے۔ نیز ”صبرہ“ کی ضمیر آنحضرتؐ کی طرف ہے۔

پس معنی یہ ہوئے کہ تو داماد رسول علیؑ سے نصیحت لے رہا ہے۔ مفتی جعفر حسین مرحوم نے جو ترجمہ کیا ہے وہ اگرچہ لغوی اعتبار سے دیکھا جائے تو صحیح نہیں ہے تاہم پھر بھی دامادی پر پانی پھیرنے کے لئے کافی ہے۔

قارئین نہج البلاغہ سے بھی جواز عقد کے قائلین کا مدعا پورا نہ ہو سکا لہذا حضرت عثمانؓ داماد رسولؐ نہ تھے بلکہ پروردہ ربیبہ دختر ان سے نکاح کی بدولت ایک قسم کے داماد بن گئے۔

مومنین کرام! ایک سید زادی اولاد فاطمہ زہراؑ کی شادی صرف اور صرف سید سے ہی ہو سکتی ہے۔ غیر سادات سے سید زادی کا نکاح مطلقاً حرام ہے۔

اب اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ جناب اُمّ کلثومؓ بنت امیر المومنین علیہ السلام کا عقد نعوذ باللہ عمر ابن خطابؓ سے ہوا۔

آلِ محمد علیہم السلام کی عظمت کو پامال کرنے کے لئے یہ افسانہ بھی بڑی خوبصورتی سے تراشا گیا۔ یہ بھی عداوت سادات کا ایک شاخسانہ ہے۔ اتنا بڑا جھوٹ تاریخ عالم



اسلام میں ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتا۔

جس عقیدے پر چلنے کی مجھے آل محمدؐ نے توفیق عنایت فرمائی ہے ایسے عقیدے میں تو ایسا واقعہ ہرانا بھی ایک بہت بڑا گناہ سمجھا جاتا ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ نہایت احسن الفاظ میں اس پر بحث کر کے گزر جاؤں۔ اب ہم اس پر اختصاراً گفتگو کا آغاز کرتے ہیں۔

مورخین کے نزدیک اُس دور میں چالیس عدد تک ”اُمّ کلثوم“ نامی مستورات تھیں۔ سرکاری مورخین نے کثرت نام سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جس طرح تعداد بناتے رسول مقرر فرمائی اسی طرح ان کثرت اُمّ کلثوم نامی مستورات سے ایک اُمّ کلثوم حضرت ابوبکر کی صاحبزادی حضرت اسماء (یاد رکھئے یہ اسماء انصاری خاتون تھیں جو حضرت فاطمہ زہراؑ کی کینز تھیں۔ یہ حضرت جعفر طیارؑ کی زوجہ نہیں ہیں) کے بطن سے بعد از انتقال حضرت ابوبکر متولد ہوئی جنہیں اپنے ساتھ لے کر حضرت امیر المومنین کے گھر میں اسماء زوجہ ابوبکر رہ رہی تھیں۔

اس مقام پر میں یہ بھی عرض کر دوں۔ اُس دور میں اسماء بنت عمیس بھی تین سے زیادہ پائی جاتی تھیں۔ یہ بات بھی ایک افسانہ کے سوائے کچھ حیثیت نہیں رکھتی کہ جناب جعفر طیارؑ کی زوجہ محترمہ اسماء بنت عمیس بعد از شہادت جناب جعفر طیارؑ ابوبکر کی زوجیت میں آگئیں اور بعد ابوبکر حضرت علی علیہ السلام کے عقد میں آگئیں۔ یہ بھی غلط ہے۔ ایک نام اور ایک ولدیت ہونے کی وجہ سے یہ اندازہ نہیں لگایا جاسکتا کہ ایک ہی عورت تین شخصوں کے گھر یکے بعد دیگرے آئی ہو۔

بلکہ جو بی بی جناب جعفر طیارؑ کے گھر میں تھیں اُن کا نام ولدیت بھی وہی تھا جو حضرت ابوبکر کے گھر میں تھیں اور یہی نام اور ولدیت رکھنے والی بی بی امیر المومنینؑ کے



عقد پاک میں تھیں۔ یہ بی بی اور تھیں بہر حال یہ ذکر میرے موضوع سے تعلق نہیں رکھتا یہ الگ آخر میں درج کر دیا جائے گا۔

اسماء بنت عمیس جو کہ زوجہ حضرت ابوبکر تھیں ان کی آغوش میں ایک بچی تھی جو ابوبکر کی صاحبزادی تھیں اور وہ جناب امیر المومنینؓ کے گھر زیر کفالت تھیں۔ وہ رشتہ جو ابن خطاب نے مانگا یا وہ اُمّ کلثومؓ بنت ابوبکر بن قنفذہ تھیں۔

اسی بچی کا رشتہ طلب کرتے وقت جناب امیر علیہ السلام نے عمر کو جواب دیا تھا: **اِنَّهَا لَصَغِيرَةٌ** یا بالفاظ دیگر **اِنَّهَا صَبِيحَةٌ صَغِيرَةٌ** یہ بچی ابھی چھوٹی ہے یا صبیحہ اُس بچے کو کہا جاتا ہے جو دودھ پیتا ہو۔

جب کہ تاریخ طبری ج ۵، ص ۲۱۶ میں مرقوم ہے کہ حضرت اُمّ کلثومؓ بنت علیؓ ۱۷ ہجری میں جس کے نکاح کا تذکرہ کیا جاتا ہے کی عمر اُس وقت ۱۱ سال تھی۔ گیارہ سال کی عمر میں نہ صغیرہ کا لفظ استعمال کیا جاسکتا ہے نہ صبیحہ کا لفظ بولا جاتا ہے۔

خود جناب امیر علیہ السلام نے جب جناب فاطمہؓ زہراؓ سلام اللہ علیہا سے عقد کیا تو اُس وقت سن مبارک ۹ سال تھا۔ جو علیؓ خود نو سال کے سن رکھنے والی بی بی سے عقد کر سکتے ہیں وہ گیارہ سال کی لڑکی کو **اِنَّهَا لَصَغِيرَةٌ** یا **اِنَّهَا صَبِيحَةٌ صَغِيرَةٌ** نہیں کہہ سکتے تھے۔ جس بچی کو صغیرہ یا صبیحہ کہہ کر امیر المومنینؓ نے عمر کو جواب دیا تھا وہ بنت علیؓ نہیں بنت ابوبکر تھیں۔ رہا علیؓ کو پیغام بھیجنے کا مقصد چونکہ اُس وقت حضرت ابوبکرؓ زوجہ محترمہؓ معہ بی بی جو (اُمّ کلثومؓ صغیرہ صبیحہ) کے ہمراہ خانہ علیؓ میں رہ رہی تھیں اس لئے پیغام لانے والے کو جواب دینا امیر المومنینؓ کے فرائض میں داخل تھا۔

اور پھر حضرت عمرؓ سے عقیدت رکھنے والوں کو اس واقعہ کو دہرانا بھی سوچ سمجھ کر چاہئے اور یہ بھی خیال رکھنا چاہئے کہ اس واقعہ میں ابن خطاب کی عزت بڑھانا نہیں بلکہ



توہین کا پہلو نکلتا ہے۔

پھر اصابہ جلد ۸، ص ۵۷ پر مرقوم جملہ کہ جس وقت عقد اُمّ کلثوم کی درخواست دی گئی اُس وقت ابن خطاب کی عمر ساٹھ سال کے قریب تھی۔

ایک اور قابل ذکر امر یہ ہے کہ حضرت عمر کی صاحبزادی زوجیت رسول خدا میں تھی اور ازواج نبی کو امہات المومنین کہا گیا ہے۔ اگر زوجہ رسول مومنین کی ماں ہے تو اُس ماں کی نواسی حضرت ابن خطاب کی پر نواسی لگتی ہے اور آیات قرآن گواہ ہیں کہ نانا کا نکاح نواسیوں سے حرام ہوتا ہے۔

ایسا فعل قبیح ابن خطاب کبھی نہیں کر سکتے تھے۔ اب یہ عقیدت مندوں کی عقل پر انحصار ہے کہ وہ کس قدر حضرت سے عقیدہ رکھتے ہیں۔ ایک دامادی کا من گھڑت شرف دیتے دیتے محرمات کے ارتکاب کی تصدیق کر رہے ہیں۔

کتاب استیعاب، تاریخ طبری، تاریخ کامل وغیرہ میں مرقوم ہے کہ وفات ابو بکر کے بعد ۱۳ ہجری میں ان کی ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام اُمّ کلثوم رکھا گیا۔ اس طرح ۱۷ ہجری میں یہ بچی پانچ سال کی ہوتی ہے۔ ایسی بچی کو ”صغیرہ“ کے لفظ سے یاد کیا جاسکتا ہے۔

کنز مکتوم میں ہے کہ حضرت عائشہ کے سمجھانے پر اسماء نے اپنی بچی کا رشتہ ابن خطاب سے کر دیا ورنہ پہلے وہ راضی نہ تھی۔ حضرت عمر کے بعد اُس اُمّ کلثوم کا نکاح طلحہ سے ہوا تھا۔

اس طرح سرکارِ پرہس سرکاری اخبار نویسوں نے سرکاری مورخوں نے جو اُمّ کلثوم کے نام سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بنو امیہ کے دسترخوان پر جھوٹی ہڈیاں چوسنے والوں نے حق نمک خوری ادا کر دیا اور خاندانِ اہل بیت سے اپنی دشمنی کا اظہار کرتے ہوئے

اس شائسانہ کو تاریخ کا حصہ بنادیا۔

بلکہ اصابع ج ۴، ص ۴۹۲ پر مرقوم ہے یہ پیغام عبداللہ ابن عباس کے ذریعہ بھیجا اگر مجھے یہ دختر (اسماء) نہ ملی تو میں ان کا گھر جلادوں کا اور ان پر ایسی تہمت لگائی جائے گی کہ وہ منہ دکھانے کے قابل نہ رہیں گی۔ اس دھمکی کے بعد جب وہ بچی آئی تو بچی کو غصہ آ گیا اور کہا اگر تو حاکم نہ ہوتا تو جواب دیتی۔

کس قدر افسوس ناک ہے یہ واقعہ کہ ایسے حیا سوز اور شرمناک قصہ کو اُمّ کلثومؓ کے عقد کے ثبوت میں پیش کیا جاتا ہے جس میں حضرت علیؓ سے زیادہ ابن خطاب کی توہین کی گئی ہے اور جب عزت ہی ختم ہو جائے اور یہ ثابت ہو جائے کہ وہ پابند شریعت نہ تھے تو خلافت خود بخود ختم ہو جاتی ہے۔

ابن خطاب کے پیغام کے جواب میں حضرت علیؓ کا یہ فرمانا کہ وہ کم سن ہے۔ (انہا لصغيرة) صحیح تھا یا غلط۔ اگر صحیح تھا کہ وہ واقعی کم سن تھیں تو کم سن لڑکی کو اپنے عقد کا اختیار ہی نہیں ہوتا پھر انہیں ابن خطاب کے پاس کیوں بھیجا گیا اور اگر وہ بالغ تھیں تو پھر اس کو ”انہا لصغيرة انہا صبيحة صغيرة“ یعنی کم سن یا دودھ پیتی بچی کیوں کہا گیا نیز کیا ایک بالغ لڑکی کو نامحرم کے پاس بھیجنا شریعت محمدیہ میں جائز ہے؟ حالانکہ حقیقت بالکل خلاف واقعہ ہے۔

یہ واقعہ اُمّ کلثوم بنت اسماء زوجہ ابوبکر کی بیٹی تھیں جو اپنی والدہ کے ہمراہ علیؓ کے گھر آئیں یہیں پرورش پائی یہی وہ اُمّ کلثوم ہے جس کے ہاں ان کا فرزند پیدا ہوا۔ زید اور اُمّ کلثوم ماں بیٹے کی وفات ایک ساتھ ہوئی جس میں کوئی اختلاف نہیں ہے ایک ہی دن نماز جنازہ کے بعد دفن ہو گئے۔

لیکن اُمّ کلثوم بنت امیر المومنین کا عقد جناب عون محمد بن جعفر طیار سے ہوا۔ یہ



بی بی کر بلا میں موجود تھیں۔ پھر اسیر ہو کر دربار شام گئیں۔ ملاحظہ فرمائیں اصابہ، ج ۴، ص ۲۹۲۔

عمر ابن خطاب کی شادی مرنے والی اُمّ کلثوم کے ساتھ ہوئی تھی لیکن بنت امیر المومنین حضرت جعفر طیار کی بہو تھیں جو کر بلا میں موجود تھیں بلکہ تاریخ شاہد ہے کہ جناب اُمّ کلثوم بنت امیر المومنین کی شادی عون محمد بن جعفر سے ہوئی تھی۔ یہ بھی غلط ہے کہ بی بی بے اولاد تھیں۔ بی بی کی اولاد تھی جو کہ کر بلا میں موجود تھی حضرت پر قربان ہو گئی۔

قارئین اختصار! ہم نے یہ ثابت کر دیا ہے۔ ایسا عقد خاندان سادات میں کبھی نہیں ہوا۔ اولاد رسول عقد صرف ہم کفو سے کرتے ہیں اسی طرح جناب امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے اپنی اکیس بیٹیوں میں سے کسی کا عقد و نکاح نہیں کیا اس لئے کہ ہم کفو زمانہ میں کوئی نہ تھا۔ جس علی کا چھٹا بیٹا سا تو اس امام ہم کفو نہ ہونے کی وجہ سے اپنی بیٹیوں کی شادی نہ کرتے تھے وہ علی کس طرح غیر کفو میں یہ رشتہ طے کر سکتے تھے۔

قائلین جواز سراسر باطل عقائد پر عمل پیرا ہیں۔ ان کا ہر حربہ ناکام، ہر کوشش بیکار ثابت ہوئی ہے۔

مذکورہ بالا واقعہ بھی اس امر کی دلیل ہے کہ عقد سیدات غیر سیدوں پر حرام ہے، قطعی حرام ہے، منطق حرام ہے۔ ایسا نکاح جائز سمجھنے والوں کا تعلق شیعیت اور شریعت دونوں سے نہیں ہے۔

ایسے لوگوں کو اُموی عباسی دسترخوانوں کے پروردہ نمک خوار انہیں اپنا مولا و حاکم جاننے والے ہیں۔ ایسے لوگ جو دعویٰ محبت آل محمد کرتے ہیں بالکل بے بنیاد جھوٹے کذاب ہیں کیونکہ دعویٰ محبت کرنے والے کبھی نہی شرافت کی دھجیاں نہیں بکھیرتے جو



نسب کے دشمن ہیں وہ محبت نہیں کرتے۔ محبت وہ صرف ان سے کرتے ہیں جن کے عقیدہ پر کاربند ہیں۔

﴿۱۵۲﴾... حضرت اُمّ کلثومؓ سے مروی روایات:

۱۔ فرماتی ہیں جناب فاطمہ بنت امام رضا علیہما السلام کہ ہم سے بیان کیا جناب فاطمہ، جناب زینب، جناب اُمّ کلثوم بنات امام موسیٰ کاظم علیہم السلام نے کہ ہم سے بیان کیا جناب فاطمہ بنت جعفر صادق علیہما السلام نے کہ ہم سے بیان کیا فاطمہ بنت محمد باقر علیہما السلام نے کہ ہم سے بیان کیا فاطمہ بنت علی ابن الحسین علیہم السلام نے کہ ہم سے بیان کیا جناب فاطمہ بنات الحسین ابن علی علیہم السلام نے کہ ہم سے بیان کیا جناب اُمّ کلثوم بنت علی علیہما السلام نے کہ ہم سے بیان کیا مادر گرامی فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے کہ میں نے رسول اکرمؐ سے سنا۔

”جب میں معراج پر گیا اور ملاء اعلیٰ کی سیر میں داخل جنت ہوا تو میں نے ایک قصر دیکھا جو چمکتے ہوئے سفید موتیوں کا بنا تھا اور اس کے دروازے پر زُرویا قوت جڑے ہوئے تھے۔ اور پردہ بھی پڑا تھا میں نے نظر اٹھائی تو دیکھا کہ دروازے کی لوح پر لکھا تھا۔

”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ عَلِيُّ وَلِيُّ الْقَوْمِ“

اور پردے پر لکھا تھا۔

”بِخَيْرٍ مِنْ مِثْلِ شَيْعَةِ عَلِيٍّ بِطَيْبِ الْمَوْلِدِ“

”مبارک ہو مبارک ہو کون ہے ولادت کی پاکیزگی میں علیؑ کے شیعہ کے مثل“ پس میں داخل ہوا اس قصر میں تو اس قصر کے اندر ایک اور قصر تھا تحقیق احمر کا اس کا دروازہ چاندی کا تھا جو سبز زبرجد سے آراستہ تھا اس پر بھی پردہ تھا میں نے نظر اٹھائی تو لوح در پر لکھا تھا۔



”محمدُ الرسولُ اللہ علیٰ وصی المصطفیٰ“

اور پردے پر لکھا تھا۔

”بشر شیعۃ علیٰ بطیب المولد“

”علیٰ کے شیعہ کو پاکیزہ ولادت کی بشارت دے دو“

پس میں اس قصر میں داخل ہوا تو اس میں ایک اور قصر تھا سبز زمر کا جس سے اچھا
میں نے نہیں دیکھا

اس پہ یاقوت سرخ کا دروازہ تھا جس میں لؤلؤ جڑے ہوئے تھے۔ اس پہ پردہ پڑا
تھا میں نے نظراٹھا کے دیکھا تو پردے پہ لکھا تھا۔

”شیعۃ علیٰ ہم الفائزون“

”علیٰ کے شیعہ ہی کامیاب ہیں“

میں نے کہا جیسی جبرئیل یہ قصر کس کا ہے، جبرئیل نے کہا آپ کے ابن عم (چچا زاد)
اور وصی علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے لئے۔ سارے اہل محشر حشر میں عریاں آئیں
گے سوائے شیعین علی کے، اور ہر ایک کو ان کی ماں کے نام سے پکارا جائے گا سوائے
شیعین علی (علیہ السلام) کے، یہ اپنے باپ کے نام سے بلائے جائیں گے۔ میں نے
کہا جیسی جبرئیل کیونکر؟ جبرئیل نے کہا ”اس لئے کہ وہ علی سے محبت کرتے ہیں اور یہ
محبت ان کی پیدائش کی پاکیزگی کا سبب ہے“

(بحار الانوار... مجلسی... ج... ۶۵... ص... ۷۷ عن کتاب السلسلات، مستدرک سفیہ البحار...)

شاہرودی... ج... ۶... ص... ۱۱۵، اعیان الشیعہ... الامین... ج... ۴... ص... ۸۳)

۲۔ فرماتی ہیں جناب فاطمہ بنت امام رضا علیہما السلام کہ ہم سے بیان کیا جناب
فاطمہ، جناب زینب، جناب اُمّ کلثوم بنات امام موسیٰ کاظم علیہم السلام نے کہ ہم سے
بیان کیا جناب فاطمہ بنت جعفر صادق علیہما السلام نے کہ ہم سے بیان کیا فاطمہ بنت محمد



باقریہا السلام نے کہ ہم سے بیان کیا فاطمہ بنت علی ابن الحسین علیہم السلام نے کہ ہم سے بیان کیا جناب فاطمہ بنات الحسین ابن علی علیہم السلام نے کہ ہم سے بیان کیا جناب اُمّ کلثوم بنت علی علیہا السلام نے کہ مادرِ گرامی فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے فرمایا۔ (جب الملہ مدینہ اور انصار کی خواتین نے ملاقات کی۔)

”کیا تم لوگ بھول گئے رسول اللہ کا قول غدیر خم کہ آپؐ نے فرمایا۔ ”من کنت مولاه فعلی مولاه“۔ اور آپؐ کا یہ قول۔ علیؑ کے لئے۔ انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ“

(خلاصہ العقبات الانوار... میرحامد حسین... ج... ۷... ص... ۱۸۸، الفدیہ... ج... ۱... ص... ۱۹۷، مستدرک سفیہ البحار... شامی... ج... ۸... ص... ۲۶۴، قاموس الرجال... ج... ۱۲... ص... ۳۳۳، کتاب الولایۃ... ابن عقدہ الکوئی... ص... ۲۳۲، شرح احقاق حق مرعشی... ج... ۶... ص... ۲۸۲، ج... ۲۱... ص... ۲۷۰)

۳۔ فرمائی ہیں جناب اُمّ کلثوم علیہا السلام۔

”انیسویں رمضان کی شب میں جب بابا محسن میں آئے تو صحن میں بطیں (مرغابیاں) تھیں جو بھائی حسینؑ کو کسی نے ہدیہ کیس تھیں۔ وہ بطیں (مرغابیاں) بابا کے عقب میں چلیں، پر پھڑ پھڑاتیں تھیں اور سامنے آکر پنجے زمیں پر مارتیں تھیں۔ جبکہ اس سے قبل انہوں نے کبھی کسی رات میں ایسا نہیں کیا۔ بابا نے کہا۔

”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، یہ نالے اور نوحہ کرنے والیاں ہیں۔ صبح کو قضاء الہی ظاہر ہونے والی ہے“ (الفصول الہمہ... ابن الصباغ المالکی... ج... ۱... ص... ۶۳۳... ہ... ۴)

۴۔ عطا ابن سائب نے کہا

میں نے جناب اُمّ کلثومؑ کو صدقہ پیش کیا تو آپؑ نے فرمایا۔

”ذرو ہمارے جوانوں سے۔ آنحضرتؐ کے غلام تھے مہران۔ نبیؐ نے ان سے



فرمایا تھا۔ ”ہم اہل بیت پر صدقہ حرام ہے۔ اور ہمارے غلام بھی ہم میں سے ہیں۔ تو اے مہران صدقہ نہ کھانا۔“ (شرح احقاق حق۔۔ مرثی۔۔ ج۔ ۳۳۔۔ ص۔ ۱۳۱)

۵۔ فرماتیں ہیں جناب اُمّ کلثوم ماہ رمضان کی انیسویں شب تھی، وقتِ افطار بابا کے پاس میں ایک طبق میں جو کی دو روٹیاں، ایک کاسہ میں دودھ اور نمک لے کر پہنچی۔ جب بابا نماز سے فارغ ہوئے۔ بابا افطاری کی طرف متوجہ ہوئے، اسے دیکھا پر تامل کیا، سر اقدس کو جنبش دی اور بلند آواز سے شدید گریہ کیا، اور فرمایا۔ ”اے بیٹا میں نہیں سمجھتا کہ کوئی بیٹی اپنے باپ کا برا چاہے۔“ میں نے کہا۔ کیونکر بابا۔ ”آپ نے فرمایا بیٹا تم نے دیکھا کبھی تمہارے بابا نے ایک وقت میں دو غذائیں تناول کی ہوں۔ دو میں سے ایک غذا اٹھالو میں نہیں چاہتا کہ بارگاہِ الہی میں طویل حساب دینا پڑے۔ میں نے اپنے بھائی، ابنِ عم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع چاہا ہے، انہوں نے بھی کبھی ایک وقت میں دو غذائیں تناول نہیں کیں یہاں تک کہ اللہ سے ملاقات کی۔ اے بیٹا کوئی ایسا نہیں کہ اچھا کھائے پئے مگر یہ کہ اسے طولِ حساب کا سامنا ہوگا، اے بیٹا، یہ دنیا، اس کے حلال پر حساب ہے اور حرام پر عقاب، اور شہادت پر عتاب۔

اے بیٹا مجھے میرے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ جبرائیل آئے ان کے ساتھ زمین کے خزانوں کی گنجائیاں تھیں۔ اور کہا اے حبیب خدا آپ کا پروردگار آپ کو سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو تمہارے وہ پہاڑ آپ کے ساتھ چلیں جن میں سونا اور چاندی ہے۔ اور یہ زمین کے خزانوں کی چابیاں ہیں اور یہ دولتِ باقیامت آپ کے حق میں کبھی کم نہیں ہوگی۔ تو آپ نے فرمایا۔ جبرائیل پھر اسکے بعد؟۔ جبرائیل نے کہا۔ موت۔ آپ نے فرمایا۔ جبرائیل تب تو دنیا کی کوئی حاجت نہیں۔ میرے لئے رہنے دو کہ ایک دن بھوک میں ہو اور ایک دن



سیری میں، اور جودن بھوک میں وہ اس دن میں اپنے پروردگار سے گڑگڑا کر اپنی سیری کا سوال کروں، اور جودن سیری کا ہو اس دن اس کا شکر بجالاؤں، اور اسکی حمد کروں۔ جبرائیل نے کہا۔ ہر خیر کی توفیق آپ سے ہے۔ پھر امیر المومنین نے فرمایا۔ اے بیٹا دنیا غرور اور بربادی کا گھر ہے۔ جو میسر آتا ہے وہی فوت ہو جاتا ہے۔ اے بیٹا میں نہ کھاؤں گا جب تک ایک غذا بڑھا (اٹھا) نہ لوگی۔ جب میں نے بڑھا لیا تو بابا نے ایک روٹی ڈالے ہوئے نمک سے تناول کی۔ پھر حمد خدا شائد پروردگار بجالائے۔ پھر مصلے پر بلند ہوئے۔ پس پھر رکوع و سجود، تضرع و انکساری خدا کے لئے تھی کبھی حجرے سے باہر آتے پھر جاتے، باہر آتے تو آسمان کو دیکھتے۔ کہتے۔ یہی ہے بخدا یہی ہے۔ پھر مصلے پہ جاتے۔ بے قراری اور تڑپ کی کیفیت تھی۔ پھر سورہ یسین کی تلاوت کی۔ پھر ذرا نیند لی پھر اٹھ کر بیٹھ گئے۔ ماتھے کا پسینہ کپڑے سے پوچھا۔ اپنے قدموں پر بلند ہوئے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہتے ہوئے۔ پھر مشغول نماز ہو گئے۔ یہاں تک کہ رات کا ایک حصہ بیت گیا۔ پھر تعقیب کے لئے بیٹھے۔ پھر بیٹھے بیٹھے آنکھیں خوابیدہ ہوئیں۔ پھر آنکھیں کھول دیں۔ اپنے تمام اہل و عیال کو جمع کیا۔ فرمایا اس مہینے میں تم مجھے کھو دو گے۔ یہ وہ رات ہے کہ میں نے خواب دیکھا ہے جو میں تم سب سے بیان کرنا چاہتا ہوں۔ ”میں نے ابھی اسی گھڑی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں۔ اے ابوالحسن تم ہمارے پاس آنے والے ہو۔ وہ وقت آنے والا ہے کہ دنیا کا شقی ترین شخص تمہاری ریش اقدس کو تمہارے خون سے خضاب کرے گا۔ بخدا میں تمہارا مشتاق ہوں۔ آؤ ہمارے پاس آؤ۔ پس جو ہمارے پاس ہے وہ باقی رہنے والا اور بہتر ہے۔“ پس یہ سننا تھا کہ گریہ و بکا کا غل اٹھا۔ شدید گریہ تھا۔ آپ نے قسم دی کہ سکوت کرو۔ گریہ تھا۔ پھر آپ نے وصیتیں کی



اولادوں کو اچھائیوں کی۔ پس رات اسی طرح قیام و قعود و رکوع و سجود میں گزاری۔ ہر ایک ساعت کے بعد محن خانہ میں آتے، کواکب پر نظر کرتے اور کہتے بخدا نہ میں جھوٹ کہتا ہوں نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا۔ یہی وہ رات ہے جس کا مجھ سے وعدہ کیا گیا ہے۔ مصلے کہ طرف لوٹتے تو کہتے۔ ”اللہم باریک لی بالموت“۔ اور زیادہ تر یہ کہتے جاتے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ اللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ اَتُوْبُ اِلَیْہِ

میں نے بابا کو اس رات میں نہیں دیکھا مگر بے قراری، اور تڑپ میں اور کثرت ذکر میں آپ کے ساتھ میں نے وہ شب جاگ کے گزاری۔ میں نے کہا۔ بابا۔ آج کیا بات ہے کہ ساری شب بے قراری اور تڑپ میں گزری آج ذرا نیند بھی نہیں لیتے۔ فرمایا۔ اے بیٹا۔ ترے باپ نے بڑے بڑے سوراخوں کو قتل کیا بڑے بڑے بہادروں کے سرنگوں کئے مگر اپنے دل میں ذرہ بھر کسی کا رعب نہ پایا جیسا کہ آج پاتا ہوں۔ بیٹا، آرزو میں تمام ہوئی۔ وقت مقرر آ پہنچا۔ ”جناب اُمّ کلثوم سلام اللہ علیہا کہتیں ہیں۔ میں رونے لگی۔ بابا نے کہا نہ رو بیٹا۔ نبی سے جو عہد ہے اسے پورا ہوتا ہے۔ پھر آنکھوں کو بند کیا۔ ایک ساعت گزر گئی۔ پھر آنکھیں کھولیں فرمایا جب وقت اذان فجر قریب ہو تو خبر کرنا۔ پھر اسی طرح عبادت میں مشغول ہو گئے جیسے رات آغاز شب سے تھے۔ جب وقت اذان آیا میں آفتاب و سلفی کے ساتھ قریب پہنچی وقت اذان کی خبر کی۔ بابا اٹھے، تجہید و وضو فرمایا۔ لباس تبدیل کیا۔ جب محن خانہ میں آئے تو محن میں وہ بٹلیں تھیں کسی نے بھائی حسن مجتبیٰ کو تحفے میں دیں تھیں۔ بابا کے محن میں آتے ہی وہ گریہ و فریاد کرنے لگیں۔ بابا نے کہا۔



”لا الہ الا اللہ، یہ مان لے اور نو حہ کرنے والیاں ہیں۔ صبح کو قضاء الہی ظاہر ہونے والی ہے۔“ میں نے کہا بابا کیا آپ فال لے رہے ہیں۔ بابا نے کہا بیٹا ہم اہل بیتؑ فال نہیں لیا کرتے یہ تو ہونا ہے جو میری زبان پر جاری ہوا۔ بیٹا میرے حق کی قسم انہیں آزاد کر دینا یہ بے زبان مخلوق خدا ہے جو اپنے بھوک اور پیاس نہیں بتا سکتی تو جہاں سے چاہے یہ اپنا رزق حاصل کریں سو اس کے کہ تم لوگ ان کے دانے پانی کا خیال کرو۔ یہ کہہ کر دروازے کی طرف بڑھے تو زنجیر در کمر کے چکے میں لپٹ گئی۔ پس آپ نے اسے جدا کیا اور یہ شعر پڑھتے تھے۔ ”کمر کو موت کے لئے کس لو کہ اس سے تو ملاقات ہونا ہی ہے۔ مت گھبراؤ موت سے جب وہ تمہیں ندا دے اور زمانے سے دھوکا نہ کھاؤ کہ زمانہ جیسے تمہیں ہنساتا ہے ایسے ہی رولاتا ہے“ پھر کہتے ”اللہم ہارک لسی بالموت۔“ میں صحن میں پیچھے پیچھے چلی آپ کا فرمانا سنتی ہوئی۔ میں کہا۔ ہائے بابا۔ آج کی شب آپ اپنی جدائی کی خبریں دے رہے ہیں۔ فرمایا۔ بیٹا یہ فقط خبر نہیں علامات اور دلیلیں ایک کے بعد ایک واقع ہو رہی ہیں۔ میں خاموش ہو گئی۔ در کھلا، بند ہوا، اور بابا چلے گئے۔“ (مقتل الامام علی علیہ السلام۔۔ رسول اکظم عبدالسادة۔۔ ص۔ ۱۳۹ تا ۱۴۲، بحار الانوار۔۔ مجلسی۔۔ ج۔ ۴۲۔۔ ص۔ ۲۷۸ تا ۲۷۹)

۶۔ فرماتیں ہیں جناب ام کلثوم سلام اللہ علیہا۔

”بابا کے مسجد کو جانے کے بعد میں بھائی حسنؑ کے پاس آئی۔ اور کہا۔ بھائی بابا سے میری یہ گفتگو ہوئی اور بابا اس عالم میں گھر سے نکلے ہیں۔ میں نے ساری کیفیت بیان کی۔ اور آج بابا رات ڈھلنے سے پہلے ہی مسجد کو چلے گئے۔ بھائی اٹھے اور راہ میں بابا کو پایا، اس سے پہلے کہ بابا مسجد میں داخل ہوتے۔ اور کہا بابا آپ اس وقت مسجد کو چلے آئے ابھی تو تہائی رات باقی ہے۔ بابا نے کہا۔ میری جان میری آنکھوں کی ٹھنڈک، وہ



خواب مجھے مسجد میں لایا ہے جو میں نے اس شب میں دیکھا ہے اور اُسی کے سبب یہ شب بے قراری اور تڑپ میں گزری ہے۔ بھائی نے کہا۔ بابا اچھا دیکھا ہے تو اچھا ہوگا۔ بیان کیجئے۔ بابا نے کہا۔ اے بیٹا میں نے دیکھا کہ جبرائیل آسمان سے کوہ ابوقیس پہ نازل ہوئے وہاں سے دو پتھر لئے اور کعبے میں آئے پھر اپنی پشت کی طرف انہیں ایک دوسرے سے ٹکرایا وہ خاک ہوئے اور غبار ہو گئے۔ ریزہ ریزہ۔ اور کوئی گھر ملے اور مدینے کا نہ بچا جس میں وہ غبار نہ پہنچا ہو۔ بھائی حسنؓ نے کہا۔ بابا اس کی کیا تعبیر ہے۔ بیٹا تڑپا پتھر قتل کیا جائے گا اور مکے اور مدینے کے گھروں میں اس کا غم ہوگا۔ بھائی حسنؓ نے کہا بابا۔ آپ کو یہ بھی خبر ہوگی کہ یہ سانحہ کب ہوگا۔ بابا نے فرمایا بیٹا کتاب خدا میں ہے۔ ”وما تعددی نفس ماذا تکسب غدا وما تعدی نفس بئتی ارض تموت“ لیکن میرے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا مجھ سے عہد ہے۔ کہ ماہ رمضان کے آخری عشرہ میں ابن ملجم مرادی مجھے قتل کرے گا۔ پس بھائی حسنؓ نے کہا بابا جب آپ قاتل کو جانتے ہیں تو میں اس کو قتل کر دیتا ہوں۔ بابا نے کہا بیٹا۔ ارتکاب جرم سے پہلے قصاص نہیں ہے۔ بیٹا اگر جن و انس اس امر کے ذمہ پر اجتماع کریں تب بھی قدرت نہ پائیں گے۔ جاؤ بیٹا گھر لوٹ جاؤ۔ بھائی نے کہا بابا میں بھی آپ کے ساتھ مسجد کو چلتا ہوں۔ بابا نے کہا۔ بیٹا۔ میرے حق کی قسم لوٹ جاؤ اور سو جاؤ کچھ دیر میں تمہیں اٹھنا ہوگا۔ بھائی پلٹ آئے مجھے دروازے ہی پر پایا۔ اور مجھے اس گفتگو کی خبر دی ہم بہن بھائی حزن و ملال کے عالم میں بیٹھ کر بابا کی باتیں کرتے رہے۔ پھر بابا کے حکم کی تعمیل میں اپنے حجروں کی طرف آ گئے۔

(مقتل الامام علی علیہ السلام۔۔ رسول اکظم عبدالسادة۔۔ ص ۱۴۳، ۱۴۴)

(بحار الانوار۔۔ مجلسی۔۔ ج ۴۴۔۔ ص ۲۷۸، ۲۷۹)



۶۔ کلام جناب اُمّ کلثوم مدح علی علیہ السلام میں۔

جب جراح کی آواز بلند ہوئی کہ زخم بہت گہرا ہے۔ تو پس پردہ سے جناب اُمّ کلثوم کی گریہ کی صدا بلند ہوئی۔ تو فرمایا۔ اُمّ کلثوم کیوں رو رہی ہو۔ میں نے کہا۔ ”کیوں نہ روؤں بابا۔ آپ ہاشمیوں کا فخر اور ابوطالبیوں کا آفتاب ہیں، آپ ان کی شمشیر یمانی ہیں جب تلواریں جنگوں میں اندھی ہو جائیں۔ آپ ان کے روشن اور حسین چاند ہیں جب تاریکی اپنے پردے گرا کر چہروں کو ذلت کے ساتھ قہقہہ کر دے۔ اور آپ ان کو مجتمع رکھنے والے ہیں جب کثرت قلت میں ڈھلنے لگے۔“ بابا نے کہا۔ اے بیٹا جو میں دیکھ رہا ہوں اگر تم دیکھو تو نہ روؤ۔ میں نے کہا بابا آپ کیا دیکھ رہے ہیں۔ بابا نے کہا۔ میں دیکھ رہا ہوں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آسمان سے ملائکہ کے پروں کے ساتھ اترے ہیں۔ ان کے ساتھ تمام انبیاء ہیں۔ بہشت کے ناقوس پر، جن کے پاؤں عنبر کے ہیں۔ رخسار زعفران کے، گردنیں زبرجد کی، تلوے موتیوں کے، جن پر نور کے ملائم اور نازک قبے جن سے عود کی لپٹیں اٹھتی ہوئیں۔ اور وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو گھیرے ہوئے ہیں۔ اور یہ سب آرائش تمہارے باپ کی روح کے لئے ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں بیٹا وہ گھر جس کا فرش رضائے الہی کا ہے، جس کی چھت عفو الہی کی ہے، جس کی خوش گوار روشیں رحمت الہی کی ہیں، جس کی مٹی مشک کی اور جس میں کنکریاں نہیں بلکہ رنگ برنگ جواہرات بکھرے ہیں۔ اس میں سفید موتیوں کے قصر ہیں جن کے شکم کا نور سفید سے پُر ہیں اور ان میں سلسبیل کی نہریں ہیں جیسے خالص شہد۔“ (مقتل الامام علی علیہ السلام۔۔ رسول اکاظم عبدالسادة۔۔ ص۔ ۱۷۰، ۱۷۱)





﴿۱۵۳﴾...کلامِ میرا نیس ذکرِ حضرت اُمّ کلثومؓ

شبِ ضربتِ حضرت علیؓ کی حضرت اُمّ کلثومؓ سے گفتگو:

آئی مہِ صیام کی انیسویں جو شبِ کلثومؓ سے طعامِ علیؓ نے کیا طلب
وہ لائیں نانِ جو نمک و شیر اور رطبِ بیٹی سے تب علیؓ نے کہا از رہِ غضب
کیا چاہتی ہو تم کہ علیؓ پر عتاب ہو

محشر میں میرے واسطے طولِ حساب ہو
جس دن سے سوئے خلد سدھارے ہیں مصطفیٰ دو نعتیں نہیں کھائی ہیں ایک جا
کلثومؓ نے لیا رطب و شیر کو اٹھا حضرت نے تین لقموں پہ صرف اکتفا کیا
روئیں جو بیٹیاں تو کہا یہ زبان سے
ہے آرزوِ بیک میں اٹھوں اس جہان سے

افطار کر کے روزے کو مولائے روزہ دار اٹھے نمازِ شب کے لئے شاہِ ذوالفقار
پھر تھا تمام رات عجب اُن کو اضطراب انگنائی میں علیؓ نکل آتے تھے بار بار
دل سوئے حق تھا آنکھ سوئے آسمان تھی
تھی سامنے اجل کہ شبِ امتحان تھی



کہتے تھے اپنی ریش مبارک کو وہ جناب ہوئے گا صبح خون کا اس کے لئے خضاب
 جاتا رہا تھا زینب و کلثوم کا بھی خواب تھا مرضیٰ علیٰ سے سوا ان کو اضطراب
 مایوس گفتگو سے جو بابا کی ہوتی تھیں
 باہیں گلے میں ڈال کے بابا کے روتی تھیں

لے کر بلائیں دونوں یہ کہتی تھیں بابا جاں کیوں نیند آپ کو نہیں آتی ہے ایک آں
 کیوں فال بد نکالتے ہیں آپ ہر زمان کیوں بار بار دیکھتے ہیں سوئے آسمان
 ہے زندگی ہماری جو جینے سے آپ کے
 ہم دونوں بیٹیاں ہوں فدا ایسے باپ کے

حضرت نے بیٹیوں کو گلے سے لگالیا ہاتھوں کو چوم زینب و کلثوم سے کہا
 اب وقت عنقریب ہے کوس ریل کا کچھ اس مقام میں نہیں چارہ بجز خدا
 وارث تمہارا اب حسن خستہ جان ہے
 بس کل کے روز اور علیٰ مہمان ہے

(مرثیہ ۲۸.....جلد سوم)

حضرت علیؑ کے جنازے کی رخصت پر حضرت اُمّ کلثومؑ کا گریہ:

فضّہ سے تب حسینؑ نے رو کر کیا کلام چادر سے سر کو ڈھانپ یہ ہے صبر کا مقام
 در بند کر کے بازوئے اُمّ المنینؑ کو تھام گھر سے کہیں نکل نہ پڑیں بیٹیاں تمام
 صدمے سے باپ کے دل کلثومؑ پھٹ نہ جائے

زینبؑ کہیں جنازے سے آ کر لپٹ نہ جائے
 (مرثیہ ۱.....جلد دوم)



۲۸ رجب کی شب حضرت اُمّ کلثومؓ کا اضطراب:

اماں تمہاری بیٹیاں ہوتی ہیں بے وطن کیوں کر بجائے بھائی کو آفت سے یہ بہن
ہے ہے اجاڑ ہوتا ہے پھولا مٹکلا چمن دو دن سے بیقرار ہیں شاہنشاہِ زمن

کچھ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں نے شب کو سوتے ہیں

تربت پہ نانا جان کی جا جا کے روتے ہیں

(مرثیہ ۱.....جلد اول)

شبیر کا منہ تکتے لگی بانوے مغموم صغرا کے لئے رونے لگیں زینب و کلثوم
بیٹی سے یہ فرمانے لگے سید مظلوم پردہ رہا اب کیا تمہیں خود ہو گیا معلوم

تم چھٹی ہو اس واسطے سب روتے ہیں صغرا

ہم آج سے آوارہ وطن ہوتے ہیں صغرا

(مرثیہ ۲.....جلد دوم)

محضرِ شہادت میں حضرت اُمّ کلثومؓ کا تذکرہ:

جس وقت مرے خون کا محضر ہوا تیار اور بخشش امت کا خدا نے کیا اقرار

اس نامے میں تھا درج یہ مضمون دل افگار ناموس نبی ہوویں گے آفت میں گرفتار

ملبوسِ ستم عابدِ مغموم بھی ہوگا

عریان سرِ زینب و کلثوم بھی ہوگا

(مرثیہ ۳.....جلد اول)

دخترانِ علیؑ و فاطمہؑ حضرت عباسؑ کی نظر میں:

شہزادۂ عالم تو پیادہ چلے دن بھر بیٹا مرا اسوار چلے گھوڑے کے اوپر

زہرا کی بہو بیٹیاں بلوے میں کھلے سر زوجہ مری پردے میں ہوا ڈھسے ہوئے چادر



آقا کا نہ دوں ساتھ میں ایسا تو نہیں ہوں

زینب کی وہ لونڈی میں غلام شہ دیں ہوں

(مرثیہ ۱۳.....جلد دوم)

حضرت حرّی لاش پر حضرت اُمّ کلثومؓ کا گریہ:

لپٹے ہوئے غلام سے چلتے تھے یہ شاہ مارا حسینؑ کو تری فرقت نے آہ! آہ

اے یکسوں کے دوست غریبوں کے خیر خواہ فرزند فاطمہؑ کو نہ بھولے گی تیری چاہ

مہماں ہوا حسینؑ کا اس رنج و یاس میں

فاقہ کشوں کا ساتھ دیا بھوک پیاس میں

ناگاہ نکلی خیمے سے فسطح بہ اضطراب چادر قدم تک اور زرخ پاک پر نقاب

کی عرض یا امام دو عالم فلک جناب کہتی ہیں مہماں کو دعا بنت بوتراب

اُن کا یہی ہے کام جو خوش اعتقاد ہیں

زہرا کی بہویں بیٹیاں سب اُن سے شاد ہیں

دوڑے یہ سن کے اُس کی طرف شاہِ شرقین بھائی نہ مضطرب ہو کہ حاضر ہوا حسینؑ

ترا یہ حال ہو تو کہاں مرے دل کو چین آئی صدا علیؑ کی کہ اے میرے نورِ عین

آتے ہیں آج خرّ کی ملک پیشوائی کو

کہہ دو کہ ہم بھی آتے ہیں مشکل کشائی کو

آئی صدائے فاطمہؑ اے میرے نونہال ماتم میں خرّ کے میں نے بھی کھولے ہیں سر کے بال

چلائی در سے خیمے کے زینبؑ بصد ملال ڈیوڑھی پہ لاؤ لاشِ خرّ، اے علیؑ کے لال

زہرا کی بیٹیاں خرّ ذی شاں کو روئیں گی

سیدانیاں حضورؐ کے مہماں کو روئیں گی



زاری یہ سن کے سبطِ رسولِ انام کی صفِ بچھی ماتمی خرِ عالی مقام کی
سراپنا پیٹنے لگیں بہنیں اُمّ کی اور بیٹیاں بھی روئیں شہِ تشنہ کام کی
برپا تھا حشرِ خر کے تن چاک چاک پر
بچے ذرا ذرا سے تڑپتے تھے خاک پر (مرثیہ ۶ جلد چارم)

حضرت زہنبؑ اور حضرت اُمّ کلثومؑ کا زہد:

مجھ سے بھی خنی ہیں حرمِ سیدِ عالی سائلِ کبھی جاتا نہیں دروازے سے خالی
چہرے پہ فقیری میں بھی رہتی ہے بحالی شکوے کی کبھی بات نہیں منہ سے نکالی
کچھ کام انھیں لذتِ دنیا سے نہیں ہے
کہنہ تو روا نہیں ہیں، غذا نانا جویں ہے
بہنیں مری زہرا سے بزرگی میں نہیں کم اک غیرتِ حوا ہے تو اک ثانیِ مریمؑ
بعد اپنے انھیں کی ہے جاہی کا مجھے غم خنجر کے تلے نکلے گا مشکل سے مرادم
گھبرائی ہوئی خیمہ ویراں میں پھریں گی
سرپختی لاشے پہ مرے آکے گریں گی
(مرثیہ ۲۲..... جلد دوم)

امام حسینؑ کی تنہائی اور حضرت اُمّ کلثومؑ:

جب خاتمہِ بخیر ہوا فوجِ شاہ کا کوثر پہ قافلہ گیا پیاسی سپاہ کا
گھر لٹ گیا جنابِ رسالت پناہ کا خاک اڑ رہی تھی حال یہ تھا بارگاہ کا
بھائی نہ وہ رفیق نہ وہ نورعین تھے
دو بہنیں رونے والیاں تھیں اک حسینؑ تھے
(مرثیہ ۲۶..... جلد اول)



شہادتِ حسینؑ اور حضرت اُمّ کلثومؑ:

سیدانیاں یہ سنتے ہی باہر نکل پڑیں گریاں و سیدہ چاک کھلے سر نکل پڑیں
چلا کے گھر سے بانوؑ مضطرب نکل پڑیں کلثومؑ اور زینبؑ بے پر نکل پڑیں

غل تھا فلک نے دفتر عصمت الٹ دیا

فضیلت نے پردہ در دولت الٹ دیا
(مرثیہ ۱۳..... جلد اول)

ابن سعد نے حکم دیا کہ علیؑ کی بیٹیوں کو اسیر کرو:

محنت سے ہی تم لوگوں نے ان شیروں کو مارا سرتن سے محمدؐ کے نواسے کا اتارا
عالم کے شجاعوں میں ہوا نام تمہارا ڈر ہے کہ بنا کام بگڑ جائے نہ سارا

گر چھوٹ گئیں بیٹیاں زہراؑ و نبیؐ کی

پھر قید پہ جرات نہیں پڑنے کی کسی کی

(مرثیہ ۱۳..... جلد اول)

حضرت زینبؑ اور اُمّ کلثومؑ چادرِ تطہیر کی وارث تھیں:

پھوپیاں سرِ ناقہ نظر آتی تھیں کھلے سر ہاتھوں سے چھپائے ہوئے منہ دہاتی تھیں مادر
بے پردہ تھی اک رات کی بیاہی ہوئی خواہر بچیاں تھیں اُس انبوه میں بے مقصد و چادر

ناموسِ محمدؐ پہ تو یہ ظلم و ستم تھا

اور سامنے سرِ باپ کا نیزے پہ علم تھا

فریاد تھی رائیوں میں کہ اے قافلہ سالار منہ کا ہے سے ڈھانپیں حرمِ حیدرِ کرار
کس درد سے فرماتے تھے سجادِ دل افکار صابر رہو شاگرد رہو جو مرضی غفار

جھٹنے کا رداؤں کے عبث رنج و الم ہے

کیا چادرِ تطہیر کا پردہ تمہیں کم ہے

(مرثیہ ۲۵..... جلد سوم)



حضرت زینبؓ اور اُمّ کلثومؓ کے خیموں کو لوٹ کر آگ لگا دی گئی

یہ شور تھا کہ آئے تم گرسوئے خیام چلایا شر پھونک دو ہاں خیمہ امامؓ

فضّہؓ نے دی صدا کہ ادب کا ہے یہ مقام یاں بیٹیاں علیؓ کی ہیں اسے ساکنانِ شام

جل جاؤ گے جو اہلِ حرم پہ نگاہ کی

ڈیوڑھی یہ ہے امامِ فلک بارگاہ کی

اے تاریو یہ حیدرِ صفدر کا ہے مکاں اس کا ادب کرو یہ پیہر کا ہے مکاں

پچھے ہٹو نبیؐ کی یہ دختر کا ہے مکاں حق سے ڈرو یہ شافعِ محشر کا ہے مکاں

یاں اذنِ جبریلؑ کو جب تک ملا نہیں

پاسِ ادب سے وہ کبھی آگے بڑھا نہیں

رہتے تھے اس میں سید و سردار اُس و جاں کعبے سے کم نہیں ہے بزرگی میں یہ مکاں

یاں کی زمیں سے پست ہے رُتبے میں آسماں اُس کا ہر اک در ہے درِ غلد بے گماں

رفعت میں اوجِ عرشِ بریں سے دو چند ہے

کرسی سے اس مکان کا رتبہ بلند ہے

ظاہر ہے سب پہ حضرت خیر النساء کا حال فاقے پہ فاقے کر کے سدھاریں وہ خوش خصال

ہیں ان کی بیٹیاں بھی غریب و شکستہ حال اُس گھر کو لوٹتے ہیں جہاں ہوتا ع و مال

سیدانوں کے فقر سے آگاہ کیا نہیں

ثابت کسی کے سر پہ گزی کی رِودا نہیں

فضّہؓ سے تب یہ کہنے لگا شر بے حیا ہے ہم کو بغضِ مال اگر کچھ نہ نکلے گا

تو یہ خیامِ آگ سے دیو یں گے ہم جلا اور سر سے چھین لیں گے ہر اک رائے کی رِودا

دانستہ اہلِ بیتِ نبیؐ کو ستائیں گے

مسندِ محمدؐ عربی کی جلائیں گے



ان کو قتل کر چکے تھے جن کا ہم کو ڈر لوٹیں گے اہل بیت محمدؐ کا مال و زر
اکبرؑ نہ اب ہیں اور نہ سلطانِ بحر و بر عباسؑ بھی نہیں جو بچائیں گے آن کر

کانوں سے ننھے بچوں کے گوہر اتاریں گے

کبرا جو پہنے ہوگی وہ زیور اتاریں گے

فضیلت سے جب یہ شرعیوں نے کیا کلام دراندہ آئے فاطمہؑ کے گھر میں اہل شام

جس وقت صحن میں نظر آیا ہجومِ عام سر پہنے لگے حرمِ سیدِ انام

لُٹتا تھا گھر جو بادشہِ مشرقین کا

غلؑ تھا نبیؐ کی آل میں ہے ہے حسینؑ کا

مسند لئی جو شاہِ فلک بارگاہ کی ہاتھوں سے دل کو قہام کے زینبؑ نے آہ کی

غلؑ تھا کہاں چھپیں نہیں جاگہ پناہ کی فریاد ہے دہائی ہے شیرِ الہ کی

آقا تمہارے اہل حرم لوٹے جاتے ہیں

یا شیرِ حق بچاؤ کہ ہم لوٹے جاتے ہیں

شکلیں مہیب دیکھ کے بچے تھے بے قرار کرتوں سے ننھے چھپاتے تھے روتے تھے زار زار

چلاتی تھی یہ بانوئے مغموم بار بار اکبرؑ بچاؤ ہوتے ہیں بے پردہ پردہ دار

نامحرموں کو قبرِ الہی کا ڈر نہیں

ماں بہنیں لوٹی جاتی ہیں تم کو خبر نہیں

کہتی تھی سہم کر یہ سیکندہ جگرِ فگار مجھ کو کہیں چھپاؤ پھوپھی تم پہ میں نثار

غافل ہیں ہم نے دیکھ لیا بس سبھوں کا پیار اکبرؑ ہیں یاں نہ حضرتِ عباسؑ نامدار

نامحرم آ کے خیمہٗ عصمت میں بھر گئے

پوچھو کسی سے تم مرے بابا کدھر گئے



کیا ہو گیا جو خیمے میں آتے نہیں پدر کچھ ہیں فنا جو شکل دکھاتے نہیں پدر
تشریف ایسے وقت میں لاتے نہیں پدر لٹتے ہیں اہل بیت بچاتے نہیں پدر
ہے میں کیا کروں یہ مہم کون سر کرے
کوئی خدا کے واسطے اُن کو خبر کرے

زینبؓ نے اُس یتیم سے سر پیٹ کر کہا کس کو پکارتی ہو سیکھتے پھوپھی فدا
ہوتے اگر حسینؑ تو آسکتے اشقیا ہے ہے ہوئے شہید شہنشاہ کربلا
خالی ہوا زمانہ ترے بابا جان سے
پڑھ کر نمازِ عصر سدھارے جہان سے

زینبؓ ابھی سیکھتے سے کرتی تھی یہ کلام لینے لگے ردا ئیں سروں پر سے اہل شام
دیکھانہ تھا جو گھر میں کبھی یہ جہوم عام حق کی دہائی دینے لگیں بییاں تمام
بمقت سنی کسی کی نہ خوف خدا کیا
زہراؑ کی بہو بیٹیوں کو بے ردا کیا

(مرثیہ ۲۲.....جلد سوم)

شہزادیاں بلوے میں کھلے سر تھیں:

عابد بچا ہے ایک سودہ بے پراسیر ہے کبریا اسیر بانوئے مضطر اسیر ہے
عاشق تھے جس کے شاہدہ دختر اسیر ہے سب ایک طرف ہیں شاہ کی خواہر اسیر ہے
نامحرموں میں پردہ آلہ عبا نہیں
زہراؑ کی بیٹیوں کے سروں پر ردا نہیں

(مرثیہ ۲۳.....جلد چہارم)



زعفر جن اور سیدانیوں کی اسیری:

یہ سننے ہی میاں میں وہ کہتا ہوا آیا زندہ مجھے دکھائیو پھر شہ کو خدایا
یاں ہو چکا تھا قتل ید اللہ کا جایا اُس وقت وہ پہنچا کہ ترپتا ہوا پایا
سرکٹ کے نیزے پہ چڑھاتے تھے سنگر
سیدانیوں کو لوٹنے جاتے تھے سنگر

(مرثیہ ۲۲.....جلد چہارم)

زہرا کی بیٹیوں پر قیامت کی رات:

جب قیدیوں کو خانہ زندان میں شب ہوئی بچوں کی مارے خوف کے حالت عجب ہوئی
گھٹ گھٹ کے دخترِ شادین جاں بلب ہوئی مضطر کمال بنتِ امیرِ عرب ہوئی
آفت کا سامنا تھائی واردات تھی
زہرا کی بیٹیوں پہ قیامت کی رات تھی

(مرثیہ ۲۶.....جلد چہارم)

ہند زوجہ یزید قید خانے میں آئی ہے:

خاتونِ قیامت کی ہیں دو بیٹیاں ذی شاں سیدانیاں مقبولِ خدا صاحبِ ایماں
بی بی ہیں مری حضرت زینب کے میں قرباں یہ بے ادبی ہے، وہ کہاں اور کہاں زنداں
اُن کو کبھی، بے مقصد و چادر نہیں دیکھا
ہم کیا کہ فلک نے بھی گھلے سر نہیں دیکھا

(مرثیہ ۲۷.....جلد دوم)

﴿۱۵۴﴾... حضرت اُمّ کلثومؓ

شاعروں کی نظر میں

انجم لکھنوی

جب سروں پر زینبؓ و کلثومؓ کے چادر نہ ہو
بحرئی جنت میں زہراؓ نگے سر کیوں کر نہ ہو

لائق حیدر آبادی

چھینی شر نے بھی زینبؓ و کلثومؓ کی چادر
دھمکا کے سیکنہ کے لئے کانوں سے گوہر

یہ ثن کے لگیں پینے سر زینبؓ و کلثومؓ
صدقے تری میت کے میں اے اصغرؑ معصوم

حضرت زینبؓ و کلثومؓ ہیں ہمشیریں دو
ہو بہ ہو فاطمہ زہراؓ کی ہیں تصویریں دو



میر مونس

تھا خیمہ حسینؑ میں غل و حسینؑ کا
پھینکی تھی سر سے زینبؑ و کلثومؑ نے ردا

کس منہ سے کہوں زینبؑ و کلثومؑ کا تم دم میں نہیں اب دم
مونسؑ کو نہیں تاب ہے اس غم سے بیاں کی سر پیٹو محبو

مرزا دبیر

قید خانہ شام میں ہند نے شہزادیوں کی زیارت کی:-
دو بہنیں اُس حسینؑ کی تھیں یکس و غریب
کلثومؑ ایک دوسری زینبؑ بلا نصیب

قدرتِ خالقِ قیوم نظر آتی ہے کوئی زینبؑ کوئی کلثومؑ نظر آتی ہے
بولی زینبؑ کہ نہ لے زینبؑ و کلثومؑ کا نام وہ نبیؐ زادیاں ہیں قید میں اُن کا کیا کام

اُمّ کلثومؑ ہاں کی قبر پر:-

کلثومؑ نے فغاں یہ کی قبر بتولؑ پر لقاں میں شام و کوفہ میں پھرتی تھی ننگے سر
واللہ زندہ ہوتیں تم اس عہد میں اگر تو روتیں بیٹیوں کی مصیبت پہ عمر بھر
آئی صدا کہ تم نہ سمجھنا میں سوتی ہوں
جب سے حسینؑ نکلا وطن سے میں روتی ہوں



میدانِ حشر میں کر بلا کے شہیدوں کی آمد:-

کیا حشر میں ورودِ شہیداں کروں بیاں بے سر شہید گرد لباسِ ان کے خوفناک
 فوٹے خوں کے چاروں طرف زخموں سے رلاں اور دستِ جبریل میں رہوار کی عناں

پُر نور چہرہ خون سے بالکل بھرا ہوا

اور سر پہ شہ کے تاجِ شفاعت دھرا ہوا

اور بعدِ فوج ہو دیگی خیرِ التسا کی آلِ زینب کا چہرہ خون سے اکبر کے سارا لال
 کلثوم بھی نکھیرے ہوئے گیسوؤں کے بالِ مشکیزہ تھامے زوجہ عباسِ خوش خصال

بانو کو رنجِ بنتِ امامِ مدینہ کا

اور ہاتھ پر دھرا ہوا گرتا سیکنہ کا

سبطِ نبی بہا کے یہ آنسو کہیں گے آہ یہ عبدِ خاکسار ہوا قتلِ بے گناہ
 میں سب کا خیر خواہ تھا تو ہے مرا گواہ یہ کیا مزہ ملا ہے شہادت کا مجھ کو واہ

یارب جو لاکھ بار کرے زندہ تو مجھے

ہر بار سر کٹانے کی ہو آرزو مجھے

گر میرا خوں بہا تو بہا کچھ نہیں گلا اُمت کو بخش دے یہی ہے مرا خوں بہا
 محسن کا واسطہ علی اصغر کا واسطہ اُس دم ملا مکہ سے یہ فرمائے گا خدا

ہے آج اختیارِ شفاعتِ حسین کو

دید و کلیدِ دوزخ و جنتِ حسین کو



شامِ غریباں اور اُمّ کلثومؑ کی چادر:

ناگہ یہ پکارا پسرِ سعدِ بد اختر ہاں لوٹ لو اسبابِ شہیدوں کا سراسر
پوشاکیں بھی عمامہ بھی اور جوشن و بکتر سرکاٹ کے لاشوں کے رکھنیزوں کے اوپر

رختِ بدنِ سبطِ پیبرؑ کو اُتارو
پھر نہنؑ و کلثومؑ کی چادر کو اُتارو

شامیانِ بستہ بازو نہنؑ و کلثومؑ را
اے فلک آں ابتدائے ایں انتہائے اہلیتؑ

ذبحِ کردند الٰہی کوفہ سید و مظلوم را
شامیاں بستہ بازو نہنؑ و کلثومؑ را

مرزا اوج

حضرت عباسؑ کے بازو پر اُمّ کلثومؑ نے نادِ علیؑ دم کی:-

حالت ہوئی تغیر شہنشاہِ ام کی
کلثومؑ نے جب نادِ علیؑ شانوں پہ دم کی

میرِ جلیس (میر انیس کے پوتے)

کلثومؑ پکاری یہ پھوپھی ہو ترے قرباں
ممکن ہو جو چادر تو لئے آنا مری جاں



دلگیر

قید ہو بلوے میں گر عترت کسی مظلوم کی
کیجیو تم یاد حالتِ زینبؓ و کلثومؓ کی

روزِ قیامت بارگاہِ الہی میں فاطمہ زہراؓ کی فریاد:

بعدِ مردن بھی نہ آیا چین مجھ کو ایک دم آج تک کس پر ہوا ہے اس قدر ظلم و ستم
تو نے بلوے میں مددِ مریمؑ کی کہاں ذوالکرم بیٹیاں میری تھیں بلوے میں گرفتارِ الم
داغ ہے اُس کا یہی مجھ بیکس و مظلوم کو
کیوں نہ بلوے سے نکالا زینبؓ و کلثومؓ کو

یوں ندائے غیب آو گئی کہ اے خیر النساء کی شفاعتِ ماری امت کی تجھے میں نے عطا
شوق سے تو دشمنانِ آلِ احمدؑ کے سوا سب کو لے جا خلد میں اے بنتِ ختم الانبیاء

فاطمہ یہ حکمِ ربِ العالمین جب پائیں گی
تعز یہ داروں کو پہلے خلد میں لے جائیں گی

دربار میں ظالم کے جب اہلِ حرم آئے
منہ زینبؓ و کلثومؓ نے بالوں سے چھپائے

کاہے کو کبھی نکلی تھیں وہ پردے سے باہر
کلثومؓ تو حیران ہوئی زینبؓ رہی ششدر

اک کہنے لگا کر کے اشارہ سوے کلثومؓ ہے دوسری شبیرؓ کی یہ خواہرِ مغموم
اس کو بھی بہت چاہتے تھے سرورِ مظلوم اب اس کی ہمیں زیست نہیں ہوتی ہے معلوم



بیان میں کیا کروں زینبؓ نے جیسے بیقراری کی
کہوں کیا حضرت کلثومؓ نے جو آہ و زاری کی
سر کھلا زہراؓ نے سُن کر زینبؓ و کلثومؓ کا
سر یہ پیٹا غلہ میں جو تھی نہ چادر کی خبر

قیدِ ستم سے رہائی اور شہیدوں کے سروں کی آمد:

سِرِ قاسمؓ لئے یہ کر رہی تھی بینِ ماں اُس کی لئے کلثومؓ نے جو بھانجوں کے اپنے سر جلدی
سروں بھانجوں کے بس یہی رو رو کے کہتی تھی گئی لوٹی تمہارے مرنے سے پیار و بہن میری
بڑی قسمت کے تم مالک ہو میرے مہ لقا پیارو
سراپنے ماموں کے سر پر کئے تم نے فدا پیارو
گھوڑے کے گرد کیا بیبیوں نے آ کے ہجوم
زینبؓ اک سمت کو تھی چلتی اک سو کلثومؓ

امام حسینؑ کی تنہائی اور زینبؓ و کلثومؓ کا گریہ:

دیکھا انصار کے لاشوں کو جو زینبؓ نے منہ پھیر آگیا رو برو آنکھوں کے تب اُسکی اندھیر
اُمّ کلثومؓ سے کہنے لگی منہ اپنا پھیر دیکھو اے بہنا کہ ہیں کھیت رہے کیا کیا شیر
بیکسی پر شیر الہی دیکھو
کشتیِ نوحِ غریباں کی تباہی دیکھو
مضطرب ہو کے درخیمہ پر آئی اُس آن اُمّ کلثومؓ نے مقتل پہ کیا غور و دھیان
رو کے کہنے لگی زینبؓ سے کہ اے بہنا جان بھائی کے لشکرِ مجروح پہ خواہر قربان
ہے عجب وقت مصیبت مرے مانجائے پر
چھا گیا رنگِ شہادت مرے مانجائے پر



دونوں بہنیں ابھی تقریر یہ کرتی تھیں آہ پڑ گئی شاہ کی جو ڈیوڑھی پہ خیمہ کی نگاہ
دیکھتا رن سے ہے کیا بادشہ عرش پناہ دونوں بہنیں ہیں کھڑی ڈیوڑھی پہ با حال تباہ
خاک چہروں پہ لگائے ہوئے جی کھوتی ہیں

دیکھ کر لاشے شہیدوں کے بہت روتی ہیں
بھانجوں سے یہ کیا سبط پیہر نے کلام جلد جاؤ درخیمہ پہ تم اب گلہام
اپنی اماں کو یہ پہنچاؤ مرا تم پیغام فی الحقیقت تمہیں بہنا نہیں اس دم آرام
ہاتھ سے صبر کی دولت نہ گنواؤ بہنا
میرے جیتے ہوئے ڈیوڑھی پہ نہ آؤ بہنا

سن چلے بھانجے جس وقت یہ فرمودہ شاہ پھینک کر گھوڑوں کو آئے درخیمہ پہ وہ ماہ
پڑ گئی جس گھڑی اُن دونوں کی آمد پہ نگاہ منہ جھکا کر کہا کلثوم نے ماشاء اللہ
لوگو ان کے کوئی گھوڑوں کا اٹھانا دیکھو
تیریاں دونوں کی دیکھو کوئی آنا دیکھو

بھانجوں کی لاشوں پر اُمّ کلثوم گر یہ کہناں ہیں:-

کلثوم نے اک سمت کو ناگاہ دیکھا ہیں خاک پہ مرجھائے پڑے دو گل رعنا
دو گوہر غلطان ہیں ولے دونوں ہیں یکتا گردوں سے اتر ہو گئے شمس و قمر اک جا
دو غنچہ دہن گویا کہ خاموش پڑے ہیں
دو سرو ہیں گویا کہ ہم آغوش پڑے ہیں

دل سے وہ لگی کہنے یہ جو خون میں تر ہیں کس بُرج منور کے یہ دو شمس و قمر ہیں
کس مادرِ ناشاد کے دونوں یہ پسر ہیں آپس میں بغلیگر ہیں بھائی یہ مگر ہیں



بو سونگھ کے پھر بولی کہ پہچان گئی میں
 یہ لاڈلے زینب کے ہیں قربان گئی میں
 تب زینبؑ ناشاد کو یہ بات سنائی اے بہنا یہاں لوٹی گئی تیری کماٹی
 کیا اُنسِ دلی رکھتے ہیں آپس میں یہ بھائی مر کر بھی گوارا نہ ہوئی ان کو جدائی
 سچ یوں ہے کہ طالع ہیں بہت خوب تمہارے
 شبیرؑ پہ قربان ہوئے محبوب تمہارے
 اے بہنا مناسب ہے کہ اس پاس تم آؤ ان لاڈلوں کو آن کے چھاتی سے لگاؤ
 گردان کے جود خساوں سے لپٹی ہے چھڑاؤ واں روتی ہو کیا آن کے یہاں خاک اُڑاؤ
 یہ لاڈلے آنکھیں جو یہاں کھولے ہوئے ہیں
 بس راہ تمہاری ہی فقط دیکھ رہے ہیں
 کلثومؑ کے منہ جب سے سنی اُس نے یہ تقریر اُس بی بی کی تب اور بھی حالت ہوئی تغیر
 فرزندوں کی الفت جو ہوئی آ کے گلوگیر اُن دونوں کی آنکھوں کے تلے پھر گئی تصویر
 خوں روتی ہوئی دیدہٗ خونبار سے زینبؑ
 پیاروں کی طرف اپنے چلی پیار سے زینبؑ

اُمّ کلثومؑ کی مدینے والپسی اور جناب فاطمہ صغراؑ سے ملاقات:
 پھو بھی کے منہ سے ہلّا جس قدر صغراؑ چڑھتی تھیں نہ اپنے منہ سے دونوں ہاتھ پر زینبؑ اٹھاتی تھیں
 ادھر وہ بلبلاتی تھی ادھر یہ بلبلاتی تھیں یہ باتیں زینبؑ و کلثومؑ صغراؑ کو سناتی تھیں
 خدا کے واسطے کچھ منہ سے بولواے پھو بھی زینبؑ
 اٹھاؤ ہاتھ دونوں منہ تو کھولواے پھو بھی زینبؑ



کہا کلثومؑ نے عابد سے اب چلاتی ہے صغراؑ درود یوار سے رورو کے سرگراتی ہے صغراؑ
 اگر ایسی ہی حالت ہے تو جی سے جاتی ہے صغراؑ دلا سا دو بہت اس کو ذرا گھبراتی ہے صغراؑ
 مرے بھائی کی بیٹی ہے مرے بھائی کی جانی ہے
 مجھے تو اُس موے بھائی کی یہ بچی نشانی ہے

مرزا فصیح

بولا ، کیا تم سے کہوں آج میں گھبرایا ہوں
 سر کھلے زینبؑ و کلثومؑ کو دیکھ آیا ہوں

ادھر زینبؑ ملکیتی تھی کہ ہے ہے کیا بلا آئیؑ کہ ایسے بڑے حضرتؑ لینا میں جو گھر تک صدا آئیؑ
 ادھر قاسمؑ کی مادر پیشی سر بے ردا آئیؑ ادھر کلثومؑ در پر کرتی فریاد و بکا آئیؑ

حردشمنوں سے کہتا ہے :-

بیٹیاں زینبؑ و کلثومؑ کے اوپر صدقے
 بیٹیاں بانوئے شبیرؑ کے اوپر صدقے

قید کر کے مرے ناموس کو اے اہل جفا
 خدمت زینبؑ و کلثومؑ میں پہنچا دینا



میر ضمیر

محشر میں حضرت زینبؓ و اُم کلثومؓ بارگاہِ الہی میں فریادی ہوں گی
 پھر آویں گی بیٹوں کو لئے زینبؓ و کلثومؓ اور خون میں ڈوبے ہوئے وہ معصوم
 زینبؓ یہ پکارے گی کہ اے خالقِ قیوم جو مبرکیا میں نے وہ سب ہے تجھے معلوم
 بیٹوں کی ہلاکت کا نہیں مجھ کو الم ہے
 سر ہو گیا عریاں جو اس بات کا غم ہے

مرزا کلب حسین خاں نادر

لاشِ نوشاہ پہ سر پینتی تھی وہ دکھیا شمر خوزیز نے خادم کو اشارہ جو کیا
 سر پر اس بیوہ کے اک گرز لگایا ایسا لاش پر دولہا کے گرتے ہی دلہن نے کی قضا
 رہ گئے دولہا دلہن کے گلے مل کر لاشے
 پڑے تھے خاک پر دونوں کے برابر لاشے
 یہ خبر خیمے میں رائیوں کو ہوئی جب معلوم مر گئے دولہا دلہن روتے ہیں شاہِ مظلوم
 مادرِ وہب کو دیکھا جو حرم نے مغموم دُہرا پرسا اسے دیئے لگیں زینبؓ و کلثومؓ
 پیٹ کر سر کو وہ چلائی یہ کیسا پرسا
 کیا سبب ہے جو مجھے دیتے ہو دُہرا پرسا
 ڈھانپ کر منہ کو کہا نہ زینبؓ و کلثومؓ نے تب دولہا کے لاشے پہ بے جان دلہن کو کیا اب
 تمام کر ہاتھوں سے دل کہنے لگی ہائے غضب دُہرے پر سے کاٹھلا اگھڑی لو مجھ پہ سبب
 کوہِ غم کا ہے گرا دشت میں مجھ دکھیا پر
 دولہا قاسمؓ پہ تصدق تو دلہن کبریٰؓ پر



کیوں غلاموں کے لیے آپ کو اتنا ہلکا ملال اُنکے مرنے سے ہے اس وقت خوشی مجھ کو کمال
صدقے آقا پہ ہوئے آج ہوئے خوش اقبال رو و صاحب نہ بھرے گھر میں بڑی ہے یہ فال
شادیاں کیجئے اولاد کی دل شاد رہے
خانہ فاطمہ محشر تلک آباد رہے

شاعِل حیدر آبادی

نہنّب پچھاڑیں خاک پہ کھاتی ہیں بار بار
کلوٹم رو کے کہتی ہیں لتاں کدھر گئیں

طیبہ

نہنّب یہ رو کے کہتی تھیں بابا جواب دو بابا جواب دو میرے آقا جواب دو
حسین بے قرار ہیں کلوٹم مضطرب دوں کس طرح میں اُن کو دلا سا جواب دو

نور

آج دنیا سے اُنھے شیرِ خدا داویلا شہرِ کوفہ میں ہے اک حشرِ پیا داویلا
فرق پرشہر و شبیر کے ہے خاکِ عزا ہے سرِ نہنّب و کلوٹم کھلا داویلا

بلخ

کلوٹم بیاں کرتی تھیں اے سرورِ ذیشاں، دل اب ہے پریشاں
قربان ہو اس لاش کے یہ آپ کی خواہر، اے سیدِ مسموم



غافل

پورانوحہ اُمّ کلثوم کی زبانی جلد ۵ صفحہ ۴۷۹
 کلثوم فغاں کرتی تھیں یوں لاشِ حسنؔ پر مسموم برادر
 اس تیرے ہرے رنگ کے صدقے گئی خواہر مسموم برادر

کاظم حسین محشر

یہ بالی سیکنڈ یہ رقیہ ہے یہ کلثومؔ با حالتِ مغموم
 حلقے میں کنیروں کے یہ بے مقنع و چادر نہ نبؔ ہے کھلے سر

متین دہلوی

نہ نبؔ کہاں کلثومؔ کہاں جانیاں میری
 زندہ ہیں وہ یا ہو گئیں بے جان حسینؔا

ساغر جعفری

کھلے سر ہیں بلوے میں کلثومؔ و نہ نبؔ
 نئی زاد یوں کی گرفتاریاں ہیں

ناز بدایونی

سر برہنہ نہ نبؔ و کلثومؔ کو
 شام کی جانب شکر لے گئے



حیدر لکھنوی

لاش سے لپٹی ہوئی کہتی تھیں زینب و کلثوم
کس لئے ہم سے خفا ہو گئیں مادر اُٹھیے

لپٹ کر لاش سے رو رو کے یہ کلثوم کہتی تھیں
بھلا بے ماں کے چین آئے گا کیونکر فاطمہ زہرا

روئے ہیں پر زینب و کلثوم ہیں گریاں
اور ہو رہا ہے مرتضیٰ کے دفن کا سماں

—

وزیر

شرم آتی تھی بازار میں کیا لوگ کہیں گے
لو دیکھو وہ ہیں زینب و کلثوم حسینا

سب کہتے ہیں مانجائے مرے رونے کو تیرے
رہ جائیں فقط زینب و کلثوم حسینا

واعظ لکھنوی

رو رو کے صدا دیتی ہیں زینب و کلثوم ہم ایسے ہیں مغموم
دہن کی طرح چاک ہے ہم سب کا گریباں اے شام غریباں



قیصر لکھنوی

نہنب و کلثوم کے ہاتھ رس میں بندھے
یوں حرم مصطفیٰ جاتے ہیں زندان میں اب

تمنا لکھنوی

ہر سمت مدینے میں قیامت کے ہیں آثار، ہر چشم ہے خوں بار
ہیں نہنب و کلثوم کے گیسو جو پریشاں، یا فاطمہ زہرا

ادیم نقوی

آہ شہزادیاں کیوں خلق میں مغموم پھریں
دردِ بدر کس لئے یوں نہنب و کلثوم پھریں

حامد لکھنوی

ناریوں نے آگ خیموں میں لگا دی بعدِ شاہ
نہنب و کلثوم کو حیرت سے حیرانی ہوئی

احمد اکبر آبادی

شہ نے کمر کو تھام کے کلثوم سے کہا
شانے کٹا کے نہر پہ عباس مر گئے



سجاد زید پوری

غیر تھی حالت الم سے زینبؓ و کلثومؓ کی
کہتی تھیں مجروح ہے ہے شاو ذیشاں ہو گئے

یاد میں عباسؓ کی کلثومؓ کرتی ہے فغاں
کہتی ہے ڈوبالہو میں ماہِ تاباں ہائے ہائے

کلثومؓ کہہ رہی ہے کہ عباسؓ جلد آؤ
آکر بٹاؤ فوج کے اس اژدھام کو

قاسم نصیر آبادی

کلثومؓ کا سہمے ہوئے بچوں کو دلاسا
وہ زینبؓ خاتون وہ خیمے کا طلائی

متین کڑوی

اب نہ وہ زینبؓ نہ وہ کلثومؓ ہے حرمتِ آلِ نبیؐ معدوم ہے
اے مدینہ ہم ترے قابل نہیں

میر قیس

کہتی تھیں روروز زینبؓ و کلثومؓ دم بدم
تم پر لگائی تیغ یہ کس روسیاء نے
سجدے میں جاتے ہی تمہیں بابا یہ کیا ہوا
خوفِ خدا بھی دل میں نہ اُس کے ذرا ہوا

قاسم لکھنوی

بولی کلثومؑ یہ خولی سے کہ اے بد اختر
چاند سا سر میرے بھائی کا یہ گھر گھر نہ پھرا

میر عشق

مولاعلیٰ کے جنازے پر اُمّ کلثومؑ کے بین:-

سر بیٹی ہیں پہلوؤں میں نہنبؑ و کلثومؑ
ہیں گرد حرمِ بیچ میں لاش ہے علیٰ کا

کلثومؑ یہ کرتی تھیں بیاں لاش کے اوپر تم مر گئے ہوئے مرے بابا مرے سرور
گویا کہ زمانے سے اُنھے آج پیسیرؑ واللہ کہ برباد ہوا فاطمہؑ کا گھر

ہے کون جو اب دستِ کرم سر پہ دھرے گا

اب کون تیمیوں پہ بھلا رحم کرے گا

اب کون ہمیں پیار سے فرمائے گا دخترؑ اب کون وضو کے لئے منگوائے گا ساغرؑ

بابا بھی موئے مال بھی موئی دائے مقدرؑ یا شاہؑ بہت بیٹیاں ہیں آپؑ کی مضطرؑ

قسمت نے دیا داغِ پیسیرؑ کے جگر پر

وارث نہ رہا نہنبؑ و کلثومؑ کے سر پر

رُخ کر کے سوئے قبر شہؑ یثرب و بطنؑ سر پیٹ کے کہنے لگی یہ ثانیؑ زہراؑ

بن باپ کی بیٹی ہوئی فریاد ہے ناناؑ لو آ کے تیمیوں کی خبر سیدؑ والا

صدمہ ہے تیمیوں کے دلوں چاک کے اوپر

بیہوش نواسے ہیں پڑے خاک کے اوپر



راوی نے لکھا ہے کہ صد آئی یہ اُس دم زنبُ کئی دن سے تو ہیں موجود یہاں ہم
 کیا مجھ کو نہیں حیدرِ کرار کا ہے غم واللہ کہ غش مجھ کو چلے آتے ہیں پیہم
 مرگ اسد اللہ سے مشغول بکا ہوں
 میں لاشہ سے لپٹا ہوا سر پیٹ رہا ہوں

حضرت علیؑ کی شہادت پر اُمّ کلثومؓ کا نوحہ:
 تمام رات ہوئی صبح نے طلوع کیا
 یہ نوحہ زنبُ و کلثومؓ نے شروع کیا
 ستم کا ٹوٹ پڑا ہم پہ آسماں بابا
 سدھارے آپ سوے گلشنِ جاناں بابا
 حسنِ حسینؑ اٹھائیں گے آپ کا تابوت
 یہاں بڑھائیں گی مسند یہ بیٹیاں بابا
 لئے گا آپ کا گھر کربلا کے صحرا میں
 ہمارے بازوؤں میں ہوگی ریسماں بابا

اہلِ حرم کی قید سے رہائی:-

بیوؤں میں ہوا غلِ شہِ صدر کا سر آیا ہے ہے پر ساقی کوثر کا سر آیا
 گلگوں کفنِ کشتہٗ خنجر کا سر آیا کلثومؓ پکاریں کہ برادر کا سر آیا
 فرزندِ ید اللہ کی تسلیم کو اُنھیں
 زنبُ سرِ شبیر کی تعظیم کو اُنھیں



چہلم کے روز کربلا میں شہزادیوں کی آمد:

رو کر پکاریں زینبؓ و کلثومؓ یا حسینؓ بہنیں تمہاری آئی ہیں مغموم یا حسینؓ
اے تشنہ لب شہیدوں کی مخدوم یا حسینؓ سردارِ بیگیاں شہِ مظلوم یا حسینؓ
آئے ہیں ہم تمہاری زیارت کے واسطے
حاضر ہیں مقبرے کی عمارت کے واسطے

امام حسنؓ کے جنازے پر اُمّ کلثومؓ کے بین:-

کلثومؓ پکاری کہ مرے جان برادر اس چہرہ انور کے میں قربان برادر
مرنے پہ ہے کیا واہ تیری شان برادر دنیا سے گئے ہائے پُر ارمان برادر
حسرت ہی رہی بیٹے کو نوشاہ نہ دیکھا
لاتے ہوئے قاسم کو دھن آہ نہ دیکھا

حضرت اُمّ کلثومؓ شام کے بازار میں:-

آہ آہ اُس وقت حضرت زینبؓ اور جناب اُمّ کلثومؓ کا عجب حال تھا۔
اے بھائی جان وعدہ کرو کچھ تو مجھ سے آہ کتبک پھر و گدگد کھوں میں کتبک تمہاری راہ
دیکھو تو کیا سیکنے کا احوال ہے تباہ پھٹتی ہے چھاتی دیکھ کے اُس کو خدا گواہ
تسکین کچھ تو بہر رسالت مآب دو
بھیا پکارتی ہے سیکنے جواب دو



افسوس صد افسوس اہلیت اطہار تو سر ہائے شہدائے یہ فریاد کر رہے تھے، اور جو عورتیں اہل شام کی کونھوں پر بیٹھی تھیں وہ حضرت سیکنہؓ اور جناب امام محمد باقرؑ کو خور و سال و کچھ کر اور محتاج سمجھ کر۔

کھانے کی چیزیں بچوں پہ اپنے اُتار کر عورات پھینکتی تھیں ترس کھا کے ہمدگر بھوکے تھے ایسے شاہ کے اطفال خوش سیر پھیلا کے ہاتھ لیتے تھے معصوم سر بسر محتاج شاہزادے تھے دنیا و دین کے

کلوٹم پھینک دیتی تھیں ہاتھوں سے چھین کے جس وقت جناب اُمّ کلوٹم کا یہ کلام شام کی عورتوں نے سنا تو پوچھنے لگیں کہ اے اسیر و تم کس دیار کے باشندے ہو۔ کس قصور میں گرفتار ہوئے تمہارے وارث کیوں شہید کئے گئے؟ اُس وقت جناب زینبؓ نے فرمایا:-

بے وجہ مصیبت میں گرفتار ہیں ہم
جانتے تم نہیں کیا عترت اطہار ہیں ہم

میرزا عشق

امام مظلومؑ کا حضرت اُمّ کلوٹمؓ پر آخری سلام:

یہ کہہ کے گئے خیمے کے در پر شہ صابر باہر سے پکارے کہ ہے مہماں یہ مسافر
اے زینبؓ و کلوٹمؓ خدا حافظ و ناصر بانو و ربابؓ اب یہ ملاقات ہے آخر
جاتے ہوئے سینے سے لپٹ جاؤ سیکنہ
بعد اس کے نہ دیکھو گی ہمیں، آؤ سیکنہ



لپٹے شہِ ذی جاہ سے ناموسِ پیبرؐ تھے گردِ تمام اہلِ حرمِ بیچ میں سرورؐ
 کلثومؑ ادھر تھیں تو ادھر زینبؑ مضطرؑ کیا روتی تھیں سرشاہ کے سینے سے لگا کر
 گو اپنے کو رو کے ہوئے شبیرؑ کھڑے تھے
 دو ہاتھ مگر بہنوں کے گردن میں پڑے تھے

علامہ نجم آفندی

منقبتِ حضرت اُمّ کلثومؑ

زینبؑ و کلثومؑ اور حسنینؑ سے نجاتِ جگرؑ خانہٴ پر نور میں اسلام ہی اسلام ہے
 کم نہیں از روئے فطرت باپ کا غم بھی مگرؑ اس سے بڑھ کر دل میں دردِ ملتِ اسلام ہے
 نجم جس کے مدح گستر ہوں خدا اور مصطفیٰؐ اُس کی مدحت میں ذلیل کھانا بھی مشکل کام ہے

چار دن بھی نہ ملا آلِ نبیؐ کو آرامؑ سال بھر ہم کو زللاتی ہے حدیثِ اسلامؑ
 غم ہی ہر دور میں ساتھی ہے علیؑ والوں کاؑ کبھی آجاتا ہے قسمت سے خوشی کا بھی پیامؑ
 اُمّ کلثومؑ کی تاریخِ ولادت ہے آجؑ آج کا دن ہے مجھوں پہ خدا کا انعامؑ
 دوسری ثانی زہراؑ ہے بہ اوصافِ تمامؑ
 اُمّ کلثومؑ پہ واجب ہے درود اور سلامؑ

اے صلِ علیؑ رُتبہٴ اُمّ کلثومؑ اسرارِ خدا بشر کو ہوں کیا معلومؑ
 معصوموں کی فہرست میں شامل بھی نہیںؑ اور اس پہ یہ عالم ہے کہ بالکل معصومؑ



لالہ فتح چند شائق لکھنوی

حضرت فاطمہ زہرا کی شہادت

سر پہنتی زہنّب ہے کھڑی روتی ہے کلثومؑ کچھ منہ سے تو بولو
چھاتی سے لگا ان کی تسلی کرو اس دمِ وحسرت و دردا

فقیر محمد خاں گویا ملیح آبادی (جوش کے دادا)

صبح عاشور

زہنّب و کلثومؑ نے سر سے ردا میں پھینک دیں
چاک جب صبحِ شہادت کا گریباں ہو گیا

حجۃ الاسلام پروفیسر سید ظل صادق زیدی

حضرت اُمّ کلثومؑ خطبات و اشعار کے آئینے میں

جانِ پیغمبرؐ کو نین ہیں اُمّ کلثومؑ حیدر و فاطمہؑ کا چین ہیں اُمّ کلثومؑ
عینِ زہنّب کے لئے عین ہیں اُمّ کلثومؑ خواہر حضرت حسنینؑ ہیں اُمّ کلثومؑ
لکھنویوں کی قسم حرفِ جلی کہتے ہیں
بنی ہاشم انھیں عصمت کی کلی کہتے ہیں

خوابِ پیغمبرِ اکرمؐ کی مقدس تعبیر حیدر و فاطمہ زہراؑ کی مجسم تصویر
مثلِ زہنّب یہی کوثر کی ہے طاہر تفسیر روئے تاباں ہے ازل گیر و پہلی تنویر



ان کی چوٹ کی زیارت کو نجوم آتے ہیں
 بہر گویائی یہاں بحر علوم آتے ہیں
 نور ہی نور ہے نور ازل کی بیٹی حق کی پہچان بنی حق کے دلی کی بیٹی
 غیض میں ہے اسدِ یزیدی کی بیٹی کیوں نہ بے مثل ہو سکتا ہو علی کی بیٹی
 آگ شعروں سے لگا دی، سرِ دربارِ یزید
 جس نے خطبوں سے فنا کر دیئے آثارِ یزید
 جس کے ہر فعل میں ہے عزم و کمالِ زہرا جس کے خطبوں سے جھلکتا تھا مقالِ زہرا
 جس کے لہجے سے نمایاں تھا جمالِ زہرا جس کی آواز سے ظاہر تھا جلالِ زہرا
 مثلِ زہرا، سرِ دربار، خطابت کی ہے
 جس نے تاراجِ اُمیہ کی خلافت کی ہے
 بُرشِ شعر ہے گویا کہ علی کی شمشیر لوحِ تاریخ کے ماتھے پہ وہ ابھری تحریر
 سرِ مقتل کوئی کر سکتا نہیں یوں تقریر فوجِ باطل کی زبانوں میں در آئی زنجیر
 ظلمِ شامی کے نشاناتِ عمل کاٹ دیئے
 سرِ مُقصد نہ اٹھا، پائے جمل کاٹ دیئے
 خواہرِ حضرتِ عباسؑ کا اللہ رے حشم بن گئے کوہِ گراں رکھے جہاں پر بھی قدم
 سرِ بازارِ دمشق، موت کا چھایا عالم اُمّ کلثومؑ نے جس دم کہا باغی نہیں ہم
 ہم ہیں محبوبِ خداوند کے پیارے ہم ہیں
 باغی حاکم ہے محمدؐ کے دُلا رے ہم ہیں



شاعرِ اہل بیتؑ اعجازِ حسین جھنڈوی

لو آج کا عنوان ہیں شہزادی کلثومؑ ہم رتبہ قرآن ہیں شہزادی کلثومؑ
 شاہد ہے نگہبانی عباسِ دلاور غیرت کی نگہبان ہیں شہزادی کلثومؑ
 ہے مصحفِ احساس پہ تحریرِ عبارت اللہ کا احسان ہیں شہزادی کلثومؑ
 کردار میں زہرا ہیں تو سیرت میں خدیجہؑ اور ذات میں عمرانؑ ہیں شہزادی کلثومؑ
 وہ واقفِ اسرارِ امامت ہیں جہاں میں اور دین کی پہچان ہیں شہزادی کلثومؑ
 ہر ایک عملِ آیہ قرآن کی تفسیر اور مرکزِ ایتقان ہیں شہزادی کلثومؑ

اعجاز ہر اک صاحبِ غیرت کا ہے ایماں
 پردے کا بھی ایمان ہیں شہزادی کلثومؑ



...﴿۱۵۵﴾...

ڈاکٹر مسعود رضا خاکی:

مرثیہ

در حال حضرت اُمّ کلثوم صلوٰۃ اللہ علیہا

حرمِ معبود سے ہوتا ہے جب آغازِ سخن
 پاکبازانہ نظر آتا ہے اندازِ سخن
 مسکِ نور پہ رہتی ہے تگ و تازِ سخن (۱)
 اس تگ و تاز سے بڑھ جاتا ہے اعزازِ سخن
 فکر کا جادہ سنورتا ہے جو گیسو کی طرح
 بات سے بات نکل آتی ہے خوشبو کی طرح
 سامنے آتے ہیں لفظوں کے مہکتے ہوئے پھول
 ذہنِ گلہ سستہ بناتا ہے پئے نذرِ رسول
 قلب ہوتا ہے ثنائے نبوی میں مشغول (۲)
 خود بخود کھلتے چلے جاتے ہیں اسرارِ عقول
 دل میں پھر ولولہ تازہ نظر آتا ہے
 علم کے شہر کا دروازہ نظر آتا ہے
 جب دیرِ علم پہ جھکتی ہے تخیل کی جبین
 مرجا کہہ کے گلے ملتے ہیں افلاکِ نشین
 ضوئِ شال ہوتے ہیں مژگانِ عقیدت کے نگین (۳)
 کتنی نزدیک نظر آتی ہے فردوسِ بریں
 نور کی قوسِ قزح سامنے جب آتی ہے
 فکرِ شاعر دیرِ زہرا کی طرف جاتی ہے



یہ وہی در ہے کہ جبریل ہے جس کا ہاں اس کی دلیز پہ ہیں سجدہٴ رضا کے نشاں
اس پہ آویزاں ہے اک پردہٴ اسرارِ نہاں ہاں وہی پردہ کہ جس پر ہیں نقوشِ قرآن
فکر اس در سے گذرتے ہوئے تھراتی ہے

آگہی سجدہٴ تعظیم بجا لاتی ہے
خانہٴ فاطمہ زہرا کا شرف کیا کہنا وہ گھر اور وہ پاکیزہ صدف کیا کہنا
زیرِ دیوارِ فرشتوں کی وہ صف کیا کہنا نور ہی نور وہ ہر چار طرف کیا کہنا
کرۂ ارض کو پُر نور بناتا ہے یہ گھر

فرش پر عرش کی صورت نظر آتا ہے یہ گھر
چشمِ قدرت میں یہی گھر ہے نبوت کا مکمل یہ رسالت کا مکمل ہے یہ امامت کا مکمل
اس کو کہتے ہیں خدا دادِ طہارت کا مکمل یہ ہے قرآن کی تصدیق سے عصمت کا مکمل
نور کے سانچے میں خالق نے اسے ڈھالا ہے

یہ ہے اہل بیتؑ، یہاں جو ہے خدا والا ہے
خاص نسبت ہے اسے احمدِ محمد کے ساتھ اس میں ہیں بنتِ نبیؑ حیدرِ کرار کے ساتھ
ہیں اسی گھر میں حسنِ عظمتِ کردار کے ساتھ اس میں شبیرؑ بھی ہیں دولتِ ایمار کے ساتھ
اب اسے قبلۂ ارباب نظر کہہ لیجے
یا اسے زندۂ و کلثوم کا گھر کہہ لیجے

ہم شرف ہیں بخدا نہ نبؑ و اُمّ کلثومؑ ماں بھی معصومہ ہے اور باپ بھی ان کا معصوم
ان کو ٹھٹی میں پلائے گئے اجزائے علوم آنکھ کھلتے ہی فرشتے نظر آئے محکوم
پانچ معصوموں کی تصویر ہیں دونوں بہنیں
وارثِ آیۂ تطہیر ہیں دونوں بہنیں



دونوں بہنوں کے مراتب بخدا اعلیٰ ہیں (۹) دونوں شہزادیاں نور نگہ زہرا ہیں
دونوں ایثار کے میدان میں بھی یکتا ہیں (۱۰) دونوں زینبؓ ہیں وہ کبریٰ ہیں تو یہ صغریٰ ہیں

اپنے ہی رنگ میں ڈھالا تھا انہیں زہرا نے

چکیاں پیس کے پالا تھا انہیں زہرا نے

علم و عرفاں بھی وہی رنگ عبادت بھی وہی امتحانات کے عالم میں قیادت بھی وہی
صبر کی شان بھی شکر کی عادت بھی وہی (۱۰) تا ابد عالم نساں کی سیادت بھی وہی

دونوں بہنوں کی ہر اک بات میں یک رنگی ہے

کیسی پاکیزہ و پُر نور ہم آہنگی ہے

دونوں میں ایک ہی شان نظر آتی ہے (۱۱) ورثہ نور کی میزان نظر آتی ہے
زندگی پارہ قرآن نظر آتی ہے (۱۱) شان زہرا بہ ہر عنوان نظر آتی ہے

حائل شان ولایت ہیں یہ دونوں بہنیں

حق ہے اللہ کی آیت ہیں یہ دونوں بہنیں

یہ بھی پردان چڑھیں شہر و شہیر کے ساتھ تربیت ان کی ہوئی دین کی تعمیر کے ساتھ
ہر قدم ان کا اٹھا نعرہ تکبیر کے ساتھ (۱۲) دین وابستہ ہے ان دونوں کی تقدیر کے ساتھ

جب بھی اس دین کی تاریخ لکھی جائے گی

ان کی سیرت سرفہرست جگہ پائے گی

ان کی محنت سے ہے سرسبز زمین اسلام (۱۳) ان کی سیرت ہے حقیقت میں امین اسلام
ان کے آنچل سے بنا پرچم دین اسلام (۱۳) ان کا نام آتے ہی جھکتی ہے جبین اسلام

حوصلہ دے کے ٹھٹھرتی ہوئی تکبیروں کو

تذکرہ ان کا بدل دیتا ہے تقدیروں کو



میری نظروں میں ہے اسلام کی وہ صورتِ حال جبکہ صدمات سے تھیں زینب و کلثومؓ نڈھال پیش آیا جو شریعت کے تحفظ کا سوال (۱۴) کارنا ہے وہ کئے جن کی نہیں کوئی مثال

جب بھی اسلام پہ دشمن نے کوئی وار کیا

قوم کو زینبؓ و کلثومؓ نے بیدار کیا

دونوں بہنوں کی تفصیلِ عمل ہیں یکساں دونوں بہنوں نے بڑھایا ہے وقارِ نسواں (۱۵) دونوں بہنیں ہیں نمائندہٴ روحِ قرآن دونوں کی گود میں پروان چڑھا ہے ایماں

دونوں کا ایک ہی اندازِ نظر آتا ہے

صبر و ایثار کا اعجازِ نظر آتا ہے

مجھ کو حیرت ہے کہ اس دور کے اربابِ قلم تذکرہ زینبِ کبریٰ کا تو کرتے ہیں رقم بھول جاتے ہیں کہ اک اور بھی ہے پیکرِ غم (۱۶) جس کا زینبؓ کی طرح دین ہے ممنونِ کرم

جس کو معصومہٴ صغریٰ بھی کہا جاتا ہے

ثانی زینبؓ کبریٰ بھی کہا جاتا ہے

میرے معبود مجھے قلب کی بینائی دے مجھ کو پاکیزہ خیالات کی گیرائی دے (۱۷) رتبہٴ آلِ محمدؐ کی شناسائی دے ان کے صدقے میں مجھے قوتِ گویائی دے

مرحلہ سب سے جو مشکل ہے وہ آسان بنے

سیرتِ زینبؓ صغریٰ میرا عنوان بنے

صبحِ حکمت کی کرن، روشنیِ مہرِ علوم پیکرِ صدق و صفا، مظہرِ نورِ معصوم (۱۸) جس کے نقشِ کفِ پامیں ہے تب و تابِ نجوم جس کا اک نام ہے تاریخ میں ام کلثومؓ

وہ جو اخلاص کی تصویر ہے مثلِ زینبؓ

وہ جو ہمیشہٴ شبیرؓ ہے مثلِ زینبؓ



پھول کی طرح خیابانِ نبوت میں رہی مثلِ خوشبو جو گلستانِ امامت میں رہی
روشنی بن کے سدا پردہٴ عصمت میں رہی جیسے رہنا تھا اسی طرح حقیقت میں رہی (۱۹)

زندگی بیت گئی حق کی نگہبانی میں

روحِ اسلام ہے اس پیکرِ قرآنی میں

اُمّ کلثومؓ ہیں گلزارِ رسالت کی کلی ان کی سیرت میں بھی ہے ہر تو حسنِ ازلی
ان کو بھی پہنچا ہے ہر ورثہٴ زہراؓ و علیؓ (۲۰) تذکرہ ان کا بھی لازم ہے بعنوانِ جلی

ان کا کردار ہے آئینہٴ شانِ زینبؓ

نامکمل ہے بغیر ان کے بیانِ زینبؓ

ان کی سیرت سے مدون ہوا ایمان کا نظام ان کے ایثار سے اسلام میں ہے رنگِ دوام
ان کے خطبات ہی نے فتح کئے کو فدو شام (۲۱) اُمّ کلثومؓ پہ اور ثانیٰؓ زہراؓ پہ سلام

اُمّ کلثومؓ کی سیرت کو بھلانے والے

ہیں دلِ حضرت زہراؓ کے دکھانے والے

اے مری فکرِ رسائیں لے صدیوں کے طناب کھول تاریخِ گذشتہ کے وہ زریں ابواب
ہر ورقِ جن کا ہے خود اپنی جگہ ایک کتاب (۲۲) جس میں محفوظ ہیں اسلام کے سارے آداب

میں زمیں گیر سہی تا بہ فلک دیکھوں گا

سیرتِ زینبؓ صغریٰ کی جھلک دیکھوں گا

یہ وہ مظلومہ ہیں جن کو کبھی راحت نہ ملی ماں کا ورثہ تو ملا ماں کی رفاقت نہ ملی
ایک لمحہ کے لئے جن کو مسرت نہ ملی (۲۳) عمر بھرا شک بہانے سے فراغت نہ ملی

آنکھ جھپکی تو تصور میں جنازہ دیکھا

آنکھ کھولی تو کوئی صدمہ تازہ دیکھا



جب تولد ہوئیں یثرب میں یہ بنتِ زہراؑ یہ روایت ہے کہ وہ سالِ نہم ہجری تھا
 جانے کیا بات ہے پھر کچھ نہ مورخ نے لکھا (۳۳) ان کے میلاد کی تفصیل کو پردے میں رکھا

جیسے قرآن کی آیات اتر آئی تھیں

یہ بھی آغوشِ پیہر میں نظر آئی تھیں

یہ زمانہ تھا وہی جس میں نبیؐ تھے موجود مرتضیٰ شیر خدا حق کے ولی تھے موجود
 اُم کلثوم کے زینب کے انہی تھے موجود (۳۵) دین کے جتنے ہیں ارکان سبھی تھے موجود

دور و نزدیک کہیں مجمعِ اغیار نہ تھا

تھی مدینہ کی فضا، شام کا دربار نہ تھا

پھر وہ دور آیا کہ جس وقت پیہر نہ رہے جو مسلمانوں کے پہلے تھے وہ تیر نہ رہے
 دین کے جتنے تھے اسباق وہ ازبر نہ رہے (۳۶) کلمہ گوئی تو رہی حامی حیدر نہ رہے

جو پیہر نے دیا تھا وہ قرینہ چھوڑا

جس میں محفوظ تھی امت وہ سفینہ چھوڑا

ظلم کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا کرگسِ بولہبی مائل پرواز ہوا
 جو تھا ابلیس کو مقصود وہ انداز ہوا (۳۷) دین پر خاک پڑی کفر سرفراز ہوا

بات اُمت کی بڑی کم نظری تک پہنچی

حکمرانی کی ہوس فتنہ گری تک پہنچی

مرتضیٰ کو تھا پیہر کی وصیت کا خیال اپنی جانب سے اٹھایا نہ خلافت کا سوال
 دستِ حیدر میں نظر آئی نہ تلواریں ڈھال (۳۸) نیک آغاز تھا جن کا وہ رہے نیک مآل

ظلم کے سیل میں جب اہل ہوس بہنے لگے

اہلِ بیتِ نبویؐ گوشہ نشین رہنے لگے



ان کو دنیا کی حکومت سے کوئی کام نہ تھا لیکن اس گوشہ نشینی میں بھی آرام نہ تھا
 کون سا ظلم تھا ان پر جو سر عام نہ تھا ^(۲۹) ان کی جانب سے مگر کوئی بھی اقدام نہ تھا
 کس قدر ظلم کے طوفان سے گزریں زہرا
 مختصر یہ ہے کہ بس جان سے گذریں زہرا

مرگ زہرا سے ہوئے اور بھی حیدر مغموم ہو گیا شہر و شبیر پہ حسرت کا ہجوم
 تھیں تو کم عمر بہت زینب و ام کلثوم ^(۳۰) آنے والے جو مصائب تھے وہ سب تھے معلوم
 اُف نہ کی جب بھی زمانے نے کوئی وار کیا
 نسیم سنی میں بھی بڑے صبر کا اظہار کیا

جب یہ دن گردشِ دوراں نے دکھایا ان کو باپ نے چشمِ فلک سے بھی چھپایا ان کو
 مثلِ پیغمبرِ اسلام پڑھایا ان کو ^(۳۱) دین کی طرح سے پروان چڑھایا ان کو
 عقد بھی ان کا کیا اپنے جگر بند کے ساتھ
 حضرت جعفر طیار کے فرزند کے ساتھ

دن گذرتے رہے پھر وقت نے کروٹ بدلی ظاہری تختِ خلافت پہ نظر آئے علی
 سازشیں کرنے لگے جو تھے منافق ازلی ^(۳۲) جو تھی تقدیر کی تحریر وہ ٹالے نہ ٹلی
 اُم کلثوم نے اک صدمہ تازہ دیکھا
 گھر سے اٹھتا ہوا حیدر کا جنازہ دیکھا

پھر انہیں وقت کے اس موڑ پہ لائی تقدیر جب بڑے بھائی کی میت چلے لے کر شبیر
 مانعِ دفن ہوئے روضہ احمد پہ شریر ^(۳۳) پھر خبر آئی کہ میت پہ برسنے لگے تیر
 وہ تو شبیر کی وصیت نے بہت کام کیا
 آلِ ہاشم نے کوئی سخت نہ اقدام کیا



سر جھکائے ہوئے میدانِ جری باندھ کے صف لے کے میت کو چلے تربتِ زہرا کی طرف
قبرِ پاکیزہ نمودار ہوئی مثلِ صدف (۳۳) رکھ دیا اس میں وہ موتی کہ جو تھا فخرِ خلف

قبر پر بیٹھے رہے سر کو جھکائے شبیر

اُم کلثومؑ نے بلوایا تو آئے شبیر

اُم کلثومؑ سے شبیرؑ کو الفت تھی کمال اُن کی خاطر کار کھا کرتے تھے ہر وقت خیال
دیکھ کر زینبِ صغریٰ کی طبیعت پہ ملال (۳۵) چھین شبیرؑ کو آجائے یہ تھا امرِ محال

اُن کی مرضی سے ہر اک کام کیا کرتے تھے

جو وہ کہتی تھیں وہی مان لیا کرتے تھے

جب مدینہ میں چلی عہدِ یزیدی کی سموم ہو گیا آلِ محمدؐ پر مصائب کا ہجوم
ایک دن بھائی سے کہنے لگیں اُم کلثومؑ اب جو پیش آنا ہے وہ آپ کو خود ہے معلوم (۳۶)

منتظر جس کے تھے وہ لمحہ سخت آپہنچا

جس کی بابا نے خبر دی تھی وہ وقت آپہنچا

شہؑ نے فرمایا کہ ہاں اس میں نہیں کوئی کلام اب شیاطین کے زرخے میں ہے دینِ اسلام
ہر مسلمان پہ واجب ہے دفاعی اقدام (۳۷) ورنہ مٹ جائے گا پیغمبرِ اسلام کا نام

ہم کو ہر کام بفرمانِ خدا کرنا ہے

جس کا جو فرض ہے وہ اُس کو ادا کرنا ہے

اب ہمیں اپنا وطن چھوڑ کے جانا ہوگا اب نہ شرب میں نہ مکہ میں ٹھکانا ہوگا
دین کے واسطے گھر بار لٹانا ہوگا (۳۸) شہر کو چھوڑ کے صحرا کو بسانا ہوگا

تم بھی اس بار مصائب کو اٹھاؤ گی بہن

جانبِ کرب و بلا تم بھی تو جاؤ گی بہن



ہے مسلسل یہ غم و رنج و الم کا قصہ فرق حیدر پہ کبھی ضربِ ستم کا قصہ
قلبِ شہر پہ کبھی نشترِ ستم کا قصہ (۳۹) سب کا مجموعہ ہے شبیر کے غم کا قصہ

زخم پہ زخم دل زار پہ لگتے ہی رہے
آنکھ سے خون کے قطرات ٹپکتے ہی رہے

ایک دو دن کی نہیں، نصف صدی کی روداد ہر برس ایک نیا ظلم، نرالی بیداد
صبر کی راہ میں وہ زینبِ صغریٰ کا جہاد (۴۰) ہر قدم عالمِ اسلام کی خشتِ بنیاد
اُن کے جس نقشِ کفِ پا پہ نظر جاتی ہے
سجدہ کرنے وہیں تاریخ ٹھہر جاتی ہے

محشرِ کرب و بلا میں وہ ثباتِ ایمان ساحلِ آبِ رواں پہ تھے جہاں تشنہ دہاں
اک طرف تیغ و تبر، تیر و سناں، گرزِ گراں (۴۱) اک طرف مہر و وفا، صدق و صفا سوز نہاں
اک طرف سلطنت و تاج کے دیوانے تھے
اک طرف عدل و مساوات کے پیانے تھے

اک طرف حدِ نظر تک وہ مسلح لشکر اک طرف سو سے بھی کم صبر و رضا کے پیکر
اک طرف ہند جگر خوارہ کے ورثے کا اثر (۴۲) اک طرف سیدہ طاہرہ کے نورِ نظر
اک طرف دین کے احکام مٹانے والے
اک طرف حرمتِ اسلام بچانے والے

کربلا کے وہ مناظر وہ قیامت کا سماں آئی تھی باغِ رسالت میں جہاں فصلِ خزاں
آخری بار جہاں گونجی تھی اکبر کی ازاں (۴۳) ساتھ شبیر کے تھیں زینبِ کبریٰ بھی جہاں
امتحانِ زینبِ صغریٰ نے دیا تھا کہ نہیں
دین نے ان کا سہارا بھی لیا تھا کہ نہیں



کر بلا تک جنہیں لائے تھے امام ابن امام ان کو سوئے تھے بفرمان خدا ان کے کام
کچھ تھے وہ لوگ شہیدوں میں ہوئے جن کے نام (۴۳) دے گیا جن کا لہودین کو اک رنگ دوام
اور کچھ وہ تھے جو اسلام بچانے کے لئے
وقف تھے قید کے صدمات اٹھانے کے لئے

مرحلہ وار تھا یہ معرکہ کرب و بلا بھوک اور پیاس کے صدمے میں تھا حصہ سب کا
طفل ہوا کہ مومن اس سے کوئی بچ نہ سکا (۴۵) پھر وہ منزل تھی جسے کہتے ہیں میدان و غا
اس میں جاتے تھے فقط جان سے جانے والے
اور جاتے تھے کس ارمان سے جانے والے
اسلحہ جسم پہ اپنے وہ سجانا اُن کا برق بن کر صف دشمن میں وہ جانا اُن کا
وقت ملنے پہ وہ تلوار چلانا اُن کا (۴۶) تھا فقط جرأت پرکار دکھانا اُن کا
ایک حملے میں وہ لشکر تہ و بالا کر کے
لوٹ آتے تھے، اندھیرے میں اُجالا کر کے

جب بھی شبیر سے وہ اذن و غالیات تھے شوق جنت میں وہ مرنے کی رضالیت تھے
تیر آتے تھے تو سینے سے لگا لیتے تھے (۴۷) بیغیس اٹھتی تھیں تو سر خود ہی جھکا لیتے تھے
زندگی سے تو کسی فرد کو اُلفت ہی نہ تھی
پھر بھی کچھ تھے جنہیں مرنے کی اجازت ہی نہ تھی

ہائے وہ سید سجاد امام مظلوم ہائے وہ اہل حرم زہنب و ام کلثوم (۴۸)
کر بلا میں بھی مصائب کا رہا ان پہ ہجوم صبر کی شان دکھاتے رہے یہ سب معصوم
امتحان ان کا شہادت سے بھی مشکل نکلا
ہر قدم ان کا مگر حاصل منزل نکلا



ہر قدم پر بخدا ضبط کیا ، صبر کیا آئی بچوں کو قضا ضبط کیا ، صبر کیا
سر شہ دیں کا کٹا ضبط کیا صبر کیا (۴۹) چھن گئی سر سے ردا ضبط کیا ، صبر کیا

سر جھکائے ہوئے ہر جور و جفا سے گزریں

اُمّ کلثومؓ بھی اس راہِ خدا سے گزریں

کبھی زینبؓ پہ نظر تھی ، کبھی عابدؓ پہ نظر بھاجوں کے لئے ڈھارس کبھی بچوں کی سپر
ہر قدم پر رہیں گھر بھر کا سہارا بن کر (۵۰) اُمّ کلثومؓ تھیں تسلیم و رضا کا پیکر

ان کو مجبور نہ کہنا کہ وہ مختار بھی تھیں

وارث حوصلہ حیدر کرار بھی تھیں

یہ تو اتمام تھا حجت کا قیدی بن کر حضرت زینبؓ و کلثومؓ تھیں مصروف سفر
اُن کے اونٹوں پہ کجاوے تھے نہ سر پر چادر (۵۱) دل تڑپ جاتا تھا جاتی تھی جو عابدؓ پہ نظر

ایک بیمار پہ سو طرح کی تعزیریں تھیں

طوق گردن میں تھا اور پاؤں میں زنجیریں تھیں

ہائے وہ کوفہ کا بازار وہ تشہیرِ حرم مجمعِ عام میں ہر گام پہ گھٹتا ہوا دم
اور دربارِ یزیدی میں ستم پر وہ ستم (۵۲) سامنے طشتِ طلا میں وہ سرِ شاہِ اُمّ

یہ مہم بنتِ ید اللہ کو سر کرنا تھی

ظلمتِ شام میں تعریفِ سحر کرنا تھی

جب بھی وہ چاہتیں اک حشر اٹھا سکتی تھیں کاخ کو بنتِ علیؑ خاک بنا سکتی تھیں
پوری دنیا کے یزیدوں کو مٹا سکتی تھیں (۵۳) نوح کی طرح سے طوفان اٹھا سکتی تھیں

بنتِ زہرا تھیں نبوت کی ادا تھی ان میں

قوتِ صبر و رضا حد سے ہوا تھی ان میں



صبر کا بند یہ ٹوٹا تھا مدینے جا کر دُور سے آئے تھے یثرب کے جو آثارِ نظر
 دیکھتے ہی انہیں زہنِ جوگر میں غش کھا کر (۵۴) اُمّ کلثومؓ نے خواہر کو سنبھالا بڑھ کر
 غم کا سیلاب جو آنکھوں سے اُبل کر نکلا
 دردِ دلِ نوحہ کے الفاظ میں ڈھل کر نکلا

ہائے نانا کے مدینے نہ کراہ ہم کو قبول ہم لٹا بیٹھے ہیں سرمایہٴ زہر اور رسول
 جب گئے تھے تو شریفوں میں ہمارا تھا شمول (۵۵) اب جو آئے ہیں تو چہروں پہ غریبی کی ہے دھول
 ہائے کس منہ سے ترے سامنے آئیں ہم لوگ
 حالِ دل اپنا تجھے کیسے سنائیں ہم لوگ
 اُمّ کلثومؓ کا یہ نوحہ ، یہ کیفیتِ غم تیرہ سوتیں برس قبل کی رودادِ اَلَم
 آج بھی تازہ ہے اور تازہ رہے گی ہر دم (۵۶) اُمّ کلثومؓ مسلسل ہیں شریکِ ماتم
 اُن کی تقلید میں خاک کی یہ عزاداری ہے
 اُمّ کلثومؓ کا فیضانِ نظر جاری ہے
 (جدید مرثیے ڈاکٹر مسعود رضا خاکی)



...﴿۱۵۶﴾...

ثمر ہلوری:

مرثیہ

فریادِ اُمّ کلثوم صلوٰۃ اللہ علیہا

چٹا مدینے کی جانب بشیر ساتھ میں تھا
 قریب شہر جو پہنچا تو قافلہ ٹھہرا
 لٹا کے آئے ہیں زہرا کے ہم گھرانے کو
 نہ کر قبول مدینہ ہمارے آنے کو
 اے میرے جد کے مدینے تجھے خبر بھی نہیں
 جہاں میں جان و دل سید البشر بھی نہیں
 لٹا کے آئے ہیں زہرا کے ہم گھرانے کو
 نہ کر قبول مدینہ ہمارے آنے کو
 گئے تھے جب تو تھی باغِ نبی میں ہریالی
 خدا گواہ کہ تھی پُر ثمر ہر اک ڈالی
 پلٹ کے آئے تو ہیں سب کی گودیاں خالی
 غضب ہے رہ نہ سکا سایہ شہِ عالی
 لٹا کے آئے ہیں زہرا کے ہم گھرانے کو
 نہ کر قبول مدینہ ہمارے آنے کو



علی کا شیر پیہر کے لال کا ہمد تھا جس کے دست مطہر میں شاہِ دیں کا علم
اسی کی ذات تھی جو مطمئن تھے اہلِ حرم اٹھایا ایسے وفادار کا حسین نے غم

لٹا کے آئے ہیں زہرا کے ہم گھرانے کو

نہ کر قبول مدینہ ہمارے آنے کو

جوانی علی اکبر کے غم میں لیلا نے خود اپنا حال کیا، کیا سے کیا خدا جانے
کئے ہیں ظلم کچھ ایسے سپاہِ اعدا نے پسر کے داغ سے رنگیں ہیں دل کے ویرانے

لٹا کے آئے ہیں زہرا کے ہم گھرانے کو

نہ کر قبول مدینہ ہمارے آنے کو

حسن کی ایک نشانی وہ قاسمِ ذیشان جسے تسلی خاطر کو دیکھتی تھی ماں
پڑے تھاس کے یوں اعضائے تن سر میاں کہ جیسے خاک پہ بکھرے ہوں پارہٴ قرآن

لٹا کے آئے ہیں زہرا کے ہم گھرانے کو

نہ کر قبول مدینہ ہمارے آنے کو

ستم کا تیر پڑا جب گلوئے اصغر پر تو فرطِ رنج و مصیبت سے رو دیئے سرور
بوقتِ عصر نہ باقی رہا کوئی یاور شہید ہو گیا تب رن میں مرتضیٰ کا پسر

لٹا کے آئے ہیں زہرا کے ہم گھرانے کو

نہ کر قبول مدینہ ہمارے آنے کو

پدر کے سایہ میں بے کس نہ رہ سکی ہے سیکہ نہ قید کی زحمت نہ سہہ سکی ہے ہے
لبو کی دھار جگر سے نہ بہہ سکی ہے ہے زباں سے حالِ غم دل نہ کہہ سکی ہے ہے

لٹا کے آئے ہیں زہرا کے ہم گھرانے کو

نہ کر قبول مدینہ ہمارے آنے کو



جلے خیام لٹیں بی بیاں پسِ شبیرؔ ہوئی اسیرِ غم و رنجِ زینبِ دلگیرؔ
ثمرِ یہ وقتِ مصیبتِ یہ گردشِ تقدیرؔ کہ آج ثانیِ زہراؑ نے کی ہے یوں تقریرؔ

لٹا کے آئے ہیں زہراؑ کے ہم گھرانے کو

نہ کر قبولِ مدینہ ہمارے آنے کو



www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

﴿۱۵۷﴾... عقدِ اُمّ کلثوم بنتِ ابی بکر

(مولانا محمد عباس پرنسپل مدرسہ باقر العلوم ضلع گجرات)

﴿﴾ کیفیت واقعہ یعنی حقیقت نکاح:

کتب سیر و تاریخ و احادیثِ اہلسنت کا مطالعہ کرنے سے یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت اُمّ کلثوم بنتِ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا نہ تو حضرت عمر سے عقد ہوا اور نہ ہی تذکرہ آیا اور نہ ہی حضرت عمر کو اب خاندانِ تطہیر سے رشتہ کی خواستگاری کی خواہش ہو سکتی تھی اس لئے کہ ایک مذہبِ انسان ہونے کی حیثیت سے رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار انہیں یقیناً یاد تھا۔ اور انہیں یقیناً کامل تھا کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ کا کفو نہیں سمجھا (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۵۵۷ طبع بمبئی) تو قطعاً ناممکن ہے کہ خلافِ سنتِ رسولؐ حضرت علی علیہ السلام انہی مخدّرہ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی اُمّ کلثوم کا مجھے کفو سمجھیں گے۔

در اصل حقیقت صرف یہ کچھ ہے کہ: (۱) حضرت عمر نے حضرت ابو بکر کے انتقال کے بعد پیدا ہونے والی اُمّ کلثوم بنتِ حضرت ابو بکر سے اپنے ایامِ خلافت میں نکاح کرنا چاہا۔ حضرت عائشہ کو نکاح کا پیغام دیا۔ اُمّ کلثوم نے حضرت عمر کی سخت مزاحمت کی وجہ سے صاف انکار کر دیا۔ حضرت عائشہ نے عمرو بن عاص یا مغیرہ بن شعبہ کے ذریعہ حق تلفی حضرت ابو بکر کا خیال دلا کر حضرت عمر کو اس نکاح سے باز رکھا۔ بعد



میں یہ عقد ہو گیا۔ (کامل ابن اثیر... ج ۳ صفحہ ۲۳، تاریخ طبری ج ۳، صفحہ ۲۷۰، اسماء رجال
المشکوٰۃ صفحہ ۱۱۵، العقد الفرید... ج ۴، صفحہ ۱۵۱)

(۲) تمام روایات اہلسنت کے مطابق ۷۱ھ میں جس اُمّ کلثوم کا حضرت عمر سے
عقد ہوا وہ صغیرہ، صبیہ اور چار پانچ سال کی بچی تھی، صواعق محرقہ صفحہ ۱۵۵ پر منذر، ابن
عباس، ابن زبیر اور ابن عمر ایسے صحابہ سے اس اُمّ کلثوم کا کمن ہونا مروی ہے۔ اور
تاریخ شاہد ہے کہ ۷۱ھ میں حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی کوئی دختر نابالغہ کمن نہ
تھی بلکہ جناب سیدہ اُمّ کلثوم سلام اللہ علیہا کی عمر اس وقت بارہ سال کی تھی۔ تو واضح ہوا
کہ وہ کمن بچی جس کا عقد ۷۱ھ میں حضرت عمر سے بمطابق روایات اہلسنت سے
ہو رہا ہے وہ حضرت اُمّ کلثوم بنت حضرت علی علیہ السلام ہرگز ہرگز نہیں تھیں بلکہ وہ اُمّ
کلثوم بنت حضرت ابوبکر ہی تھیں۔

پس یہی عقد راویوں نے عمداً یا بالاشتباہ حضرت اُمّ کلثوم بنت علی علیہ السلام کی
طرف منسوب کر دیا۔ جو عقلاً و نقلاً باطل ہے۔

حضرت عمر کی سب بیویوں کا نام ”اُمّ کلثوم“

اس افسانہ عقد کو اس امر نے بھی تقویت پہنچائی کہ:

(۱) حضرت عمر کی زمانہ جاہلیت سے ایک زوجہ تھی جس کا نام ”اُمّ کلثوم بنت
جرذل خزاعیہ“ تھا جس سے ”زید بن عمر“ پیدا ہوا اور دونوں ماں بیٹے نے دور معاویہ
میں بیک وقت وفات پائی۔ (کامل ابن اثیر... ج ۳، صفحہ ۲۲)

(۲) صلح حدیبیہ کے بعد حضرت عمر نے اُمّ کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط سے عقد
کیا۔ (تفسیر کبیر... ج ۸، صفحہ ۱۹۱، شرح صحیح بخاری قسطلانی... ج ۲ صفحہ ۳۴۹ طبع لکھنؤ)
تو حضرت عمر کی دو بیویوں کا نام ”اُمّ کلثوم ثابت ہوا۔



پس یہی دو امر اس افسانہ کے لئے باعثِ تقویت ہوئے۔ ایک ”اُمّ کلثوم“ کا انکار اور دو ”اُمّ کلثوم“ کا عقد میں ہونا۔ اسی سے راویوں کو اشتباہ ہوایا عہدِ انہوں نے اختراع کر لیا کہ: ”اُمّ کلثوم“ بنتِ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا سے حضرت عمرؓ نے عقد کی خواہش کی، حضرت علیؓ نے انکار کیا، اُدھر سے اصرار ہوا۔ آخر نکاح ہو گیا اور ان سے ”زید“ پیدا ہوا، ماں بیٹے نے بیک وقت دو معاویہ میں وفات پائی اور حضرت امام حسن علیہ السلام نے نمازِ جنازہ پڑھی۔ حالانکہ حضرت اُمّ کلثومؓ بنتِ علیؓ علیہ السلام ۶۱ھ میں واقعہ کربلا میں موجود تھیں۔

ان تین اُمّ کلثوم نامی عورتوں کی مختلف روایتوں کو ”مشترب نام“ کی وجہ سے حضرت اُمّ کلثوم بنتِ حضرت علیؓ علیہ السلام کی طرف عہدِ منسوب کر دیا گیا بوجہ اشتباہ اور اہل سنت حضرات نے عواقب سے قطع نظر، نتائج سے بے خبر ڈھنڈورا پیٹنا شروع کر دیا کہ (نعوذ باللہ) حضرت عمرؓ و اماد حضرت علیؓ علیہ السلام ہیں۔

مندرجہ بالا حقائق کے دلائل:

مندرجہ بالا حقائق کی حقانیت ثابت کرنے کے لئے دلائل پر و قلم کئے جاتے ہیں۔ تاکہ حقیقتِ حال واضح ہو جائے۔

حقیقتِ اولیٰ:

اُمّ کلثوم بنتِ حضرت ابو بکرؓ کا وجود:

الاصابہ.... ج ۴، صفحہ ۴۹۳، تاریخ الخلفاء صفحہ ۸۰، اسماء رجال المشکوٰۃ صفحہ ۴ پر ثابت ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کی مندرجہ ذیل بیٹیاں تھیں۔

۱۔ ”حضرت عائشہ“ خواہر عبدالرحمن بن حضرت ابو بکرؓ جو زوجہ رسول خدا تھیں۔



۲۔ اسماءؓ خواہر عبداللہ بن حضرت ابوبکر جو سب سے بڑی تھیں۔

۳۔ ”اُمّ کلثومؓ“ خواہر محمد بن حضرت ابوبکر جو سب سے چھوٹی تھیں۔

اعلام النساء... ج ۴، صفحہ ۲۵۰، الکامل... ج ۳، صفحہ ۲۳ پر بھی اُمّ کلثوم بنت حضرت

ابوبکر کا وجود ثابت ہے۔

حقیقت ثانیہ:

حضرت عمر کا اُمّ کلثوم بنت حضرت ابوبکر سے ارادہ عقد:

(۱) الکامل... ج ۳... ص ۲۳، تاریخ طبری... ج ۳... ص ۲۷۰، اسماء رجال المشکوٰۃ... ص ۱۱۵، کنز العمال... ج ۷... ص ۹۸، البدایہ والنہایہ... ج ۷... ص ۱۳۹، العقد الفرید... ج ۴... ص ۱۵۱..... پر یہ روایت موجود ہے کہ حضرت عمر نے اُمّ کلثوم دختر حضرت ابوبکر سے عقد کرنے کا قصد کیا اور حضرت عائشہ کو پیغام دیا۔..... اُمّ کلثوم نے حضرت عمر کی سخت مزاحی کی وجہ سے انکار کر دیا۔ حضرت عائشہ نے عمرو بن عاص یا مغیرہ بن شعبہ کو حقیقت حال سے آگاہ کیا۔ اس نے حضرت عمر کو حق تلفی حضرت ابوبکر کا خیال دلا کر اس ارادہ سے روکا۔

(۲) اسماء رجال المشکوٰۃ عبدالحق دہلوی ۱۱۵ پر ہے کہ: ”حضرت ابوبکر نے حضرت عائشہ سے وصیت کی کہ مجھے القا ہوا ہے کہ میرے ہاں لڑکی پیدا ہوگی۔ اس کے بارے میں میں تجھ کو نیکی کی وصیت کرتا ہوں۔ لڑکی پیدا ہوئی، نام اُمّ کلثوم رکھا گیا۔ حضرت عمر نے اس کی خواستگاری کی۔ اُمّ کلثوم نے صاف انکار کر دیا، بعد میں حضرت ابوبکر کی بیٹی اُمّ کلثوم سے حضرت عمر کا عقد ہو گیا تھا۔

(۳) کتاب عمر فاروق اعظم اردو محمد حسین بیگل خفی مصری ایڈیٹر اخبار ”الاہرام“

میں ہے کہ



”جب حضرت عمر کی جوانی اپنی تمام رنگینیوں کے ساتھ رخصت ہو گئی تو ان کے دل میں نکاح کی خواہش نے انگڑائی لی۔ کثرتِ اولاد کے لئے تعددِ ازواج کا شوق ان کے اسلاف کی وراثت تھا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی زندگی میں نو عورتوں سے شادی کی جن سے بارہ بچے پیدا ہوئے۔ حضرت عمر کی عمر وفا کرتی تو شاید وہ اور نکاح کرتے چنانچہ جب وہ امیر المومنین تھے تو حضرت ابوبکر کی صغیر سن صاحبزادی اُمّ کلثوم کو ان کی بڑی بہن اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کی معرفت پیام دیا لیکن اُمّ کلثوم نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ وہ تنگی ترشی سے گزارہ کرتے ہیں اور عورتوں کے لئے سخت ہیں۔“

مندرجہ بالا روایات سے بطریق احسن ثابت ہو گیا کہ: حضرت عمر نے اُمّ کلثوم دختر حضرت ابوبکر سے عقد کا ارادہ کیا اور اس نے صاف انکار کر دیا۔ بعد میں عقد طے پا گیا اور اُمّ کلثوم بنت ابوبکر سے حضرت عمر کی شادی ہو گئی۔

حقیقت ثالثہ و رابعہ:

﴿﴾ حضرت عمر کی سابقہ زوجہ کا نام ”اُمّ کلثوم“ اور زید بن عمر، اُمّ کلثوم خزاعیہ کے بطن سے ہے:

(۱) الاصابہ..... ج ۴... ۴۹۳ پر ہے کہ:

اُمّ کلثوم بنت عمرو بن جردل الخزاعیہ کانت زوجہ عمر بن الخطاب وهي والدۃ عبید اللہ بن عمر بالتصغیر... وقع ذکرہا فی البخاری غیر مسمیۃ وان عمر طلقها لما نزلت: ”ولا تمسکوا بعصم الکوافر“

اُمّ کلثوم بنت عمرو بن جردل الخزاعیہ حضرت عمر بن خطاب کی بیوی تھی اور یہ



عبید اللہ بن عمر کی ماں تھی۔ اس اُمّ کلثوم خزاہیہ کا ذکر ”بخاری“ میں بغیر نام کے آیا ہے اور

”لَا تَمْسُكُوا بِعَصَمِ الْكُوفَرِ“

آیت کے نزول پر حضرت عمرؓ نے طلاق دے دی۔

(۲) تاریخ الکامل..... ج ۳..... ص ۳۲ پر ہے کہ:

كَانَتْ أُمُّهُ وَأُمُّ زَيْدِ الْأَصْغَرِ أُمُّ كَلْثُومَ بِنْتِ جَرْدَلِ الْخَزَاعِيَةِ وَكَانَ

الاسلام فَرَّقَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ عُمَرَ-

عبید اللہ اور زید اصغرؓ کی ماں اُمّ کلثوم بنت جردل الخزاہیہ تھی اور اسلام نے اس کے اور حضرت عمرؓ کے درمیان جدائی ڈال دی۔

مندرجہ بالا روایات سے دونوں حقیقتیں ثابت ہو گئیں۔ (۱) ایک اُمّ کلثوم زوجہ حضرت عمرؓ کا وجود (۲) زید اصغرؓ بن حضرت عمرؓ کا شکم اُمّ کلثوم بنت عمرو بن جردل خزاہیہ سے ہونا۔

اعتراض: اس جگہ ایک اعتراض ہو سکتا ہے کہ:

یہ ”اُمّ کلثوم خزاہیہ“ زوجہ حضرت عمرؓ تو بسبب اسلام اُن سے علیحدہ ہو چکی تھی تو وہ اس وقت کہاں تھی کہ اس کے نام سے راویوں کو اشتباہ ہو جائے؟

جواب: مندرجہ ذیل دلائل سے از روئے درایت اُمّ کلثوم بنت عمرو بن جردل خزاہیہ کا عہد اسلام میں حضرت عمرؓ کے پاس ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) اس اُمّ کلثوم کے بیٹے کو ”زید اصغر“ کہتے ہیں اور ”حضرت اُمّ کلثوم“ کے فرضی بیٹے کو ”زید اکبر“ کہتے ہیں اور یہ واضح ہے کہ ”زید اصغر“ کو چھوٹا ہونا چاہئے اور ”زید اکبر“ کو بڑا ہونا چاہئے اور چونکہ ”زید اکبر فرضی“ کی والدہ بنا بر روایات عامہ حضرت عمرؓ کی وفات تک رہی تو ماننا پڑے گا کہ ”زید اصغر“ کی والدہ بھی اس وقت موجود



ہو۔ اور ”زید اکبر فرضی“ کی والدہ کا افسانوی عقد حضرت عمر سے ۱۷ھ میں ہوا تو اس طرح بھی یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ۱۷ھ تک ”زید اصغر“ کی والدہ حضرت عمر کے پاس رہی۔

(۲) صاحب تاریخ کامل اور اصحابہ نے تو عبید اللہ بن عمر کو بھی اُمّ کلثوم خزامیہ کے بطن سے قرار دیا ہے۔ اب اگر اسلام نے اُمّ کلثوم خزامیہ مذکورہ اور حضرت عمر میں جدائی ڈالی ہو تو لازمی ہے کہ زید اصغر اور عبید اللہ دونوں قبل از اسلام پیدا ہو چکے ہوں اور اگر وہ اس سے قبل موجود ہوں تو:

(۱) ”زید اکبر فرضی“ کی والدہ کا وجود بھی اس وقت یا اس سے قبل حضرت عمر کے پاس ماننا پڑے گا جبکہ روایات اہلسنت کے مطابق ”زید اکبر فرضی“ کی والدہ وہ ہے جس سے حضرت عمر نے ۱۷ھ میں عقد کیا۔

(ب) ان دونوں کا اصحاب رسولؐ میں شمار ہونا چاہئے لیکن ان کو کسی نے اصحاب میں سے شمار نہیں کیا بلکہ ان دونوں کو تابعین میں شمار کرتے ہیں جیسا کہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے صرف عبد اللہ بن عمر کو صحابہ میں شمار کیا ہے۔

(۳) ”لا تمسکو ابعضکم الکوافر“ کے تحت کسی مفسر اہلسنت خصوصاً فخر الدین رازی نے کہیں نہیں لکھا کہ اس آیت مجیدہ کے نزول کے وقت حضرت عمر نے اپنی زوجہ سابقہ اُمّ کلثوم خزامیہ کو طلاق دی ہو۔ بلکہ اس کے برعکس ”تفسیر کبیر... ج ۸ صفحہ ۱۹۱ پر نقل ہے کہ صلح حدیبیہ میں حضرت عمر نے اُمّ کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط سے نکاح کیا جو کہ اپنے شوہر عمرو بن عاص سے بھاگ کر خدمت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئی تھی۔ تو ثابت ہوا کہ حضرت عمر نے کسی ”اُمّ کلثوم کو طلاق نہیں دی۔ بلکہ حدیبیہ میں ایک اور ”اُمّ کلثوم“ عقد میں آئی۔

نیز تاریخ نمیں... ج ۲ صفحہ ۲۵۱ طبع مصر میں ہے کہ: ”حضرت عمر کی تیسری زوجہ کا



نام بھی، ”اُمّ کلثوم جلیلہ بنت عاصم بن ثابت“ تھا جو عاصم بن حضرت عمر کی ماں تھی۔

تو لیجئے قارئین کرام: یک نہ شد سہ شد

حضرت عمر کی تین بیویوں کا نام ”اُمّ کلثوم“ ثابت ہو گیا۔

(۱) اُمّ کلثوم بنت عمرو بن جردل خزاعیہ... والدہ زید اصغر اور عبید اللہ۔

(۲) اُمّ کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط..... حدیبیہ والی

(۳) اُمّ کلثوم جلیلہ بنت عاصم بن ثابت... والدہ عاصم بن عمر

تو اب یہ حقیقت بھی واضح ہو گئی کہ حضرت عمر کی ایک نہیں تین بیویوں کا نام ”اُمّ کلثوم“ تھا۔

حقیقت خامہ:

اُمّ کلثوم خزاعیہ اور زید کا بیک وقت

عہد معاویہ میں انتقال:

اُمّ کلثوم زوجہ حضرت عمر اور اس کے بیٹے ”زید“ کا عہد معاویہ میں بیک وقت انتقال مندرجہ ذیل کتب سے ثابت ہے:

اُمّ کلثوم... ج ۷... ۳۸۷... الاستیعاب صفحہ ۴۶۹

الطبقات الکبریٰ... ج ۸... ص ۶۴۳ ذخائر العقبیٰ صفحہ ۱۷۰

تاریخ خمیس... ج ۲... صفحہ ۲۸۵... اور اس کا ثبوت اس سے بھی عیاں ہے کہ:

(۱) عامہ و خاصہ کے مؤرخین کا متفقہ فیصلہ ہے کہ: حضرت اُمّ کلثوم بنت حضرت

علیٰ واقعہ کربلا میں موجود تھیں۔ تو عہد معاویہ میں انتقال کیسے ہوا؟ اگر اس وقت انتقال

ہوا تو واقعہ کربلا میں شریک کیسے ہوئیں؟ تسلیم کرنا پڑے گا کہ عہد معاویہ میں انتقال



کرنے والی ”اُمّ کلثوم“ کوئی اور تھی.... بنتِ حضرت علی علیہ السلام ہرگز نہ تھیں۔

(۲) الاصابہ.... ج ۴... ص ۴۹۲ پر ہے کہ: ”حضرت اُمّ کلثوم بنت جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کا عقد عون بن جعفر سے ہوا“۔ اور یہ بھی مسلم ہے کہ حضرت اُمّ کلثوم سلام اللہ علیہا کی بڑی بہن حضرت زینب سلام اللہ علیہا حضرت عبداللہ بن جعفر کے عقد میں تھیں اور حضرت زینب کا واقعہ کربلا میں شریک ہونا متفق علیہ حقیقت ہے۔

تو ماننا پڑے گا کہ اگر روایات اہلسنت کے مطابق تو یوں بھی ثابت ہو گیا کہ حضرت اُمّ کلثوم بنت علی علیہ السلام واقعہ کربلا میں موجود تھیں اور اس کے بعد بھی زندہ رہیں۔ مندرجہ بالا دلائل کے پیش نظر یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ: وہ ”اُمّ کلثوم“ جو عہد معاویہ میں اپنے بیٹے زید کے ساتھ فوت ہوئی وہ کوئی اور تھیں۔ اور وہ یقیناً ”اُمّ کلثوم خزاعیہ“ ہی ہوگی کیونکہ زید بن عمر اسی کا بیٹا تھا جب زید نے عہد معاویہ میں انتقال کیا تو اس کے ساتھ مرنے والی اس کی ماں ”اُمّ کلثوم خزاعیہ“ ہی ہوگی۔

صرف مشترک نام ہونے کی وجہ سے راویوں نے دو تین مختلف ”اُمّ کلثوم“ نامی عورتوں کے واقعات حضرت ”اُمّ کلثوم“ بنت علی علیہ السلام کی طرف منسوب کر دیے۔

۲۔ اسبابِ اشتباہ:

یہ امر روزمرہ کے مشاہدہ اور ہر روز کے تجربے سے ہر شخص پر واضح ہے کہ جو واقعات ہماری نگاہوں کے سامنے ظاہر ہوتے ہیں اور کئی لوگ انہیں دیکھنے والے ہوتے ہیں تو چشمِ دید واقعات میں دوسرے وقت کیا کیا اختلاف واقع ہو جاتے ہیں۔ پھر جب ان مشاہدات کی ”نقل“ ہونے لگتی ہے تو خود دیکھنے والے اس ایک واقعہ کو کئی طرح سے بیان کرتے ہیں اور پھر جب اس واقعہ کی نقل منتشر ہوتی ہے اور وہ خبر دُور دُور تک پہنچتی ہے تو اس کے اتنے رنگ بدل جاتے ہیں کہ اصلی واقعہ تو غائب ہو ہی



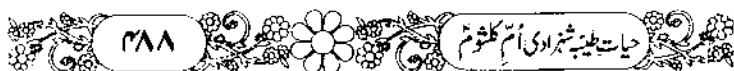
جاتا ہے اور سینکڑوں ہزاروں اضافے اس پر ہو جاتے ہیں۔

پس جب آنکھوں دیکھی باتوں میں تزکا پہاڑ بن جاتا ہے تو جن واقعات کا لکھنا پڑھنا تقریباً دو سو برس کے بعد ہوا اور اُن ہی سنی سنائی باتوں کو لوگوں نے لکھا اور سنا بھی ان کی زبانی جو ایک طرف کے نمک خوار اور حامی اور دوسری طرف کے پکے دشمن، اور جس طرف کے حامی اور وہ سب امراء و سلاطین اور دوسری طرف آلِ رسول علیہم السلام کے جانی دشمن، اور وہ امراء و سلاطین اپنے بزرگوں کی مدح و ثنا اور تنقیصِ اہلبیت رسول علیہم السلام سے متعلق احادیث اختراع کر کے پیش کرنے والوں کے لئے خزانے بھی لٹاتے ہوں تو ان حالات میں روایات کا موضوع ہو جانا اور غلط خبروں کا مشہور ہو جانا یقینی امر ہے جیسا کہ مقدمہ ثانیہ اور ثالثہ میں اس موضوع پر مسلسل بحث کی جا چکی ہے۔ اسی طرح زپر بحث افسانہ عقد میں بھی مندرجہ ذیل وجوہ کی بنا پر ”اشتبہ“ یقینی طور پر ممکن ہے۔

❦ (۱) مشترک نام:

مندرجہ ذیل پانچ عورتوں کا ”مشترک نام“ اشتباہ کا قوی سبب ہے۔

- ۱۔ اُمّ کلثوم بنت عمرو بن جردل خزاعیہ..... حضرت عمر کی سابقہ زوجہ
 - ۲۔ اُمّ کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط..... صلح حدیبیہ کے بعد عقد میں آنے والی
 - ۳۔ اُمّ کلثوم جلیلہ بنت عاصم بن ثابت..... عاصم بن عمر کی والدہ
 - ۴۔ اُمّ کلثوم بنت حضرت ابوبکر..... ان سے حضرت عمر نے عقد کیا تھا۔
 - ۵۔ حضرت اُمّ کلثوم بنت حضرت علی علیہ السلام۔ (زوجہ حضرت عون بن جعفر)
- پہلی چار ”اُمّ کلثوم“ نامی عورتوں کے واقعات پانچویں حضرت اُمّ کلثوم بنت علی علیہ السلام کی طرف منسوب ہو جانا نہایت درجہ آسان ہے۔



جب ”بخاری“ جیسا عالم اور فن حدیث کا امام اشتباہ میں مبتلا ہو کر مکہ کے قصہ کو مدینہ کے قصہ میں ملا کر اپنی ”صحیح“ میں نقل کر بیٹھا اور امتیاز نہ کر سکا تو مندرجہ بالا عورتوں کے بارے میں اشتباہ ہونا کیونکر تعجب خیز ہو سکتا ہے؟

﴿۲﴾ حضرت اُمّ کلثوم بنت علیؑ سلام اللہ علیہا کی خاندانی شہرت:

حضرت اُمّ کلثومؑ اور حضرت زینب سلام اللہ علیہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نوایاں اور حضرت علیؑ علیہ السلام کی صاحبزادیاں ہونے کی وجہ سے عزت، عظمت، شرافت، کرامت، عبادت اور سیرت میں مشہور تھیں اور قاعدہ ہے کہ مشہور نام کی طرف ذہن جلد منتقل ہوتا ہے اور واقعات بھی ان لوگوں کے زیادہ مذکور ہوتے ہیں جو زیادہ مشہور ہوں۔

اس لئے عین ممکن ہے کہ ”اُمّ کلثوم“ نام کا جو واقعہ منسب کر دیا گیا ہو۔ سیدہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کی طرف منسوب کر دیا گیا ہو۔

﴿۳﴾ اُمّ کلثوم دختر حضرت ابو بکر کا انکار:

تیسرا سبب اشتباہ اُمّ کلثوم دختر حضرت ابو بکر کا حضرت عمر سے عقد کرنے سے انکار کرنا ہے کیونکہ:

۱۔ اُمّ کلثوم کا نام سنتے ہی ذہنی انصراف حضرت اُمّ کلثوم بنت حضرت علیؑ علیہ السلام کی طرف ہی ہوا، اس لئے کہ: اُمّ کلثوم بنت حضرت ابو بکر کو تو بہت سے لوگ جانتے ہی نہ تھے اور نہ اب جانتے ہیں کیونکہ وہ حضرت ابو بکر کی وفات کے بعد پیدا ہوئیں اور گم نامی کی حالت میں رہیں تو ان حالات میں جس نے بھی ”اُمّ کلثوم“ کی



خواستگاری کا سنا تو فوراً ذہنی انصراف حضرت اُمّ کلثوم سلام اللہ علیہا کی طرف ہوا اس لئے کہ ان کا نام خاندانی عظمت کی وجہ سے مشہور تھا۔

۲۔ جب اس کے ساتھ ساتھ ”اُمّ کلثوم“ کے انکار کو لوگوں نے سنا تو ان کا خیال اور قوی ہو گیا کہ یہ ”اُمّ کلثوم“ دختر حضرت علی علیہ السلام ہی ہو سکتی ہیں۔ اس لئے کہ یہ تو ناقابل یقین ہے کہ حضرت ابوبکر کی بیٹی ہو اور حضرت عمر سے عقد کرنے سے انکار کر دے۔ کیونکہ حضرت عمر بہر حال حضرت ابوبکر کے محسن تھے، ان کے لئے زمین خلافت ہموار کرنے والے تھے اور ان کے دست راست تھے۔ تو یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ حضرت ابوبکر کی بیٹی اپنے باپ کے محسن کو ٹھکرا دے۔ تو ان حالات میں بلا تحقیق سارا واقعہ سیدہ اُمّ کلثوم سلام اللہ علیہا کی طرف منسوب ہو گیا۔

❦ (۴) خاندان رسالت علیہم السلام

اور حضرت عمر کی کشیدگی:

اس وقت کے لوگ حضرت عمر اور خانوادہ حضرت علی علیہ السلام کے مابین کشیدگی سے بخوبی واقف تھے۔ تو جب لوگوں نے سنا کہ حضرت عمر نے اُمّ کلثوم کی خواستگاری کی ہے اور اس طرف سے انکار ہوا ہے تو بوجہ شہرت سب کا اس طرف ذہنی انصراف ہونا عین ممکن ہے کہ حضرت اُمّ کلثوم بنت جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی خواستگاری کی گئی ہوگی اور بوجہ خاندانی کشیدگی انہوں نے انکار کر دیا ہوگا۔

اور پھر جب وہ روایتیں سنی گئیں جن میں حضرت عمر اپنی سابقہ زوجہ ”اُمّ کلثوم“ کا نام لے کر گھر میں کسی کام کے لئے پکار رہے ہیں جیسا کہ زمانہ خلافت حضرت عمر کی روایت ہے کہ:



فَرَجَ عَمْرٌ إِلَى مَنَزِلِهِ وَقَالَ يَا أُمَّ كَلْثُومُ شَدَى عَلَيْكِ۔ الخ

(ازالہ التخلفاء مقصود دوم صفحہ ۱۵۵)

تو سب کو گمان ہو گیا کہ: شاید انہی اُمّ کلثوم بنت جناب فاطمہ زہرا سے عقد ہو گیا۔ اور جب یہ سنا کہ: ”اُمّ کلثوم زوجہ عمر اور زید بن عمر“ ماں بیٹے نے بیک وقت وفات پائی اور امام حسن علیہ السلام نے نماز جنازہ پڑھی تو یقین کر لیا گیا کہ: یہ وہی دختر حضرت علی علیہ السلام ہوں گی۔ اور ”اُمّ کلثوم“ کے بارے میں صحیح تحقیق کئے بغیر مشہور کر دیا کہ یہ حضرت علی علیہ السلام کی ہی دختر تھیں حالانکہ حضرت اُمّ کلثوم بنت علی علیہ السلام کے عہدِ معاویہ میں انتقال کا بطلان واضح ہو چکا ہے اور ان کا ۶۱ھ واقعہ کر بلا میں شریک ہونا کتب عامہ و خاصہ سے ثابت کیا جا چکا ہے۔

تسلیم کرنا پڑے گا کہ دورِ معاویہ میں مرنے والی زوجہ حضرت عمر اُمّ کلثوم بنت عمرو بن جردل الخزاعیہ ہی تھی اور اس کا بیٹا زید بن عمر تھا۔ اور حضرت امام حسن علیہ السلام نے نماز جنازہ صرف اس لئے پڑھی تاکہ یہ مسئلہ واضح ہو جائے کہ اگر ایک مرد اور ایک عورت کی میت ہو تو نماز جنازہ کیسے پڑھی جائے گی۔ اور میراث کیسے تقسیم ہوگی؟ اور مسئلہ کی وضاحت کرنا آپ کا امام منصوح من اللہ ہونے کی وجہ سے فریضہ تھا، آپ نے فریضہ کی ادائیگی اور مسئلہ کی وضاحت کے لئے نماز جنازہ پڑھائی تھی نہ کہ قرابتداری کی وجہ سے۔

پس ان مندرجہ بالا اسباب کی وجہ سے مشتبہ ہو کر راویوں نے چار ”اُمّ کلثوم“ نامی عورتوں کے واقعات کو حضرت اُمّ کلثوم بنت علی سلام اللہ علیہا کی طرف منسوب کر دیا۔ یا پھر شام کی حدیث ساز فیکٹری کے تنخواہ خواروں نے عہدِ اُیہ افسانہ تراشا اور کتابوں میں درج کر دیا تاکہ حضرت عمر کو داما علی علیہ السلام ثابت کر دیا جائے اگرچہ روایات عقد میں ان کی طرف منسوب قباحاتوں سے حضرت عمر ایسی اسلامی شخصیت کی پیشانی



ہمیشہ کے لئے بوجہ ندامت جھک جائے اور وہ فعلِ حرام کے مرتکب ٹھہرائے جائیں اور ان ”مشتہین عقد“ نام نہاد محبت علماء کرام کو داد دیں جنہوں نے اُن کو زندگی کے آخری مراحل میں بدنام کر کے اُن پر احسانِ عظیم کیا ہے۔

(کتاب ”قولِ جلی درِ حل عقد بنت علی... صفحہ ۸۶ تا ۱۰۰)

❦ علماء شیعہ کا اس افسانوی عقد سے انکار:

آخر میں اُن کتب کی فہرست حاضر خدمت قارئین ہے جن کو علماء شیعہ سے مستقل طور پر اس عقد کی رد میں تحریر کیا یا ان میں ضمنی طور پر اس عقد کی تردید فرمائی اور آج تک مشتہین عقد میں سے کسی کو ان کتب کے جواب لکھنے کی جرأت نہیں ہوئی اور نہ کبھی ہو سکے گی۔

❦ ۱۔ تاریخِ قم حسن بن محمد بن حسن نیشاپوری:

اس کتاب میں جناب ابو محمد فضل بن شاذان بن خلیل نیشاپوری (جو حضرت امام رضا علیہ السلام، حضرت امام محمد تقی علیہ السلام، حضرت امام علی نقی علیہ السلام اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے جلیل القدر ثقہ صحابی ہیں) نے شدت سے عقد اُم کلثوم کے افسانہ کی تردید فرمائی ہے اور آپ کا فرمان ہے کہ:

” غلط الناس حیث وَهَمُوا أَنَّهُ خُطِبَ أُمُ كَلثُومُ الْكَبْرَىٰ بِنْتُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ “ لوگوں نے غلط طور پر گمان کیا ہے کہ حضرت عمر نے اُم کلثوم بنت امیر المؤمنین کا رشتہ طلب کیا۔ (بحوالہ ششیر مسموم)

❦ ۲۔ کتاب المسائل السرویه المسئلة العاشرة:

یہ کتاب چوتھی صدی میں تحریر کی گئی۔ اس میں سرکارِ علامہ جلیل شیخ مفید محمد بن محمد



بغدادی متوفی ۴۱۱ھ نے اس افسانوی عقد کی شدت سے تردید فرمائی ہے جو روایات کا اختلاف انہوں نے نقل فرمایا ہے وہ صفحہ ۶۶ پر ملاحظہ ہو۔

شیخ اعلیٰ اللہ مقامہ نے تحریر فرمادیا ہے کہ: جو روایت عقد اُمّ کلثوم کے بارے میں نقل کی جاتی ہے وہ کسی طرح ثابت نہیں کیونکہ اس کا راوی ”زبیر بن بکار“ ہے اور یہ حضرت علی علیہ السلام کا دشمن تھا اور اس نے یہ روایت فقط تنقیص محمد و آل محمد علیہم السلام کے لئے وضع کی اور مشہور کر دی۔

۳۔ عدم عقد اُمّ کلثوم:

سرکار آیۃ اللہ العظمیٰ مرجع تقلید آقا سید ابوالقاسم الخوئی مدظلہ نجف اشرف کے جلیل القدر استاد سرکار آیۃ اللہ العظمیٰ علامہ شیخ محمد جواد بلاغی متوفی ۱۳۵۲ھ نجف اشرف ”کتاب عدم عقد اُمّ کلثوم“ اسی افسانہ کی رد میں تحریر فرمائی۔ (بحوالہ ششیر مسوم)

۴۔ عشرۃ التاریخ:

نجف اشرف کے جلیل القدر محقق خبیر سرکار آیۃ اللہ علامہ سید عبدالرزاق النجفی (جو عراق کے معروف محققین میں شمار ہوتے ہیں) نے عقد اُمّ کلثوم کے افسانہ کی تردید میں کتاب ”عشرۃ التاریخ“ تحریر فرمائی ہے۔ (بحوالہ ششیر مسوم)

۵۔ ذوالفقار حیدر... جلد ہفتم:

علامہ سید علی اظہر صاحب مرحوم و مغفور نے اس موہوم عقد کی رد میں تحریر فرمائی۔

۶۔ کنز مکتوم فی حل عقد اُمّ کلثوم:

یہ کتاب بھی علامہ سید علی اظہر صاحب مرحوم نے زیر بحث عقد کی رد میں تحریر فرمائی اور ۱۳۱۰ھ میں کھوجہ ضلع سارن صوبہ بہار سے شائع ہوئی۔



۷۔ شرح کنز مکتوم:

یہ کتاب ۲۲۸ صفحات پر مشتمل مظفر نگر کے مولانا سید سجاد حسین صاحب مرحوم بارہوی نے ۱۳۱۵ھ میں تحریر فرمائی۔

۸۔ عجالہ مفجہ:

یہ عماد العلماء سید میر آغا صاحب مجتہد کی محققانہ تحریر صرف ۱۶ صفحات پر مشتمل ۱۳۹۲ھ میں مطبع انشاء عشری لکھنؤ سے منظر عام پر آئی۔

۹۔ دفع الوثوق فی نکاح الفاروق:

یہ کتاب ۱۶۳ صفحات پر مشتمل علامہ علی اظہر مرحوم نے تحریر فرمائی۔ اور ۱۳۱۵ھ میں طبع ہوئی۔

۱۰۔ عقد اُمّ کلثوم:

مولانا سید علی حیدر صاحب مرحوم نے اس موضوع پر ۱۳۱۷ھ میں قلم اٹھایا اور اپنے پریس سے ۱۹۲ صفحات پر مشتمل یہ کتاب لکھ کر عالمانہ بحث کی ہے۔

۱۱۔ دفع الوثوق فی نکاح الفاروق:

اس نام سے ایک رسالہ پہلے تحریر ہوا، اسی نام سے دوسرا رسالہ ۱۳۲۰ھ میں عماد الاسلام پریس جوہری محلہ لکھنؤ سے شائع ہوا۔

۱۲۔ انعام الخصوم فی نفی عقد اُمّ کلثوم:

یہ کتاب جناب ناصر الملت والدین مولانا سید ناصر حسین صاحب قبلہ نے تحریر فرمائی۔



۱۳۔ قولِ مکتوم:

یہ کتاب مولوی کرار علی صاحب مرحوم نے تصنیف کی اور مطبع اثنا عشری لکھنؤ میں طبع ہوئی۔

۱۴۔ برقِ لامع:

اس کتاب کے صفحہ ۳۰ پر مرزا جعفر علی فصیح نے اس افسانہ پر یقین رکھنے والوں پر جلیاں گرائی ہیں۔ یہ کتاب ۱۳۳۰ھ میں شائع ہوئی۔

۱۵۔ الذریعۃ الی تصانیف الشیعہ:

اس کتاب کی ج ۴... صفحہ ۱۷۴ اور ج ۵... ۱۷۳ پر حجتہ الاسلام آغا بزرگ طبرانی نجفی اعلیٰ اللہ مقامہ نے بڑے زوردار الفاظ میں اس مسئلہ پر قلم اٹھایا اور اس عقد کو رد کیا۔

۱۶۔ عقد اُمّ کلثوم تحقیق کے آئینہ میں:

یہ رسالہ الحاج جناب محمد تقی رضا صاحب بدایونی نے ۱۹۷۵ء میں تحریر فرمایا ہے۔

۱۷۔ السرا المختوم فی ردِ عقد اُمّ کلثوم:

یہ کتاب مولوی نذر حسین صاحب قمر وزیر آبادی لاہور نے ۱۹۷۶ء میں تصنیف فرمائی۔

۱۸۔ کشفِ مفہوم یعنی حقیقتِ عقد اُمّ کلثوم بنتِ فاطمہ:

یہ کتاب عالی جناب سید حسین صاحب رضوی نے ۱۹۷۷ء میں تحریر فرمائی ہے۔

۱۹۔ شمشیرِ مسموم بر مفتریانِ عقد اُمّ کلثوم:

اس کتاب میں واقعی استاذی المکرم حجتہ الاسلام عمدۃ المحققین مولانا محمد حسین



صاحب قبلہ الساقی فاضل عراق نے زہر بھی تلوار سے مفتریان عقد اُمّ کلثوم کو تیغ کیا ہے۔

۲۰۔ سہم مسموم فی جواب نکاح اُمّ کلثوم:

حجتہ الاسلام مولانا غلام حسین صاحب قبلہ نجفی لاہور نے اس کتاب کو اس طرح ترتیب دیا ہے کہ واقعاً اس کتاب کے مندرجات زہر آلودہ تیروں کی طرح مفتریان عقد اُمّ کلثوم کے قلب و جگر میں اتر چکے ہیں۔

۲۱۔ یمنی ستارہ در تر دید رسالہ کشف العطاء:

اس کتاب میں مولانا محمد یار صاحب مرحوم ممتاز الافاضل نے تقریباً ۲۰ صفحات اس عقد کی رد میں تحریر فرمائے ہیں۔

۲۲۔ براہین الشیعہ:

اس کتاب میں مولانا مرزا احمد علی صاحب مرحوم نے تقریباً ۱۰ صفحات اس عقد کی رد میں لکھے ہیں۔

۲۳۔ ابطال الاستدلال:

اس کتاب میں مولانا امیر الدین صاحب سابق خفی نے اس عقد کی تردید فرمائی ہے۔

۲۴۔ کلید مناظرہ:

اس کتاب میں مولانا سید برکت علی شاہ صاحب وزیر آبادی نے اس عقد کی رد فرمائی ہے۔

۲۵۔ الجول فی وحدۃ بنت رسول:

اس رسالہ میں استاد ذی المکرّم علامہ مرزا یوسف حسین صاحب قبلہ مدظلہ نے مختصر



لیکن جامع الفاظ میں اس افسانہ کی تردید فرمائی ہے۔

۲۶۔ تجلیات صداقت بجواب آفتاب ہدایت:

اس کتاب میں حجۃ الاسلام مولانا محمد حسین صاحب قبلہ نے اس عقد کے مشتبہین کا منہ توڑ جواب دیا ہے۔

۲۷۔ یقین محکم:

اس کتاب میں مولانا محمد علی صاحب پٹیالوی نے اس افسانوی عقد کی اچھوتے انداز میں تردید فرمائی ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی کئی علماء شیعہ نے اس مسئلہ پر بحث فرمائی ہے لیکن کسی سنی عالم نے مندرجہ بالا کتب میں سے کسی کا جواب نہیں لکھا۔ مشتبہین عقد کا جواب نہ لکھنا اور انہی سابقہ روایات اور اعتراضات کو ذہرا تے رہنا اس امر کی تین دلیل ہے کہ:

مشتبہین عقد کے دامن میں سوائے چند مجروح و مطعون و مجہول راویوں کی موضوع روایات کے کچھ بھی نہیں اور وہ ہر وقت اُن ہی کا ڈھنڈوراپٹتے رہتے ہیں۔

حالانکہ ان کا مسکت جواب مندرجہ بالا کتب میں علماء کرام نے بطریق احسن تحریر فرما دیا ہے۔

زیرِ نظر سطور میں بندہ ناچیز نے بھی اپنی استطاعت کے مطابق اس افسانہ عقد کو عقلاً و نقلاً باطل کیا ہے۔

خداوند عالم ہمیں حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام کی صحیح معرفت عطا فرمائے۔ اور ان کے اسوہ حسنہ پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائے اور دشمنانِ محمد و آل محمد علیہم السلام کے شر سے محفوظ رکھے۔ (کتاب ”قول جلی در صل عقد بنت علی“.... صفحہ ۱۷۶ تا ۱۷۷)

﴿۱۵۸﴾... اُمّ کلثوم بنت ابی بکر

سے حضرت عمر کی شادی

(تحریر: مولانا غلام حسین نجفی ﴿مجتہد فاضل نجف﴾)

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب کنز العمال ... ج ۷ ص ۹۸ کتاب الفضائل من

قسم الافعال

۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب البدایہ والنہایہ ... ج ۷ ص ۱۳۹ ذکر ازواج عمر

۳۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ کامل ابن اثیر ... ج ۳ ص ۲۷ ذکر ازواج عمر

۴۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ طبری ... ج ۵ ص ۳۲، ۳۷ ذکر ازواج عمر

۵۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ خمیس ... ج ۲ ص ۲۳۹ ذکر ازواج عمر

۶۔ اہل سنت کی معتبر کتاب المعارف ... ج ۶ ص ۷۰ ذکر اولاد ابوبکر

۷۔ اہل سنت کی معتبر کتاب ریاض النضرۃ ... ص ۳۰۳ ذکر اولاد ابوبکر

۸۔ اہل سنت کی معتبر کتاب شرح ابن ابی الحدید ... ص ۲۳۱ ذکر عمر بن خطاب

﴿کنز العمال کی عبارت ملا حظہ ہو:﴾

عن ابی خالد انّ عمر خطاب اُمّ کلثوم بنت ابی بکر الی عائشہ



وہی جاریہ فقالت این المذهب بما عنك فبلغها ذلك فأتت عائشة فقالت تنكحینی عمر یطمعنی الخشب من الطعام انما ارید فتی یصب من الدنيا صبا واللہ لان فعلت لافھین اصیحن عند قبر النبی فأرسلت عائشة الی عمر و بن العاص انا اکفیک فرخل علی عمر فتحدث عنده ثم قال یا امیر المومنین راتیک تذکر التزویر قال نعم قال من قال أم کلثوم بنت ابی بکر فقال یا امیر المومنین ماریک الا جاریہ تنعی علیک ابابا کل یوم فقال عمر عائشة لامرتک بهذا

ترجمہ:

جناب عمر نے ام کلثوم بنت ابی بکر کا رشتہ حضرت عائشہ سے مانگا اور ام کلثوم کمن تھی۔ عائشہ نے کہا ام کلثوم کو آپ کے بغیر کہاں جانا ہے۔ پس جب یہ خبر ام کلثوم کو پہنچی تو وہ اپنی بہن عائشہ کے پاس آئی اور کہا سنا ہے کہ آپ میرا نکاح عمر سے کرنا چاہتی ہیں۔ وہ مجھے روکھی سوکھی غذا دے گا مجھ کو ایسا جوان چاہیے جس کا دنیا سے لگاؤ ہو اور اگر میرا نکاح عمر سے ہو تو میں قبر نبی پر جا کر فریاد کروں گی۔ پس عائشہ نے عمرو بن عاص کو بلا کر آگاہ کیا۔ عمرو نے کہا۔ میں کوئی بندوبست کرتا ہوں۔ پھر وہ عمر کے پاس آیا۔ عام باتوں کے بعد پوچھا کہ آپ کا شادی کرنے کا ارادہ ہے؟ فاروق نے کہا۔ ہاں۔ عمرو بن عاص نے کہا کس سے۔ فاروق نے کہا ام کلثوم بنت ابی بکر سے۔ عمرو بن عاص نے کہا وہ تو ایک بچی ہے۔ ہر روز باپ کو روئے گی حضرت عمر نے کہا (میں سمجھ گیا) کہ یہ بات تجھے عائشہ نے بتائی ہے۔

الہدایہ والنہایہ کی عبارت ملا حظہ ہو:

وكان قد خطب أم كلثوم ابنة ابی بکر الصديق وهي صغيرة



وراسل فیہا عائشہ فقالت أم کلثوم لاحاجة لی فیہ فقالت عائشة
اترغبین عن امیر المومنین قالت نعم انه خشن العیش فارسلت عائشة
الی عمرو بن العاص فصّده عنها

ترجمہ:

جناب عمر نے حضرت ابو بکر کی بیٹی أم کلثوم کا رشتہ مانگا اور وہ کس تھی اور اس سلسلے
میں جناب عائشہ سے بات چیت کی۔ أم کلثوم نے کہا کہ میں عمر سے عقد نہیں چاہتی تو
جناب عائشہ نے فرمایا کیا تو امیر المومنین کو نہیں چاہتی؟ أم کلثوم نے کہا۔ ہاں اس کی
زندگی سخت ہے۔ جناب عائشہ نے عمرو بن عاص کو بلایا اور اس نے اس شادی کے
ارادے پر فاروق سے بحث کی۔

ہمیں یقین ہے کہ أم کلثوم بنت ابی بکر کی عمر سے شادی ہو گئی تھی۔ یزیدی اور
خارجی ہاتھ نے اپنی عیاری سے ولدیت تبدیل کر کے بنت علی بنا دیا جس سے تاریخ کا
چہرہ اس قدر مسخ ہو گیا کہ کئی مورخ ٹھوکر کھا گئے۔

مذکورہ کتاب البدایہ والنہایہ اہل سنت کی معتبر کتاب ہے جس سے آج تک کسی نے
انکار نہیں کیا اور ہمارے مسلمان مورخین نے اس کے مولف کو امام کا لقب دیا ہے۔ اور
امید ہے کہ ہمارے مخاطب اپنے امام کے فرمان پر کچھ غور کریں گے۔

تاریخ کامل ابن اثیر کی عبارت ملاحظہ ہو:

وخطب أم کلثوم ابنة ابی بکر الصديق الی عائشة فقالت ام
کلثوم لاحاجة لی فیہ انه خشن العیش شدید علی النساء فارسلت عائشة
الی عمرو بن العاص فقال انا اکفیک فاتی عمر فقال بلغنی خبرا عینک
بالله منه قال ما هو قال خطبت ام کلثوم بنت ابی بکر قال نعم فرغبت



بی عنہا امر رغبت بها عنی قال ولا واحدة ولكنها حدثت نشأت نخت
کنف امیر المومنین فی لین درفق وفیک غلظة ونحن نهابک وما تقدر
ان نردک عن خلق من اخلاقک فکیف بها ان خالفک فی شئی
فسطوت بها کنت قد خلقت ابابکر فی ولده بغير ما یحق علیک وقال
فکیف بعائشة وقد کلبتها قال انالک بها

جناب عمر نے اُمّ کلثوم بنت ابی بکر کا جناب عائشہ سے رشتہ مانگا۔ اُمّ کلثوم بنت
ابی بکر نے کہا مجھے عمر میں کوئی خواہش نہیں وہ سخت زندگی والا ہے اور عورتوں پر سخت
ہے۔ جناب عائشہ نے عمرو بن عاص کو مدد کے لئے بلایا۔ عمرو نے کہا میں بندوبست
کرتا ہوں۔ پس وہ عمر فاروق کے پاس پہنچا اور اس نے کہا میں نے ایک بات سنی ہے
اور میں تیرے بارے میں اس کی اللہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ فاروق نے کہا بھائی کیا خبر
ہے۔ عمرو بن عاص نے کہا تم نے بنت ابی بکر کا رشتہ مانگا ہے؟ فاروق نے کہا۔ ہاں۔
کیا وہ میرے لائق نہیں یا میں اس کے لائق نہیں۔ عمرو بن عاص نے کہا۔ یہ بات نہیں
وہ کسن بچی ہے ناز و نعم میں علیؑ کے زیر سایہ پلّی ہے اور تم میں بد خلقی اور تند مزاجی ہے۔
ہم خود تم سے ڈرتے ہیں اور تمہاری کسی بات کو ٹھکراتے نہیں۔ اگر اس بچی نے کسی بات
میں مخالفت کی اور تم طیش میں آ گئے تو اس بچی پر کیا گزرے گی۔ پس گویا تم نے ابو بکر کی
اولاد کی وہ نگرانی نہ کی جو تم پر فرض تھی۔ جناب عمر نے کہا۔ میں تو عائشہ سے بات کر چکا
ہوں اسے کیا کہا جائے تو عمرو بن عاص نے کہا عائشہ کے بارے میں میں ذمہ دار ہوں۔

پس ہمیں یقین ہے کہ زوجہ عمر اُمّ کلثوم بنت ابی بکر ہے اور حضرت علیؑ کے زیر سایہ
پلنے کے باعث اس کی ولدیت میں اشتباہ ہو گیا ہے اور کچھ بد دیانت راویوں نے
حکام وقت کو خوش کرنے کے لئے حقیقت کو چھپانے کی ناکام کوشش کی ہے۔



تاریخ طبری کی عبارت ملاحظہ ہو:

قال المدائنی و خطب ام کلثوم بنت ابی بکر وہی صغیرۃ وارسل فیہا الی عائشۃ فقالت الارالیہا فقالت ام کلثوم لاحاجت لی فیہ فقالت لها عائشۃ اترغیبین عن امیرالمومنین قالت نعم اندخشن العیش شدید علی النساء...الی آخر

ترجمہ:

جناب عمر نے ام کلثوم بنت ابی بکر کا رشتہ مانگا اور وہ کمسن تھی۔ جناب عائشہ سے بات چیت ہوئی۔ عائشہ نے کہا معاملہ اس کے اپنے ہاتھ میں ہے۔ ام کلثوم نے کہا مجھے عمر میں خواہش اور چاہت نہیں ہے۔ جناب عائشہ نے فرمایا تجھے امیرالمومنین میں رغبت نہیں ہے؟ ام کلثوم نے کہا ہاں وہ سخت زندگی والا ہے۔ عورتوں پر سخت ہے تا آخر یہ نیل منڈھے چڑھ گئی تھی بنت ابی بکر ام کلثوم کی شادی عمر سے ہو گئی تھی کیونکہ فاروق اعظم کو ٹھکرانے کی کوئی وجہ نہ تھی مگر یزیدی اور خارجی ہاتھ کی کارگزاری ہے کہ واقعہ کو سب کو پیش کیا اور جسے دیکھ کر آنے والے مورخ چکرا گئے۔

تاریخ خمیس کی عبارت ملاحظہ ہو:

وأم کلثوم وہی اصغر بناتہ وامہا نصرانیۃ وترکھا حبلی فولدت بعدہ ام کلثوم ہذہ ولما کبرت خطبہا عمر بن الخطاب الی عائشۃ قانعت لہ وکرہت ا

کلثوم بنت علی فاحتالت لہ حتی امسک عنها

ترجمہ: اور ام کلثوم جناب ابوبکر کی بیٹیوں میں سے چھوٹی لڑکی تھی اس کی ماں



نصرانیہ تھی ابو بکر اپنی موت پر اسے امید سے چھوڑ گئے تھے۔ پس اُمّ کلثوم ابو بکر کی وفات کے بعد پیدا ہوئی اور جب بڑی ہوئی تو بی بی عائشہ سے عمر ابن خطاب نے رشتہ مانگا۔ جناب عائشہ نے عمر کے پیغام کو قبول فرمایا۔

ہمیں یقین ہے کہ اُمّ کلثوم بنت ابی بکر سے عمر فاروق کا رشتہ ہو گیا تھا اور بچے بھی ہوئے ہیں۔ مگر اُمیہ نوازی کی خاطر بددیانت راویوں نے اُمّ کلثوم کی ولدیت تبدیل کر کے اصل واقعہ کو منسوخ کر دیا اور آنے والے مؤرخ چکرا گئے۔

المعارف کی عبارت ملاحظہ ہو:

واما اُمّ کلثوم بنت ابی بکر فخطبها عمر بن الخطاب ابی عائشة فانعمت له وكرهت اُمّ کلثوم فاحتالت له حتى امسك عنهل
ترجمہ: اُمّ کلثوم بنت ابی بکر کا جناب عائشہ سے عمر ابن خطاب نے رشتہ مانگا اور بی بی عائشہ نے یہ پیغام شادی قبول کر لیا۔ اور اُمّ کلثوم نے یہ رشتہ ناپسند کیا۔

ریاض النضرہ کی عبارت ملاحظہ ہو:

وام کلثوم وهي اصغر بناته فولدت بعده فلما كبرت خطبها عمر ابن الخطاب الى عائشة فانعمت له وكرهت اُمّ کلثوم فاحتالت له حتى امسك عنهل

اُمّ کلثوم جناب ابو بکر کی چھوٹی لڑکی تھی اور ابو بکر کے بعد پیدا ہوئی جب اُمّ کلثوم بڑی ہوئی تو بی بی عائشہ سے اس کا رشتہ عمر نے مانگا تھا۔ عائشہ نے یہ پیغام شادی قبول کر لیا مگر اُمّ کلثوم نے یہ رشتہ ناپسند کیا۔ پس عائشہ نے ایک حیلہ کیا اور عمر اس رشتہ سے رُک گئے۔



ہمیں یقین ہے کہ بنت ابی بکر سے عمر کا رشتہ ہو گیا تھا، بچے بھی پیدا ہوئے ہیں اور یزیدی ہاتھ کا یہ کارنامہ ہے کہ اصل واقعہ تاریخ میں مسخ کر کے پیش کیا گیا کہ جس سے کئی مورخ چکرا گئے۔

شرح ابن ابی الحدید کی عبارت ملاحظہ ہو:

ان عمر خطب اُمّ کلثوم بنت ابی بکر فارسیں
 فیہا الی عائشة فقالت الامر الیہا فقالت اُمّ کلثوم لاحاجة لی فیہ
 قالت لہا عائشة ویکلک اترغبین عن امیر المومنین قالت نعم انه یغلق
 بابہ ویمنع خیرۃ ویدخل عابسا ویخرج غابسا
 ترجمہ: جناب عمر نے بنت ابی بکر کا بی بی عائشہ سے رشتہ مانگا۔ بی بی عائشہ نے
 فرمایا۔ قبول کرنا خود اُمّ کلثوم کے ہاتھ میں ہے۔ پس اُمّ کلثوم نے کہا مجھے عمر کے رشتے
 میں خواہش اور چاہت نہیں، بی بی عائشہ نے فرمایا افسوس ہے تیرے لئے تو
 امیر المومنین میں بے رغبتی کرتی ہے۔ اُمّ کلثوم نے کہا ہاں یہ دروازہ بند رکھتا ہے اور
 خیر کو روکے رکھتا ہے۔ جب گھر آتا ہے تو تیوری چڑھائے اور جب باہر جاتا ہے تو
 تیوری چڑھائے ہوئے۔

عقد اُمّ کلثوم کا مفروضہ افسانہ بنی اُمیہ کے ادارہ تحقیق اسلامی میں پروان چڑھا
 ہے اور جناب عمر کی اس جھوٹی فضیلت کو ثابت کرنے کے لئے بنی اُمیہ کے گورنروں
 نے بینک اسلامی کو اپنے باپ کی جاگیر سمجھ کر دولت پانی کی طرح بہائی ہے کم سن بچوں
 کو مدرسوں میں استاد اسی جھوٹی فضیلت کی تعلیم دیتے تھے نادان بچے استاد کا فرمان سمجھ
 کر اس جھوٹی فضیلت کو دل و دماغ میں جگہ دیتے تھے۔ پھر یہی بچے بڑے علما اور صلحاء
 بنے۔ بڑی بڑی داڑھیاں رکھیں۔ امام الا حدیث۔ شیخ الا حدیث، مدرسوں کے مہتمم



بے ان خضر صورت بزرگوں کے بچپن میں جو بات ان کو قرآن کی طرح رٹائی گئی تھی اور پھر ماحول بھی سازگار نہ ہوا کہ ان کی تحقیق کرتے اگر کسی نے تحقیق کی خاطر قدم اٹھایا تو اسے قبر میں زندہ دفن کر دیا گیا پس ان بزرگوں نے جناب عمر کی وہ جھوٹی فضیلت روزِ جمعہ لوگوں کے سامنے مسجدوں میں منبر پر بیٹھ کر بیان کی اور لوگوں نے یقین کر لیا کہ یہ سچ ہے۔ (کتاب سہم مسموم فی جواب نکاح ام کلثوم.... ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور)

﴿۱۵۹﴾ آخری باب

اسی طرح ان کی عظمت کو ختم کرنے کے لئے کہنے والوں نے کہہ دیا کہ آپ کا عقد خلیفہ ثانی حضرت عمر سے ہوا اور اس بات کی بحث بہت سی کتابوں میں درج ہے، جس سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ آپ کا عقد خلیفہ ثانی سے نہیں بلکہ عون بن جعفر سے ہوا۔ (دعوت اتحاد صفحہ ۸۵ سے لے کر صفحہ ۹۰ تک، مظلومہ کر بلا صفحہ ۴۰ مصنف طبیب حاذق حکیم سید عالم شاہ کاظمی المشہدی، بکربلا کی شیردل خاتون صفحہ ۲۷۸)

حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ الزہراء کا نکاح حضرت عمر سے ثابت ہونا جن روایات کی بنا پر یہ دعویٰ کیا جا رہا ہے، وہ سب کی سب من گھڑت اور جھوٹی ہیں جن کا سب سے پہلا راوی اور وافع زبیر بن بکار ہے جس کو حضرت علیؑ اور اہل بیتؑ سے انتہائی بغض اور عناد تھا۔ علامہ ذہبی نے اس کے متعلق حدیث ماہرین و روایت و رجال علامہ حافظ ابوالفضل احمد بن علی سلیمان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ زبیر بن بکار کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جو من گھڑت حدیثیں گڑھا کرتا ہے اور اس کے متعلق سب تفصیل مولوی انشاء اللہ صاحب محمدی صدیقی حنفی چشتی نے اپنا رسالہ السراکھستوم فی تحقیق عقد ام کلثوم میں تحریر کیا ہے اور لکھا ہے:-

”یہ سب راوی اول کی فضولیات ہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ زبیر بن بکار ایسے



کذاب اور رضاع حدیث نے حضرت عمر پر تہمت لگائی ہے اور حضرت علیؑ پر جھوٹ بولا ہے اور عقد اُم کلثومؑ کا واقعہ اپنے دل سے تراش کر بیان کیا ہے۔“

ایسے رشتوں کے لئے پہلے فریقین کے اتحاد کی ضرورت ہوتی ہے اس کے برخلاف تاریخ میں یہ دیکھنے میں آیا ہے حضرت علیؑ اور حضرت عمرؓ کے درمیان خوشگوار تعلقات بھی نہ تھے جو اس رشتے کے سبب بنتے۔ اس ناراضگی کے دو خاص پہلو تھے۔

اول مسئلہ خلافت میں نزاع، دوم فذک کی جائیداد کا غصب کرنا۔ جس کے اصلی محرک حضرت عمرؓ تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے نامہ تودے دیا لیکن ان حضرت نے کاغذ لے کر چاک کر دیا۔ (السيرة الخلیفہ جلد ۳ صفحہ ۳۰۰ مطبوعہ مصر)

حضرت فاطمہؓ خود ان دونوں سے ناراض تھیں۔ آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے صاف کہہ دیا کہ میں تم دونوں سے ناراض ہوں اور اپنے پدر بزرگوار سے تمہاری شکایت کروں گی۔ یہاں تک کہ جنازے پر بھی آنے کی اجازت نہ دی۔

(کر بلا کی شیر دل خاتون صفحہ ۲۸۰)

یہ تفصیلات صحیح بخاری، صحیح مسلم کتاب الامامت والسیاست ابن قتیبہ میں پڑھی جاسکتی ہیں ان حالات میں حضرت اُم کلثومؑ کا عقد حضرت عمرؓ سے کیونکر ہو سکتا ہے اور حضرت علیؑ کیونکر گوارا کر سکتے تھے اور اس عقد کی اجازت دے کر روح مبارک جناب سیدہ صلوٰۃ اللہ علیہا کو صدمہ پہنچائیں۔

اُم کلثومؑ نام کی کئی عورتیں تھیں جن میں سے مندرجہ ذیل چار باوقات مختلفہ حضرت عمرؓ کے نکاح میں آنا اختلافی مسئلہ نہیں:

(۱) اُم کلثوم بنت جردل خزاعی حضرت عمرؓ کی زوجہ اولیٰ تھیں۔ جن سے ایام جاہلیت میں آپؐ نے شادی کی تھی۔ عبد اللہ بن عمرؓ اور زید بن الاسفرؓ انہیں کے بطن سے



پیدا ہوئے۔ (اسابہ ابن الحجر جلد اول صفحہ ۵۷۵ طبع مصر صحیح بخاری و کامل بن النیر)

(۲) اُم کلثوم بنت عقبہ ابن ابی معیط دوسری زوجہ تھیں جو صلح حدیبیہ کے بعد حضرت عمر کے عقد میں آئیں۔ (صحیح بخاری و تفسیر کبیر فخر الدین رازی)

(۳) اُم کلثوم بنت راہب۔

رہا اُم کلثوم بنت علی کا نکاح حضرت عمر میں آنا، اس کے ثبوت کثیر ہیں۔ علامہ شہاب الدین حنفی دعلت آبادی جو خاص کرامام اسیر مشہور ہیں حسب ذیل لکھتے ہیں:

عہد عمر میں شہزادی اُم کلثوم بنت علی نہایت ہی صغیر اسن تھیں۔ ۶۰ سال کی عمر کا آدمی ایسی صغیر اسن صاحبزادی سے کیونکر نکاح کر سکتا ہے اور اس معصومہ کا عقد حضرت عمر کے ساتھ ہرگز ظہور میں نہ آیا۔ (مظلومہ کربلا صفحہ ۴۱، سیرت جناب فاطمۃ الزہراء صفحہ ۳۳۸)

اور یہ عقد والا واقعہ ۷ھ میں ہونا بیان کیا گیا۔ یہ لڑکی حضرت ابو بکر کی بیٹی تھیں جو اسماء انصاریہ سے پیدا ہوئیں۔ ان کا نام اُم کلثوم رکھا گیا۔ اس کے بعد اسماء حضرت علی کے زیر کفالت آگئیں اور اس اُم کلثوم دختر ابو بکر کے واسطے ثانی نے جناب عائشہ کے پاس اس کی بڑی بہن کی حیثیت سے اپنے عقد کا پیغام بھیجا۔ جس پر جناب عائشہ راضی ہو گئیں۔ اس لئے ۷ھ میں جناب عمر کا عقد ابو بکر کی بیٹی اُم کلثوم سے ہوا۔

مورخین نے اس واقعہ عقد کو نظر انداز کر کے جان بوجھ کر اہل بیت کی توہین کی ہے یا انہیں صرف نام کی وجہ سے دھوکا ہوا ہے۔ (دعوت اتحاد صفحہ ۹۲)

ظاہر ہوا کہ شہزادی اُم کلثوم کا عقد صرف حضرت عون سے ہوا کسی دوسرے سے نہیں ہوا۔ (کربلا کی شیر دل خاتون صفحہ ۲۸)





...﴿۱۶۰﴾...

وہ مستند کتابیں

جن کے حوالہ جات دیئے گئے ہیں

۱۔	قرآن کریم	
۲۔	نہج البلاغہ	
(حرف....الف)		
۳۔	ابصار العین	فاضل سماوی
۴۔	انوار المجالس	ارجستانی
۵۔	انوار المواہب	علی اکبر نہاوندی
۶۔	اعتقادات صدوق	شیخ صدوق
۷۔	احقاق الحق	شہید قاضی سید نور اللہ شوستری
۸۔	الاحتجاج	الطبرسی
۹۔	اربعین	شہید اول
۱۰۔	الانساب	سمعانی
۱۱۔	انساب الاشراف	بلاذری
۱۲۔	امالی	شیخ صدوق



۱۳۔	الاستیصار	شیخ الطائفہ (طوسی)
۱۴۔	الاستیعاب	ابن عبدالبر النمری
۱۵۔	الاسرار الفاطمیہ	محمد فاضل المسعودی
۱۶۔	اقبال الاعمال	سید بن طاووس
۱۷۔	الانوار القدسیہ	علامہ غروی اصفہانی
۱۸۔	اثبات الهدایہ	شیخ حر عاملی
۱۹۔	اقرب الموارد	علامہ شرتونی
۲۰۔	امالی	شیخ مفید
۲۱۔	احیاء العلوم	غزالی
۲۲۔	الاختصاص	شیخ مفید
۲۳۔	اسد الغابۃ	ابن اثیر
۲۴۔	ارشاد القلوب	دیلمی
۲۵۔	الانوار النعمانیہ	سید نعمۃ اللہ جزائری
۲۶۔	اخبار الدول	علامہ قرمانی
۲۷۔	الامامۃ والتبصرۃ	ابن بابویہ قمی
۲۸۔	الاصابة	ابن حجر
۲۹۔	اخبار الاول و آثار الدول	ابن کثیر دمشقی
۳۰۔	اعلام الموقعین	ابن قیم جوزی
۳۱۔	الانوار المحمدیہ	علامہ نبھانی



۳۲۔	الامامة والسياسة	ابن قتيبة دینوری
۳۳۔	الامام علی	عبدالفتاح عبدالمقصود
۳۴۔	اعیان الشیعة	السید محسن امینی
۳۵۔	انوار المواهب	آیة اللہ نہاوندی
۳۶۔	الاعلام	زرکلی
۳۷۔	اعلام الوری باعلام الہدی	طبرسی
۳۸۔	آئینہ عصمت	محمود شاہرخ
۳۹۔	ارجح المطالب	عبید اللہ امرتسری
۴۰۔	اعلام النساء	عمر رضا کحالہ
۴۱۔	اعجاز القرآن	باقلانی
۴۲۔	اتحاف السائل	مناوی شافعی
۴۳۔	اربعین	ابو صالح مؤذن
۴۴۔	اساس البلاغة	زمخشری
۴۵۔	أسنى المطالب	جزری شافعی
۴۶۔	اثبات الوصية	مسعودی
۴۷۔	اسرار الشهادة	فاضل دربندی
۴۸۔	ارشاد	شیخ مفید
۴۹۔	انوار التنزیل	بیضاوی
۵۰۔	الاعتقاد	بیہقی



۵۱۔	ارشاد الساری	علامہ القسطلانی
۵۲۔	اشارات	بو علی سینا
۵۳۔	اعلام النساء المؤمنات	
۵۴۔	الحسینؑ	آغا مہدی رضوی
۵۵۔	افسانہ عقدِ اُمّ کلثومؑ	عبدالکریم مشتاق
۵۶۔	أسد الغابہ فی معرفة الصحابة	ابن اثیر جزری
۵۷۔	انساب الاشراف	احمد بن یحییٰ بلاذری
۵۸۔	اخیار الطوال	ابو حنیف دینوری
۵۹۔	ارشاد	شیخ مفید
۶۰۔	اللہوف فی قتل الطفوف	ابن طاؤس
۶۱۔	المقتل	الحاج محمد کریم خان کرمانی
۶۲۔	المرآة العقول	سید مرتضیٰ عسکری
۶۳۔	الامام علیؑ	علامہ عبدالحمید مہاجر
۶۴۔	الذریعہ	آقائے بزرگ تہرانی
۶۵۔	اشقیائے فرات	سید فیض الحسن موسوی انبالوی
۶۶۔	الشہید المسموم فی تلخیص حسن المصنوع	سید مظہر حسن سہارنپوری
۶۷۔	انساب العرب	ابن حزم الاندلسی
۶۸۔	الذمعة الساکبہ (اول)	آقائے محمد باقر دہدشتی
۶۹۔	الذمعة الساکبہ (دوم)	آقائے محمد باقر دہدشتی



۷۰۔	ابصار العین فی انصار الحسین	علامہ شیخ محمد نجفی
۷۱۔	انتخاب مصائب	علی شرف الدین
۷۲۔	سیرت ائمہ اہل بیت (اول)	ہاشم معروف حسنی
۷۳۔	احسن المقال (دوم)	شیخ عباس قمی
۷۴۔	اصحاب الیمین	علامہ حسین بخش
۷۵۔	امام حسنؑ	مولانا آغا مہدی لکھنوی
۷۶۔	امام حسنؑ	مولانا محمد تقی
۷۷۔	الرفیع الظامی	مولانا وصی نجفی
۷۸۔	ام البنینؑ	سید ضمیر اختر نقوی
۷۹۔	آئمہ اہل بیتؑ	محمد جمیل احمد
۸۰۔	آئمہ اثناعشر	مولانا سید علی حیدر
۸۱۔	آنسو	فدا بی۔ ایے
۸۲۔	ایران کی شہزادی جناب شہریانوؑ	علامہ سید ضمیر اختر نقوی
۸۳۔	ام البنینؑ	علامہ سید ضمیر اختر نقوی
۸۴۔	احسان اور ایمان (عشرہ مجالس)	علامہ سید ضمیر اختر نقوی
۸۵۔	اردو غزل اور کربلا	علامہ سید ضمیر اختر نقوی
۸۶۔	امام اور اُمت (عشرہ مجالس)	علامہ سید ضمیر اختر نقوی
۸۷۔	امام حسن کی فتح اور خدا کے دشمن کی شکست	علامہ سید ضمیر اختر نقوی



(حرفب)

۸۸۔	بحار الانوار	علامہ مجلسی
۸۹۔	بشارة المصطفى لشيعه المرتضى	ابوالقاسم الطبري شيعي
۹۰۔	بصائر الدرجات	الصقار القمي
۹۱۔	بلاغات النساء	احمد ابن ابی طاهر، (ابن طيقور)
۹۲۔	البداية و نهاية	علامہ ابن كثير الدمشقي
۹۳۔	البيان والتعريف	علامہ ابن حمزة الحسيني الدمشقي
۹۴۔	بحور الغمه	علامہ محمد علي لکهنوي
۹۵۔	بحر المصائب	مولوی سيد احمد اد علي الواسطي

(حرفپ)

۹۶۔	پور بتول	ترجمہ: تاريخ ابن كثير
-----	----------	-----------------------

(حرفت)

۹۷۔	تفسير فرات الكوفي	ابراهيم بن فرات الكوفي
۹۸۔	تاويل الايات الظاهره	سيد شرف الدين حسيني نجفي
۹۹۔	تفسير نمونه	آية الله العظمى مكارم شيرازي
۱۰۰۔	تفسير نيشاپوري	نيشاپوري
۱۰۱۔	تفسير نور الثقلين	الحويزي
۱۰۲۔	تفسير الميزان	علامہ طباطبائي



۱۰۳۔	تفسیر ابن عباس	ابن عباس
۱۰۴۔	تفسیر طبری	ابن جعفر الطبری
۱۰۵۔	تفسیر ابن ابی حاتم	ابن ابی حاتم
۱۰۶۔	تفسیر الکشاف	جابر اللہ زمخشری
۱۰۷۔	تفسیر قرطبی	ابی عبد اللہ القرطبی
۱۰۸۔	تفسیر مجمع البیان	امین الاسلام الطبرسی
۱۰۹۔	تفسیر الکبیر	فخر رازی
۱۱۰۔	تفسیر القمی	علی بن ابراہیم قمی
۱۱۱۔	تفسیر ثعلبی	ابو اسحاق ثعلبی
۱۱۲۔	تفسیر الماوردی	ابی الحسن الماوردی البصری
۱۱۳۔	تفسیر ابوالفتوح رازی	ابوالفتوح رازی
۱۱۴۔	تفسیر امام حسن عسکری	حضرت عسکری
۱۱۵۔	تفسیر البرہان	علامہ سید ہاشم بحرانی
۱۱۶۔	تفسیر در المنثور	سیوطی
۱۱۷۔	تفسیر کنز الدقائق	میرزا محمد المحدثی
۱۱۸۔	تفسیر صافی	ملا محسن فیض کاشانی
۱۱۹۔	تفسیر عیاشی	محمد بن مسعود عیاشی
۱۲۰۔	تفسیر المنار	محمد رشید رضا
۱۲۱۔	تفسیر نور	محسن قرانتی



۱۲۲۔	تفسیر مراغی	مراغی
۱۲۳۔	التوحید	صدوق
۱۲۴۔	تذکرۃ الحفاظ	سیوطی
۱۲۵۔	تذکرۃ الخواص	سیط بن جوزی
۱۲۶۔	تاریخ یعقوبی	یعقوبی
۱۲۷۔	تاریخ طبری	طبری
۱۲۸۔	تہذیب الاحکام	شیخ الطائفہ (الطوسی)
۱۲۹۔	تہذیب التہذیب	علامہ ذہبی
۱۳۰۔	تہذیب التہذیب	ابن حجر
۱۳۱۔	تاج العروس	زیبیدی
۱۳۲۔	تاریخ الامم والملوک	طبری
۱۳۳۔	تاریخ بغداد	حافظ ابوبکر الشافعی
۱۳۴۔	تاریخ الکبیر	ابن عساکر
۱۳۵۔	ترتیب الامالی	محمد جواد المحمودی
۱۳۶۔	تورات	کتاب آسمانی
۱۳۷۔	تاریخ خطیب بغدادی	خطیب بغدادی
۱۳۸۔	تہذیب الکمال	حافظ جمال الدین یوسف مزّی
۱۳۹۔	تاریخ الاثمة	ابی الثلج بغدادی
۱۴۰۔	التذکرۃ	علامہ حلی



۱۴۱-	التعليقات	آقا جمال خوانساری
۱۴۲-	تجلی ولایت در آیہ تطہیر	آیة اللہ جوادی آملی
۱۴۳-	تاریخ اسلام	علامہ ذہبی
۱۴۴-	تاریخ الخلفاء	علامہ سیوطی
۱۴۵-	تاریخ الخميس	علامہ قاضی شیخ حسین المالکی
۱۴۶-	تحفة الواعظین	محمد حسن شہیدی
۱۴۷-	تلخیص المستدرک	حاکم نیشاپوری
۱۴۸-	تذکرۃ الائمة	محمد باقر رشتی
۱۴۹-	تحفة الذاکرین	کرمانشاہی
۱۵۰-	تاریخ کما ایک المیہ	سید شجاع الدین دہلوی
۱۵۱-	تاریخ ابوالفدا	ابوالفدا ابن الوردی
۱۵۲-	تاریخ الکامل	ابن اثیر جزری
۱۵۳-	تاریخ یعقوبی	ابن واضح یعقوبی
۱۵۴-	تاریخ الانساب	ابن قتیبہ
۱۵۵-	تاریخ حسن مجتبیٰ	خواجہ لطیف انصاری
۱۵۶-	تاریخ ائمہ	مولانا سید علی حیدر
۱۵۷-	تحفة السادات	سید افتخار علی شاہ
۱۵۸-	تبلیغی مجالس	مولانا سید غلام مرتضیٰ
۱۵۹-	توضیح عزا	علامہ حسین بخش دہلوی



۱۶۰۔	تذکرۃ الخواص الامہ	علامہ سبط ابن جوزی
۱۶۱۔	تذکرۃ المعصومین	علامہ علی نقی جونپوری
۱۶۲۔	تذکرۃ الاطہار	علامہ شیخ مفید
۱۶۳۔	تاریخ بنی ہاشم	ارتضیٰ بن رضا نواز پوری
۱۶۴۔	تذکرۃ شہادت	سید نسیم عباس نقوی
۱۶۵۔	تاریخ الائمہ	سید وزیر حسین خاں

(حرف.....ث)

۱۶۶۔	ثمرات الاوراق	حموی
۱۶۷۔	ثواب الاعمال	صدوق
۱۶۸۔	الثغور الباسمہ	علامہ سیوطی
۱۶۹۔	الثائب فی المناقب	ابن حمزہ
۱۷۰۔	ثمرات الاعواد	علی ابن حسین ہاشمی نجفی

(حرف.....ج)

۱۷۱۔	جامع الاصول	ابن اثیر
۱۷۲۔	جامع الصغیر	سیوطی
۱۷۳۔	جامع الاحادیث	جلال الدین السيوطی
۱۷۴۔	جواهر الکلام	الشیخ محمد حسن النجفی
۱۷۵۔	جایگاہ بانوان در اسلام	آیۃ اللہ حسین نوری



۱۷۶۔	جامع الكبير	سیوطی
۱۷۷۔	جامع عباسی	شیخ بهائی
۱۷۸۔	جوهر نضید	علامہ حلی
۱۷۹۔	جامع و تاریخ	آیۃ اللہ مصباح یزدی
۱۸۰۔	جامع الاخیار	سبزواری
۱۸۱۔	جاهلیت و اسلام	یحییٰ نوری
۱۸۲۔	جمع الفوائد	محمد بن سلیمان
۱۸۳۔	جالیۃ الکدر	عبدالہادی الایہاری
۱۸۴۔	جمع الوسائل	ملا علی القاری الہروی
۱۸۵۔	جواهر البحار	النبہانی البیرونی
۱۸۶۔	جامع التواریخ فی مقتل الحسین	فیروز حسین ہاشمی
۱۸۷۔	جلۃ العیون	علامہ مجلسی
۱۸۸۔	جدید مرثیے	ڈاکٹر مسعود رضا خاکی

(حرف.....چ)

۱۸۹۔	چودہ ستارے	مولانا نجم الحسن کراوی
------	------------	------------------------

(حرف.....ح)

۱۹۰۔	حلیۃ الاولیاء	ابو نعیم اصفہانی
۱۹۱۔	حق الیقین	مجلسی



۱۹۲۔	حلیۃ الابرار	علامہ سید ہاشم بحرانی
۱۹۳۔	حیات محمد	محمد علی سالمین
۱۹۴۔	حضرت محسن	محمد باقر انصاری
۱۹۵۔	حیات الحيوان	دمیری
۱۹۶۔	حرقة الفواد	خراسانی
۱۹۷۔	حضرت اُم کلثومؑ	ڈاکٹر عطیہ بتول
۱۹۸۔	حضرت امام حسنؑ	مولوی سید ظفر حسن نقوی
۱۹۹۔	حسن ابن علیؑ	حکیم فیض عالم صدیقی
۲۰۰۔	حسن کیست؟	فضل اللہ کمپانی
۲۰۱۔	حضرت علی میدان جنگ میں	علامہ سید ضمیر اختر نقوی
۲۰۲۔	حدیث کربلا	علامہ طالب جوہری
(حرف....خ)		
۲۰۳۔	الخرائج والجرائح	قطب الدین راوندی
۲۰۴۔	خلاصة الاذکار	فیض کاشانی
۲۰۵۔	الخصائص العلویہ	نطنزی
۲۰۶۔	الخصائص	نسائی
۲۰۷۔	خصال صدوق	شیخ صدوق
۲۰۸۔	الخصائص القاطمۃ	علامہ کجوری
۲۰۹۔	الخصائص	علامہ سیوطی



۲۱۰۔	خصائل	شیخ صدوق
۲۱۱۔	خلاصة المصائب	مولوی مرزا محمد ہادی لکھنوی
۲۱۲۔	خاندان عصمت	سید محمد تقی واردی
۲۱۳۔	خطیب آل محمد (جلد اول)	مولانا اظہر حسن زیدی
(حرف.....د)		
۲۱۴۔	دلائل الصدق	علامہ مظفر
۲۱۵۔	دعائم الاسلام	قاضی نعمان مغربی
۲۱۶۔	دلائل الامامة	ابی جعفر محمد بن جریر الطبری
۲۱۷۔	دائرة المعارف قرن عشرين	محمد فرید وجدی
۲۱۸۔	دائرة المعارف الشيعة العامة	علامہ اعلمی
۲۱۹۔	الديانة	اسقرائینی
۲۲۰۔	الدرّ النظیم	ابن حاتم الشامی
۲۲۱۔	الدعوة الساکبة	ملا محمد باقر بیهانی
۲۲۲۔	الدرر الكامنة	ابن حجر
(حرف.....ذ)		
۲۲۳۔	ذکری الشيعة	شہید اول
۲۲۴۔	ذخائر العقبی	محب الدین طبری
۲۲۵۔	ذکر المصائب	علامہ میرزا محمد ہادی لکھنوی



۲۲۶۔	ذکر مظلوم	مولانا قائم مہدی بارہ بنکوی
۲۲۷۔	ذوالجناح	علامہ سید ضمیر اختر نقوی
۲۲۸۔	ذوالفقار	علامہ سید ضمیر اختر نقوی
(حرف ر)		
۲۲۹۔	روضۃ الواعظین	شہید فتال نیشاپوری
۲۳۰۔	روضۃ المتقین	مولی محمد تقی مجلسی
۲۳۱۔	رجال کشی	کشی
۲۳۲۔	روض الجنان	ابوالفتوح رازی
۲۳۳۔	ریاحین الشریعہ	محللاتی
۲۳۴۔	الریاض النضرۃ	محب الدین طبری
۲۳۵۔	روضات الجنات	محقق خوانساری
۲۳۶۔	رسالہ ید بیضاء	آیۃ اللہ نہاوندی
۲۳۷۔	رہ آورد مبارزات حضرت زہرا	محمد دشتی
۲۳۸۔	رشفۃ الصاوی	حضر می شافعی
۲۳۹۔	رسالہ فیشری	ابوالقاسم فیشری
۲۴۰۔	ریاض القدس	قزوینی
۲۴۱۔	ریاض الاحزان	آقائے محمد حسن قزوینی
۲۴۲۔	ریاض القدس	آقائے صدر الدین قزوینی
۲۴۳۔	ریاض البصائب	مولانا سید ریاض الحسن



۲۳۳-	رسول و اہل بیت رسول	علی الجعفری
۲۳۵-	روضۃ الشہدا	ملا حسین کاشفی
(حرف.....ز)		
۲۳۶-	زہرا برترین بانوی جہان	آیۃ اللہ مکارم شیرازی
۲۳۷-	زندگانی حضرت زہرا	علامہ مجلسی
۲۳۸-	زندگانی فاطمہ زہرا	سید جعفر شہیدی
۲۳۹-	زینب الکبریٰ	جعفر الربیع، معروف بہ نقدی
۲۵۰-	زندگی حضرت زہرا	سید ہاشم رسولی محلاتی
۲۵۱-	زن در آئینہ جلال و جمال	آیۃ اللہ جوادی آملی
۲۵۲-	زندگانی حضرت فاطمہ	شیخ عباس قمی
۲۵۳-	زینت المجالس	مولوی محمد حسین
۲۵۴-	زنانِ پیغمبر اسلام	عماد زادہ
۲۵۵-	زینت المجالس	مولانا مجتبیٰ حسین نوگانی
۲۵۶-	زیارات	
۲۵۷-	زیارتِ ناحیہ	مولانا سید محمد جعفر زیدی
۲۵۸-	زبدۃ المصاب	مولوی محمد عسکری
(حرف.....س)		
۲۵۹-	السیدۃ زینب	حسن قاسم مصری



۲۶۰۔	سعد السعود	سید ابن طاووس
۲۶۱۔	سفینۃ البحار	محدث قمی
۲۶۲۔	ستارگان درخشان	محمد جواد نجفی
۲۶۳۔	سیرۃ ابن ہشام	ابن ہشام
۲۶۴۔	سیرۃ حلبی	حلبی
۲۶۵۔	سیری کوتاہ در زندگی حضرت زہرا	سجادی
۲۶۶۔	سرور المومنین	شیخ محمد علی کاظمینی
۲۶۷۔	سردار کربلا	شیخ عباس اسماعیلی یزدی
۲۶۸۔	سوانح حضرت ام کلثوم	مولانا سید علی حیدر
۲۶۹۔	سبط اکبر (امام حسن)	محمد باقر الشریف القرشی
۲۷۰۔	سوانح امام حسن	مولانا سید قائم مہدی لکھنوی
۲۷۱۔	سردار کربلا	علامہ عباس اسماعیلی
۲۷۲۔	سراج النثر	مولانا نجم الحسن نثار
۲۷۳۔	سیرت سید الشهداء (دوم)	عماد الدین اصفہانی
۲۷۴۔	سو گنامہ آل محمد	علامہ محمدی اشتہاردی
۲۷۵۔	سو گنامہ آل محمد	ریاض حسین جعفری
(حرف....ش)		
۲۷۶۔	شرح نہج البلاغۃ	ابن ابی الحدید
۲۷۷۔	شرح نہج البلاغۃ	شیخ محمد عبدہ



۲۷۸-	شرح نهج البلاغة	(منهاج البراعة) الخوئي
۲۷۹-	شرح نهج البلاغة	البحراني
۲۸۰-	شجرة طوبى	الشيخ محمد مهدي الحائري
۲۸۱-	شواهد التنزيل	حاكم حسكاني
۲۸۲-	شرح فصوص الحکم	علامه قيصري
۲۸۳-	شرح فص حكمة فاطمية	علامه حسن زاده آملی
۲۸۴-	الشيعة في الميزان	محمد جواد مغنیه
۲۸۵-	شرح مناقب الائمه	محي الدين عربي
۲۸۶-	شرح توحيد صدوق	قاضي سعيد
۲۸۷-	شرح المصابيح	زين العرب
۲۸۸-	شرح اصول كافي	صدر المتألهين
۲۸۹-	شرح اصول كافي	محمد صالح المازندراني
۲۹۰-	شرح المواهب	زرقاني
۲۹۱-	الشرف المؤبد	علامه النبهاني
۲۹۲-	شرح الفقه الاكبر	علامه علي بن سلطان محمد هروي
۲۹۳-	شرح ثلاثيات مسند احمد	علامه نابلسي
۲۹۴-	شرح منظومه سبزواري	حكيم سبزواري
۲۹۵-	شرح خطبه حضرت زهرا	زنجاني
۲۹۶-	شهادت عظمي	مولوي سيد بو علي زيدي



۲۹۷۔	شفاء الصدور فی شرح زیارة العاشور	الحاج میرزا ابی الفضل الطهرانی
۲۹۸۔	شرح شافیہ	سید محمد ابن امیر الحاج الحسینی
۲۹۹۔	شہدائے آل ابوطالب	مولانا سید محسن نواب رضوی
۳۰۰۔	شہزادہ قاسم	مولانا آغا مہدی لکھنوی
۳۰۱۔	شہید انسانیت	مولانا علی نقی نقوی
۳۰۲۔	شہیدانِ کربلا	شیخ محمد مہدی شمس الدین
۳۰۳۔	سوانح حضرت فاطمہ	علامہ سید ضمیر اختر نقوی
۳۰۴۔	شہزادہ قاسم ابن حسن (دو جلدیں)	علامہ سید ضمیر اختر نقوی
۳۰۵۔	شہزادہ قاسم کی مہندی	علامہ سید ضمیر اختر نقوی
۳۰۶۔	شہزادہ علی اصغر (سوانح)	علامہ سید ضمیر اختر نقوی
۳۰۷۔	شہید علمائے حق	
۳۰۸۔	شعرائے اردو اور عشق علی	علامہ سید ضمیر اختر نقوی
۳۰۹۔	شاعر اعظم میرانیس	علامہ سید ضمیر اختر نقوی
۳۱۰۔	شہزادی زینب اور تاریخ ملک شام	علامہ سید ضمیر اختر نقوی
(حرف.....ص)		
۳۱۱۔	الصواعق المحرقة	ابن حجر
۳۱۲۔	صحیح بخاری	ابو عبد اللہ بخاری
۳۱۳۔	صحیح مسلم	مسلم
۳۱۴۔	صحیح ترمذی	ترمذی



۳۱۵۔	صحیفۃ سجادیہ	امام سجادؑ
۳۱۶۔	صحیح احمد بن حنبل	احمد بن حنبل
۳۱۷۔	صحیح ابن ماجہ	ابن ماجہ
۳۱۸۔	صراط النجات	میرزا جواد تبریزی
۳۱۹۔	صلح حسنؑ	محمد شریف
۳۲۰۔	صلح و جنگ	مولانا محمد محسن
۳۲۱۔	صلح حسنؑ	مرتضیٰ حسین فاضل

(حرف.....ط)

۳۲۲۔	الطراز المذهب	مظفری
۳۲۳۔	الطرائف	ابن طاووس
۳۲۴۔	الطبقات الکبریٰ	ابن سعد
۳۲۵۔	طبقات الشافعیۃ الکبریٰ	عبدالوہاب سبکی
۳۲۶۔	طبقات ابن سعد	محمد بن سعد کاتب الواقدی

(حرف.....ظ)

۳۲۷۔	ظلمات فاطمۃ الزہرا فی السنۃ والاراء	عبدالکریم عقیلی
۳۲۸۔	ظہور امام مہدی (عشرۃ مجالس)	علامہ سید ضمیر اختر نقوی

(حرف.....ع)

۳۲۹۔	علل الشرایع	شیخ صدوق
------	-------------	----------



۳۳۰۔	عقد الفرید	ابن عبد ربہ
۳۳۱۔	عوالم العلوم	البحرانی الاصفہانی
۳۳۲۔	عیون اخبار الرضا	شیخ صدوق
۳۳۳۔	عمدة النظر	علامہ سید ہاشم بحرانی
۳۳۴۔	عقد ام کلثوم	محمد تقی رضا بدایونی
۳۳۵۔	عقد حضرت ام کلثوم	مولانا سید علی حیدر
۳۳۶۔	عبرت المومنین	محمد جواد شبر
۳۳۷۔	عوالم العلوم	شیخ عبد اللہ البحرانی اصفہانی
۳۳۸۔	عظمت آل محمد	موسیٰ بیگ نجفی
۳۳۹۔	عظمت حضرت زینب	علامہ سید ضمیر اختر نقوی
۳۴۰۔	عظمت صحابہ (عشرہ مجالس)	علامہ سید ضمیر اختر نقوی
۳۴۱۔		

(حرف.....غ)

۳۴۲۔	الغدير	علامہ امینی
۳۴۳۔	غایة المرام	علامہ سید ہاشم بحرانی
۳۴۴۔	غریب الحديث	ابن جوزی
۳۴۵۔	غریب الحديث	الہروی
۳۴۶۔	غم حسین اور عزاداروں کی شفاعت	علامہ سید ضمیر اختر نقوی



(حرف ف)

۳۴۷-	فضائل الاشهر الثلاثة	شیخ صدوق
۳۴۸-	فاطمہ الزہرا بہجۃ قلب المصطفیٰ	الرحمانی الہمدانی
۳۴۹-	فاطمہ زہرا	علامہ امینی
۳۵۰-	فرائد السمطین	الحموی
۳۵۱-	فاطمہ الزہرا فی دیوان الشعر العربی	مجموعہ شعرا
۳۵۲-	فاطمہ زہرا	فضل اللہ کمپانی
۳۵۳-	فردوس الاخبار	ابن شیروہ الدیلمی
۳۵۴-	فضائل الخمسة من الصحاح الستة	علامہ فیروز آبادی
۳۵۵-	فاطمہ زہرا من المہدی الی اللحد	علامہ القزوینی
۳۵۶-	فاطمہ زہرا از ولادت تا شہادت	ترجمہ فریدونی
۳۵۷-	فصول المہمة	ابن صباغ مالکی
۳۵۸-	فرشۃ زمینی	حسینیان
۳۵۹-	فاطمہ زہرا در کلام اہل سنت	سید مہدی ہاشمی
۳۶۰-	فرہنگ معین	ڈاکٹر محمد معین
۳۶۱-	فضائل	ابن شاذان
۳۶۲-	فاطمہ گلوآۃ آفرینش	سید مجتبیٰ برہانی
۳۶۳-	فروغ ابدیت	سبحانی
۳۶۴-	فاطمہ بقیۃ النبوة	مظفر حاجیان



۳۶۵۔	فلاح السائل	ابن طاووس
۳۶۶۔	فتوحات الربانیة	صدیقی شافعی
۳۶۷۔	فضہ ہمزاز زہرا	محمد عابدی
۳۶۸۔	فرہنگ واثرہا	عبدالرسول بیات
۳۶۹۔	فتح الغزیر	شافعی
۳۷۰۔	فضائل سیدۃ النساء	عمر بن احمد شاہین
۳۷۱۔	الفتح الکبیر	الشیخ یوسف نبہانی
۳۷۲۔	الفتح البیان	علامہ السید صدیق حسن خان
۳۷۳۔	فضائل البتول	ابوموسیٰ
۳۷۴۔	فضہ رہ یافتہ کوی فاطمہ	مریم صالحی منش
(حرفق)		
۳۷۵۔	قرة العین	فاضل تبریزی
۳۷۶۔	قادتنا کیف نعرفهم	آیۃ اللہ العظمی میلانی
۳۷۷۔	قاموس قرآن	سید علی اکبر قرشی
۳۷۸۔	قاموس المحيط	فیروز آبادی
۳۷۹۔	قبر گمشده	داود الہی
۳۸۰۔	قرب الاسناد	حمیری
۳۸۱۔	قاموس الرجال	علامہ تستری
۳۸۲۔	قصص الانبیاء	قطب الدین راوندی



۳۸۳-	قصہ کریلا	حجة الاسلام علی نظری منفرد
۳۸۴-	مقام الزخار	فرهاد میرزا قاجاری
۳۸۵-	قول جلی در حل عقد بنت علی	علامہ محمد عباس مولوی فاضل
۳۸۶-	قصص العلماء	فاضل تنکاہی
(حرفک)		
۳۸۷-	کمال الدین و تمام النعمة	شیخ صدوق
۳۸۸-	کشف الظنون	مصطفی بن عبد اللہ حلبی
۳۸۹-	کشف الغمة فی معرفة الائمة	علامہ اربلی
۳۹۰-	کنز العمال	المتقی الہندی
۳۹۱-	کافی شریف	کلینی
۳۹۲-	کامل الزیارات	ابن قولویہ
۳۹۳-	کفایة الطالب	گنجی شافعی
۳۹۴-	الکوتر فی احوال فاطمہ	سید محمد باقر موسوی
۳۹۵-	کنز العرفان	فاضل مقداد
۳۹۶-	کامل ابن اثیر	ابن اثیر
۳۹۷-	کتاب الرجال کشی	محمد بن عبد العزیز کشی
۳۹۸-	کتاب الرجال نجاشی	احمد بن علی بن احمد بن عباس نجاشی
۳۹۹-	کتاب الرجال طوسی	شیخ الطائفہ محمد بن حسن طوسی
۴۰۰-	کفایت الطالب فی مناقب علی	سید احمد حسینی اردکانی



۴۰۱۔	کلام ضمیر	علامہ سید ضمیر اختر نقوی
(حرف ل)		
۴۰۲۔	اللغة البيضاء	محمد علی انصاری
۴۰۳۔	الؤلؤة البيضاء	السید طالب الخرسان
۴۰۴۔	لسان المیزان	ابن حجر عسقلانی
۴۰۵۔	لهوف	سید ابن طاووس
۴۰۶۔	لواعیز الاحزان	مولوی سید محمد مهدی
(حرف م)		
۴۰۷۔	مجمع التورین	سبزواری
۴۰۸۔	مفتاح البقاء	شہید خامس
۴۰۹۔	معارف النبوة	محمد معین
۴۱۰۔	المحجة البيضاء	محسن الکاشانی
۴۱۱۔	مصنفات شیخ مفید	شیخ مفید
۴۱۲۔	مقتل الحسین	خوارزمی
۴۱۳۔	مرآة العقول	علامہ مجلسی
۴۱۴۔	مرآة الجنان	یاقعی
۴۱۵۔	من لایحضره الفقیه	ابی جعفر الصدوق
۴۱۶۔	ملاذ الاخیار	علامہ مجلسی



۳۱۷-	مجمع الزوائد	علی بن ابی بکر الہیثمی
۳۱۸-	مفردات الفاظ القرآن	راغب اصفہانی
۳۱۹-	میزان اعتدال	ذہبی
۳۲۰-	منتخب طریحی	طریحی
۳۲۱-	المناقب	ابن شہر آشوب
۳۲۲-	مقام الفضل	علامہ کرمانشاہی
۳۲۳-	مستدرک الوسائل	محدث نوری
۳۲۴-	منتخب کنز العمال	متقی ہندی
۳۲۵-	مولد فاطمہ	ابن بابویہ
۳۲۶-	مہج الدعوات	سید بن طاووس
۳۲۷-	معانی الاخبار	صدوق
۳۲۸-	مصباح الزائر	سید بن طاووس
۳۲۹-	مدینۃ المعاجز	محدث بحرانی
۳۳۰-	مجمع البحرين	علامہ طریحی
۳۳۱-	مسند فاطمہ	عطاردی
۳۳۲-	المستدرک علی الصحیحین	الحاکم النیشاپوری
۳۳۳-	مسند احمد	احمد بن حنبل
۳۳۴-	مجمع النورین و ملتقی البحرين	ابوالحسن نجفی
۳۳۵-	مناقب فاطمی در شعر فارسی	احمدی بیرجندی

۵۳۲	حیات یزید شہزادی اُم کلثوم
۳۳۶۔	موسوعة المصطفى الشاکری
۳۳۷۔	مصباح الانوار ہاشم بن محمد
۳۳۸۔	مفتاح الفلاح شیخ بہانی
۳۳۹۔	معالی السبطين محمد مہدی حائری
۳۴۰۔	مجموعه مقالات الزهراء حسینی نھاوندی
۳۴۱۔	مشکات المصابیح الخطیب التبریزی
۳۴۲۔	مروج الذهب مسعودی
۳۴۳۔	منتخب التواریخ خراسانی
۳۴۴۔	مرآة الانوار و مشکوة الاسرار العاملی
۳۴۵۔	المنتهی علامہ حلی
۳۴۶۔	مزار ابن معین
۳۴۷۔	مستدرک سفینة البحار نمازی شاہرودی
۳۴۸۔	مشارك تولد اليقين في اسرار المومنين الحافظ البرسی
۳۴۹۔	معجم رجال الحديث الخوئی
۳۵۰۔	منهاج السنة ابن تیمیہ
۳۵۱۔	میزان الحکمة ری شهری
۳۵۲۔	المسطرفات السرائر ابن ادیس حلی
۳۵۳۔	مفتاح الكنوز سید میرزا رفیع الدین طباطبائی
۳۵۴۔	میزان الموازين في امر الدين حاج علی نجف خان خوئی



۴۵۵۔ منتقى الجمان	جمال الدين ابن شهيد ثانی
۴۵۶۔ مشرق الشمین	بهاء الدين عاملى
۴۵۷۔ مودة القربى	الحویزی
۴۵۸۔ مصباح کفعمی	الکفعمی
۴۵۹۔ المنجد	لويس معلوف يسوعی
۴۶۰۔ موسوعة المصطفى	حسین الشاکری
۴۶۱۔ مناقب	ابن مغازلی
۴۶۲۔ مناقب المرتضویه	محمد صالح الکشفی
۴۶۳۔ میزان الاعتدال	دمشقی
۴۶۴۔ مناقب	احمد بن حنبل
۴۶۵۔ مسند طيالسی	طیالسی
۴۶۶۔ معجم صغیر	طبرانی
۴۶۷۔ معجم کبیر	طبرانی
۴۶۸۔ موالید الائمة و وفیاتهم	ابن خشاب
۴۶۹۔ مصباح المتہجد	شیخ طوسی
۴۷۰۔ منجد الطلاب	ترجمہ محمد بندر ریگی
۴۷۱۔ مشکل الآثار	طحاوی
۴۷۲۔ مصابیح السنّة	بغوی
۴۷۳۔ المناقب	علامہ عبد اللہ الشافعی



۳۷۳- المسند	ابو داود الطیالسی
۳۷۵- مفتاح النجا	البدخشى
۳۷۶- المختار في مناقب الاخبار	علامه مجد الدين بن اثير الجزرى
۳۷۷- مشارق الانوار	شیخ حسن حمزاوى مالکى
۳۷۸- مودة القربى	الهمدانی العلوی الحسینی
۳۷۹- موسوعة آل النبى	الدکتوره عایشه بنت الشاطی
۳۸۰- مکاشفة القلوب	علامه غزالی
۳۸۱- معالم التنزیل	حافظ ابو محمد البغوی الشافعی
۳۸۲- معالم العترة النبویه	الحافظ عبدالعزیز الجندی
۳۸۳- مجالس المتقین	شہید ثالث
۳۸۴- مثنوی	مولوی رومی
۳۸۵- مفاتیح الجنان	شیخ عباس قمی
۳۸۶- مکارم الاخلاق	طبرسی
۳۸۷- مقتل الحسين	مقدم
۳۸۸- مقتل	معین الدین ہندی
۳۸۹- مہجۃ الاحزان	فاضل یزدی
۳۹۰- محرق القلوب	فاضل نراقی
۳۹۱- المجالس الفاخرة	شرف الدین عاملی
۳۹۲- مشیر الاحزان	شہید شریف الجواہری



۳۹۳-	مصباح الحرمین	عبد الجبار شکوری
۳۹۳-	مقتل	ابن عصفور بحرانی
۳۹۵-	مقتل	حسن بن سلیمانی شویکی
۳۹۶-	مقتل	محمد بن حسن حر عاملی
۳۹۷-	مقتل	شهاب الدین عاملی
۳۹۸-	المائتین فی مقتل الحسین	علامہ غلام حسنین کنتوری
۳۹۹-	مرآة الانوار	ابوالحسن الشریف
۵۰۰-	مجالس المتقین	برغانی
۵۰۱-	مقتل	محمد بن ابی طالب
۵۰۲-	مسافرة شام	علامہ محمد حسین النجفی
۵۰۳-	موسوعة الشهادة المعصومین	مقتل خوارزمی
۵۰۴-	مجالس السنیہ	ابن نما حلی
۵۰۵-	مصارع الشهداء و مقاتل السعداء	سید محسن الامینی
۵۰۶-	مروج الذهب (تاریخ مسعودی)	شیخ سلمان ابن عبد اللہ آل عصفور
۵۰۷-	مقتل ابی مخنف	لوط بن یحییٰ
۵۰۸-	معجم الرجال طوسی	آیت اللہ ابوالقاسم خونی
۵۰۹-	معجم الرجال الحديث	آیت اللہ ابوالقاسم خونی
۵۱۰-	مقتل الحسین	ابوالمؤند المرفق بن احمد مکی
۵۱۱-	مقاتل الطالبین	ابوالفرج اصفهانی



۵۱۲-	مناقب آل ابی طالب	محمد بن علی بن شهر آشوب
۵۱۳-	مشیر الاحزان	شیخ نجم الدین (ابن نما) حلی
۵۱۴-	مجالس امام حسین	محمد حسین لکهنوی
۵۱۵-	مہجۃ الاحزان	علامہ حسن یزدی
۵۱۶-	مجالس المنتظرین (جلد دوم)	سید جعفر الزمان نقوی
۵۱۷-	مثالی خواتین	ڈاکٹر احمد بہشتی
۵۱۸-	مجالس المنتظرین (جلد سوم)	سید جعفر الزمان نقوی
۵۱۹-	منتخب التواریخ (جلد ۱)	محمد ہاشم بن محمد علی مشہدی
۵۲۰-	منتخب التواریخ (جلد ۲)	محمد ہاشم بن محمد علی مشہدی
۵۲۱-	مقتل حسین	شیخ مفید
۵۲۲-	معیار مودت	سید یار شاہ نجفی
۵۲۳-	معراج المجالس	مولانا سبط حسن لکهنوی
۵۲۴-	معجزات آل محمد (حصہ دوم)	سید ہاشم البحرانی
۵۲۵-	مجالس عظیم	مولانا سید کلب عابد مجتہد
۵۲۶-	مجالس الشیعہ	مولانا سید کلب حسین مجتہد
۵۲۷-	مجالس امام حسین	شیخ جعفر شوستری
۵۲۸-	معالی السبطین (حصہ اول)	آقائے مہدی مازندرانی
۵۲۹-	مختار آل محمد	مولانا نجم الحسن کراوی
۵۳۰-	مجالس الشیعہ	مولانا سید تقی لکهنوی



۵۳۱۔	مصائب الشہدا	مولانا آغا نجف علی
۵۳۲۔	مفتاح الجنۃ	محمد بن محمد الشہیر زنجانی
۵۳۳۔	مجالس علویہ	مولوی میر سید علی لکھنوی
۵۳۴۔	مقتل سادات (حصہ اول)	منیر زیدی الواسطی
۵۳۵۔	مقتل سادات (حصہ دوم)	منیر زیدی الواسطی
۵۳۶۔	مفتاح المجالس (اول)	مولانا سید اکبر مہدی سلیم جرولی
۵۳۷۔	مجالس عزائے بنتِ زہرا	مولانا شیخ شہیر نجفی
۵۳۸۔	معراج خطابت (مجموعہ مجالس)	علامہ سید ضمیر اختر نقوی
۵۳۹۔	مجالس محسنہ	علامہ سید ضمیر اختر نقوی
۵۴۰۔	معجزہ اور قرآن (عشرہ مجالس)	علامہ سید ضمیر اختر نقوی
۵۴۱۔	معصوموں کا ستارہ	علامہ سید ضمیر اختر نقوی
۵۴۲۔	مجالس ترابی	علامہ سید ضمیر اختر نقوی
۵۴۳۔	میرزا فصیح کے مرثیے (قلمی)	میرزا فصیح
۵۴۴۔	میر ضمیر کے مرثیے (قلمی)	میر ضمیر
۵۴۵۔	مراثی دلگیر (چار جلدیں)	میاں دلگیر
۵۴۶۔	مراثی موتس (چھ جلدیں)	میر موتس
۵۴۷۔	مراثی انیس (چھ جلدیں)	میر انیس
۵۴۸۔	مرزا دبیر کے مرثیے (۲۵ جلدیں)	مرزا دبیر
۵۴۹۔	مرزا اوچ کے مرثیے (قلمی)	مرزا اوچ



۵۵۰۔	میر جلیس کے مرثیے (قلمی)	میر جلیس
۵۵۱۔	میرزا عشق کے مرثیے (قلمی)	میرزا عشق
۵۵۲۔	میرزا تعشق (قلمی)	میرزا تعشق
(حرفن)		
۵۵۳۔	نزهة المجالس	شیخ عبدالرحمن صفوری
۵۵۴۔	نور الابصار	شہلنجی
۵۵۵۔	التفحات القدسیة	السید عبدالرزاق کمونہ
۵۵۶۔	نوادیر الاخبار	فیض کاشانی
۵۵۷۔	نہج الحق	علامہ حلی
۵۵۸۔	ناسخ الخواریخ	محمد تقی سپہر، لسان الملك
۵۵۹۔	النهاية	ابن اثیر
۵۶۰۔	نفحات الانس	جامی
۵۶۱۔	نهاية	شیخ طوسی
۵۶۲۔	نظم درالسمطين	زرندي
۵۶۳۔	نوادیر الاخبار	فیض کاشانی
۵۶۴۔	نگاهی بر زندگی حضرت فاطمہ	محمد محمدی اشتہاردی
۵۶۵۔	نزهة الابرار و منار الانظار	علامہ سید ہاشم بحرانی
۵۶۶۔	نهاية	ابن اثیر جزری
۵۶۷۔	نور العینین فی مشهد الحسینؑ	ابو اسحاق اسفرائینی



۵۲۸۔	نهر المصائب (چار جلدیں)	آخوند مرزا قاسم علی
۵۲۹۔	نزهت المصائب (اول)	آخوند مرزا قاسم علی
۵۷۰۔	نسب بنی ہاشم	جمیل ابراہیم حبیب
۵۷۱۔	نصیر المجالس	علامہ نصیر الاجتہادی
۵۷۲۔	نفس المهموم	شیخ عباس قمی
۵۷۳۔	نوادرات مرثیہ نگاری	علامہ سید ضمیر اختر نقوی

(حرف....و)

۵۷۴۔	وسائل الشیخہ	شیخ حر عاملی
۵۷۵۔	الوافی	فیض کاشانی
۵۷۶۔	وفات الصدیقة الزہراء	علامہ مقرر
۵۷۷۔	وفیات الاعیان	ابن خلکان
۵۷۸۔	واعلموا انی فاطمة (دس جلدیں)	حمید مهاجر
۵۷۹۔	وسيلة الدارين فی رثاء الحسین	معاصرین شعراء نجف
۵۸۰۔	ولایت علی (عشرہ مجالس)	علامہ سید ضمیر اختر نقوی

(حرف....ہ)

۵۸۱۔	ہدیۃ العارفین	اسماعیل پاشا
۵۸۲۔	ہزار و یک نکتہ	آیت اللہ حسن زادہ آملی
۵۸۳۔	ہزار و یک کلمہ	آیت اللہ حسن زادہ آملی



۵۸۳۔	ہدایۃ الکبریٰ	الخصیصی
۵۸۵۔	ہدایۃ الامامۃ	شیخ حرّ عاملی
۵۸۶۔	ہماری شہزادیاں	محمودۃ نسرین
(حرف.....ی)		
۵۸۷۔	ینابیع المودۃ	القندوزی الحنفی
۵۸۸۔	یک آسمان پروانہ	کمال السید
۵۸۹۔	یاس کیود	مجاہدی



www.ziaara.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakin

علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی:

نوحہ وفاتِ جنابِ ام کلثومؑ

شہزادی کلثومؑ نے دنیا سے قضا کی ، وا حسرت و دردا

رخصت ہوئی دنیا سے محمدؐ کی نواسی ، وا حسرت و دردا

لاشے پہ چلی آئیں ہیں خود فاطمہ زہراؑ ، کرتی ہوئی گریہ

رورو کے نفاں کرتی ہیں ہے میری پیاری ، وا حسرت و دردا

حوریں بھی چلی آئی ہیں کرتی ہوئی ماتم ، اک حشر ہے بہم

احمد کی دلاری سوئے فردوس سدھاری ، وا حسرت و دردا

سیدانیاں ہیں خاک بسر رنجِ عالم سے ، بے حال ہیں بچے

ہلتی ہے زمیں ہوتی ہے جب گریہ وزاری ، وا حسرت و دردا

ہے حیدر کرار کے ہونٹوں پہ یہ نوحہ ، دل روتا ہے میرا

کس عالم غربت میں رہی ہے مری بچی وا حسرت و دردا



شبیرؔ کے غم میں رہی جب تک رہی زندہ؁ کرتی رہی نوحہ
شبیرؔ کا ماتم کیا اور دنیا سے گزری؁ وا حسرت و دردا

ناگاہ صدا قبرِ پیبرؔ سے یہ آئی؁ اے غم کی ستائی
دنیا تجھے راس آئی نہ نانا کی فدائی؁ وا حسرت و دردا

دنیا میں قیامت ہے پپا حشر کے جیسی؁ آفت ہے یہ کیسی
چھائی ہے گھروں میں بنی ہاشم کے اداسی؁ وا حسرت و دردا

ہر سو ہے ضمیر آج عجب شیون و گریہ؁ سن کر ترا نوحہ
بھائی کی عزادار نے دنیا سے نفا کی وا حسرت و دردا





علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی کی معرکتہ الآرا کتاب شائع ہوگئی ہے

شہزادہ قاسم ابن حسنؑ

(جلد اول، دوم)

علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی



علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی کی معرکتہ الآرا کتاب شائع ہوگئی ہے



شہزادہ قاسم کی مہندی

علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی